فتاویٰ انوارُ العلوم

کتاب الصلوٰۃ حصہ اول

- باب احکام المساجد ۔ کتاب مواقیت الصلوٰۃ ۔ باب الاذان والاقامہ
- باب شروط الصلوٰۃ ۔ باب الفرائض والواجباتِ فی الصلوٰۃ ۔ باب سنن الصلوٰۃ
- باب مستحباتِ الصلوٰۃ (وآدابہا) ۔ باب القرآتِ ۔ باب الامامہ ۔ باب الجماعۃ
- باب السترہ ۔ باب فی اللاحق والمسبوقِ ۔ باب السترہ ۔ باب مایفسد الصلوٰۃ مالایفسدھا



فتاوی انوار العلوم

کتاب الصلوۃ

حصہ اول

ترتیب

حضرت مولانا مفتی عبدالحق عثمانی صاحب مدظلہ

مہتمم جامعہ انوار العلوم مہران کورنگی کراچی



دار الناشر

☆ نام کتاب .... **فتاویٰ انوار العلوم**

☆ زیر سرپرستی .... حضرت مولانا عبدالحق عثمانی صاحب مدظلہ

☆ ناشر .... دار الناشر

☆ سن اشاعت .... جمعۃ المبارک 7 جمادی الاوّل 1436ھ

ملنے کے پتے

☆ ادارہ العلم ریاض سوک سنٹر نوشہرہ
☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
☆ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
☆ ادارۃ الرشید بنوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ رحمانیہ قصہ خوانی پشاور
☆ نیازی کتب خانہ اکوڑہ خٹک
☆ ادارۃ النور بنوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
☆ مکتبۃ القرآن بنوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
☆ مکتبہ عثمانیہ راولپنڈی
☆ مکتبہ لدھیانوی بنوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ امام محمد بنوری ٹاؤن کراچی

فہرست مضامین فتاوی انوار العلوم

عنوانات	صفحہ نمبر

کتاب الصلاۃ

١ - باب أحكام المساجد

۲ - كتاب مواقيت الصلاة

۳- باب الأذان والإقامة

٤ - باب شروط الصلاة

٥ - باب الفرائض والواجبات في الصلاة

٦ - باب سنن الصلاة

۷- باب مستحبات الصلاۃ وآدابہا

۸- باب القراءۃ

۹- باب الإمامة

۱۰ - باب الجماعة

۱۱ - باب السترة

۱۲- باب في اللاحق والمسبوق

۱۳- باب ما يفسد الصلاة وما لا يفسد

۱۴- باب مکروهات الصلاة

۱۵ - باب الوتر والقنوت

باب أحكام المساجد

مسجد کے نچلے حصے میں بیت الخلاء اور وضوخانہ وغیرہ تعمیر کرنے کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک بندہ مسجد کی تعمیر کرنا چاہتا ہے اور اس کے نچلے حصہ میں بیت الخلاء اور وضوخانہ تعمیر کرکے اس کے اوپر مسجد تعمیر کرنا چاہتا ہے آیا اس کے لئے اس طرح تعمیر کرانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ زمین کے جتنے حصے کو ایک بار مسجد شرعی قرار دیا جائے یعنی زمین سے آسمان تک مکمل مسجد کہلائی جاتی ہے اور مسجد کے لئے وقف کی جائے تو ایسی مسجد شرعی میں کسی چیز کے بنانے کی گنجائش نہیں ہے، خواہ مسجد کے نچلے حصے میں ہو یا اوپر، مسجد شرعی قرار دینے سے قبل امام کے لئے مکان یا مصالحِ مسجد کے لئے اور کچھ بنانا طے کرلیا ہو اور اس کی عام اطلاع بھی کردی ہو تو جائز ہے، لیکن بیت الخلاء بنانے کی پھر بھی گنجائش نہیں ہے کیونکہ بیت الخلاء مصالحِ مسجد یعنی ضرورتِ مسجد میں داخل نہیں ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں مذکور شخص کے لئے مسجد کے تہہ خانے میں بیت الخلاء اور استنجاء خانہ وغیرہ بنانا خواہ زمین پہلے سے مسجد کے لئے وقف ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں درست نہیں ہے، کیونکہ بیت الخلاء مصالحِ مسجد میں سے نہیں ہے اس لئے مسجد کے نیچے یا اوپر بنانے کی بالکل اجازت نہیں ہے بلکہ مسجد کے قریب بھی ان کی تعمیر مسجد کی بے حرمتی اور عبادت میں خلل کا موجب ہے اور مسجد کے نیچے بیت الخلاء وغیرہ کی تعمیر کرنے سے اس کے مسجد شرعی ہونے کی حیثیت متنازع فیہ ہوجاتا ہے۔ البتہ وضوخانہ کی گنجائش ہے کیونکہ وہ مصالحِ مسجد میں سے ہے۔

كذا في تنوير الأبصار:

(وإذا جعل تحته سردا بالمصالحة) أي المسجد (جاز) كمسجد القدس.[1]

(و) كره تحريما (الوطء فوقه، والبول والتغوط) لأنه مسجد إلى عنان السماء.

وكذا في الشامية:

(قوله إلى عنان السماء) وكذا إلى تحت الثرى كما في البيرى عن الإسبيجابي بقي لو جعل الواقف تحته بيتا للخلاء هل يجوز كما في مسجد محلة الشحم في دمشق؟ لم أره صريحا.[2]

==================

[1] كتاب الصلاة، باب أحكام المسجد، ١/ ٦٥٦، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب أحكام المسجد، ١، ٦٥٦، ط: سعيد

وكذا في تقريرات الرافعي على حاشية ابن عابدين:

قوله (لم أره صريحا) الظاهر عدم الجواز وما يأتي متنا لا يفيد الجواز لأن بيت الخلاء ليس من مصالحه على أن الظاهر عدم صحة جعله مسجدا بجعل بيت الخلاء تحته كما يأتي أنه لو جعل السقاية أسفله لا يكون مسجدا فكذا بيت الخلاء لأنهما ليسا من المصالح تأمل. [۱]

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الوقف، باب المساجد، ٦/ ٤٤٤، ٦/ ٤٦٤، ط: سعيد

وكذا في مسائل رفعت قاسمی: مسائل مسجد، ٦/ ١٢١، ط: سید احمد شہید

سود کی رقم سے بنی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنے کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید سود کا کاروبار کرتا ہے، سود کی رقم سے بنی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سودی اور ناجائز رقوم سے مسجد بنانا شرعاً جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے گھر میں پاک مال لگایا جائے، وہ پاک مال ہی کو قبول کرتا ہے، ناپاک مال نہ لگایا جائے، اور ایسی مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

كذا في الصحيح لمسلم:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا. [۲]

وكذا في الطحطاوي:

(قوله لو بماله الحلال) فلو المال خبيثا أو فيه شبهة الخبث يكره لأن الله تعالى لا يقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبله. [۳]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ لَوْ بِمَالِهِ الْحَلَالِ) قَالَ تَاجُ الشَّرِيعَةِ: أَمَّا لَوْ أَنْفَقَ فِي ذَلِكَ مَالًا خَبِيثًا وَمَالًا سَبَبُهُ الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ فَيُكْرَهُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَقْبَلُ إِلَّا الطَّيِّبَ، فَيُكْرَهُ تَلْوِيثُ بَيْتِهِ بِمَا لَا يَقْبَلُهُ. اهـ. شُرُنْبُلَالِيَّةٌ. [٤]

---

[١] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٨٥، ط: سعيد

[٢] كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ١/ ٣٢٦، ط: قديمي

[٣] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٢٧٨، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، مطلب في أحكام المسجد، ١/ ٦٥٨، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

فِي الْمُنْتَقَى قَالَ أَبُو يُوسُفَ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - إذَا غَصَبَ رَجُلٌ أَرْضًا وَبَنَاهَا حَوَانِيتَ وَحَمَّامًا وَمَسْجِدًا فَلَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ فِي ذَلِكَ الْمَسْجِدِ فَأَمَّا الْحَمَّامُ فَلَا يَدْخُلُ وَلَا يَسْتَأْجِرُ الْحَوَانِيتَ قَالَ وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَدْخُلَ الْحَوَانِيتَ لِشِرَاءِ الْمَتَاعِ قَالَ هِشَامٌ وَأَنَا أَكْرَهُ الصَّلَاةَ فِيهِ حَتَّى يَطِيبَ بِذَلِكَ أَرْبَابُهُ. (١)

وفيه أيضا:

الصَّلَاةُ فِي أَرْضٍ مَغْصُوبَةٍ جَائِزَةٌ وَلَكِنْ يُعَاقَبُ بِظُلْمِهِ فَمَا كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ تَعَالَى يُثَابُ وَمَا كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعِبَادِ يُعَاقَبُ. كَذَا فِي مُخْتَارِ الْفَتَاوَى الصَّلَاةُ جَائِزَةٌ فِي جَمِيعِ ذَلِكَ لِاسْتِجْمَاعِ شَرَائِطِهَا وَأَرْكَانِهَا. (٢)

وكذا في الفقه الإسلامي:

الصلاة في الأرض المغصوبة حرام بالإجماع، لأن اللبث فيها يحرم في غير الصلاة، فلأن يحرم في الصلاة أولى. (٣)

وكذا في مجموعة الفتاوى: كتاب المساجد، ١/ ١٨٤، ط: سعيد

وكذا في نجم الفتاوى: كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٣٩٥، ط: شعبہ نشر واشاعت

وكذا في احسن الفتاوى: باب المسجد، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤٣٠، ط: سعيد

نیشنل ریفائنری سپر ہائی ٹینشن تار کے نیچے مسجد کی تعمیر کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارا علاقہ جو کہ واقع گاہی فقیر گوٹھ سیکٹر ۱۵ کورنگی کراچی ۳۱ نیشنل ریفائنری سپر ہائی ٹینشن تار کے نیچے تقریباً ۲ کلومیٹر تک آبادی ہے تقریباً ۲۸ سال سے لے کر رہائش پذیر ہیں اب اس آبادی میں چند مساجد ومدرسے ودیگر امام بارگاہ پہلے ہی سے موجود ہیں اس مسئلہ میں یہ معلوم کرنا ہے کہ اس آبادی میں کیا مسجد ومدرسہ تعمیر کرنا شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ نیشنل ریفائنری سپر ہائی ٹینشن تار کے نیچے حکومت کے قانون کے تحت کسی بھی قسم کی آبادکاری ممنوع ہوتی

(١) كتاب الكراهية، الباب الثامن في تملك الغاصب المغصوب والانتفاع به، ٥/ ١٤٢، ط: رشيدية

(٢) الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ١/ ١٠٩، ط: قديمي

(٣) المطلب الرابع، ما تحرم الصلاة فيه، ٢/ ٩٨٤، ط: طهران، ايران

ہے، لہٰذا اگر حکومت نے مذکورہ جگہ میں تعمیر مسجد کی اجازت دی ہے تب تو مسجد ومدرسہ کی تعمیر شرعاً جائز ہے، بصورت دیگر درست نہیں، اور اگر حکومت کی ممنوعہ جگہ پر کوئی مسجد پہلے سے موجود ہو تو وہ نہ گرائی جائے، البتہ ایسی ممنوعہ جگہوں پر نئی مسجد کی تعمیر سے بچنا چاہئے کیونکہ ممنوعہ مقامات میں آبادی کا موجود ہونا کسی نئی تعمیر کے لئے شرعاً حجت نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ مساجد کی تعمیر ایسی جگہوں پر کریں جہاں کسی قسم کا شک وشبہ نہ ہو کیونکہ اگر سرکاری انتظامیہ ان ممنوعہ تجاوزات کو منہدم کردے تو مسجد کا تقدس پامال ہو سکتا ہے اور لوگوں کے درمیان فتنہ وفساد برپا ہو سکتا ہے، اس لئے غیر قانونی جگہوں میں مساجد کی تعمیر سے بہر حال پرہیز کرنا چاہئے۔

كذا في الشامية:

أَفَادَ أَنَّ الْوَاقِفَ لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ مَالِكُهُ وَقْتَ الْوَقْفِ مِلْكًا بَاتًّا وَلَوْ بِسَبَبٍ فَاسِدٍ، وَأَنْ لَا يَكُونَ مَحْجُورًا عَنْ التَّصَرُّفِ، حَتَّى لَوْ وَقَفَ الْغَاصِبُ الْمَغْصُوبَ لَمْ يَصِحَّ، وَإِنْ مَلَكَهُ بَعْدُ بِشِرَاءٍ أَوْ صُلْحٍ.[1]

وكذا في الدر مع الرد:

وكذا تكره في أماكن كفوق الكعبة وفي طريق ومزيلة ومجزرة... وأرض مغصوبة أو للغير. (وفي الشامية) وفى الواقعات بني مسجدا على سور المدينة لا ينبغي أن يصلى فيه لأنه حق العامة فلم يخلص لله تعالى كالمبنى في أرض مغصوبة... فالصلاة فيها مكروهة تحريما في قول وغير صحيحة له في قول آخر.[2]

وكذا في الهندية: كتاب الوقف، فصل فيما ينتقض به الإجارة وما لا ينتقض به، ٢/ ٣٥٣، ط: رشيدية

وكذا في نجم الفتاوى: کتاب الصلاۃ، باب احکام المساجد، ۲/ ۵۶۳، ۵۶۴، ط: شعبہ نشر واشاعت

وكذا في مجموعة الفتاوى: کتاب الصلاۃ، ۱/ ۳۰۵، ط: سعید

دو مسجدوں کے درمیان فاصلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ دو مسجدوں میں شرعاً کس قدر فاصلہ ضروری ہے، نیز امام اور مؤذن کا کیا کیا جائے؟

جواب: اگر ایک مسجد میں نمازی نہیں سما سکتے ہوں جگہ تنگ ہو تو اس صورت میں قریب دوسری مسجد بنانا شرعاً درست ہے، البتہ دونوں مسجدوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہونا چاہئے کہ ایک مسجد کے امام کی قرات دوسری مسجد میں سنائی نہ دے، لیکن دونوں مسجدوں کے

[1] كتاب الوقف، مطلب قد يثبت الوقف بالضرورة، ٤/ ٣٤٠/ ٣٤١، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، مطلب في الصلاة في الأرض المغصوبة، ١/ ٣٧٩، ٣٨١، ط: سعيد

لئے الگ الگ امام اور مؤذن ہونے چاہئیں، جبکہ ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے لیکن اذان ہو جائے گی، بہتری یہی ہے کہ دو الگ الگ مؤذن رکھے جائیں۔

كذا في الهندية:

أَهْلُ مَحَلَّةٍ قَسَمُوا الْمَسْجِدَ وَضَرَبُوا فِيهِ حَائِطًا وَلِكُلٍّ مِنْهُمْ إمَامٌ عَلَى حِدَةٍ وَمُؤَذِّنُهُمْ وَاحِدٌ لَا بَأْسَ بِهِ، وَالْأَوْلَى أَنْ يَكُونَ لِكُلِّ طَائِفَةٍ مُؤَذِّنٌ، قَالَ رُكْنُ الصَّبَّاغِيُّ كَمَا يَجُوزُ لِأَهْلِ الْمَحَلَّةِ أَنْ يَجْعَلُوا الْمَسْجِدَ الْوَاحِدَ مَسْجِدَيْنِ فَلَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوا الْمَسْجِدَيْنِ وَاحِدًا لِإِقَامَةِ الْجَمَاعَةِ، أَمَّا لِلتَّذْكِيرِ وَالتَّدْرِيسِ فَلَا؛ لِأَنَّهُ مَا بُنِيَ لَهُ وَإِنْ جَازَ فِيهِ، كَذَا فِي الْقُنْيَةِ. [1]

وكذا في الدر المختار:

وجعل المسجدين واحدا وعكسه لصلاة لا لدرس. [2]

وكذا في الرد مع الشامية:

يكره له أن يؤذن في مسجدين (قوله في مسجدين) لأنه إذا صلى في المسجد الأول يكون متنفلا بالأذان في المسجد الثاني والتنفل بالأذان غير مشروع. [3]

وكذا في البحر الرائق:

أَهْلُ الْمَحَلَّةِ قَسَّمُوا الْمَسْجِدَ وَضَرَبُوا فِيهِ حَائِطًا وَلِكُلٍّ مِنْهُمْ إمَامٌ عَلَى حِدَةٍ وَمُؤَذِّنُهُمْ وَاحِدٌ لَا بَأْسَ بِهِ وَالْأَوْلَى أَنْ يَكُونَ لِكُلِّ طَائِفَةٍ مُؤَذِّنٌ كَمَا يَجُوزُ لِأَهْلِ الْمَحَلَّةِ أَنْ يَجْعَلُوا الْمَسْجِدَ الْوَاحِدَ مَسْجِدَيْنِ فَلَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوا الْمَسْجِدَيْنِ وَاحِدًا لِإِقَامَةِ الْجَمَاعَاتِ أَمَّا لِلتَّذْكِيرِ أَوْ لِلتَّدْرِيسِ فَلَا لِأَنَّهُ مَا بُنِيَ لَهُ وَإِنْ جَازَ فِيهِ. [4]

وكذا في فتاوی محمودیہ: باب أحكام المساجد، ١٤/ ٤٠٩، ط: فاروقیه

وكذا في فتاوی حقانیہ: باب المساجد، ٥/ ١٠٢، ط: حقانیه

==================

[1] كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد، ٥/ ٣٢٠، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٦٣، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٠٠، ط: سعيد

[4] كتاب الوقف، فصل في أحكام المساجد، ٥/ ٤١٩، ط: رشيدية

مسجد میں سے گزرگاہ بنانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد میں سے گزرگاہ بنانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بلاعذر مسجد کو گزرگاہ بنانا شرعاً ناجائز ہے۔

كذا في الهندية:

لا يتخذ طريقا في المسجد بأن يكون له بابان فيدخل من هذا ويخرج من ذلك. [۱]

وكذا في الشامي:

(وَ) كُرِهَ تَحْرِيمًا (وَاتِّخَاذُهُ طَرِيقًا بِغَيْرِ عُذْرٍ) فِي التَّعْبِيرِ بِالِاتِّخَاذِ إيمَاءٌ إلَى أَنَّهُ لَا يَفْسُقُ بِمَرَّةٍ أَوْ مَرَّتَيْنِ، وَلِذَا عَبَّرَ فِي الْقُنْيَةِ بِالِاعْتِيَادِ نَهْرٌ. وَفِي الْقُنْيَةِ: دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا تَوَسَّطَهُ نَدِمَ، قِيلَ يَخْرُجُ مِنْ بَابٍ غَيْرِ الَّذِي قَصَدَهُ، وَقِيلَ يُصَلِّي ثُمَّ يَتَخَيَّرُ فِي الْخُرُوجِ، وَقِيلَ إنْ كَانَ مُحْدِثًا يَخْرُجُ مِنْ حَيْثُ دَخَلَ إعْدَامًا لِمَا جَنَى فَلَوْ بِعُذْرٍ جَازَ. [۲]

وكذا في البحر:

رَجُلٌ يَمُرُّ فِي الْمَسْجِدِ وَيَتَّخِذُهُ طَرِيقًا إنْ كَانَ لِغَيْرِ عُذْرٍ لَا يَجُوزُ وَبِعُذْرٍ يَجُوزُ ثُمَّ إذَا جَازَ يُصَلِّي كُلَّ يَوْمٍ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ مَرَّةً اهـ. وَفِي الْقُنْيَةِ يُعْتَدُّ الْمُرُورَ فِي الْجَامِعِ يَأْثَمُ وَيَفْسُقُ وَلَوْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ لِلْمُرُورِ فَلَمَّا تَوَسَّطَهُ نَدِمَ قِيلَ يَخْرُجُ مِنْ بَابٍ غَيْرِ الَّذِي قَصَدَهُ وَقِيلَ يُصَلِّي ثُمَّ يَتَخَيَّرُ فِي الْخُرُوجِ وَقِيلَ إنْ كَانَ مُحْدِثًا يَخْرُجُ مِنْ حَيْثُ دَخَلَ إعْدَامًا ما لِمَا جَنَى. [۳]

وكذا في كفایت المفتی: كتاب الوقف، الفصل الخامس فيما يتعلق بالتصرف والتعمير في المسجد وإفادته، ٤/ ١٤٤، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الوقف، الفصل الاول فيما يستحب في مسجد وما يكره، ١٥، ٢١٤، ط:فاروقيه

دو قریب مسجدوں میں سے کس مسجد میں نماز افضل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ دو متقارب مسجدوں میں سے کون سی مسجد میں جماعت زیادہ افضل ہے؟

====================

[۱] كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد، ٥/ ٣٢١، ط: رشيدية

[۲] كتاب الصلاة، مطلب في أحكام المسجد، ١/ ٦٥٦، ط: سعيد

[۳] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٦٢، ط: رشيدية

جواب: اگرایک محلّہ میں دو متقارب مسجدیں ہوں تو جو مسجد سب سے زیادہ قدیم اور پہلے بنی ہوئی ہو اس میں نماز زیادہ افضل ہے، اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کون سی مسجد پہلے بنی ہے، تو ان دونوں میں سے جو زیادہ قریب ہو اس میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر اور صحیح ہے۔ اور اگر دونوں قرب میں بھی برابر ہوں تو جس مسجد کا امام زیادہ فقیہ اور مصلح ہو اس مسجد میں نماز باجماعت ادا کرے، لیکن اگر محلے کی مسجد ہو تو جس مسجد میں لوگ کم جاتے ہوں اس مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے، تاکہ آپ لوگوں کے لئے کثرت کا سبب بنیں، اور آپ کے جانے کی وجہ سے دیگر قرب وجوار کے لوگ بھی اس مسجد میں آئیں۔

كذا في الشامية:

ثُمَّ الْأَقْدَمُ أَفْضَلُ لِسَبْقِهِ حُكْمًا، إِلَّا إذَا كَانَ الْحَادِثُ أَقْرَبَ إِلَى بَيْتِهِ فَإِنَّهُ أَفْضَلُ حِينَئِذٍ لِسَبْقِهِ حَقِيقَةً وَحُكْمًا، كَذَا فِي الْوَاقِعَاتِ. وَذُكِرَ فِي الْخَانِيَةِ وَمُنْيَةِ الْمُفْتِي وَغَيْرِهِمَا: أَنَّ الْأَقْدَمَ أَفْضَلُ.[1]

وكذا في فتاوی بزازيه:

في جواره مسجدان فالأقدم أولى وإن تساويا فالأقرب وإن تساويا وقوم أحدهما أكثر لو عالما ذهب إلى الذي جماعته أقل لتكثير الجماعة بسببه وغير الفقه يخير.[2]

وكذا في امداد الاحكام: فصل في أحكام المساجد وآدابه، ١/ ٤٥٨، ٤٥٩، ط: دار العلوم کراچی

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، فصل في آداب المساجد، ١/ ٢٢٥، ط: دار الاشاعت

مسجد کے نام کو کسی کی طرف منسوب کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد کا نام کسی مرد یا عورت کے نام کی طرف منسوب کرنا کیسا ہے، کیونکہ ہمارے محلّہ میں ایک صاحب دیندار ہے اور محلّہ والوں نے مسجد کا نام اسی کے نام سے رکھا ہے جو کہ حمزہ ہے تو آیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی شخص یا قبیلہ یا خاندان کے نام سے مسجد کا نام رکھنا جائز ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں مسجد کا نام حمزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الخَيْلِ الَّتِي أُضْمِرَتْ مِنَ الحَفْيَاءِ،

---

[1] كتاب الصلاة، مطلب في أفضل المساجد، ١/ ٦٥٩، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب في حكم المسجد، ١/ ٧٣، ط: قديمي

وَأَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الوَدَاعِ، وَسَابَقَ بَيْنَ الخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ» ، وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ بِهَا. (۱)

وكذا في عمدة القاري:

أي: هَذَا بَاب فِي بَيَان إِضَافَة مَسْجِد من الْمَسَاجِد إِلَى قَبيلَة أَو إِلَى أحد مثل بانيه أَو الملازم للصَّلَاة فِيهِ، هَل يجوز أَن يُقَال ذَلِك؟ نعم يجوز، وَالدَّلِيل عَلَيْهِ حَدِيث ابْن عمر... وَفِيهِ جَوَازُ إِضَافَةِ المَسَاجِدِ إِلى بَانِيه وَإِلَى مُصَلٍّ فِيهِ. (۲)

وكذا في كتاب الفتاوى: كتاب الوقف، باب المساجد، ٤/ ٢٢٦، ط: زمزم

وكذا في آپ کے مسائل اوران کا حل: كتاب الصلاة، باب المساجد، ٣/ ٢٤٥، ٢٤٦، ط: لدھیانوی

مسجد میں انگلیاں چٹخانا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نمازی نماز کاانتظار کرتے ہوئے مسجد میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اس دوران بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ انگلیاں چٹخاتے ہیں توکیامسجد میں انگلیاں چٹخانادرست ہے؟

جواب: انگلیاں عام حالت میں بھی چٹخانا مکروہ ہے اور مسجد میں چٹخانے سے اس کی کراہت مزید بڑھ جائے گی اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔

كذا في الهندية:

ويكره أن يشبك أصابعه وأن يفرقع. كذا في فتاوى قاضي خان والفرقعة أن يغمزها أو يمدها حتى تصوت كذا في النهاية والفرقعة خارج الصلاة كرهها كثير من الناس. (۳)

وفيه أيضا:

وأن لا يفرقع أصابعه فيه. (٤)

---

(۱) كتاب الصلاة، باب هل يقال مسجد بني فلان، ١/ ٥٩، ط: قديمي

(۲) كتاب الصلاة، باب هل يقال مسجد بني فلان، ٤/ ٢٣٤، ٢٣٦، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة ويكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره فيها، ١/ ١٠٦، ط: رشيديه

(٤) باب الكراهية، الباب الخامس آداب المسجد، ٥/ ٣٢١، ط: رشيديه

وكذا في البحر الرائق:

نهى أن يفرقع الرجل أصابعه... المسجد فلا يشبك بين يديه قبيل فرقعة الأصابع.[١]

وكذا في الفقه الإسلامي:

ويكره عند الحنابلة والشافعية التشبيك في المساجد، ومن حين يخرج المصلي من بيته قاصداً المسجد، لخبر أبي سعيد أنه صلّى الله عليه وسلم: «إذا كان أحدكم في المسجد، فلا يشبكنَّ، فإن التشبيك من الشيطان.[٢]

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، باب مكروهات نماز، ١/ ٣٧١، ط: قديمي

مسجد میں رومال وغیرہ رکھ کر اپنے لئے جگہ مختص کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض لوگ مسجد میں رومال وغیرہ رکھ کر جگہ گھیر لیتے ہیں خود بعد میں آتے ہیں کیااس طرح جگہ پکڑ نا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ مسجد میں پہلے آکر رومال وغیرہ رکھ کر جگہ پر قبضہ کرلینااور خود دیر سے آنا درست نہیں البتہ وہاں بیٹھا ہوا شخص اگر جلد واپس آنے کی نیت سے کسی کام سے اٹھ جائے اور اپنی جگہ کوئی رومال وغیرہ رکھ دے تو یہ درست ہے۔

كذا في الشامي:

(قَوْلُهُ وَتَخْصِيصُ مَكَانٍ لِنَفْسِهِ) لِأَنَّهُ يُخِلُّ بِالْخُشُوعِ، كَذَا فِي الْقُنْيَةِ: أَيْ لِأَنَّهُ إذَا اعْتَادَهُ ثُمَّ صَلَّى فِي غَيْرِهِ يَبْقَى بَالُهُ مَشْغُولًا بِالْأَوَّلِ، بِخِلَافِ مَا إذَا لَمْ يَأْلَفْ مَكَانًا مُعَيَّنًا (قَوْلُهُ وَلَيْسَ لَهُ إلَخْ) قَالَ فِي الْقُنْيَةِ: لَهُ فِي الْمَسْجِدِ مَوْضِعٌ مُعَيَّنٌ يُوَاظِبُ عَلَيْهِ وَقَدْ شَغَلَهُ غَيْرُهُ. قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: لَهُ أَنْ يُزْعِجَهُ، وَلَيْسَ لَهُ ذَلِكَ عِنْدَنَا اهـ أَيْ لِأَنَّ الْمَسْجِدَ لَيْسَ مِلْكًا لِأَحَدٍ بَحْرٌ عَنْ النِّهَايَةِ. قُلْت: وَيَنْبَغِي تَقْيِيدُهُ بِمَا إذَا لَمْ يَقُمْ عَنْهُ عَلَى نِيَّةِ الْعَوْدِ بِلَا مُهْلَةٍ، كَمَا لَوْ قَامَ لِلْوُضُوءِ مَثَلًا وَلَا سِيَّمَا إذَا وَضَعَ فِيهِ ثَوْبَهُ لِتَحَقُّقِ سَبْقِ يَدِهِ تَأَمَّلْ.[٣]

وكذا في الهندية:

ويكره للإنسان أن يخص لنفسه مكانا في المسجد يصلي فيه.[٤]

==================

[١] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٢٢، ط: رشيديه

[٢] المبحث الثاني صلاة الجمعة، مكروهات الخطبة، ٢/ ١٣٢١، ط: نشر احسان طهران

[٣] باب في بيان السنة والمستحب والمندوب والمكروه وخلاف الأولى، مطلب في الغرس في المسجد، ١/ ٦٦٢، ط: سعيد

[٤] الباب السابع فيما يفسد في الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة، ١/ ١٠٨، ط: رشيدية

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الوقف، باب آداب المساجد، ۱۵/ ۲۲۲، ط: فاروقیه

وکذا في فتاوی رحیمیہ: کتاب الوقف، باب أحکام المدارس والمساجد، ۹/ ۹۰، ط: دار الاشاعت

مسجد کا دروازہ بند کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز کے اوقات کے علاوہ میں مسجد کے دروازہ بند کرکے تالا لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز کے اوقات کے علاوہ مسجد بند کرنا مکروہ ہے مسجد کا دروازہ ۲۴ گھنٹے کھلا رہنا چاہئے، تاہم اگر انتظامی معاملات کی وجہ سے ایسا کرنا پڑے جیسے مسجد کا سامان وغیرہ چوری ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر نماز کے اوقات کے علاوہ بقیہ اوقات میں دروازہ بند کرسکتے ہیں۔

کذا في الشامية:

(وَ) كَمَا كُرِهَ (غَلْقُ بَابِ الْمَسْجِدِ) إلَّا لِخَوْفٍ عَلَى مَتَاعِهِ بِهِ يُفْتَى... (قَوْلُهُ إلَّا لِخَوْفٍ عَلَى مَتَاعِهِ) هَذَا أَوْلَى مِنْ التَّقْيِيدِ بِزَمَانِنَا لِأَنَّ الْمَدَارَ عَلَى خَوْفِ الضَّرَرِ، فَإِنْ ثَبَتَ فِي زَمَانِنَا فِي جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ ثَبَتَ كَذَلِكَ إلَّا فِي أَوْقَاتِ الصَّلَاةِ، أَوْ لَا فَلَا، أَوْ فِي بَعْضِهَا فَفِي بَعْضِهَا، كَذَا فِي الْفَتْحِ. وَفِي الْعِنَايَةِ: وَالتَّدْبِيرُ فِي الْغَلْقِ لِأَهْلِ الْمَحَلَّةِ، فَإِنَّهُمْ إذَا اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ وَجَعَلُوهُ مُتَوَلِّيًا بِغَيْرِ أَمْرِ الْقَاضِي يَكُونُ مُتَوَلِّيًا. (۱)

وکذا في الهندية:

كُرِهَ غَلْقُ بَابِ الْمَسْجِدِ: وَقِيلَ لَا بَأْسَ بِغَلْقِ الْمَسْجِدِ فِي غَيْرِ أَوَانِ الصَّلَاةِ صِيَانَةً لِمَتَاعِ الْمَسْجِدِ. (۲)

وکذا في مجمع الأنهر:

(وغلق بابه) أي باب المسجد لأنه شبه المنع عن الصلاة وهو حرام... (والأصح جوازه عند الخوف على متاعه). (۳)

وکذا في فتح القدير:

(وَيُكْرَهُ أَنْ يُغْلَقَ بَابُ الْمَسْجِدِ) لِأَنَّهُ يُشْبِهُ الْمَنْعَ مِنْ الصَّلَاةِ، وَقِيلَ لَا بَأْسَ بِهِ إذَا خِيفَ عَلَى مَتَاعِ الْمَسْجِدِ فِي غَيْرِ أَوَانِ الصَّلَاةِ. (٤)

---

(۱) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد، ۱/ ٦٥٦، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني، ۱/ ۱۰۹، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ۱۹۰، ط: الحبيبية

(٤) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ٤٣٥، ط: دار الكتب العلمية

وکذا في کفایت المفتی: کتاب الوقف، الباب السادس فیما یتعلق بأحکام المساجد، ۱/ ۴۰ - ۴۲، ط: فاروقیہ

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الوقف، باب المتفرقات، ۱۵/ ۳۱۶، ط: فاروقیه

مسجد میں انتخابات اور سیاسی میٹنگ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد میں انتخابات اور سیاسی میٹنگ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مسجد کے آداب کا خیال کرتے ہوئے مسجد میں سیاسی میٹنگ کی جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

کذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ كُلُّ عَمَلٍ مِنْ عَمَلِ الدُّنْيَا فِي الْمَسْجِدِ... الْجُلُوسُ فِي الْمَسْجِدِ لِلْحَدِيثِ لَا يُبَاحُ بِالِاتِّفَاقِ؛ لِأَنَّ الْمَسْجِدَ مَا بُنِيَ لِأُمُورِ الدُّنْيَا، وَفِي خِزَانَةِ الْفِقْهِ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْكَلَامَ الْمُبَاحَ مِنْ حَدِيثِ الدُّنْيَا فِي الْمَسْجِدِ حَرَامٌ.[1]

وکذا في الشامية:

(قَوْلُهُ بِأَنْ يَجْلِسَ لِأَجْلِهِ) فَإِنَّهُ حِينَئِذٍ لَا يُبَاحُ بِالِاتِّفَاقِ لِأَنَّ الْمَسْجِدَ مَا بُنِيَ لِأُمُورِ الدُّنْيَا... وَفِي الْمَدَارِكِ: {وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ} الْمُرَادُ بِالْحَدِيثِ الْحَدِيثُ الْمُنْكَرُ كَمَا جَاءَ «الْحَدِيثُ فِي الْمَسْجِدِ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ الْبَهِيمَةُ الْحَشِيشَ».[2]

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الوقف، باب آداب المساجد، الفصل التاسع، ۱۵/ ۲۸۰، ط: فاروقیه

وکذا في فتاوی رحیمیہ: کتاب الوقف، باب أحکام المدارس والمساجد، ۹/ ۱۱۱، ط: دار الاشاعت

مساجد میں خانہ کعبہ کی تصویر آویزاں کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض مساجد میں خانہ کعبہ کی تصاویر آویزاں ہوتی ہیں ان میں حاجیوں کی انتہائی چھوٹی چھوٹی تصویریں بھی ہوتی ہیں جو کہ قریب سے دیکھے بغیر انسانی تصویریں معلوم نہیں ہوتیں، کیا اس قسم کی تصویروں والے کتبے مساجد میں آویزاں کرنا جائز ہے یا نہیں؟

[1] کتاب الکراهیة، الباب الخامس في آداب المسجد، ۵/ ۳۲۱، ط: رشیدیة

[2] باب في بیان السنة والمستحب والمندوب والمکروه وخلاف الأولى، مطلب في الغرس في المسجد، ۱/ ۶۶۲، ط: سعید

جواب: جوانسانی تصویریں اتنی چھوٹی اور باریک ہوں کہ انتہائی قریب سے دیکھے بغیر پہچانی نہ جاسکتی ہوں اور تصویر کے اعضاء واضح طور پر نظر نہ آئیں تو اس قسم کی تصویروں کا حکم عام تصویروں کی طرح نہیں جن کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں، لہٰذا اس قسم کے کتبے مساجد اور گھروں میں آویزاں کرنے میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی اس سے نماز کی صحت پر کوئی اثر پڑتا ہے تاہم ایسی چیزوں کو مسجد کی دیواروں سے ہٹا کر کہیں اور لگا دیا جائے تو بہتر ہے۔

كذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ... إِذَا كَانَتْ الصُّورَةُ كَبِيرَةً... وَلَوْ كَانَتْ صَغِيرَةً بِحَيْثُ لَا تَبْدُو لِلنَّاظِرِ إلَّا بِتَأَمُّلٍ لَا يُكْرَهُ وَإِنْ قَطَعَ الرَّأْسَ فَلَا بَأْسَ بِهِ. (١)

وكذا في حلبي كبيري:

أما إذا كانت مقطوعة الرأس يعني به إذا لم يكن له أي للشخص المصور رأس أصلا أو كان له ممحاه بخيط نسجه عليه حتى طمست هيأة أو كانت الصورة صغيرة جدا بحيث لا تبدو أي لا تظهر للناظر إذا كان قائما وهي على الأرض أي لا تتبين تفاصل أعضاؤها فلا يكره حينئذ. (٢)

وكذا في الدر المختار مع تنوير الأبصار:

لَا يُكْرَهُ (لَوْ كَانَتْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ) أَوْ مَحَلِّ جُلُوسِهِ لِأَنَّهَا مُهَانَةٌ (أَوْ فِي يَدِهِ) عِبَارَةُ الشُّمُنِّيِّ بَدَنِهِ لِأَنَّهَا مَسْتُورَةٌ بِثِيَابِهِ (أَوْ عَلَى خَاتَمِهِ) بِنَقْشٍ غَيْرِ مُسْتَبِينٍ... (أَوْ كَانَتْ صَغِيرَةً) لَا تَتَبَيَّنُ تَفَاصِيلُ أَعْضَائِهَا لِلنَّاظِرِ قَائِمًا وَهِيَ عَلَى الْأَرْضِ، ذَكَرَهُ الْحَلَبِيُّ (أَوْ مَقْطُوعَةَ الرَّأْسِ أَوْ الْوَجْهِ). (٣)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الوقف، باب آداب المسجد، الفصل السادس، ١٥/ ٢٦٢، ط: فاروقيه

وكذا في کفایت المفتی: كتاب الوقف، الباب السابع فيما يتعلق بآداب المساجد، الفصل السادس، ١/ ٢٨٧، ط: فاروقيه

==================

(١) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد في الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني، ١/ ١٠٧، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب مكروهات، ص٣١٢، ط: نعمانيه

(٣) كتاب الصلاة، مكروهات الصلاة، ١/ ٦٤٨، ط: سعيد

مسجد کے کسی حصے کو ختم کر کے اس پر رہائش گاہ بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد کے کسی حصہ کو مسجد سے ختم کر کے اس پر رہائش گاہ وغیرہ بنانا کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ زمین کے جس حصہ کو مسجد بنالیا جائے تو وہ زمین (تحت الثری) نچلی زمین سے لے کر آسمان تک مسجد کے حکم میں ہو کر اللہ تعالیٰ کے لئے وقف ہو جاتی ہے، لہٰذا اس کے کسی حصہ کو ختم کر کے اس پر رہائش گاہ وغیرہ بنانا جائز نہیں البتہ ضروریات مسجد ہی کے لئے استعمال میں لائی جاسکتی ہے۔

كذا في القرآن المجيد:

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا. (الجن: ١٨)

وكذا في الدر مع الرد مع الشامي:

لَوْ بَنَى فَوْقَهُ بَيْتًا لِلْإِمَامِ لَا يَضُرُّ لِأَنَّهُ مِنْ الْمَصَالِحِ، أَمَّا لَوْ تَمَّتْ الْمَسْجِدِيَّةُ ثُمَّ أَرَادَ الْبِنَاءَ مُنِعَ... قَالَ فِي الْبَحْرِ: وَحَاصِلُهُ أَنَّ شَرْطَ كَوْنِهِ مَسْجِدًا أَنْ يَكُونَ سِفْلُهُ وَعُلُوُّهُ مَسْجِدًا لِيَنْقَطِعَ حَقُّ الْعَبْدِ عَنْهُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى {وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ}.(١)

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَ) كُرِهَ تَحْرِيمًا (الْوَطْءُ فَوْقَهُ، وَالْبَوْلُ وَالتَّغَوُّطُ) لِأَنَّهُ مَسْجِدٌ إِلَى عَنَانِ السَّمَاءِ... وَكَذَا إِلَى تَحْتَ الثَّرَى.(٢)

وكذا في الهندية:

ويكره كل عمل من عمل الدنيا في المسجد.(٣)

وكذا في الخانية:

قال الفقيه أبو الليث رحمه الله لا يجوز له أن يجعل شيئا من المسجد مسكنا أو مشغلا.(٤)

====================

(١) نوع بناء بيت الإمام فوق المسجد، مطلب في أحكام المسجد، ٤/ ٣٥٨، ط: سعيد

(٢) مطلب في أحكام المسجد، ١/ ٦٥٦، ط: سعيد

(٣) كتاب الكراهية، باب آداب المسجد، ٥/ ٣٢١، ط: رشيديه

(٤) باب أحكام المسجد، ٣/ ٢٩٣، ط: قديمي

وكذا في البزازية:

ولا يجوز للقيم أن يجعل شيئا من المسجد مسكنا أو مشغلا ولا أن يبني في فناء المسجد حوانيت.[1]

وكذا في كفايت المفتی: كتاب الوقف، الباب السادس فيما يتعلق بأحكام المساجد، الفصل الخامس، ۱/ ۱۱۵، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الوقف، الباب السابع التعمير والتصرف في المسجد، ۱۴/ ۵۵۲، ط: فاروقيه

مسافر کا مسجد میں آرام کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد میں کوئی مسافر شخص آرام کر سکتا ہے یا نہیں اور یہ جو جماعتیں آتی ہیں یہ بھی مسجد میں آرام کرتی ہیں ان کا آرام کرنا کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ مسجد نماز کی جگہ ہے سونے اور آرام کرنے کی جگہ نہیں ہے لہٰذا جو مسافر ہو یا معتکف ہو اس کے لئے گنجائش ہے اور جو جماعتیں آتی ہیں ان میں اکثر مسافر ہی ہوتے ہیں اور مسجد میں رات کو اکثر نوافل وذکر میں مشغول ہوتے ہیں لہٰذا ان کے لئے گنجائش ہے بہتر ہے کہ وہ بھی اعتکاف کی نیت کرلیں۔

كذا في حلبي كبيري:

والنوم فيه لغير المعتكف مكروه وقيل لا بأس للغريب أن ينام فيه والأولى أن ينوي الاعتكاف ليخرج من الخلاف.[2]

وكذا في الهندية:

وَلَا بَأْسَ لِلْمُحْدِثِ أَنْ يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فِي أَصَحِّ الْقَوْلَيْنِ، وَيُكْرَهُ النَّوْمُ وَالْأَكْلُ فِيهِ لِغَيْرِ الْمُعْتَكِفِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ يَنْبَغِي أَنْ يَنْوِيَ الِاعْتِكَافَ فَيَدْخُلَ فِيهِ وَيَذْكُرَ اللَّهَ تَعَالَى بِقَدْرِ مَا نَوَى أَوْ يُصَلِّيَ ثُمَّ يَفْعَلَ مَا شَاءَ، كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ. وَلَا بَأْسَ لِلْغَرِيبِ وَلِصَاحِبِ الدَّارِ أَنْ يَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ فِي الصَّحِيحِ مِنْ الْمَذْهَبِ، وَالْأَحْسَنُ أَنْ يَتَوَرَّعَ فَلَا يَنَامَ.[3]

[1] كتاب الوقف، ۲/ ۴۰۱، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، فصل في أحكام المسجد، ص۵۲۸، ط: نعمانيه

[3] كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد، ۵/ ۳۲۱، ط: رشيدية

وکذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَأَكْلٌ وَنَوْمٌ إلَخْ) وَإِذَا أَرَادَ ذَلِكَ يَنْبَغِي أَنْ يَنْوِيَ الِاعْتِكَافَ، فَيَدْخُلَ وَيَذْكُرَ اللَّهَ تَعَالَى بِقَدْرِ مَا نَوَى، أَوْ يُصَلِّيَ ثُمَّ يَفْعَلَ مَا شَاءَ.[۱]

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الوقف، باب آداب المسجد، الفصل الثاني في النيام والقيام في المسجد، ١٥/ ٢٣١، ط: فاروقيه

وکذا في کفایت المفتی: کتاب الوقف، الباب السابع فيما يتعلق بآداب المساجد، ١٠/ ٣٦٣، ط: فاروقيه

مسجد میں نقش ونگار کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے محلّہ کی مسجد میں تمام دیواروں پر بہت زیادہ زیب وآرائش کیا گیا ہے، یہاں تک کہ قبلہ کی دیوار اور مکمل محراب پر بھی نقش ونگار کیا گیا ہے، تو کیا قبلہ کی طرف والی دیوار اور محراب میں ایسا نقش ونگار کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: قبلہ کی طرف والی دیوار پر یا محراب میں اس طرح کا نقش ونگار جس سے نمازیوں کی توجہ اور خشوع میں خلل آئے مکروہ ہے، البتہ باقی دیواروں اور چھت پر اس طرح کا نقش ونگار کرنا کہ جس میں بیجا اسراف نہ ہو اس کی گنجائش ہے لیکن وقف کے مال سے مسجد کی درودیوار کی آرائش کا کام جائز نہیں، اس سے اجتناب ضروری ہے۔

کذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَلَا بَأْسَ بِنَقْشِهِ خَلَا مِحْرَابِهِ) فَإِنَّهُ يُكْرَهُ لِأَنَّهُ يُلْهِي الْمُصَلِّيَ. وَيُكْرَه التَّكَلُّفُ بِدَقَائِقِ النُّقُوشِ وَنَحْوِهَا خُصُوصًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ قَالَهُ الْحَلَبِيُّ. وَفِي حَظْرِ الْمُجْتَبَى: وَقِيلَ يُكْرَهُ فِي الْمِحْرَابِ دُونَ السَّقْفِ وَالْمُؤَخَّرِ انْتَهَى. وَظَاهِرُهُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْمِحْرَابِ جِدَارُ الْقِبْلَةِ فَلْيُحْفَظْ (بِجِصٍّ وَمَاءِ ذَهَبٍ) لَوْ (بِمَالِهِ) الْحَلَالِ (لَا مِنْ مَالِ الْوَقْفِ) فَإِنَّهُ حَرَامٌ... (قَوْلُهُ لَوْ بِمَالِهِ الْحَلَالِ) قَالَ تَاجُ الشَّرِيعَةِ: أَمَّا لَوْ أَنْفَقَ فِي ذَلِكَ مَالًا خَبِيثًا وَمَالًا سَبَبُهُ الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ فَيُكْرَهُ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَقْبَلُ إلَّا الطَّيِّبَ، فَيُكْرَهُ تَلْوِيثُ بَيْتِهِ بِمَا لَا يَقْبَلُهُ.[۲]

==================

[۱] کتاب الصلاة، مطلب في غرس المسجد، ١/ ٦٦١، ط: سعيد

[۲] کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٥٨، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

وَكَرِهَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا النُّقُوشَ عَلَى الْمِحْرَابِ وَحَائِطِ الْقِبْلَةِ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ يَشْغَلُ قَلْبَ الْمُصَلِّي، وَذَكَرَ الْفَقِيهُ أَبُو جَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللّهُ تَعَالَى فِي شَرْحِ السِّيَرِ الْكَبِيرِ أَنَّ نَقْشَ الْحِيطَانِ مَكْرُوهٌ قَلَّ ذَلِكَ أَوْ كَثُرَ، فَأَمَّا نَقْشُ السَّقْفِ فَالْقَلِيلُ يُرَخَّصُ فِيهِ وَالْكَثِيرُ مَكْرُوهٌ، هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ. وَإِذَا جَعَلَ الْبَيَاضَ فَوْقَ السَّوَادِ أَوْ بِالْعَكْسِ لِلنَّقْشِ لَا بَأْسَ بِهِ إِذَا فَعَلَهُ مِنْ مَالِ نَفْسِهِ، وَلَا يُسْتَحْسَنُ مِنْ مَالِ الْوَقْفِ؛ لِأَنَّهُ تَضْيِيعٌ، كَذَا فِي الِاخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ.[1]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَلَا نَقْشُهُ بِالْجَصِّ وَمَاءِ الذَّهَبِ)... وَمَحَلُّ الِاخْتِلَافِ فِي غَيْرِ نَقْشِ الْمِحْرَابِ أَمَّا نَقْشُهُ فَهُوَ مَكْرُوهٌ لِأَنَّهُ يُلْهِي الْمُصَلِّيَ كَمَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَغَيْرِهِ قَالَ الْمُصَنِّفُ فِي الْكَافِي وَهَذَا إِذَا فَعَلَ مِنْ مَالِ نَفْسِهِ أَمَّا الْمُتَوَلِّي فَإِنَّمَا يَفْعَلُ مِنْ مَالِ الْوَقْفِ مَا يُحْكِمُ الْبِنَاءَ دُونَ النَّقْشِ فَلَوْ فَعَلَ ضَمِنَ حِينَئِذٍ لِمَا فِيهِ مِنْ تَضْيِيعِ الْمَالِ.[2]

وكذا في فتح القدير:

(وَلَا بَأْسَ أَنْ يُنْقَشَ الْمَسْجِدُ بِالْجَصِّ وَالسَّاجِ وَمَاءِ الذَّهَبِ)... وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَهُ لِقَوْلِهِ - صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُزَيَّنَ الْمَسَاجِدُ» الْحَدِيثَ، وَالْأَقْوَالُ ثَلَاثَةٌ وَعِنْدَنَا لَا بَأْسَ بِهِ. وَمَحْمَلُ الْكَرَاهَةِ التَّكَلُّفُ بِدَقَائِقِ النُّقُوشِ وَنَحْوِهِ خُصُوصًا فِي الْمِحْرَابِ أَوْ التَّزْيِينُ مَعَ تَرْكِ الصَّلَوَاتِ... هَذَا إِذَا فَعَلَ مِنْ مَالِ نَفْسِهِ.[3]

وكذا في كفايت المفتي: احكام المساجد، الفصل السادس فيما يتعلق بزخرفة المساجد والكتابة عليها، ١٠/ ٣٨٥، ط: فاروقيه

وكذا في خير الفتاوى: كتاب الصلاة، ما يتعلق بأحكام المسجد، ٢/ ٧٢٠، ط: امداديه

خاص آدمیوں کے لئے مسجد میں جگہ رکھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص مسجد میں پہلے پہلے موجود ہو اور وہ

---

[1] كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد، ٥/ ٣١٩، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٦٤، ٦٥، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، فصل ويكره... ١/ ٤٣٤، ٤٣٥، ط: دار الكتب العلمية

بعض خاص آدمیوں کے لئے (جو مسجد میں ابھی حاضر نہیں ہوئے ہیں) جگہ روک کر رکھتا ہے اور دوسروں کو اس خاص جگہ سے روکتا ہے جس کی وجہ سے بعد میں آنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے، تو آیا اس طرح غیر حاضروں کے لئے جگہ بند کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں کسی غیر موجود شخص کے لئے پہلے سے مسجد میں جگہ روک کر رکھنا درست نہیں ہے، مگر جو شخص پہلے سے مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، پھر کسی ضروری کام کی وجہ سے اس جگہ میں اپنی کوئی چیز چھوڑ کر چلا گیا تو واپس آنے پر وہ اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار والشامي:

وَتَخْصِيصُ مَكَان لِنَفْسِهِ، وَلَيْسَ لَهُ إِزْعَاجُ غَيْرِهِ مِنْهُ وَلَوْ مُدَرِّسًا، وَإِذَا ضَاقَ فَلِلْمُصَلِّي إِزْعَاجُ الْقَاعِدِ وَلَوْ مُشْتَغِلًا بِقِرَاءَةٍ أَوْ دَرْسٍ... وَيَنْبَغِي تَقْيِيدُهُ بِمَا إِذَا لَمْ يَقُمْ عَنْهُ عَلَى نِيَّةِ الْعَوْدِ بِلَا مُهْلَةٍ، كَمَا لَوْ قَامَ لِلْوُضُوءِ مَثَلًا وَلَا سِيَّمَا إِذَا وَضَعَ فِيهِ ثَوْبَهُ لِتَحَقُّقِ سَبْقِ يَدِهِ تَأَمَّلْ. (١)

وكذا في الهندية:

ذَكَرَ الْفَقِيهُ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي التَّنْبِيهِ حُرْمَةُ الْمَسْجِدِ خَمْسَةَ عَشَرَ أَوَّلُهَا أَنْ يُسَلِّمَ وَقْتَ الدُّخُولِ... وَالْعَاشِرُ أَنْ لَا يُضَيِّقَ عَلَى أَحَدٍ فِي الصَّفِّ. (٢)

وكذا في الموسوعة الفقهية الكويتية:

وَقَالُوا: لَيْسَ لِمَنْ لَهُ فِي الْمَسْجِدِ مَوْضِعٌ مُعَيَّنٌ يُوَاظِبُ عَلَيْهِ - وَلَوْ مُدَرِّسًا - وَقَدْ شَغَلَهُ غَيْرُهُ إِزْعَاجُ هَذَا الْغَيْرِ مِنْهُ لِأَنَّ الْمَسْجِدَ لَيْسَ مِلْكًا لِأَحَدٍ قَال ابْنُ عَابِدِينَ: وَيَنْبَغِي تَقْيِيدُهُ بِمَا إِذَا لَمْ يَقُمْ عَنْهُ عَلَى نِيَّةِ الْعَوْدِ بِلاَ مُهْلَةٍ كَمَا لَوْ قَامَ لِلْوُضُوءِ مَثَلاً وَلاَ سِيَّمَا إِذَا وَضَعَ فِيهِ ثَوْبَهُ لِتَحَقُّقِ سَبْقِ يَدِهِ. (٣)

وكذا في *فتاوی محمودیہ*: كتاب الوقف، باب آداب المسجد، ١٥/ ٢٢٢، ط: فاروقيه

وكذا في *خير الفتاوی*: كتاب الصلاة، ما يتعلق بأحكام المسجد، ٢/ ٧١٩، ط: امداديه

=====================

(١) كتاب الصلاة، مطلب في الغرس في المسجد، ١/ ٦٦٢، ط: سعيد

(٢) كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد، ٥/ ٣٢١، ط: رشيديه

(٣) كتاب آداب الجنس، باب تجب إقامة الشخص، ٣٦/ ١٣٦، ط: دار الصفوة

مسجد میں چندہ وصول کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز جمعہ کے بعد دعا سے پہلے مسجد کے لئے چندہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ ہیں ان میں فرضوں کے بعد زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے، لہٰذا اس میں احتیاط سے کام لیناچاہیے۔

كذا في الدر المختار:

وَيُكْرَهُ تَأْخِيرُ السُّنَّةِ إِلَّا بِقَدْرِ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ إِلَخْ. قَالَ الْحَلْوَانِيُّ: لَا بَأْسَ بِالْفَصْلِ بِالْأَوْرَادِ وَاخْتَارَهُ الْكَمَالُ. قَالَ الْحَلَبِيُّ: إِنْ أُرِيدَ بِالْكَرَاهَةِ التَّنْزِيهِيَّةُ ارْتَفَعَ الْخِلَافُ. (١)

وكذا في التاتارخانية:

وإن كان صلاة بعدها تطوع كالظهر فالمغرب والعشاء يقوم إلى التطوع ويكره له تأخير التطوع عن حال أداء الفريضة. (٢)

وكذا في الهندية:

وإذا سلم الإمام من الظهر والمغرب والعشاء كره له المكث قاعدا لكنه يقوم إلى التطوع. (٣)

وكذا في خير الفتاوى: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بأحكام المسجد، ٢/ ٧٧٤، ط: امداديه

وكذا في كفايت المفتي: باب صلاة الجمعة، فصل في المتفرقات، ٥/ ٢٧١، ط: فاروقيه

مسجد میں روزہ افطار کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ رمضان شریف میں لوگ مسجد میں افطار کرتے ہیں، اب پوچھنا یہ ہے کہ مسجد کے اندر لوگوں کاافطار کرنا رمضان شریف میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب: رمضان شریف میں لوگوں کا مسجد کے آداب کاخیال رکھتے ہوئے مسجد میں افطار کرنا جائز ہے۔

---

(١) كتاب الصلاة، باب آداب الصلاة، ١/ ٥٣٠، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، كيفية الصلاة، ١/ ٤٠٥، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها، ١/ ٧٧، ط: رشيديه

كذا في عمدة القاري:

قَالَ رَأَيتُ عُثْمَان بن عَفَّان نَائِمًا فِيهِ لَيْسَ حوله أحد وَهُوَ أَمِير الْمُؤمنِينَ قَالَ وَقد نَام فِي الْمَسْجِد جمَاعَة من السّلف بِغَيْر مَحْذُور للِانْتِفَاع بِهِ فِيمَا يحل كَالْأَكْلِ وَالشرب وَالْجُلُوس وَشبه النّوم من الْأَعْمَال وَالله أعلم.[1]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَأَكْلٌ وَنَوْمٌ إلَخْ) وَإِذَا أَرَادَ ذَلِكَ يَنْبَغِي أَنْ يَنْوِيَ الِاعْتِكَافَ، فَيَدْخُلَ وَيَذْكُرَ اللَّهَ تَعَالَى بِقَدْرِ مَا نَوَى، أَوْ يُصَلِّيَ ثُمَّ يَفْعَلَ مَا شَاءَ.[2]

وكذا في الهندية:

وَلَا بَأْسَ لِلْمُحْدِثِ أَنْ يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فِي أَصَحِّ الْقَوْلَيْنِ، وَيُكْرَهُ النَّوْمُ وَالْأَكْلُ فِيهِ لِغَيْرِ الْمُعْتَكِفِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ يَنْبَغِي أَنْ يَنْوِيَ الِاعْتِكَافَ فَيَدْخُلَ فِيهِ وَيَذْكُرَ اللَّهَ تَعَالَى بِقَدْرِ مَا نَوَى أَوْ يُصَلِّيَ ثُمَّ يَفْعَلَ مَا شَاءَ، كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ.[3]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الوقف، باب آداب المسجد، ١٥/ ٢٠٧، ط: فاروقيه

وكذا في كفايت المفتی: الباب السابع فيما يتعلق بآداب المسجد، ١٠/ ٣٦٦، ط: فاروقيه

مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا کیسا ہے؟ لوگوں کو منع کیا جاتا ہے لیکن وہ بلاخوف وخطر مسجد میں دنیاوی باتیں کرتے ہیں۔

جواب: مسجد میں بلاضرورت دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہئے، جو لوگ اس طرح کرتے ہوں انہیں نرمی اور حکمت سے سمجھانا چاہئے اور مسجد کے آداب سکھانا چاہئیں۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

وَيُكْرَهُ الإِعطَاءُ... وَالْكَلَامُ الْمُبَاحُ؛ وَقَيَّدَهُ فِي الظَّهِيرِيَّةِ بِأَنْ يَجْلِسَ لِأَجْلِهِ لَكِنْ فِي النَّهْرِ الْإِطْلَاقُ أَوْجَهُ...

==================

[1] كتاب الصلاة، باب نوم الرجال في المسجد، ٤/ ٢٩٣، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في غرس المسجد، ١/ ٦٦١، ط: سعيد

[3] كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد، ٥/ ٣٢١، ط: رشيدية

(قَوْلُهُ بِأَنْ يَجْلِسَ لِأَجْلِهِ) فَإِنَّهُ حِينَئِذٍ لَا يُبَاحُ بِالِاتِّفَاقِ لِأَنَّ الْمَسْجِدَ مَا بُنِيَ لِأُمُورِ الدُّنْيَا. (١)

وكذا في الهندية:

الْجُلُوسُ فِي الْمَسْجِدِ لِلْحَدِيثِ لَا يُبَاحُ بِالِاتِّفَاقِ؛ لِأَنَّ الْمَسْجِدَ مَا بُنِيَ لِأُمُورِ الدُّنْيَا، وَفِي خِزَانَةِ الْفِقْهِ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْكَلَامَ الْمُبَاحَ مِنْ حَدِيثِ الدُّنْيَا فِي الْمَسْجِدِ حَرَامٌ. قَالَ: وَلَا يَتَكَلَّمُ بِكَلَامِ الدُّنْيَا. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَصَرَّحَ فِي الظَّهِيرِيَّةِ بِكَرَاهَةِ الْحَدِيثِ أَيْ كَلَامِ النَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ لَكِنْ قَيَّدَهُ بِأَنْ يَجْلِسَ لِأَجْلِهِ وَفِي فَتْحِ الْقَدِيرِ الْكَلَامُ الْمُبَاحُ فِيهِ مَكْرُوهٌ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ. (٣)

وكذا في کفایت المفتی: الباب السابع فيما يتعلق بآداب المسجد، ١٠/ ٣٦٧، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الوقف، باب آداب المسجد، ١٥/ ١٩٨، ط: فاروقيه

غیر مذہب بھنگی سے مسجد میں جھاڑو لگوانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ غیر مذہب بھنگی سے مسجد میں جھاڑو لگوانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر احاطہ مسجد میں نماز کی جگہ کے علاوہ باقی جگہ میں غیر مذہب بھنگی جب حدث اکبر سے پاک ہو تو اس سے جھاڑو لگوایا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر بھنگی کے پاؤں اور بدن پاک ہونے کا یقین ہو تو نماز کی جگہ میں بھی اس سے جھاڑو لگوا سکتے ہیں کیونکہ کفر باطنی گندگی کو کہتے ہیں جب تک ظاہری نجاست نہ ہو تب تک مسجد میں داخل ہونا ممنوع نہیں ہوگا۔

كذا في الهندية:

لَا بَأْسَ بِدُخُولِ أَهْلِ الذِّمَّةِ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَسَائِرِ الْمَسَاجِدِ وَهُوَ الصَّحِيحُ. (٤)

وكذا في تبيين الحقائق:

(دخول ذمي مسجدا) أي أجاز إدخال الذمي جميع المساجد. (٥)

---

(١) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٥٩، ٦٦٢، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الباب الخامس في آداب المسجد، ٥/ ٣٢١، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٦٣، ط: رشيدية

(٤) كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود إليهم، ٥/ ٣٤٦، ط: رشيدية

(٥) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ٦: ٣٠، ط: بولاق القاهرة

وكذا في بدائع الصنائع:

وَلَا بَأْسَ بِدُخُولِ أَهْلِ الذِّمَّةِ الْمَسَاجِدَ عِنْدَنَا... وَأَمَّا الْآيَةُ الْكَرِيمَةُ فَالْمُرَادُ أَنَّهُمْ نَجَسُ الِاعْتِقَادِ وَالْأَفْعَالِ لَا نَجَسُ الْأَعْيَانِ إِذْ لَا نَجَاسَةَ عَلَى أَعْيَانِهِمْ حَقِيقَةً.[١]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الوقف، باب آداب المسجد، ١٥/ ٢٤٢، ط: فاروقيه

وكذا في خير الفتاوی: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بأحكام المسجد، ٢/ ٧٤٧، ط: امداديه

کچی لہسن اور پیاز کھا کر مسجد میں آنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کچی لہسن اور پیاز کھا کر مسجد میں آنا کیسا ہے؟

جواب: جب تک لہسن اور پیاز کی بو منہ میں موجود ہو مسجد میں آنا منع ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ - يَعْنِي الثُّومَ - فَلاَ يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا».[٢]

وكذا في صحيح مسلم:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ أَكْلِ الْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ، فَغَلَبَتْنَا الْحَاجَةُ، فَأَكَلْنَا مِنْهَا، فَقَالَ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الْإِنْسُ».[٣]

وكذا في الدر المختار:

ويكره... وأكل نحو ثوم ويمنع منه وكذا كل مؤذو ولو بلسانه.[٤]

وكذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ وَأَكْلُ نَحْوِ ثُومٍ) أَيْ كَبَصَلٍ وَنَحْوِهِ مِمَّا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ لِلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ فِي النَّهْيِ عَنْ قُرْبَانِ آكِلِ

---

[١] كتاب الاستحسان، حكم دخول أهل الذمة المساجد، ٤/ ٣٠٦، ٣٠٧، ط: رشيدية

[٢] كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم، ١/ ١١٨، ط: قديمي

[٣] كتاب الصلاة، باب نهي من اكل ثوما أو بصلا أو كراثا، ١/ ٢٠٩، ط: قديمي

[٤] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٥٩، ٦٦١، ط: سعيد

الثُّومِ وَالْبَصَلِ الْمَسْجِدَ. [۱]

وکذا في کفایت المفتی: باب ما یتعلق بإدخال الأشیاء المنتنة في المسجد، ١٠/ ٣٧٩، ط: فاروقیه

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الوقف، باب آداب المسجد، ١٥/ ٢٤٥، ط: فاروقیه

مسجد میں تھوکنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ انسان کے منہ سے نکلنے والا تھوک پاک ہے، اس کے پاک ہونے کی صورت میں کیا مسجد میں تھوکنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد اللہ تعالی کا گھر ہے، مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے، اس لئے اس کی عظمت اور عزت کو برقرار رکھنا ہر مسلمان پر ضروری ہے، لہٰذا انسان کا تھوک اگرچہ پاک ہے مگر ہر جگہ تھوکنے کو سلیم الطبع انسان برا تصور کرتا ہے، تو مسجد جیسے مقدس مقام پر کیسے تھوکا جاسکتا ہے، ایسا کرنا آداب مسجد اور طبیعت سلیمہ دونوں کے خلاف ہے۔

کذا في سنن أبي داود:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ الْبُزَاقَ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا». [۲]

وکذا في الهندية:

حرمة المسجد خمسة عشر... والثاني عشر أن لا يبزق فيه. [۳]

وکذا في شرح منية المصلي:

ولا يبزق على حيطان المسجد ولا على أرضه ولا على البواري وكذا المخاط لكن يأخذه بطرف ثوبه ويدلك بعضه ببعض. [٤]

وکذا في مسائل رفعت قاسمی: مسائل مساجد، ٦/ ١٥٩، ط: سید احمد شہید

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الوقف، باب آداب المسجد، ١٥/ ١٩٦، ط: فاروقیه

===================

[۱] کتاب الصلاة، مطلب في الغرس في المسجد، ١/ ٦٦١، ط: سعيد

[۲] کتاب الصلاة، باب في كراهية البزاق في المسجد، ١/ ٨٠، ط: رحمانيه

[۳] کتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة، ٥/ ٣٢١، ط: رشيديه

[٤] کتاب الصلاة، فصل في أحكام المسجد، ٥/ ٥٢٧، ط: نعمانيه

مسجد کو نماز کے اوقات کے علاوہ بند کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد کو نماز کے اوقات کے علاوہ بند کرنا کیسا ہے؟

جواب: اوقات نماز کے علاوہ مسجد کے سامان کی حفاظت کے لئے مسجد کو بند کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

كذا في الهندية:

كُرِهَ غَلْقُ بَابِ الْمَسْجِدِ: وَقِيلَ لَا بَأْسَ بِغَلْقِ الْمَسْجِدِ فِي غَيْرِ أَوَانِ الصَّلَاةِ صِيَانَةً لِمَتَاعِ الْمَسْجِدِ وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ. (۱)

وكذا في التنوير مع شرحه:

(و) كما كره (غلق باب المسجد) إلا لخوف على متاعه، به يفتى. (۲)

وكذا في تبيين الحقائق:

قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ (وَغَلْقُ بَابِ الْمَسْجِدِ) لِأَنَّهُ يُشْبِهُ الْمَنْعَ مِنْ الصَّلَاةِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى {وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ} وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى فِي أَيِّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ» وَقِيلَ لَا بَأْسَ بِالْغَلْقِ فِي زَمَانِنَا فِي غَيْرِ أَوَانِ الصَّلَاةِ صِيَانَةً لِمَتَاعِ الْمَسْجِدِ وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ لِأَنَّ الْحُكْمَ قَدْ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الزَّمَانِ كَمَا قُلْنَا فِي مَنْعِ جَمَاعَةِ النِّسَاءِ فِي زَمَانِنَا لِفَسَادِ أَحْوَالِ النَّاسِ وَقِيلَ إذَا تَقَارَبَ الْوَقْتَانِ لَا يُغْلَقُ كَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَنَحْوِ ذَلِكَ وَيُغْلَقُ بَعْدَ الْعِشَاءِ إلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ وَمِنْ طُلُوعِ الشَّمْسِ إلَى الظُّهْرِ. (۳)

---

(۱) كتاب الصلاة، باب ما يكره في الصلاة وما لا يكره، ۱/ ۱۰۹، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ٦٥٦، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ٤۱۸، ٤۱۹، ط: سعيد

باب مواقيت الصلاة

نماز کے پانچوں اوقات کا ثبوت قرآنی آیت سے

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز کے پانچوں وقتوں کا ثبوت قرآن کریم کی کون سے آیات سے ثابت ہیں؟

جواب: قرآن مجید کی متعدد آیات سے پنجگانہ نماز کا ثبوت ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

كذا في القرآن المجيد:

فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ. (سورة الروم: الآية ١٧)

وكذا في أحكام القرآن للجصاص:

روى عمر وعن الحسن في قوله تعالى (طَرَفَيِ النَّهارِ) قَالَ صَلاةُ الْفَجْرِ وَالْأُخْرَى الظُّهْرُ وَالْعَصْرُ وَزُلَفاً مِنَ اللَّيْلِ قَالَ الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ فَعَلَى هَذَا الْقَوْلِ قَدْ انْتَظَمَتْ الْآيَةُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَرَوَى يُونُسُ عَنْ الحسن (أقم الصلاة طرفي النهار) قَالَ الْفَجْرُ وَالْعَصْرُ. وَرَوَى لَيْثٌ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي عِيَاضٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَمَعَتْ هَذِهِ الْآيَةُ مَوَاقِيتَ الصَّلَاةِ (فَسُبْحَانَ اللَّهِ حين تمسون) المغرب والعشاء وحين تصبحون الفجر وعشيا العصر وحين تظهرون الظُّهْرَ وَعَنْ الْحَسَنِ مِثْلُهُ. [1]

وكذا في بدائع الصنائع:

وَقَوْله تَعَالَى: {وَأَقِمِ الصَّلاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ} [هود: ١١٤] الْآيَةَ يَجْمَعُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ لِأَنَّ صَلَاةَ الْفَجْرِ تُؤَدَّى فِي أَحَدِ طَرَفَيْ النَّهَارِ، وَصَلَاةُ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ يُؤَدَّيَانِ فِي الطَّرَفِ الْآخَرِ إذْ النَّهَارُ قِسْمَانِ: غَدَاةٌ وَعَشِيٌّ، وَالْغَدَاةُ: اسْمٌ لِأَوَّلِ النَّهَارِ إلَى وَقْتِ الزَّوَالِ وَمَا بَعْدَهُ الْعَشِيُّ، حَتَّى أَنَّ مَنْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ الْعَشِيَّ فَأَكَلَ بَعْدَ الزَّوَالِ يَحْنَثُ؛ فَدَخَلَ فِي طَرَفَيْ النَّهَارِ ثَلَاثُ صَلَوَاتٍ، وَدَخَلَ فِي قَوْلِهِ {وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ} [هود: ١١٤] الْمَغْرِبُ، وَالْعِشَاءُ لِأَنَّهُمَا يُؤَدَّيَانِ فِي زُلَفٍ مِنْ اللَّيْلِ وَهِيَ سَاعَاتُهُ.

وَقَوْلُهُ: {أَقِمِ الصَّلاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ}... {فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ

==================

[1] كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة، ٢/ ٣٧٥، ٣٧٦، ط: قديمي

الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى} [طه: ١٣٠] قِيلَ فِي تَأْوِيلِ قَوْلِهِ فَسَبِّحْ، أَيْ فَصَلِّ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ: هُوَ صَلَاةُ الصُّبْحِ، وَقَبْلَ غُرُوبِهَا هُوَ: صَلَاةُ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ: صَلَاةُ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.(١)

طلوع شمس کے دس منٹ بعد نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ طلوع شمس کے کتنے منٹ بعد اشراق کی نماز پڑھی جاسکتی ہے؟
۲۔اگر کوئی شخص طلوع شمس کے دس منٹ بعد اشراق کی نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں اگر درست ہے تو کسی دوسرے شخص کا اس پر ملامت کرنا کیسا ہے؟

جواب: طلوع شمس کے دس منٹ بعد نوافل وغیرہ پڑھنا درست ہے کیونکہ نماز پڑھنے کی ممانعت طلوع شمس کے وقت ہے اور بلا تحقیق کسی کو ملامت کرنا شرعاً درست نہیں۔

كذا في الشامية:

أَقُولُ: يَنْبَغِي تَصْحِيحُ مَا نَقَلُوهُ عَنْ الْأَصْلِ لِلْإِمَامِ مُحَمَّدٍ مِنْ أَنَّهُ مَا لَمْ تَرْتَفِعْ الشَّمْسُ قَدْرَ رُمْحٍ فَهِيَ فِي حُكْمِ الطُّلُوعِ؛ لِأَنَّ أَصْحَابَ الْمُتُونِ مَشَوْا عَلَيْهِ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ حَيْثُ جَعَلُوا أَوَّلَ أَوْقَاتِهَا مِنْ الِارْتِفَاعِ وَلِذَا جَزَمَ بِهِ هُنَا فِي الْفَيْضِ وَنُورِ الْإِيضَاحِ.(٢)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

وفي الكتاب إذا طلعت الشمس حتى ترتفع قدر رمح أو رمحين.(٣)

وفي الهندية:

إذا طلعت الشمس حتى ترتفع... قال الشيخ الإمام أبو بكر محمد بن الفضل ما دام الإنسان يقدر على النظر إلى قرص الشمس فهي في الطلوع كذا في الخلاصة.(٤)

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب المواقيت، الفصل الأول في أوقات الصلاة، ٥/ ٣٣٤، ط: فاروقيه

====================

(١) كتاب الصلاة، ١/ ٢٥٢، ٢٥٣، ط: رشيديه

(٢) كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت، ١/ ٣٧١، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، الفصل الرابع في المواقيت، ١/ ٦٨

(٤) الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لا تجوز فيها الصلاة، ١/ ٥٢

مغرب کے آخری وقت کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مغرب کے وقت کی مقدار اور گھڑی کے اعتبار سے کتنا ٹائم ہوگا اور ائمہ حنفیہؒ کے مابین اس میں کیا اختلاف ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں مغرب کے آخری وقت کے بارے میں امام ابو حنیفہ اور صاحبین کے درمیان اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ کے نزدیک جب شفق ابیض یعنی مغربی افق پر جو سفیدی ہوتی ہے وہ غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے جبکہ صاحبین فرماتے ہیں کہ جب شفق احمر یعنی مغربی افق پر جو سرخی ہوتی ہے وہ غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے لیکن فتوی صاحبین کے قول پر ہے اور امام ابو حنیفہ کا قول احوط ہے۔

نیز شفق احمر اور ابیض کا مدار شہر کے محل وقوع اور موسم پر ہوتا ہے اس لئے گھنٹہ اور منٹ کے لحاظ سے اس کی دائمی مقدار نہیں بتائی جا سکتی۔

كذا في الهندية:

وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مِنْهُ إِلَى غَيْبُوبَةِ الشَّفَقِ وَهُوَ الْحُمْرَةُ عِنْدَهُمَا وَبِهِ يُفْتَى. هَكَذَا فِي شَرْحِ الْوِقَايَةِ وَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ الشَّفَقُ هُوَ الْبَيَاضُ الَّذِي يَلِي الْحُمْرَةَ. هَكَذَا فِي الْقُدُورِيِّ وَقَوْلُهُمَا أَوْسَعُ لِلنَّاسِ وَقَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ أَحْوَطُ؛ لِأَنَّ الْأَصْلَ فِي بَابِ الصَّلَاةِ أَنْ لَا يَثْبُتَ فِيهَا رُكْنٌ وَلَا شَرْطٌ إِلَّا بِمَا فِيهِ يَقِينٌ. كَذَا فِي النِّهَايَةِ نَاقِلًا عَنْ الْأَسْرَارِ وَمَبْسُوطِ شَيْخِ الْإِسْلَامِ. [1]

وكذا في إعلاء السنن:

الشفق هو البياض عند الإمام إلى أن قال فثبت أن قول الإمام هو الأصح وبهذا ظهر أنه لا يفتي ويعمل إلا بقول الإمام الأعظم ولا يعدل عنه إلى قولهما أو قول أحدهما أو غيرهما إلا لضرورة من ضعف دليل أو تعامل بخلافه كالمزارعة وإن صرح المشائخ بأن الفتوى على قولهما كما في هذه المسألة وفي السراج الوهاج فقولهما أوسع للناس وقول أبي حنيفة أحوط. [2]

==================

[1] كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت وما يتصل بها وفيه ثلاثة فصول، ١/ ٥١، ط: رشيدية

[2] إعلاء السنن: باب المواقيت، ٣/ ١٤، ط: إدارة القرآن

وكذا في المبسوط:

ووقت المغرب من حين تغرب الشمس إلى أن يغيب الشفق عندنا.[١]

وكذا في أحسن الفتاوى: كتاب الصلاة، ٢/ ١٤٦

وكذا في فتاوى عثماني: كتاب الصلاة، فصل في مواقيت الصلاة، ١/ ٣٦٠

فجر کی نماز کا مستحب اور مکروہ وقت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ فجر کا مستحب وقت اسفار ہے یا غلس اگر اسفار ہے تو فجر کا مستحب وقت کب تک رہتا ہے اور مکروہ وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟

جواب: فجر کی نماز میں اسفار مستحب ہے یعنی اس قدر تاخیر کرنی چاہئے کہ فرض نماز اداء کرنے کے بعد طلوع آفتاب تک اتنا وقت باقی رہے کہ اگر امام کا بے وضو ہونا ظاہر ہو یا کسی بھی وجہ سے نماز کے اعادے کی ضرورت ہو تو آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے سنت کے مطابق نماز کا اعادہ ہو سکے۔

كذا في مجمع الأنهر:

ويستحب الإسفار بالفجر بحيث يمكن أداؤه بترتيل أربعين آية أو اكثر ثم إن ظهر فساد الطهارة يمكنه الوضوء وإعادته على وجه المذكور.[٢]

وكذا في الجوهرة النيرة:

(وَيُسْتَحَبُّ الْإِسْفَارُ بِالْفَجْرِ) الَّذِي تَقَدَّمَ مِنْ الْأَوْقَاتِ هُوَ أَوْقَاتُ الْجَوَازِ وَالْآنَ شَرَعَ فِي أَوْقَاتِ الِاسْتِحْبَابِ. وَحَدُّ الْإِسْفَارِ أَنْ يَدْخُلَ مُغَلِّسًا وَيُطَوِّلُ الْقِرَاءَةَ وَيَخْتِمَ بِالْإِسْفَارِ. وَقَالَ الْحَلْوَانِيُّ يَبْدَأُ بِالْإِسْفَارِ وَيَخْتِمُ بِهِ وَهُوَ الظَّاهِرُ، وَقِيلَ حَدُّ الْإِسْفَارِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي النِّصْفِ الثَّانِي، وَقِيلَ هُوَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي وَقْتٍ لَوْ صَلَّى بِقِرَاءَةٍ مَسْنُونَةٍ مُرَتَّلَةٍ فَإِذَا فَرَغَ لَوْ ظَهَرَ لَهُ فَسَادٌ فِي طَهَارَتِهِ أَمْكَنَهُ الْوُضُوءُ وَالْإِعَادَةُ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَهَذَا كُلُّهُ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ فِي الْأَزْمِنَةِ كُلِّهَا.[٣]

==================

[١]كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة، ١/ ٢٩٢، ط: رشيدية

[٢]كتاب الصلاة، ١/ ١٠٧، ط: حبيبية

[٣]كتاب الصلاة، ١/ ٥٠، ٥١، ط: قديمي

وكذا في الفتاوى الهندية:

يُسْتَحَبُّ تَأْخِيرُ الْفَجْرِ وَلَا يُؤَخِّرُهَا بِحَيْثُ يَقَعُ الشَّكُّ فِي طُلُوعِ الشَّمْسِ بَلْ يُسْفِرُ بِهَا بِحَيْثُ لَوْ ظَهَرَ فَسَادُ صَلَاتِهِ يُمْكِنُهُ أَنْ يُعِيدَهَا فِي الْوَقْتِ بِقِرَاءَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ.[۱]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، فجر کا مستحب وقت، ۲/ ۱۴۱، ط: سعید

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب المواقيت، ۵/ ۳۳۷، ط: فاروقیہ

عشاء کی نماز فجر کے قریب پڑھنے کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص عشاء کی نماز فجر کے قریب پڑھے تو ثواب میں کمی ہوگی یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ عشاء کی نماز کو بغیر عذر کے نصف رات سے مؤخر کرنا مکروہ ہے، لہٰذا اگر کسی شخص نے عشاء کی نماز فجر کے قریب پڑھی تو نماز ادا ہو جائے گی البتہ بلاضرورت اتنی تاخیر مکروہ ہے۔

كذا في الهندية:

ويكره أداء العشاء ما بعد نصف الليل هكذا في البحر الرائق.[۲]

وكذا في قاضي خان:

ثم تأخير العشاء إلى ثلث الليل مستحب وإلى نصف الليل مباح وإلى آخر الليل مكروه.[۳]

وكذا في التاتارخانية:

وقال (الطحاوي) وبعد نصف الليل إلى طلوع الفجر مكروه إذا كان التأخير بغير عذر.[۴]

وكذا في البحر الرائق:

وأفاد أن التأخير إلى نصف الليل ليس بمستحب، وقالوا: إنه مباح، وإلى ما بعده مكروه، وقيل: إلى ما

====================

[۱] كتاب الصلاة، باب الأول في المواقيت، ۱/ ۵۱، ۵۲، ط: رشيدية

[۲] كتاب الصلاة، باب المواقيت، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لا تجوز إلخ، ۱/ ۵۳، ط: قديمي

[۳] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۶، ط: اشرفيه

[۴] كتاب الصلاة، باب بيان فضيلة الأوقات، ۱/ ۳۰۰، ط: قديمي

بعد الثلث مكروه.[1]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب المواقيت، ٥/ ٣٤٩، ط: فاروقيه

وكذا في امداد الاحکام: كتاب الصلاة، فصل في المواقيت، ١/ ٤٠٧، ط: دار العلوم کراچی

عصر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج کا غروب ہو جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ عصر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج غروب ہو گیا تو نماز پوری کرے یا توڑ دے؟

جواب: صورت مسئولہ میں نماز پوری کرے۔

كذا في الهندية:

ثَلَاثُ سَاعَاتٍ لَا تَجُوزُ فِيهَا الْمَكْتُوبَةُ وَلَا صَلَاةُ الْجِنَازَةِ وَلَا سَجْدَةُ التِّلَاوَةِ إذَا طَلَعَتْ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ وَعِنْدَ الِانْتِصَافِ إلَى أَنْ تَزُولَ وَعِنْدَ احْمِرَارِهَا إلَى أَنْ تَغِيبَ إلَّا عَصْرَ يَوْمِهِ ذَلِكَ فَإِنَّهُ يَجُوزُ أَدَاؤُهُ عِنْدَ الْغُرُوبِ. هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ.[2]

وكذا في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا الْوَقْتُ الْمَكْرُوهُ لِبَعْضِ الصَّلَوَاتِ الْمَفْرُوضَةِ فَهُوَ وَقْتُ تَغَيُّرِ الشَّمْسِ لِلْمَغِيبِ لِأَدَاءِ صَلَاةِ الْعَصْرِ، يُكْرَهُ أَدَاؤُهَا عِنْدَهُ لِلنَّهْيِ عَنْ عُمُومِ الصَّلَوَاتِ فِي الْأَوْقَاتِ الثَّلَاثَةِ، مِنْهَا: إذَا تَضَيَّفَتْ الشَّمْسُ لِلْمَغِيبِ عَلَى مَا نَذْكُرُ. وَقَدْ وَرَدَ وَعِيدٌ خَاصٌّ فِي أَدَاءِ صَلَاةِ الْعَصْرِ فِي هَذَا الْوَقْتِ، وَهُوَ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «يَجْلِسُ أَحَدُكُمْ حَتَّى إذَا كَانَتْ الشَّمْسُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إلَّا قَلِيلًا تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ قَالَهَا ثَلَاثًا»، لَكِنْ يَجُوزُ أَدَاؤُهَا مَعَ الْكَرَاهَةِ حَتَّى يَسْقُطَ الْفَرْضُ عَنْ ذِمَّتِهِ.[3]

وكذا في الدر المختار:

(وَكُرِهَ) تَحْرِيمًا، وَكُلُّ مَا لَا يَجُوزُ مَكْرُوهٌ (صَلَاةٌ) مُطْلَقًا (وَلَوْ) قَضَاءً أَوْ وَاجِبَةً أَوْ نَفْلًا أَوْ (عَلَى جِنَازَةٍ

====================

[1] كتاب الصلاة، ١/ ٤٣٠، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لا تجوز فيه الصلاة وتكره فيها، ١/ ٥٢، ط: رشيديه

[3] كتاب الصلاة، بيان الوقت المكروه، ١/ ٣٢٩، ط: رشيدية

وَسَجْدَةَ تِلَاوَةٍ وَسَهْوٍ) لَا شُكْرٍ قُنْيَةٌ (مَعَ شُرُوقٍ) إِلَّا الْعَوَّامَ فَلَا يُمْنَعُونَ مِنْ فِعْلِهَا؛ لِأَنَّهُمْ يَتْرُكُونَهَا، وَالْأَدَاءُ الْجَائِزُ عِنْدَ الْبَعْضِ أَوْلَى مِنَ التَّرْكِ كَمَا فِي الْقُنْيَةِ وَغَيْرِهَا (وَاسْتِوَاءٍ) إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى قَوْلِ الثَّانِي الْمُصَحَّحِ الْمُعْتَمَدِ، كَذَا فِي الْأَشْبَاهِ. وَنَقَلَ الْحَلَبِيُّ عَنِ الْحَاوِي أَنَّ عَلَيْهِ الْفَتْوَى (وَغُرُوبٍ، إِلَّا عَصْرَ يَوْمِهِ) فَلَا يُكْرَهُ فِعْلُهُ لِأَدَائِهِ كَمَا وَجَبَ.(۱)

وكذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاة، فجر وعصر میں طلوع وغروب کا حکم، ۲/ ۱۳۱، ط: سعید

وکذا في کفایت المفتی: کتاب الصلاة، باب المواقیت، الفصل الثاني فیما یتعلق بالأوقات المکروهة، ۳/ ۵۰۱، ط: فاروقیہ

اذانِ مغرب کے بعد نفل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے نفل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اسی طرح یہ نفل مغرب کی اذان سے پہلے یا بعد میں پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ مغرب کی نماز میں تعجیل افضل ہے اور دو رکعت نفل پڑھنے سے تاخیر ہوتی ہے، اس وجہ سے دو رکعت نفل پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔

كذا في الدر المختار:

وتعجيل (مغرب مطلقا) وتأخيره قدر ركعتين يكره تنزيها.(۲)

وكذا في الهندية:

ومنها ما بعد غروب الشمس قبل صلاة المغرب.(۳)

وكذا في كبيري:

وما بعد غروب الشمس قبل صلاة المغرب أيضا التطوع فيه مكروه لا لمعنى في الوقت بل لتأخير المغرب.(٤)

===================

(۱) كتاب الصلاة، ۱/ ۳۷۰- ۳۷۲، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، ۱/ ۳٦۹، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لا تجوز فيها الصلاة وتكره فيها، ۱/ ۵۳، ط: رشيديه

(٤) كتاب الصلاة، وقت الصلاة، ۱/ ۲۱۰، ط: نعمانيه

وكذا في كفایت المفتی:كتاب الصلاة، باب المواقيت، الفصل الثاني فيما يتعلق بالأوقات املكروهة، ٢/ ٤٨٧، ٥٠٢، ط: فاروقیہ

وكذا في فتاوی زکریا: كتاب الصلاة، باب سنن اور نوافل کا بیان، ٢/ ٣٨٢، ط: زمزم پبلشرز

جن ممالک میں کئی دنوں تک سورج طلوع نہ ہو ان میں نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جن علاقوں میں کئی کئی دن یا مہینوں تک سورج طلوع نہیں ہوتا، یا سورج غروب نہیں ہوتا، ان علاقوں میں نمازیں کس طرح ادا کریں؟

جواب: جن ممالک میں سورج طلوع و غروب نہیں ہوتا ان علاقوں میں روزانہ چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں اندازے سے مقرر کر کے پڑھی جائیں یا قریبی آبادی کے طلوع و غروب کے اوقات کے مطابق نمازوں کے اوقات متعین کئے جائیں۔

كذا في الدر المختار:

(وَفَاقِدُ وَقْتِهِمَا) كَبُلْغَارَ، فَإِنَّ فِيهَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّفَقِ فِي أَرْبَعِينِيَّةِ الشِّتَاءِ (مُكَلَّفٌ بِهِمَا فَيُقَدِّرُ لَهُمَا) وَلَا يَنْوِي الْقَضَاءَ لِفَقْدِ وَقْتِ الْأَدَاءِ بِهِ أَفْتَى الْبُرْهَانُ الْكَبِيرُ وَاخْتَارَهُ الْكَمَالُ، وَتَبِعَهُ ابْنُ الشِّحْنَةِ فِي أَلْغَازِهِ فَصَحَّحَهُ، فَزَعَمَ الْمُصَنِّفُ أَنَّهُ الْمَذْهَبُ (وَقِيلَ لَا) يُكَلَّفُ بِهِمَا لِعَدَمِ سَبَبِهِمَا، وَبِهِ جَزَمَ فِي الْكَنْزِ وَالدُّرَرِ وَالْمُلْتَقَى وَبِهِ أَفْتَى الْبَقَّالِيُّ، وَوَافَقَهُ الْحَلْوَانِيُّ والمرغيناني وَرَجَّحَهُ الشُّرُنْبُلَالِيُّ وَالْحَلَبِيُّ، وَأَوْسَعَا الْمَقَالَ وَمَنَعَا مَا ذَكَرَهُ الْكَمَالُ قُلْت: وَلَا يُسَاعِدُهُ حَدِيثُ الدَّجَّالِ؛ لِأَنَّهُ وَإِنْ وَجَبَ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَثِمِائَةِ ظُهْرٍ مَثَلًا قَبْلَ الزَّوَالِ لَيْسَ كَمَسْأَلَتِنَا؛ لِأَنَّ الْمَفْقُودَ فِيهِ الْعَلَامَةُ لَا الزَّمَانُ، وَأَمَّا فِيهَا فَقَدْ فُقِدَ الْأَمْرَانِ. (١)

وكذا في كبيري:

وبين سببه الجعلي الذي جعل علامة في الوجوب الخفي الثابت في نفس الأمر وجواز تعدد المعرفات للشيء فانتفاء الوقت انتفاء المعروف وانتفاء الدليل للشيء لا يستلزم انتفاؤه لجواز دليل آخر وقد وجد وهو ما تواطأت أخبار الإسراء من فرض الله تعالى والصلاة خمسا بعد ما أمر أولا بخمسين ثم استقر الأمر على الخمس شرعا عاما لأهل الآفاق لا تفصيل بين أهل قطر وقطر وما روي أنه لما ذكر الدجال رسول الله صلى

(١) كتاب الصلاة، مطلب في فاقد وقت العشاء، ١/ ٣٦٢- ٣٦٦، ط: سعيد

الله عليه وسلم قال الراوي قلنا فما لبثه في الأرض قال أربعون يوما يوم كسنة ويوم كشهر ويوم كجمعة وسائر أيامه كأيامكم فقيل يا رسول الله فذلك اليوم الذي كسنة أتكفينا فيه صلاة يوم قال لا قدروا له رواه مسلم.[۱]

وكذا في فتح الملهم:

فالصحيح أنه تجب في هذه المناطق خمس صلوات في كل أربع وعشرين ساعة وتقدر أوقاتها على حساب أقرب البلاد المعتدلة إليها مع قطع النظر عن وجود علامات الأوقات التي تعتبر سبب لوجوب الصلوات في البلاد المعتدلة ويستمر هذا الوضع إلى أن تكمل دورة النهار في مدة أربع وعشرين ساعة فينطبق حينئذ أحكام القسم الأول أو الثاني.[۲]

وكذا في امداد الاحکام: كتاب الصلاة، فصل في المواقيت، ۱/ ۴۰۵، ط: دار العلوم کراچی

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب المواقيت، الفصل الأول في أوقات الصلاة، ۵/ ۳۵۶، ط: فاروقیہ

نماز فجر کو اسفار میں پڑھنا اور اسفار کی حد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ فجر کا مستحب وقت حنفیہ کے ہاں کیا ہے؟ اور اسفار کا صحیح وقت کیا ہے یعنی کس قدر روشنی ہو تو اس کو اسفار کہا جائے گا؟

جواب: واضح رہے کہ احناف کے ہاں اسفار افضل ہے، نماز فجر کو ایسے وقت میں پڑھا جائے جب خوب روشنی پھیل جائے، اسفار کی حد یہ ہے کہ نماز میں قرات مسنونہ پڑھنے کے بعد اگر طہارت میں فساد آجائے تو نماز کو طہارت حاصل کرنے کے بعد دوبارہ اپنے وقت ہی میں ادا کیا جاسکے۔

كذا في سنن الترمذي:

وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ».[۳]

---

[۱] كتاب الصلاة، وقت الصلاة، ۱/ ۲۰۲، ط: نعمانيه

[۲] كتاب الفتن، باب ذكر الدجال، ٦/ ١٩٦، ط: دمشق

[۳] كتاب الصلاة، باب ما جاء في الإسفار بالفجر، ۱/ ٤٠، ط: سعيد

وكذا في الدر المختار:

(وَالْمُسْتَحَبُّ) لِلرَّجُلِ (الِابْتِدَاءُ) فِي الْفَجْرِ (بِإِسْفَارٍ وَالْخَتْمُ بِهِ) هُوَ الْمُخْتَارُ بِحَيْثُ يُرَتِّلُ أَرْبَعِينَ آيَةً ثُمَّ يُعِيدُهُ بِطَهَارَةٍ لَوْ فَسَدَ. وَقِيلَ يُؤَخِّرُ جِدًّا؛ لِأَنَّ الْفَسَادَ مَوْهُومٌ.[1]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: بِإِسْفَارِهِ) أَيْ فِي وَقْتِ ظُهُورِ النُّورِ وَانْكِشَافِ الظُّلْمَةِ، سُمِّيَ بِهِ لِأَنَّهُ يُسْفِرُ: أَيْ يَكْشِفُ عَنْ الْأَشْيَاءِ خِلَافًا لِلْأَئِمَّةِ الثَّلَاثَةِ، لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ «أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ. وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ مَا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مَا اجْتَمَعُوا عَلَى التَّنْوِيرِ بِالْفَجْرِ " وَتَمَامُهُ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ وَغَيْرِهَا. (قَوْلُهُ: أَرْبَعِينَ آيَةً) أَيْ إلَى سِتِّينَ. (قَوْلُهُ: ثُمَّ يُعِيدُهُ بِطَهَارَةٍ) أَيْ يُعِيدُ الْفَجْرَ: أَيْ صَلَاتَهُ مَعَ تَرْتِيلِ الْقِرَاءَةِ الْمَذْكُورَةِ وَيُعِيدُ الطَّهَارَةَ لَوْ فَسَدَ بِفَسَادِهَا أَوْ ظَهَرَ فَسَادُهُ بِعَدَمِهَا نَاسِيًا. وَالْحَاصِلُ أَنَّ حَدَّ الْإِسْفَارِ أَنْ يُمْكِنَهُ إعَادَةُ الطَّهَارَةِ وَلَوْ مِنْ حَدَثٍ أَكْبَرَ كَمَا فِي النَّهْرِ وَالْقُهُسْتَانِيِّ.[2]

وكذا في الهندية:

يُسْتَحَبُّ تَأْخِيرُ الْفَجْرِ وَلَا يُؤَخِّرُهَا بِحَيْثُ يَقَعُ الشَّكُّ فِي طُلُوعِ الشَّمْسِ بَلْ يُسْفِرُ بِهَا بِحَيْثُ لَوْ ظَهَرَ فَسَادُ صَلَاتِهِ يُمْكِنُهُ أَنْ يُعِيدَهَا فِي الْوَقْتِ بِقِرَاءَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ.[3]

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

يستحب للرجال الإسفار بالفجر، لقوله صلّى الله عليه وسلم: «أسفروا بالفجر، فإنه أعظم للأجر» والإسفار: التأخير للإضاءة. وحد الإسفار: أن يبدأ بالصلاة بعد انتشار البياض بقراءة مسنونة، أي أن يكون بحيث يؤديها بترتيل نحو ستين أو أربعين آية، ثم يعيدها بطهارة لو فسدت. ولأن في الإسفار تكثير الجماعة وفي التغليس تقليلها، وما يؤدي إلى التكثير أفضل، وليسهل تحصيل ما ورد عن أنس من حديث حسن: «من صلى الفجر في جماعة، ثم قعد يذكر الله تعالى حتى تطلع الشمس، ثم صلى ركعتين، كانت كأجر حجة تامة، وعمرة تامة».[4]

==================

[1] كتاب الصلاة، ۱/ ۳٦٦، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ۱/ ۳٦٦، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب المواقيت، ۱/ ۵۸، ط: قديمي

[4] كتاب الصلاة، الفصل الثاني أوقات الصلاة، ۱/ ٦۷۰، ط: احسان

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الصلاة، باب المواقیت، الفصل الأول في أوقات الصلاة، ۵/ ۳۲۲، ط: فاروقیہ

وکذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاۃ، ۲/ ۱۴۱، ط: سعید

فرض نماز کے لئے مسجد میں وقت مقرر کرنا اور امام کا وقتِ مقررہ سے تاخیر کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد میں نماز کا وقت مقرر کرنا کیسا ہے؟ اگر امام اس وقت مقررہ کا خیال نہ رکھے اور جماعت میں تاخیر کرے تو کیا وہ گناہگار ہوگا؟ ایسے امام کو معزول کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد میں فرض نماز کی جماعت کے لئے وقت مقرر کرنا چاہئے، ورنہ مقتدیوں کے لئے جماعت میں شرکت مشکل ہوجائے گی، وقت مقرر ہونے کی صورت میں ہر شخص اپنی ضروریات اور مصروفیات کو آگے پیچھے کرکے جماعت کی نماز کو وقت دے سکتا ہے ورنہ نہیں، اس لئے اس میں سب کے لئے سہولت بھی ہے، اگر امام مقررہ وقت کی پابندی نہ کرے تو اسے معزول کرنے کے بجائے مناسب انداز سے سمجھانا چاہئے۔

کذا في سنن الترمذي:

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ: «يَا بِلَالُ، إِذَا أَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ فِي أَذَانِكَ، وَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْدُرْ، وَاجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الآكِلُ مِنْ أَكْلِهِ، وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهِ، وَالمُعْتَصِرُ إِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ، وَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي». (۱)

وکذا في معارف السنن:

قوله قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الْآكِلُ إلخ، اتفق العلماء من سائر المذاهب على أن يتوقف بين الأذان والإقامة ما عدا المغرب وقدر هذا التوقف علماؤنا بمقدار أربع ركعات يقرأ في كل ركعة نحو عشر آيات... ثم يثوب ثم يمكث كذلك ثم يقم كما في البحر. (۲)

وکذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَيَجْلِسُ بَيْنَهُمَا إلَّا فِي الْمَغْرِبِ) أَيْ وَيَجْلِسُ الْمُؤَذِّنُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ عَلَى وَجْهِ السُّنِّيَّةِ إلَّا فِي الْمَغْرِبِ فَلَا يُسَنُّ الْجُلُوسُ بَلْ السُّكُوتُ مِقْدَارَ ثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ أَوْ آيَةٍ طَوِيلَةٍ أَوْ مِقْدَارِ ثَلَاثِ خُطُوَاتٍ وَهَذَا

(۱) کتاب الصلاة، باب ما جاء في الترسل في الأذان، ۱/ ۴۸، ط: سعید

(۲) کتاب الصلاة، باب ما جاء في الترسل في الأذان، ۲/ ۱۹۷، ط: مجلس الدعوة والتحقیق الاسلامي

عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَا يَفْصِلُ أَيْضًا فِي الْمَغْرِبِ بِجِلْسَةٍ خَفِيفَةٍ قَدْرَ جُلُوسِ الْخَطِيبِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ وَهِيَ مِقْدَارُ أَنْ تَتَمَكَّنَ مَقْعَدَتُهُ مِنْ الْأَرْضِ بِحَيْثُ يَسْتَقِرُّ كُلُّ عُضْوٍ مِنْهُ فِي مَوْضِعِهِ وَالْأَصْلُ أَنَّ الْوَصْلَ بَيْنَهُمَا فِي سَائِرِ الصَّلَوَاتِ مَكْرُوهٌ إجْمَاعًا لِحَدِيثِ بِلَالٍ «اجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِك وَإِقَامَتِك قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الْآكِلُ مِنْ أَكْلِهِ» غَيْرَ أَنَّ الْفَصْلَ فِي سَائِرِ الصَّلَوَاتِ بِالسُّنَّةِ أَوْ مَا يُشْبِهُهَا لِعَدَمِ كَرَاهِيَةِ التَّطَوُّعِ قَبْلَهَا.(١)

وكذا في الشامية:

(قوله ويعزل به) أي بالفسق لو طرأ عليه والمراد أنه يستحق العزل كما علمت آنفا.(٢)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٦/ ٦٢، ط: فاروقيه

وكذا في کفایت المفتی: كتاب الصلاة، باب الجماعة، ٤/ ٣٣٦، ط: فاروقيه

نماز فجر کے دوران سورج طلوع ہو جائے یا پھر اتنا کم وقت بچے کہ سنت تلاوت نہ کر سکے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی فجر کی نماز پڑھ رہا ہے اور دوران تشہد سورج طلوع ہو گیا تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور اسی طرح اگر سورج طلوع ہونے میں اتنا کم وقت رہ گیا کہ آدمی اس میں فجر کی نماز سنت قرات کے ساتھ نہ پڑھ سکے تو آیا یہ آدمی نماز شروع کرے یا نہ کرے؟

جواب: اگر فجر کی نماز پڑھتے ہوئے دوران نماز سورج طلوع ہو جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے، تاہم اگر سورج طلوع ہونے میں کم وقت رہ گیا ہو تو سنت قرات کی رعایت کئے بغیر ہی طلوع سے پہلے نماز پڑھ لے تو نماز ادا ہو جائے گی کیونکہ نماز کو اپنے وقت میں ادا کرنا ادائے کامل ہی ہے۔

كذا في الدر المختار:

(وَكُرِهَ) تَحْرِيمًا، وَكُلُّ مَا لَا يَجُوزُ مَكْرُوهٌ (صَلَاةٌ) مُطْلَقًا (وَلَوْ) قَضَاءً أَوْ وَاجِبَةً أَوْ نَفْلًا أَوْ (عَلَى جِنَازَةٍ وَسَجْدَةَ تِلَاوَةٍ وَسَهْوٍ) لَا شُكْرٍ قُنْيَةٌ (مَعَ شُرُوقٍ) إلَّا الْعَوَامَ... (وَاسْتِوَاءٍ)... (وَغُرُوبٍ، إلَّا عَصْرَ يَوْمِهِ) فَلَا يُكْرَهُ فِعْلُهُ لِأَدَائِهِ كَمَا وَجَبَ بِخِلَافِ الْفَجْرِ.(٣)

---

(١) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٥٤، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٤٩، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت، ١/ ٣٧٠، ط: سعيد

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: بِخِلَافِ الْفَجْرِ إلَخْ) أَيْ فَإِنَّهُ لَا يُؤَدِّي فَجْرَ يَوْمِهِ وَقْتَ الطُّلُوعِ؛ لِأَنَّ وَقْتَ الْفَجْرِ كُلَّهُ كَامِلٌ فَوَجَبَتْ كَامِلَةً، فَتَبْطُلُ بِطُرُوِّ الطُّلُوعِ الَّذِي هُوَ وَقْتُ فَسَادٍ. (١)

وكذا في بدائع الصنائع:

وكذا لا يتصور أداء الفجر مع طلوع الشمس عندنا حتى لو طلعت الشمس وهو في خلال الصلاة تفسد صلاته عندنا. (٢)

وكذا في الهندية:

سُنَّتُهَا حَالَةَ الِاضْطِرَارِ فِي السَّفَرِ وَهُوَ أَنْ يَدْخُلَهُ خَوْفٌ أَوْ عَجَلَةٌ فِي سَيْرِهِ أَنْ يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَأَيِّ سُورَةٍ شَاءَ وَحَالَةَ الِاضْطِرَارِ فِي الْحَضَرِ وَهُوَ ضِيقُ الْوَقْتِ أَوْ الْخَوْفُ عَلَى نَفْسٍ أَوْ مَالٍ أَنْ يَقْرَأَ قَدْرَ مَا لَا يَفُوتُهُ الْوَقْتُ أَوْ الْأَمْنُ. هَكَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ. (٣)

وكذا في التاتارخانية:

ولو طلعت الشمس في خلال الفجر تفسد فجره وفي (التجريد) وقال الشافعي يتمه. (٤)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب المواقيت، الفصل الثاني في الأوقات المكروهة، ٥/ ٣٧١، ط: فاروقيه

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، ٢/ ١٣١، ط: سعيد

زوال کے وقت کی مقدار اور اس میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زوال کے وقت تقریبا کتنے منٹ تک آدمی نماز نہیں پڑھ سکتا؟

جواب: نصف نہار کے وقت سے مکمل زوال تک نماز نہیں پڑھ سکتے یعنی جس وقت سورج بالکل اوپر ہو اور کسی بھی چیز کا سایہ اپنی جگہ رکا ہوا ہو یہاں تک کہ سورج مغرب کی طرف مائل ہو جائے، اور یہ تقریبا دس یا بارہ منٹ کے بقدر وقت ہوتا ہے اور اس دوران

====================

(١) كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت، ١/ ٣٧٣، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، فصل في بيان الوقت المكروه، ١/ ٣٢٩، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٨٥، ط: قديمي

(٤) كتاب الصلاة، نوع آخر في بيان الوقت، ١/ ٣٠٣، ط: قديمي

کسی بھی قسم کی نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

كذا في الشامية:

وقد وقع في عبارات الفقهاء أن الوقت المكروه هو عند انتصاف النهار إلى أن تزول الشمس.[١]

وكذا في حاشية الطحطاوي على المراقي:

والثاني عند استوائها وعلامته أن يمتنع الظل عن القصر ولا يأخذ في الطول فإذا صادف أنه شرع في دلك الوقت بفرض قضاء أو قبله.[٢]

وكذا في المراقي:

والثاني عند استوائها في بطن السماء إلى أن تزول أي تميل إلى جهة المغرب.[٣]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، ٢/ ١٣٨، ط: سعيد

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب المواقيت، الفصل الثاني في الأوقات المكروهة، ٥/ ٣٦٦، ط: فاروقيه

طلوع آفتاب کے بعد مکروہ وقت کی مقدار اور اس میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ طلوع آفتاب کی کتنی دیر بعد تک آدمی نماز نہیں پڑھ سکتا اور اسی طرح اگر کسی نے اس وقت میں نماز شروع کر دی تو اس کو پورا کرے یا توڑ دے اور اگر توڑ دی تو اس کی قضاء لازم ہے یا نہیں؟

جواب: طلوع آفتاب کے بعد جب سورج بالکل واضح ہو جائے اور تقریباً دو نیزہ کے بقدر بلند ہو جائے تو اس کے بعد آدمی نماز پڑھ سکتا ہے، اس سے پہلے نہیں پڑھ سکتا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس وقت کفار سورج کی پرستش کرتے ہیں، یہ تقریباً دس منٹ کے برابر وقت ہوتا ہے۔ اگر اس وقت میں کسی نے نماز شروع کر دی ہو تو اس نماز کو توڑ دے اور سورج خوب بلند ہونے پر اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

كذا في الصحيح لمسلم:

عَن عَمْرو بن عبسة قَالَ... فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللهُ وَأَجْهَلُهُ، أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ: «صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أقصر عَن الصَّلَاة حَتَّى تَطْلُعُ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعَ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ

---

[١] كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت، ١/ ٣٧١، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، فصل في الأوقات المكروهة، ١/ ١٨٦، ط: دار الكتب العلمية

[٣] كتاب الصلاة، فصل في الأوقات المكروهة، ١/ ١٨٦، ط: دار الكتب العلمية

وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ... إلخ.[١]

وكذا في الشامية:

أقول ينبغي تصحيح ما نقلوه عن الأصل للإمام محمد من أنه ما لم ترتفع الشمس قدر رمح فهي في حكم الطلوع.[٢]

وفيه أيضا:

وَاعْلَمْ أَنَّ الْأَوْقَاتَ الْمَكْرُوهَةَ نَوْعَانِ: الْأَوَّلُ الشُّرُوقُ وَالِاسْتِوَاءُ وَالْغُرُوبُ. وَالثَّانِي مَا بَيْنَ الْفَجْرِ وَالشَّمْسِ، وَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إلَى الِاصْفِرَارِ، فَالنَّوْعُ الْأَوَّلُ لَا يَنْعَقِدُ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ الصَّلَوَاتِ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا إذَا شَرَعَ بِهَا فِيهِ، وَتَبْطُلُ إنْ طَرَأَ عَلَيْهَا... لَكِنْ مَعَ وُجُوبِ الْقَطْعِ وَالْقَضَاءِ فِي وَقْتٍ غَيْرِ مَكْرُوهٍ.[٣]

وكذا في الهندية:

ثَلَاثُ سَاعَاتٍ لَا تَجُوزُ فِيهَا الْمَكْتُوبَةُ وَلَا صَلَاةُ الْجِنَازَةِ وَلَا سَجْدَةُ التِّلَاوَةِ إذَا طَلَعَتْ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ وَعِنْدَ الِانْتِصَافِ إلَى أَنْ تَزُولَ وَعِنْدَ احْمِرَارِهَا إلَى أَنْ يَغِيبَ... وَيَجِبُ قَطْعُهُ وَقَضَاؤُهُ فِي وَقْتٍ غَيْرِ مَكْرُوهٍ.[٤]

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، ٢/ ١٤٢، ط: سعيد

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، الفصل الثاني في الأوقات المكروهة، ٥/ ٣٦٤، ٣٧١، ط: فاروقيه

فجر کی نماز رمضان میں جلدی پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ رمضان میں فجر کی نماز جلدی پڑھ لی جاتی ہے اور لوگ سو جاتے ہیں حالانکہ فجر کے بعد سونا ٹھیک نہیں تو کیا یہ نماز جلدی پڑھنا ٹھیک ہے؟

جواب: واضح رہے کہ فجر کی نماز عام حالت میں روشنی خوب پھیلنے پر پڑھنا مستحب ہے اور ایسا وقت ہونا چاہئے کہ اگر کسی وجہ سے نماز دہرانا پڑے تو بآسانی نماز دوبارہ پڑھی جاسکے البتہ لوگوں کی سہولت کی خاطر کہ جس وقت وہ آسانی سے نماز کے لئے جمع ہوسکتے

---

[١] كتاب فضائل القرآن، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ١/ ٢٧٦، ط: قديمي

[٢] كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت... ١/ ٣٧١، ط: سعيد

[٣] كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت، ١/ ٣٧٣، ط: سعيد

[٤] كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لا تجوز فيها الصلاة فيها، ١/ ٥٢، ط: رشيدية

ہیں، اس وقت بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے، اور رمضان میں لوگوں کا اول وقت میں جمع ہونا بھی آسان ہے اس لئے ان کی سہولت کی خاطر اول وقت میں نماز پڑھنا بھی درست ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، حَدَّثَهُ: أَنَّهُمْ تَسَحَّرُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَامُوا إِلَى الصَّلاَةِ، قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ أَوْ سِتِّينَ، يَعْنِي آيَةً.(١)

وفيه أيضا:

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، يَقُولُ: «كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِي، ثُمَّ يَكُونُ سُرْعَةٌ بِي، أَنْ أُدْرِكَ صَلاَةَ الفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».(٢)

وكذا في سنن الترمذي:

وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَمِعتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلأَجْرِ».(٣)

وكذا في مسند أحمد:

وَعَن قَتَادَة وَعَن أَنَسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سَحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى. قُلْنَا لِأَنَسٍ: كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سَحُورِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: قَدْرُ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً.(٤)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب المواقيت، الفصل الأول في أوقات الصلاة، ٥/ ٣٣٠، ط: فاروقيه

وكذا في كفايت المفتی: كتاب الصلاة، باب المواقيت، الفصل الأول فيما يتعلق بأوقات الصلاة، ٣/ ٤٨١، ط: فاروقيه

====================

(١) كتاب الصلاة، باب وقت الفجر، ١/ ٨١، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب وقت الفجر، ١/ ٨٢، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب ما جاء في الإسفار بالفجر، ١/ ٤٠، ط: سعيد

(٤) ٢٠/ ١٥٣، ط: رقم الحديث: ١٢٧٤٠، ط: مؤسسة الرسالة

مثل اول میں عصر کی نماز پڑھنے کا بیان

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے ہاں عصر کا وقت دو مثل کے بعد ہے اگر آدمی کسی ایسی جگہ گیاجہاں ایک مثل کے بعد عصر کی جماعت ہوتی ہے اور تو کیا یہ شخص ان لوگوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہو کر عصر کی نماز پڑھ سکتاہے؟

جواب: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عصر کا اول وقت مثلین کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں جماعت کی نماز فوت ہونے کے خوف سے سایہ کے ایک مثل ہونے کے بعد پڑھنا درست نہیں، البتہ حرمین شریفین کی حرمت اور فضیلت کی وجہ سے وہاں جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔

كذا في الهندية:

ووقت العصر من صيرورة الظل مثليه غير فيئ الزوال إلى غروب الشمس.[1]

وكذا في الهداية:

وأول وقت العصر إذا خرج وقت الظهر على القولين وآخر وقتها ما لم تغرب الشمس.[2]

وكذا في الشامية:

وَانْظُرْ هَلْ إذَا لَزِمَ مِنْ تَأْخِيرِهِ الْعَصْرَ إلَى الْمِثْلَيْنِ فَوْتُ الْجَمَاعَةِ يَكُونُ الْأَوْلَى التَّأْخِيرَ أَمْ لَا، وَالظَّاهِرُ الْأَوَّلُ بَلْ يَلْزَمُ لِمَنْ اعْتَقَدَ رُجْحَانَ قَوْلِ الْإِمَامِ تَأَمَّلْ.[3]

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب المواقيت، ٣/ ٤١، ط: حقانيه

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، ٢/ ١٤٥، ط: سعيد

ظہر کی نماز کا مستحب وقت

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ظہر کا مستحب وقت کیا ہے اور کتنی دیر تک آدمی نماز پڑھے تو وہ مستحب وقت شمار ہوگا؟

==================

[1] كتاب الصلاة، باب المواقيت، الباب الأول، ١/ ٥١، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب في الميقات، ١/ ٧٨، ط: رحمانية

[3] كتاب الصلاة، مطلب في تعبده عليه الصلاة والسلام قبل البعثة، ١/ ٣٥٩، ط: سعيد

جواب: واضح رہے کہ ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد سے شروع ہو کر ہر شے کے سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل تک شمار ہوتا ہے، اس وقت تک ظہر کی نماز پڑھ سکتے ہیں، لہٰذا ظہر کی نماز گرمیوں میں تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے اور سردیوں میں جلدی پڑھنا مستحب ہے۔

كذا في الدر المختار:

(ووقت الظهر من زواله) أي ميل ذكاء عن كبد السماء (إلى بلوغ الظل مثليه).[1]

وكذا في خلاصة الفتاوى:

وأما وقت الظهر اتفقوا أن أول وقت الظهر حين تزول واختلفوا في آخر وقت الظهر قال أبو حنيفة حين صار ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال وعزل سوى فيء الزوال.[2]

وكذا في الهندية:

وَوَقْتُ الظُّهْرِ مِنْ الزَّوَالِ إلَى بُلُوغِ الظِّلِّ مِثْلَيْهِ سِوَى الْفَيْءِ... وَيُسْتَحَبُّ تَأْخِيرُ الظُّهْرِ فِي الصَّيْفِ وَتَعْجِيلُهُ فِي الشِّتَاءِ. هَكَذَا فِي الْكَافِي سَوَاءٌ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَحْدَهُ أَوْ بِجَمَاعَةٍ.[3]

وكذا في كفایت المفتی: كتاب الصلاة، باب المواقيت، الفصل الأول فيما يتعلق بأوقات الصلاة، ٣/ ٦٦، ٤٦، ط: فاروقيه

وكذا في امداد الاحكام: كتاب الصلاة، فصل في المواقيت، ١/ ٤١١، ط: دار العلوم کراچی

سورج غروب ہوتے وقت نماز عصر پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص عصر کی نماز پڑھ رہا تھا اور تشہد بھی پڑھ لی لیکن سلام سے پہلے سورج غروب ہو گیا تو اس کی نماز ہو گئی یا نہیں اگر نہیں تو کیا یہ شخص نماز توڑ دے یا نہیں؟

جواب: نماز ہو جائے گی توڑنے کی ضرورت نہیں۔

كذا في الصحيح لمسلم:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ

---

[1] كتاب الصلاة، ٢/ ١٩، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، الفصل الرابع في المواقيت، ١/ ٦٦، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت وما يتصل، ١/ ٥١، ٥٢، ط: رشيدية

أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ. وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تغرب الشَّمْس فقد أدْرَكَ الْعَصْرِ».[1]

وكذا في الهندية:

ولو شرع فيه قبل التغير فمد إليه لا يكره كذا في البحر الرائق ناقلا عن غاية البيان.[2]

وكذا في البحر الرائق:

ولو شرع فيه قبل التغير فمد إليه يكره لأن الاحتراز عن الكراهة مع الإقبال على الصلاة متعذر فجعل عفوا.[3]

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، باب أوقات الصلاة، ٢/ ٣٥، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب المواقيت، ٥/ ٣٤٢، ط: فاروقيه

رمضان المبارک میں مغرب کی نماز کو مؤخر کرنے کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ رمضان المبارک میں مغرب کی اذان کس وقت دی جائے جبکہ بعض جگہوں میں پندرہ یا بیس منٹ بعد اذان دے کر نماز پڑھتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟اور اسی طرح بعض جگہوں میں اذان مغرب کے بعد پندرہ یا بیس منٹ تک لوگوں کو نماز کا انتظار کروایا جاتا ہے، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: اذان کا وقت نماز کا وقت داخل ہونے سے شروع ہو جاتا ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ جب سورج غروب ہو جائے تو اذان کہہ دی جائے لیکن جب افطار کی وجہ سے نماز کو مؤخر کرنا جائز ہے تو اذان کو مؤخر کرنا بھی جائز ہوگا۔

مغرب کی اذان کے بعد تین چھوٹی آیات کے بقدر فصل کرنا جائز ہے لیکن زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے البتہ رمضان المبارک میں افطار کی وجہ سے نماز کو اتنی دیر تک مؤخر کرنا جائز ہے کہ عام طور پر آدمی اطمینان سے افطار فارغ ہو جائے اگر افطار میں پانچ منٹ سے دس منٹ تک لگ جائیں تو کوئی حرج نہیں لیکن بلاوجہ بہت زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔

كذا في الشامية مع الدر:

(وَ) أَخَرَ (الْمَغْرِبَ إِلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ) أَيْ كَثْرَتِهَا (كُرِهَ) أَيْ التَّأْخِيرُ لَا الْفِعْلُ لِأَنَّهُ مَأْمُورٌ بِهِ (تَحْرِيمًا) إِلَّا

---

[1] كتاب المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة، ١/ ٢٢١، ط: قديمي

[2] كتاب الصلاة، باب في المواقيت، ١/ ٥٢، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، ١/ ٤٣٠، ط: رشيدية

بِعُذْرٍ كَسَفَرٍ، وَكَوْنِهِ عَلَى أَكْلٍ. (قَوْلُهُ: وَكَوْنِهِ عَلَى أَكْلٍ) أَيْ لِكَرَاهَةِ الصَّلَاةِ مَعَ حُضُورِ طَعَامٍ تَمِيلُ إِلَيْهِ نَفْسُهُ وَلِحَدِيثِ «إِذَا أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ وَحَضَرَ الْعِشَاءُ فَابْدَءُوا بِالْعِشَاءِ».[1]

وكذا في بدائع الصنائع:

وإنما لم يؤخره جبريل عن أول الغروب لأن التأخير عن أول الغروب مكروه إلا لعذر.[2]

وكذا في الطحطاوي على مراقي الفلاح:

(و) يستحب (تعجيل) صلاة (المغرب) صيفا وشتاء ولا يفصل بين الأذان والإقامة فيه إلا بقدر ثلاث آيات أو جلسة خفيفة... فكان تأخيرها مكروها (إلا في يوم غيم) وإلا من عذر سفر أو مرض حضور مائدة.[3]

كذا في البدائع:

وأما بيان وقت الأذان والإقامة فوقتهما ما هو وقت الصلوات المكتوبات.[4]

وكذا في الطحطاوي على مراقي الفلاح:

قوله (وأعلام مخصوص) أي بوقت الصلاة ولا يختص بأول الوقت بل قد يؤخر عنه مع صلاة يندب تأخيرها.[5]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، ٢/ ١٣٨، ط: سعيد

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت وما يتصل بها، ٢/ ٤٣، ط: دارالاشاعت

قضاء نماز کس وقت پڑھ سکتے ہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کس وقت میں قضاء نماز جائز نہیں اور کس وقت میں سجدۂ تلاوت جائز نہیں؟

==================

[1] كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ١/ ٣٦٨، ٣٦٩، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، بيان وقت المغرب والعشاء، ١/ ٣٢٠، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، الأوقات المكروهة، ص١٨٢، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، فصل بيان وقت الأذان، ١/ ٣٨١، ط: رشيدية

[5] كتاب الصلاة، باب الأذان، ص١٩٢، ط: رشيدية

جواب: تین اوقاتِ مکروہہ یعنی طلوع، غروب اور زوال کے وقت میں قضاء نماز جائز نہیں ہے اور نہ ہی سجدۂ تلاوت جائز ہے۔

كذا في صحيح مسلم:

عن عقبة بن عامر الجهني رضي الله عنه قال ثلاث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن يصلي فيهن أو تقبر فيهن موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس وحين تضيف للغروب حتى تغرب. (١)

وكذا في الهندية:

ثَلَاثُ سَاعَاتٍ لَا تَجُوزُ فِيهَا الْمَكْتُوبَةُ وَلَا صَلَاةُ الْجِنَازَةِ وَلَا سَجْدَةُ التِّلَاوَةِ إذَا طَلَعَتْ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ وَعِنْدَ الِانْتِصَافِ إلَى أَنْ تَزُولَ وَعِنْدَ احْمِرَارِهَا إلَى أَنْ يَغِيبَ إلَّا عَصْرَ يَوْمِهِ ذَلِكَ فَإِنَّهُ يَجُوزُ أَدَاؤُهُ عِنْدَ الْغُرُوبِ. هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. (٢)

وكذا في الدر المختار:

(وَكُرِهَ) تَحْرِيمًا، وَكُلُّ مَا لَا يَجُوزُ مَكْرُوهٌ (صَلَاةٌ) مُطْلَقًا (وَلَوْ) قَضَاءً أَوْ وَاجِبَةً أَوْ نَفْلًا أَوْ (عَلَى جِنَازَةٍ وَسَجْدَةَ تِلَاوَةٍ وَسَهْوٍ)... (مَعَ شُرُوقٍ)... (وَاسْتِوَاءٍ)... (وَغُرُوبٍ، إلَّا عَصْرَ يَوْمِهِ). (٣)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب المواقيت، ٥/ ٣٦٤، ط: فاروقيه

وكذا في کفایت المفتی: كتاب الصلاة، ما يتعلق بالأوقات المكروهة، ٣/ ٥٠١، ط: فاروقيه

عصر کا وقت کب تک باقی رہتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ عصر کا وقت کتنی دیر تک رہتا ہے؟

جواب: عصر کا وقت غروب آفتاب تک رہتا ہے۔

كذا في الصحيح لمسلم:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبحِ قَبْلَ

(١) كتاب فضائل القرآن، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، ١/ ٢٧٦، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت وما يتصل بها، ١/ ٥٢، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، ١/ ٣٧٠، ط: سعيد

أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ. وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تغرب الشَّمْس فقد أدْرك الْعَصْر». [1]

وكذا في فتح القدير:

وآخر وقتها ما لم تغرب الشمس لقوله عليه السلام من أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدركها. [2]

وكذا في بدائع الصنائع:

وأما أول وقت العصر فعلى الاختلاف الذي ذكرنا في آخر وقت الظهر حتى روي عن أبي يوسف رحمه الله أنه قال خالفت أبا حنيفة في وقت العصر فقلت أوله إذا زاد الظل على قامة اعتمادا على الآثار التي جاءت وآخره حين تغرب الشمس عندنا. [3]

وكذا في کفایت المفتی: كتاب الصلاة، باب المواقيت، الفصل الأول إلخ، ۳/ ٤٦٧، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب المواقيت، الفصل الأول إلخ، ٥/ ٣٢١، ط: فاروقيه

عورتیں گھروں میں اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھیں

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ عورتوں کواذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھنی چاہئے؟

جواب: عورتیں وقت داخل ہونے کے بعد جس وقت چاہیں نماز پڑھ سکتی ہیں، لیکن افضل یہ ہے کہ فجر کی نماز جلدی یعنی اندھیرے میں پڑھیں، باقی تمام نمازیں مسجد کی جماعت ہونے کے بعد پڑھیں۔

كذا في الدر المختار:

(وَالْمُسْتَحَبُّ) لِلرَّجُلِ (الِابْتِدَاءُ) فِي الْفَجْرِ (بِإِسْفَارٍ وَالْخَتْمُ بِهِ) هُوَ الْمُخْتَارُ بِحَيْثُ يُرَتِّلُ أَرْبَعِينَ آيَةً ثُمَّ يُعِيدُهُ بِطَهَارَةٍ لَوْ فَسَدَ. وَقِيلَ يُؤَخِّرُ جِدًّا؛ لِأَنَّ الْفَسَادَ مَوْهُومٌ (إلَّا لِحَاجٍّ بِمُزْدَلِفَةَ) فَالتَّغْلِيسُ أَفْضَلُ كَمَرْأَةٍ مُطْلَقًا. وَفِي غَيْرِ الْفَجْرِ الْأَفْضَلُ لَهَا انْتِظَارُ فَرَاغِ الْجَمَاعَةِ. [4]

====================

[1] كتاب المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة، ١/ ٢٢١، ط: قديمي

[2] كتاب الصلاة، باب المواقيت، ١/ ٢٢١، ط: دار الكتب العلمية

[3] كتاب الصلاة، فصل في شرائط الأركان، ١/ ٣١٩، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ١/ ٣٦٦، ط: سعيد

وكذا في البحر الرائق:

الأفضل للمرأة في الفجر الغلس وفي غيرها الانتظار إلى فراغ الرجال عن الجماعة.[۱]

وكذا في الفقه الإسلامي:

وأما النساء: فالأفضل لهن الغَلَس (الظلمة)؛ لأنه أستر، وفي غير الفجر يَنْتَظِرْن فراغ الرجال من الجماعة. وكذلك التغليس أفضل للرجل والمرأة لحاج بمزدلفة.[۲]

جس ملک میں چھ مہینے دن ہو اور چھ مہینے رات ہو تو وہاں کے لوگوں کی نماز اور روزوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جس ملک میں چھ مہینے دن ہو اور چھ مہینے رات ہو تو وہاں کے لوگوں کے لئے نماز اور روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قول مختار کے مطابق چوبیس گھنٹوں میں ہر نماز کا وقت اندازے سے متعین کرکے نماز پڑھ لیا کریں اور ان ممالک میں اس بات کی بھی گنجائش ہے کہ قریب تر ملکوں کے طلوع وغروب کا اعتبار کرکے نماز وروزے ادا کئے جائیں۔

كذا في الشامية:

قَالَ الرَّمْلِيُّ فِي شَرْحِ الْمِنْهَاجِ: وَيَجْرِي ذَلِكَ فِيمَا لَوْ مَكَثَتْ الشَّمْسُ عِنْدَ قَوْمٍ مُدَّةً. اهـ. ح. قَالَ فِي إمْدَادِ الْفَتَّاحِ قُلْت: وَكَذَلِكَ يُقَدَّرُ لِجَمِيعِ الْآجَالِ كَالصَّوْمِ وَالزَّكَاةِ وَالْحَجِّ.[۳]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَمَنْ لَمْ يَجِدْ وَقْتَهُمَا لَمْ يَجِبَا) أَيْ الْعِشَاءُ وَالْوِتْرُ كَمَا لَوْ كَانَ فِي بَلَدٍ يَطْلُعُ فِيهِ الْفَجْرُ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ كَبُلْغَارَ فِي أو قِصَرِ لَيَالِي السَّنَةِ فِيمَا حَكَاهُ مُعْجَمُ صَاحِبِ الْبُلْدَانِ لِعَدَمِ السَّبَبِ وَأَفْتَى بِهِ الْبَقَّالِيُّ كَمَا يَسْقُطُ غَسْلُ الْيَدَيْنِ مِنْ الْوُضُوءِ عَنْ مَقْطُوعِهِمَا مِنْ الْمِرْفَقَيْنِ، وَأَفْتَى بَعْضُهُمْ بِوُجُوبِهَا وَاخْتَارَهُ الْمُحَقِّقُ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ.[٤]

---

[۱] كتاب الصلاة، ۱/ ٤۲۹، ط: رشيدية

[۲] كتاب الصلاة الوقت الأفضل أو المستحب، ۱/ ٦۷۰، ط: نشر احسان

[۳] كتاب الصلاة، مطلب في فاقد وقت العشاء إلخ، ۱/ ۳٦٥، ط: سعيد

[٤] كتاب الصلاة، ۱/ ٤۲۸، ط: رشيدية

وکذا في مجموعة الفتاوى:

وكنت سمعت بمدينة بلغار فأردت التوجه إليه لأرى ما ذكر عنها من انتهار قصر الليلة فرحلتها في رمضان فلما صلينا المغرب أفطرنا وأذن بالعشاء في أثناء أفطرنا فصليناها وصلينا التراويح والشفع والوتر وطلع الفجر أثر ذلك.[۱]

وكذا في خير الفتاوى: كتاب الصلاة، ما يتعلق بمواقيت الصلاة، ۲/ ۱۸۱، ط: امدادیہ

وكذا في فتاوی زکریا: كتاب الصلاة، باب اوقات نماز کا بیان، ۲/ ٤٤، ط: زمزم

مغرب کی نماز کا آخری وقت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مغرب کی نماز کا آخری وقت کون سا ہے شفق احمر یا شفق ابیض؟

جواب: مغرب کی نماز کا آخری وقت شفق احمر کے غائب ہونے تک رہتا ہے، یہی راجح قول ہے، لیکن شفق ابیض کے غروب ہونے سے قبل عشاء کی نماز نہ پڑھی جائے۔

كذا في الهندية:

ووقت المغرب منه إلى غيبوبة الشفق وهو الحمرة عندهما وبه يفتى.[۲]

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

ووقت المغرب منه إلى غروب الشفق وهو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة وإليه رجع الإمام.[۳]

وكذا في البحر الرائق:

والمغرب منه إلى غروب الشفق، أي وقت المغرب من غروب الشمس إلى غروب الشفق لرواية مسلم وقت صلاة المغرب ما لم يسقط نور الشفق.[٤]

==================

[۱] كتاب الصلاة، ۱/ ۵۲، ۵۳، ط: رشيدية

[۲] كتاب الصلاة، الفصل الأول في أوقات الصلاة، ۱/ ۵۷، ط: قديمي

[۳] كتاب الصلاة، ۱/ ۳٦۱، ط: سعيد

[٤] كتاب الصلاة، ۱/ ٤۲٦، ط: رشيدية

وکذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاۃ، ۲/ ۱۲۹، ط: سعید

وکذا في کفایت المفتی: کتاب الصلاۃ، باب المواقیت، الفصل الأول فيما يتعلق بأوقات الصلاۃ، ۳/ ٤٧٥، ط: الفاروق

وکذا في خیر الفتاوی: کتاب الصلاۃ، ما يتعلق بمواقيت الصلاۃ، ۲/ ۱۸۸، ط: امدادیه

عورتوں کو اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھنی چاہیے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ عورتوں کو اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھنی چاہیے؟

جواب: عورتوں کے لئے فجر کی نماز جلدی یعنی اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے اور باقی تمام نمازیں مسجد کی جماعت ہونے کے بعد پڑھنا افضل ہے۔

کذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَالْمُسْتَحَبُّ) لِلرَّجُلِ (الِابْتِدَاءُ) فِي الْفَجْرِ (بِإِسْفَارٍ وَالْخَتْمُ بِهِ) هُوَ الْمُخْتَارُ بِحَيْثُ يُرَتِّلُ أَرْبَعِينَ آيَةً ثُمَّ يُعِيدُهُ بِطَهَارَةٍ لَوْ فَسَدَ. وَقِيلَ يُؤَخِّرُ حَدًّا؛ لِأَنَّ الْفَسَادَ مَوْهُومٌ (إلَّا لِحَاجٍّ بِمُزْدَلِفَةَ) فَالتَّغْلِيسُ أَفْضَلُ كَمَرْأَةٍ مُطْلَقًا. وَفِي غَيْرِ الْفَجْرِ الْأَفْضَلُ لَهَا انْتِظَارُ فَرَاغِ الْجَمَاعَةِ.[1]

وکذا في البحر الرائق:

الأفضل للمرأة في الفجر الغلس وفي غيرها الانتظار إلى فراغ الرجال عن الجماعة.[2]

وکذا في الفقه الإسلامي:

وأما النساء فالأفضل لهن الغلس (الظلمة) لأنه أستر وفي غير الفجر ينتظرن فراغ الرجال من الجماعة وكذلك التغليس أفضل للرجل والمرأة لحاج بمزدلفة.[3]

وکذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: عورتوں کے مسائل، ۲/ ٤٢٤، ط: لدهیانوي

===================

[1] کتاب الصلاۃ، ۱/ ۳٦٦، ط: سعید

[2] کتاب الصلاۃ، ۱/ ٤٢٩، ط: رشیدیة

[3] کتاب الصلاۃ، الوقت الأفضل أو المستحب، ۱/ ٦٧٠، ط: الاحسان

رمضان المبارک میں فجر کی نماز غلس میں پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ رمضان المبارک میں لوگ سحری کھا کر سو جاتے ہیں اور نماز کے لئے نہیں اٹھتے اور بعض لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھ کر سو جاتے ہیں اور بعض لوگ سحری کھا کر سو جاتے ہیں نماز کے لئے بھی نہیں اٹھتے اور نماز نہیں پڑھتے، اس وجہ سے جماعت کی نماز میں بہت کم لوگ شریک ہوتے ہیں، اب سوال یہ پوچھنا ہے کہ رمضان المبارک میں فجر کی نماز اول وقت میں پڑھنا کیسا ہے کیونکہ عام مہینوں میں حنفی مذہب کے مطابق اسفار میں پڑھنا افضل ہے، کیا رمضان المبارک کے مہینے میں فجر کی نماز اول وقت میں تکثیر جماعت کی خاطر پڑھنا افضل ہے، اگر اول وقت میں پڑھے تو صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد کتنی دیر میں فجر کی نماز پڑھنی چاہئے، حنفی مذہب کے مطابق اس مسئلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

جواب: حنفیہ کا اصل مذہب تو یہی ہے کہ فجر کی نماز روشنی میں پڑھی جائے اور اس کی وجہ بھی تکثیر جماعت ہے رمضان المبارک میں تکثیر جماعت کی خاطر فجر کی نماز اول وقت میں پڑھ لی جائے بلکہ تکثیر جماعت کی خاطر ایسا کرنا اولی ہے کیونکہ اسفار کے انتظار کی وجہ سے جماعت میں کمی آجائے گی، اور صبح صادق طلوع ہوتے ہی فجر کی نماز پڑھنے سے نماز بلا کراہت ادا ہو جائے گی۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، حَدَّثَهُ: "أَنَّهُمْ تَسَحَّرُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَامُوا إِلَى الصَّلاَةِ، قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ أَوْ سِتِّينَ"، يَعْنِي آيَةً.(١)

وكذا في فتح الملهم:

قال الشعراني رحمه الله في الميزان وفي رواية أخرى لأحمد إن الاعتبار بحال المصلين فإن شق عليهم التغليس كان الإسفار أفضل وإن اجتمعا كان التغليس أفضل إلخ وقال ابن عابدين رحمه الله في رد المحتار نعم ذكر الشراح الهداية وغيرهم في باب التيمم إن أداء الصلاة في أول الوقت أفضل إلا إذا تضمن التأخير فضيلة لا تحصل بدونه كتكثير الجماعة.(٢)

وكذا في المبسوط:

ولأن في الإسفار تكثير الجماعة وفي التغليس تقليلها وما يؤدي إلى تكثير الجماعة فهو أفضل.(٣)

==================

(١) كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر، ١/ ٨١، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب استحباب التكثير بالصبح في أول وقتها وهو التغليس، ٣/ ٥١٨، ط: دار القلم دمشق

(٣) كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة، ١/ ٢٩٥، ط: رشيدية

وكذا في فيض الباري على صحيح البخاري:

فلو اجتمع الناس اليوم أيضا في التغليس لقلنا به أيضا كما في مبسوط السرخسي في باب التيمم أنه يستحب التغليس في الفجر والتعجيل في الظهر إذا اجتمع الناس قال رحمه الله بعد أسطر... ولعل هذا التغليس في رمضان خاصة وهكذا ينبغي عندنا إذا اجتمع الناس وعليه العمل في دار العلوم ديوبند من عهد الاكابر.[1]

وكذا في فتاوی رحیمیه: أوقات الصلاة، ٤/ ٧٥، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوی محمودیه: مواقيت الصلاة، ٥/ ٣٢٥، ط: دار الافتاء فاروقيه

وكذا في كتاب الفتاوی: مواقيت الصلاة، ٢/ ١٢٢، ط: زمزم پبلشرز

مغرب کی اذان کے بعد دو یا تین منٹ تاخیر سے نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض مسجدوں میں مغرب کی اذان کے بعد دو یا تین منٹ تاخیر سے نماز پڑھتے ہیں کیا دو یا تین منٹ تاخیر سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مغرب کی اذان کے بعد دو رکعت پڑھنے کے بقدر تاخیر کرنے کی صورت میں نماز بلا کراہت درست ہوگی، زیادہ تاخیر نہ کی جائے کیونکہ زیادہ تاخیر کرنے سے نماز میں کراہت آجائے گی۔

كذا في سنن النسائي:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيَّ قَامَ لِيَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَقُلْتُ لِعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ انْظُرْ إِلَى هَذَا أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي؟ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَرَآهُ فَقَالَ: «هَذِهِ صَلَاةٌ كُنَّا نُصَلِّيهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».[2]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: لَا يُكْرَهُ) لِأَنَّ الِاحْتِرَازَ عَنْ الْكَرَاهَةِ مَعَ الْإِقْبَالِ عَلَى الصَّلَاةِ مُتَعَذِّرٌ فَجُعِلَ عَفْوًا بَحْرٌ.

(قَوْلُهُ: إلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ) هُوَ الْأَصَحُّ. وَفِي رِوَايَةٍ لَا يُكْرَهُ مَا لَمْ يَغِبْ الشَّفَقُ بَحْرٌ أَيْ الشَّفَقُ الْأَحْمَرُ؛ لِأَنَّهُ

---

[1] كتاب مواقيت الصلاة، ٢/ ١٣٥، ١٣٦، ط: خضر راہ بک ڈپو دیوبند الہند

[2] كتاب المواقيت، الرخصة في الصلاة قبل المغرب، ١/ ٩٧، ط: قديمي

وَقْتٌ مُخْتَلَفٌ فِيهِ فَيَقَعُ الشَّكُّ. وَفِي الْحِلْيَةِ بَعْدَ كَلَامٍ: وَالظَّاهِرُ أَنَّ السُّنَّةَ فِعْلُ الْمَغْرِبِ فَوْرًا وَبَعْدَهُ مُبَاحٌ إِلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ فَيُكْرَهُ بِلَا عُذْرٍ اهـ قُلْت أَيْ يُكْرَهُ تَحْرِيمًا.(۱)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَأَوَّلُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ، وَآخِرُهُ حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ، وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «وَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبْ الشَّفَقُ»، وَإِنَّمَا لَمْ يُؤَخِّرْهُ جِبْرِيلُ عَنْ أَوَّلِ الْغُرُوبِ لِأَنَّ التَّأْخِيرَ عَنْ أَوَّلِ الْغُرُوبِ مَكْرُوهٌ إِلَّا لِعُذْرٍ، وَأَنَّهُ جَاءَ لِيُعَلِّمَهُ الْمُبَاحَ مِنْ الْأَوْقَاتِ.(۲)

وكذا في المبسوط:

ووقت المغرب من حين تغرب الشمس إلى أن يغيب الشفق عندنا.(۳)

وكذا في فتح القدير:

أول وقت المغرب إذا غربت الشمس وأخر وقتها ما لم يغيب الشفق.(٤)

وكذا في قاضي خان: كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳٦، ط: رشيدية

وكذا في الهندية: كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، ۱/ ۵۱، ط: رشيديه

وكذا في كتاب الفتاوی: كتاب الصلاة، نماز کے اوقات، ۲/ ۳۵۲، ط: زمزم

عشاء کی نماز تہائی رات کے بعد پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب بہشتی زیور میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ عشاء کی نماز تہائی رات کے بعد مکروہ ہو جاتی ہے جبکہ عشاء کی نماز کا وقت صبح تک ہے تو اس میں مکروہ ہونے کی کیا صورت ہے، اور اس بات کی بھی وضاحت کر دیں کہ رات کے تہائی سے مراد پہلا حصہ ہے یا آخری حصہ؟

جواب: باجماعت عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو، اور آدھی رات یا آدھی رات سے

====================

(۱) كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ۱/ ۳٦۸، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، بيان وقت المغرب والعشاء، ۱/ ۳۲۰، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة، ۱، ۲/ ۲۹۲، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب المواقيت، ۱/ ۲۲۲، ط: بيروت

زیادہ تاخیر تقلیل جماعت کی وجہ سے مکروہ ہے اور یہی رائے راجح اور مفتی بہ ہے، اور تہائی سے مراد رات کا پہلا تہائی حصہ ہے، بہشتی زیور میں بھی یہ یہی عبارت لکھی ہے، لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ملتا ہے اس لئے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات جانے سے پہلے ہی پڑھ لے۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَتَأْخِيرُ عِشَاءٍ) أَطْلَقَهُ، وَظَاهِرُ مَا فِي الْهِدَايَةِ التَّقْيِيدُ بِعَدَمِ فَوْتِ الْجَمَاعَةِ. وَيُؤْخَذُ مِنْ كَلَامِ الْمُصَنِّفِ فِي مَسْأَلَةِ يَوْمِ الْغَيْمِ شُرُنْبُلَالِيَّةٌ. (قَوْلُهُ: إلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ) كَذَا فِي الْكَنْزِ... وَقِيلَ فِي الصَّيْفِ يُعَجِّلُ كَيْ لَا تَتَقَلَّلَ الْجَمَاعَةُ. (قَوْلُهُ: كُرِهَ) أَيْ تَحْرِيمًا كَمَا يَأْتِي تَقْيِيدُهُ فِي الْمَتْنِ أَوْ تَنْزِيهًا وَهُوَ الْأَظْهَرُ كَمَا نَذْكُرُهُ عَنْ الْحِلْيَةِ. (قَوْلُهُ: لِتَقْلِيلِ الْجَمَاعَةِ) يُفِيدُ أَنَّ الْمُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ يُؤَخِّرُهَا لِعَدَمِ الْجَمَاعَةِ فِي حَقِّهِ، تَأَمَّلْ رَمْلِيٌّ: أَيْ لَوْ أَخَّرَهَا لَا يُكْرَهُ. (قَوْلُهُ: أَمَّا إلَيْهِ فَمُبَاحٌ) أَيْ أَمَّا تَأْخِيرُهَا إلَى النِّصْفِ فَمُبَاحٌ لِتَعَارُضِ دَلِيلِ النَّدْبِ وَهُوَ قَطْعُ السَّمَرِ... [تَنْبِيهٌ] أَشَرْنَا إلَى أَنَّ عِلَّةَ اسْتِحْبَابِ التَّأْخِيرِ فِي الْعِشَاءِ هِيَ قَطْعُ السَّمَرِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ.[1]

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ أَدَاءُ الْعِشَاءِ مَا بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ. هَكَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ.[2]

وكذا في بدائع الصنائع:

(وَأَمَّا) الْعِشَاءُ الْمُسْتَحَبُّ فِيهَا التَّأْخِيرُ إلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ فِي الشِّتَاءِ، وَيَجُوزُ التَّأْخِيرُ إلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، وَيُكْرَهُ التَّأْخِيرُ عَنْ النِّصْفِ وَأَمَّا فِي الصَّيْفِ فَالتَّعْجِيلُ أَفْضَلُ... وَلِأَنَّهُ لَوْ عَجَّلَ فِي الشِّتَاءِ رُبَّمَا يَقَعُ فِي السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ؛ لِأَنَّ النَّاسَ لَا يَنَامُونَ إلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ لِطُولِ اللَّيَالِي فَيَشْتَغِلُونَ بِالسَّمَرِ عَادَةً، وَأَنَّهُ مَنْهِيٌّ عَنْهُ.[3]

وكذا في مجمع الأنهر:

(وَ) يُسْتَحَبُّ تَأْخِيرُ (الْعِشَاءِ إلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ)... وَفِي الْقُنْيَةِ تَأْخِيرُ الْعِشَاءِ إلَى مَا زَادَ عَلَى نِصْفِ اللَّيْلِ... وَيُكْرَهُ النَّوْمُ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، وَالتَّكَلُّمُ بِكَلَامِ الدُّنْيَا بَعْدَ أَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ إلَّا إذَا كَانَ لِمُذَاكَرَةِ الْفِقْهِ وَنَحْوِهِ أَوْ لِأَمْرٍ مُهِمٍّ.[4]

[1] كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ١/ ٣٦٨، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان الأوقات التي لا تجوز فيها الصلاة وتكره فيها، ١/ ٥٩، ط: قديمي

[3] كتاب الصلاة، الجمع بين الصلاتين، ١/ ٣٢٥، ٣٢٦، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، ١/ ١٠٨، ١٠٩، ط: الحبيبية

وكذا في الجوهرة النيرة: كتاب الصلاة، ۱/ ۵۰، ۵۱، ط: قدیمی

وكذا في بہشتی زیور: ص۱۲٦، ط: دارالاشاعت

وكذا في المنية: الشرط الخامس وقت الصلاة، ص۲۰٦، ط: نعمانیہ

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب المواقيت، ۳/ ۴۳، ط: حقانیہ

وكذا في خیر الفتاوی: كتاب الصلاة، ما يتعلق بمواقيت الصلاة، ۲/ ۱۹۵، ط: امدادیہ

صبح صادق کے بعد تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ صبح صادق کے بعد تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صبح صادق کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ کے سوا ہر قسم کی نفل نماز یعنی تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اس وقت ذکر میں مشغول رہنے سے تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کا ثواب مل جائے گا۔

كذا في الشامية:

فِي الْقُهُسْتَانِيِّ وَرَكْعَتَانِ أَوْ أَرْبَعٌ، وَهِيَ أَفْضَلُ لِتَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ إلَّا إذَا دَخَلَ فِيهِ بَعْدَ الْفَجْرِ أَوْ الْعَصْرِ، فَإِنَّهُ يُسَبِّحُ وَيُهَلِّلُ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَإِنَّهُ حِينَئِذٍ يُؤَدِّي حَقَّ الْمَسْجِدِ كَمَا إذَا دَخَلَ لِلْمَكْتُوبَةِ فَإِنَّهُ غَيْرُ مَأْمُورٍ بِهَا حِينَئِذٍ كَمَا فِي التُّمُرْتَاشِيِّ. اهـ.[1]

وفيه أيضا:

مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَلَمْ يَتَمَكَّنْ مِنْ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ إمَّا لِحَدَثٍ أَوْ لِشُغْلٍ أَوْ نَحْوِهِ يُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يَقُولَ «سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ، وَاَللَّهُ أَكْبَرُ».[2]

وكذا في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا الْأَوْقَاتُ الَّتِي يُكْرَهُ فِيهَا التَّطَوُّعُ لِمَعْنًى فِي غَيْرِ الْوَقْتِ فَمِنْهَا: مَا بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَمَا بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ إلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَمَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إلَى مَغِيبِ الشَّمْسِ. فَلَا خِلَافَ فِي أَنَّ قَضَاءَ

(۱) كتاب الصلاة، مطلب في تحية المسجد، ۲/ ۱۸، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، مطلب في تحية المسجد، ۲/ ۱۹، ط: سعيد

الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ فِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ جَائِزٌ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ... وَأَمَّا التَّطَوُّعُ الَّذِي لَهُ سَبَبٌ كَرَكْعَتَيْ الطَّوَافِ، وَرَكْعَتَيْ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ فَمَكْرُوهٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ لَا يُكْرَهُ.[۱]

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

يكره تحريماً صلاة النافلة ولو كان لها سبب كالمنذورة وركعتي الطواف في الأوقات الثلاثة. كما يكره التنفل بعد الفجر بأكثر من سنته وبعد صلاته، وبعد صلاة العصر، وقبل صلاة المغرب. وعند خروج الخطيب إلى الخطبة حتى يفرغ من الصلاة. وعند إقامة الصلاة إلا سنة الفجر، وقبل صلاة العيد ولو تنفل في المنزل، وكذا يكره التنفل بعد العيد في المسجد، وبين الجمعين في عرفة ولو بسنة الظهر، وجمع مزدلفة ولو بسنة المغرب على الصحيح؛ لأنه صلّى الله عليه وسلم لم يتطوع بينهما.وعند ضيق وقت المكتوبة لتفويته الفرض عن وقته، وفي حال مدافعة الأخبثين، وحضور طعام تتوقه نفسه، وما يشغل البال ويخل بالخشوع.

وقال المالكية والشافعية والحنابلة: يجوز قضاء الفرائض الفائتة في جميع أوقات النهي وغيرها.[۲]

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۳/ ۴۸۱، ط: سعيد

وكذا في فتاوى مفتی محمود: كتاب الصلاة، باب السنن والنوافل، ۲/ ۲۷۹، ط: اے مشتاق

مکروہ تحریمی عمل کی صورت میں نماز کا اعادہ ہوگا یا نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جس نماز میں مکروہ تحریمی عمل پایا جائے تو اس نماز کا کیا حکم ہے اعادہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: جس نماز میں مکروہ تحریمی عمل پایا جائے تو اس نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے۔

كذا في البحر الرائق:

كُلُّ صَلَاةٍ أُدِّيَتْ مَعَ الْكَرَاهَةِ فَسَبِيلُهَا الْإِعَادَةُ وُجُوبًا مُطْلَقٌ وَفِي الْقُنْيَةِ مَا يُفِيدُ التَّقْيِيدَ بِالْوَقْتِ فَإِنَّهُ قَالَ إذَا لَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ يُؤْمَرُ بِالْإِعَادَةِ فِي الْوَقْتِ لَا بَعْدَهُ ثُمَّ رَقَّمَ رَقْمًا آخَرَ أَنَّ الْإِعَادَةَ أَوْلَى فِي الْحَالَتَيْنِ اهـ. فَعَلَى الْقَوْلَيْنِ لَا وُجُوبَ بَعْدَ الْوَقْتِ فَالْحَاصِلُ أَنَّ مَنْ تَرَكَ وَاجِبًا مِنْ وَاجِبَاتِهَا أَوْ ارْتَكَبَ مَكْرُوهًا

[۱] كتاب الصلاة، الأوقات التي يكره فيه التطوع، ۲/ ۱۶، ط: رشيدية

[۲] كتاب الصلاة، سادسا القضاء في وقت النهي عن الصلاة، ۲/ ۱۱۶۲، ط: نشر احسان

تَحْرِيمِيًّا لَزِمَهُ وُجُوبًا أَنْ يُعِيدَ فِي الْوَقْتِ فَإِنْ خَرَجَ الْوَقْتُ بِلَا إِعَادَةٍ أَثِمَ وَلَا يَجِبُ جَبْرُ النُّقْصَانِ بَعْدَ الْوَقْتِ فَلَوْ فَعَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ.(۱)

وكذا في الدر المختار:

وَكَذَا كُلُّ صَلَاةٍ أُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ تَجِبُ إِعَادَتُهَا... (قَوْلُهُ وَكَذَا كُلُّ صَلَاةٍ إِلَخْ)... أَقُولُ: وَقَدْ ذَكَرَ فِي الْإِمْدَادِ بَحْثًا أَنَّ كَوْنَ الْإِعَادَةِ بِتَرْكِ الْوَاجِبِ وَاجِبَةً لَا يَمْنَعُ أَنْ تَكُونَ الْإِعَادَةُ مَنْدُوبَةً بِتَرْكِ سُنَّةٍ اهـ وَنَحْوِهِ فِي الْقُهُسْتَانِيِّ، بَلْ قَالَ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ: وَالْحَقُّ التَّفْصِيلُ بَيْنَ كَوْنِ تِلْكَ الْكَرَاهَةِ كَرَاهَةَ تَحْرِيمٍ فَتَجِبُ الْإِعَادَةُ أَوْ تَنْزِيهٍ فَتُسْتَحَبُّ اهـ... إِلَّا أَنْ يَدَّعِيَ تَخْصِيصَهَا بِأَنَّ مُرَادَهُمْ بِالْوَاجِبِ وَالسُّنَّةِ الَّتِي تُعَادُ بِتَرْكِهِ مَا كَانَ مِنْ مَاهِيَّةِ الصَّلَاةِ وَأَجْزَائِهَا فَلَا يَشْمَلُ الْجَمَاعَةَ لِأَنَّهَا وَصْفٌ لَهَا خَارِجٌ عَنْ مَاهِيَّتِهَا.(۲)

وكذا في الهندية:

فَإِنْ كَانَتْ تِلْكَ الْكَرَاهَةُ كَرَاهَةَ تَحْرِيمٍ تَجِبُ الْإِعَادَةُ أَوْ تَنْزِيهٍ تُسْتَحَبُّ فَإِنَّ الْكَرَاهَةَ التَّحْرِيمِيَّةَ فِي رُتْبَةِ الْوَاجِبِ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ.(۳)

وكذا في نجم الفتاوی: كتاب الصلاة، فصل في المسائل المتفرقة المتعلقة بالصلاة، ۲/ ۳۷۳، ط: ياسين القرآن

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ۳/ ۴۲۶، ط: سعيد

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، فصل في المواقيت، ۳/ ۳۳، ط: حقانيه

نماز فجر تاخیر سے پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض دیہاتوں میں فجر کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھاتے ہیں کہ جیسے ہی امام سلام پھیر لیتا ہے اس کے چند منٹ بعد ہی سورج طلوع ہوتا ہے کیا اتنی تاخیر سے نماز پڑھانا جائز ہے؟

جواب: نماز فجر کا وقت صبح صادق سے لے کر سورج طلوع ہونے تک رہتا ہے اس لئے صورت مسئولہ میں اتنی تاخیر سے پڑھی ہوئی نماز درست ہو جائے گی تاہم اتنی تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

=====================

(۱) كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ۲/ ۱۴۲، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها، ۱/ ۴۵۷، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ۱/ ۱۰۹، ط: رشيدية

كذا في التاتارخانية:

قال أصحابنا رحمهم الله الإسفار بالفجر أفضل في الأزمنة كلها إلا صبيحة يوم النحر للحاج بمزدلفة فإن هناك التغليس أفضل إلا أنه لا ينبغي أن يؤخر تأخيرا يقع الشك في طلوع الشمس لأنه حينئذ يقع الشك في فساد صلاته وفي الغياثية والمختار أنه لا يؤخر تأخيرا لا يمكن للمسبوق قضاء ما فاته. (۱)

وكذا في الهندية:

وَقْتُ الْفَجْرِ مِنْ الصُّبْحِ الصَّادِقِ وَهُوَ الْبَيَاضُ الْمُنْتَشِرُ فِي الْأُفُقِ إلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ... يُسْتَحَبُّ تَأْخِيرُ الْفَجْرِ وَلَا يُؤَخِّرُهَا بِحَيْثُ يَقَعُ الشَّكُّ فِي طُلُوعِ الشَّمْسِ بَلْ يُسْفِرُ بِهَا بِحَيْثُ لَوْ ظَهَرَ فَسَادُ صَلَاتِهِ يُمْكِنُهُ أَنْ يُعِيدَهَا فِي الْوَقْتِ بِقِرَاءَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ. (۲)

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر:

(وَالْمُسْتَحَبُّ) لِلرَّجُلِ (الِابْتِدَاءُ) فِي الْفَجْرِ (بِإِسْفَارٍ وَالْخَتْمُ بِهِ) هُوَ الْمُخْتَارُ بِحَيْثُ يُرَتِّلُ أَرْبَعِينَ آيَةً ثُمَّ يُعِيدُهُ بِطَهَارَةٍ لَوْ فَسَدَ. وَقِيلَ يُؤَخِّرُ جِدًّا؛ لِأَنَّ الْفَسَادَ مَوْهُومٌ (إلَّا الحَاج بِمُزْدَلِفَةَ) فَالتَّغْلِيسُ أَفْضَلُ كَمَرْأه مُطْلَقًا. (۳)

وكذا في نجم الفتاوى: كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة وأركانها إلخ، ۲/ ۲٦۲، ياسين القرآن

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ۳/ ٤۲٦، ط: سعيد

وكذا في فتاوى حقانيه: كتاب الصلاة، فصل في المواقيت، ۳/ ۳۳، ط: حقانيه

قضاء نمازیں پڑھنے کے اوقات نیز فجر اور عصر کے بعد قضاء نماز کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ قضاء نماز کس وقت پڑھنی جائز نہیں نیز فجر اور عصر کی نماز کے بعد قضاء نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

====================

(۱) كتاب الصلاة، نوع آخر في بيان فضيلة الأوقات، ۱/ ٤۰٤، ط: قديمي

(۲) كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت وما يتصل بها، الفصل الأول في اوقات الصلاة، الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات، ۱/ ٥۱، ٥۲، ط: رشيديه

(۳) كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ۱/ ۳٦٦، ط: سعيد

جواب: واضح رہے کہ تین اوقات ایسے ہیں جن میں قضاء نماز سمیت کسی قسم کی نماز پڑھنا جائز نہیں، سورج طلوع ہوتے وقت، سورج کے غروب کے وقت، نصف نہار کے وقت (یعنی جب سورج بالکل درمیان میں آجائے) ان تین اوقات کے علاوہ باقی اوقات میں قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں۔

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الجُهَنِيِّ قَالَ: " ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، أَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ.[1]

وكذا في رد المحتار:

(قوله إلا الثلاثة المنهية) وهي طلوع والاستواء والغروب.[2]

وكذا في تنوير الأبصار:

(بَعْدَ صَلَاةِ فَجْرٍ وَ) صَلَاةِ (عَصْرٍ)... (لَا) يُكْرَهُ (قَضَاءُ فَائِتَةٍ وَ) لَوْ وِتْرًا أَوْ (سَجْدَةَ تِلَاوَةٍ وَصَلَاةَ جِنَازَةٍ وَكَذَا)... (بَعْدَ طُلُوعِ فَجْرٍ سِوَى سُنَّتِهِ) وَقَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ.[3]

وكذا في تبيين الحقائق:

وَعَنْ التَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ لَا عَنْ قَضَاءِ فَائِتَةٍ وَسَجْدَةِ تِلَاوَةٍ وَصَلَاةِ جِنَازَةٍ.[4]

وكذا في البحر الرائق:

وَمُنِعَ عَنْ الصَّلَاةِ وَسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ وَصَلَاةِ الْجِنَازَةِ عِنْدَ الطُّلُوعِ وَالِاسْتِوَاءِ وَالْغُرُوبِ إلَّا عَصْرُ يَوْمِهِ... وَعَنْ التَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ لَا عَنْ قَضَاءِ فَائِتَةٍ وَسَجْدَةِ تِلَاوَةٍ وَصَلَاةِ جِنَازَةٍ... وَبَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِأَكْثَرَ مِنْ سُنَّةِ الْفَجْرِ... وَقَبْلَ الْمَغْرِبِ.[5]

==================

[1] كتاب الصلاة، أبواب الجنائز، باب ما جاء في كراهية الصلاة على الجنازة، ١/ ٢٠٠، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ٢/ ٦٦، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، ١/ ٣٧٥، ٣٧٦، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب الأوقات التي يكره فيها الصلاة، ١/ ٨٦، ط: الكبرى الأميرية

[5] كتاب الصلاة، ١/ ٤٣٢، ٤٣٧، ٤٣٨، ٤٣٨، ط: رشيدية

وكذا في مراقي الفلاح:

ويكره التنفل بعد طلوع الفجر بأكثر من سنته قبل أداء الفرض لقوله صلى الله عليه وسلم: ليبلغ شاهدكم غائبكم ألا لا صلاة بعد الصبح إلا ركعتين... ويكره التنفل بعد صلاته أي فرض الصبح ويكره التنفل بعد صلاة فرض العصر وإن لم تتغير الشمس لقوله عليه السلام: لا صلاة بعد صلاة العصر حتى تغرب الشمس ولا صلا بعد صلاة الفجر حتى تطلع الشمس.[1]

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، ١/ ٢٤٤، ط: قديمي

==================

[1] كتاب الصلاة، فصل في الأوقات المكروهة، ١/ ٧٦، ط: العصرية

باب الأذان والإقامة

مسجد کے اندر اذان دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد کے اندر اذان دینا جائز ہے یا نہیں جبکہ بعض لوگ مسجد کے اندر اذان دینے کو صحیح نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ مسجد سے باہر اذان دی جائے، شریعت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

جواب: مسجد سے باہر اونچی جگہ پر اذان دینے کا مقصد آواز کا دور تک پہنچانا ہے، اگر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ یہ مقصد مسجد کے اندر اذان دینے سے حاصل ہو رہا ہے تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔

كذا في إعلاء السنن:

واعلم أن الأذان لا يكره في المسجد مطلقا كما فهم بعضهم من بعض العبارات الفقهية وعمموه هذا الأذان بل مقيدا بما إذا كان المقصود إعلام ناس غير حاضرين.

قال الشيخ: فقوله في المسجد صريح في عدم كراهة الأذان في داخل المسجد وإنما هو خلاف الأولى إذا مست الحاجة إلى الإعلان البالغ وهو المراد بالكراهة المنقولة في بعض الكتب فافهم. (۱)

وكذا في الهندية: كتاب الصلاة، الباب الثاني، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما، ۱/ ۵۵، ط: رشيدية

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: كتاب الصلاة، باب اذان اور اقامت، ۲/ ۸۲، ۸۳، ط: زمزم

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، ۱/ ٦٨، ط: دار الاشاعت

اذانِ مغرب اور نماز کے درمیان کتنا وقفہ ہونا چاہیے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ اذان مغرب اور نماز کے درمیان تقریباً کتنا وقفہ ہونا چاہیے؟

جواب: اتنا وقفہ کر لینا چاہیے کہ مؤذن اذان سے فارغ ہو کر صف میں پہنچ جائے اور اذان کے بعد دعاء بھی پوری پڑھی جاسکے، اس مقصد کے لئے اگر ایک دو منٹ کا وقفہ ہو جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

---

(۱) إعلاء السنن: كتاب الصلاة، باب التأذين عند الخطبة، ۸/ ۸٦،۸۷، ط: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية

كذا في شرح التنوير:

(ويجلس بينهما) بقدر ما يحضر الملازمون مراعياً لوقت الندب (إلا في المغرب) فيسكت قائماً قدر ثلاث آيات قصار، ويكره الوصل إجماعاً.

وفي الشامية:

(قوله فيسكت قائماً) هذا عنده، وعندهما يفصل بجلسة كجلسة الخطيب، والخلاف في الأفضلية فلو جلس لا يكره عنده. [١]

وفي الهندية:

وَأَمَّا إذَا كَانَ فِي الْمَغْرِبِ فَالْمُسْتَحَبُّ يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا بِسَكْتَةٍ يَسْكُتُ قَائِمًا مِقْدَارَ مَا يَتَمَكَّنُ مِنْ قِرَاءَةِ ثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ. هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ فَقَدْ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ الْفَصْلَ لَا بُدَّ مِنْهُ فِيهِ أَيْضًا. وَاخْتَلَفُوا فِي مِقْدَارِ الْفَصْلِ فَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ الْمُسْتَحَبُّ أَنْ يَفْصِلَ بَيْنَهُمَا بِسَكْتَةٍ يَسْكُتُ قَائِمًا سَاعَةً ثُمَّ يُقِيمُ، وَمِقْدَارُ السَّكْتَةِ عِنْدَهُ قَدْرُ مَا يَتَمَكَّنُ فِيهِ مِنْ قِرَاءَةِ ثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ أَوْ آيَةٍ طَوِيلَةٍ وَعِنْدَهُمَا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا بِجَلْسَةٍ خَفِيفَةٍ مِقْدَارَ الْجَلْسَةِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ وَذَكَرَ الْإِمَامُ الْحَلْوَانِيُّ الْخِلَافَ فِي الْأَفْضَلِيَّةِ حَتَّى إنَّ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ إنْ جَلَسَ جَازَ وَالْأَفْضَلُ أَنْ لَا يَجْلِسَ وَعِنْدَهُمَا عَلَى الْعَكْسِ. [٢]

عن أبي بن كعب رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا بلال اجعل بين أذانك وإقامتك نفسا يفرغ الآكل من طعامه في مهل ويقضي المتوضئ حاجته في مهل. [٣]

وكذا في نجم الفتاوی: كتاب الصلاة، فصل في الأذان، ٢/ ٢٤٨، ٢٤٩، ط: شعبہ نشرواشاعت

وكذا في امداد الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ١/ ١٧١، ط: دارالعلوم کراچی

کیاایک مسجد کی اذان دوسری مسجد کے لئے کافی ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ محکمہ او قاف کی کسی مرکزی مسجد میں اذان دے کر علاقے کی دیگر

---

[١] كتاب الصلاة، باب الأذان في أول من بنى المنابر للأذان، ١/ ٣٨٩، ٣٩٠، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، الباب الثاني، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة، ١/ ٥٧، ط: رشيدية

[٣] إعلاء السنن: باب الفصل بين الأذان والإقامة، ٢/ ١٢٩، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية

مساجد میں براہ راست کسی آلہ کے ذریعے سے مسجد کے لوڈ اسپیکر پر اذان سنوانا کیسا ہے؟ آیا کسی مرکزی مسجد کی اذان علاقے کی دیگر مساجد کے لیے کافی ہوگی۔

جواب: ایک مسجد کی اذان قرب وجوار کی دوسری مسجدوں کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ یہ خلاف سنت ہے، چونکہ ہر مسجد میں علیحدہ جماعت ہوتی ہے لہٰذا ہر جماعت کے لئے علیحدہ اذان دینا سنت مؤکدہ ہے، البتہ اک آدھ دفعہ کبھی کسی مجبوری کی وجہ سے ایک مسجد کی اذان پر اکتفاء کیا جائے تو اس کی شرعاً گنجائش ہے لیکن مستقل طور پر جماعت والی مسجد میں اذان نہ دینا بہر حال سنت کے خلاف ہوگا۔

كذا في الهندية:

الْأَذَانُ سُنَّةٌ لِأَدَاءِ الْمَكْتُوبَاتِ بِالْجَمَاعَةِ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَقِيلَ: إِنَّهُ وَاجِبٌ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ. كَذَا فِي الْكَافِي وَعَلَيْهِ عَامَّةُ الْمَشَايِخِ. (١)

وكذا في البحر الرائق:

وَإِذَا قَسَمَ أَهْلُ الْمَحَلَّةِ الْمَسْجِدَ وَضَرَبُوا فِيهِ حَائِطًا وَلِكُلٍّ مِنْهُمْ إمَامٌ عَلَى حِدَةٍ وَمُؤَذِّنُهُمْ وَاحِدٌ لَا بَأْسَ بِهِ وَالْأَوْلَى أَنْ يَكُونَ لِكُلِّ طَائِفَةٍ مُؤَذِّنٌ. (٢)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا بَيَانُ مَحَلِّ وُجُوبِ الْأَذَانِ فَالْمَحَلُّ الَّذِي يَجِبُ فِيهِ الْأَذَانُ وَيُؤَذَّنُ لَهُ الصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَةُ الَّتِي تُؤَدَّى بِجَمَاعَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ فِي حَالِ الْإِقَامَةِ فَلَا أَذَانَ وَلَا إقَامَةَ فِي صَلَاةِ الْجَنَازَةِ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ بِصَلَاةٍ عَلَى الْحَقِيقَةِ لِوُجُودِ بَعْضِ مَا يَتَرَكَّبُ مِنْهُ الصَّلَاةُ وَهُوَ الْقِيَامُ. (٣)

وكذا في المبسوط:

قَالَ: (وَلَا يَجُوزُ لِأَهْلِ الْمَسْجِدِ أَنْ يَقْتَسِمُوا الْمَسْجِدَ وَيَنْصِبُوا وَسَطَهُ حَائِطًا) لِأَنَّ بُقْعَةَ الْمَسْجِدِ تَحَرَّرَتْ عَنْ حُقُوقِ الْعَبْدِ فَصَارَ خَالِصًا لِلَّهِ تَعَالَى وَالْقِسْمَةُ مِنْ التَّصَرُّفَاتِ فِي الْمِلْكِ فَلَا يُشْتَغَلُ بِهَا فِي الْمَسْجِدِ كَالزِّرَاعَةِ وَغَيْرِهَا فَإِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَلْيُصَلِّ كُلُّ فَرِيقٍ مِنْهُمْ بِإِمَامٍ وَمُؤَذِّنٍ عَلَى حِدَةٍ مَا لَمْ يَنْتَقِضُوا الْقِسْمَةَ لِأَنَّهَا فِي حُكْمِ

---

(١) كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول في صفته وأحوال المؤذن، ١/ ٥٣، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٦٢، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، بيان محل وجوب الأذان، ١/ ٣٧٦، ط: رشيدية

مَسْجِدَيْنِ مُتَجَاوِرَيْنِ فَيَنْبَغِيْ أَن يَكُونَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِمَامٌ وَمُؤَذِّنٌ عَلَى حِدَةٍ. [1]

وکذا في نجم الفتاوی: کتاب الصلاة، فصل في الأذان، ۲/ ۱۳۳، ط: شعبہ نشر واشاعت

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الصلاة، باب الأذان، الفصل الأول في الأذان، ۵/ ۳۹۹، ۴۰۰، ط: فاروقیہ

مؤذن کا امام کے پیچھے کھڑا ہونا اور اقامت کے لئے جگہ متعین کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ شریعت نے اقامت کے لئے کوئی صف اور کوئی جگہ متعین نہیں کی اس لئے اقامت کے لئے جگہ متعین کرنا درست نہیں ہے، البتہ مؤذن نائب امام ہونے کی صورت میں چونکہ بعض اوقات امام کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے امام کو اپنا نائب بنانے کی ضرورت پیش آتی ہے اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ امام کے پیچھے صف اول میں اقامت کہی جائے تاکہ امام کی نماز فاسد ہونے کی صورت میں بناء کر سکے۔

کذا في الهندية:

ويقيم على الأرض هكذا في القنية وفي المسجد هكذا في البحر. [2]

وفيه أيضا:

وينبغي أن يكون بحذاء الإمام من هو أفضل كذا في شرح الطحاوي. [3]

وكذا في الشامية:

قوله (في مكان عال) في القنية ويسن الأذان في موضع عال والإقامة على الأرض. [4]

وكذا في البحر الرائق:

وقال أبو حنيفه إن الفصل بالسكتة أقرب إلى التعجيل المستحب والمكان هنا مختلف لأن السنة أن يكون الأذان في المنارة والإقامة في المسجد. [5]

===================

[1] باب الأذان، ۱/ ۲۸۷، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، ۱/ ۵۶، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام، ۱/ ۸۹، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۸۴، ط: سعيد

[5] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۴۵۴، ط: رشيدية

وکذا في کفایت المفتی: کتاب الصلاۃ، پہلا باب اذان وتکبیر، ۳/ ٤٧، ٤٨، ط: دار الاشاعت

وکذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب الأذان والإقامۃ، ۲/ ۲۸۲، ط: سعید

وقت سے پہلے دی ہوئی اذان کا بیان

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جمعہ کے دن زوال سے پہلے اذان دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: وقت سے پہلے اذان دینا صحیح نہیں ہے اس لئے اگر جمعہ کے دن زوال سے پہلے اذان دے دی تو اس کا لوٹانا ضروری ہے۔

کذا في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا بَيَانُ وَقْتِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ فَوَقْتُهُمَا مَا هُوَ وَقْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ، حَتَّى لَوْ أَذَّنَ قَبْلَ دُخُولِ الْوَقْتِ لَا يُجْزِئُهُ وَيُعِيدُهُ إذَا دَخَلَ الْوَقْتُ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ. (١)

وکذا في البحر الرائق:

(وَلَا يُؤَذَّنُ قَبْلَ وَقْتٍ وَيُعَادُ فِيهِ) أَيْ فِي الْوَقْت إذَا أَذَّنَ قَبْلَهُ؛ لِأَنَّ يُرَادُ لِلْإِعْلَام بِالْوَقْتِ فَلَا يَجُوزُ قَبْلَهُ بِلَا خِلَافٍ فِي غَيْرِ الْفَجْرِ وَعَبَّرَ بِالْكَرَاهَةِ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَالظَّاهِرُ أَنَّهَا تَحْرِيمِيَّةٌ. (٢)

وکذا في الهندية:

تَقْدِيمُ الْأَذَانِ عَلَى الْوَقْتِ فِي غَيْرِ الصُّبْحِ لَا يَجُوزُ اتِّفَاقًا وَكَذَا فِي الصُّبْحِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى وَإِنْ قُدِّمَ يُعَادُ فِي الْوَقْتِ. هَكَذَا فِي شَرْحِ مَجْمَعِ الْبَحْرِين لِابْنِ الْمَلَك. (٣)

وکذا في الدر المختار:

(لا) يسن (لغيرها) كعيد (فيعاد أذان وقع) بعضه (قبله) كالإقامة خلافا للثاني في الفجر. (٤)

وکذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

دخول الوقت: فلا يصح الأذان ويحرم باتفاق الفقهاء قبل دخول وقت الصلاة، فإن فعل أعاد في الوقت؛

(١) كتاب الصلاة، فصل في بيان وقت الأذان، ١/ ٣٨١، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٥٦، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، ١/ ٥٣، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٨٥، ط: سعيد

لأن الأذان للإعلام، وهو قبل دخول الوقت تجهيل. ولذا يحرم الأذان قبل الوقت لما فيه من التلبيس والكذب بالإعلام بدخول الوقت، كما يحرم تكرير الأذان عند الشافعية، وليس منه أذان المؤذنين المعروف في كل مسجد. (۱)

وکذا في کتاب الفتاوی: کتاب الصلاۃ، اذان اور اقامت کا بیان، ۲/ ۱۲۹، ط: زمزم

وکذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب الأذان والإقامۃ، ۲/ ۲۹۰، ۲۹۱، ط: سعید

مغرب کی اذان کے بعد جماعت میں تاخیر کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مغرب کی اذان کے بعد مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے دو چار منٹ تاخیر سے جماعت کھڑی کی جائے تو اس طرح تاخیر کرنا درست ہے، اور اسی طرح امام کے لئے لوگوں کی رعایت رکھنا جائز ہے؟

جواب: مغرب کی اذان کے بعد مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے تین آیات کے بقدر تاخیر کرنا جائز ہے، اور جماعت تیار ہونے کے بعد کسی فرد کی رعایت کرنا یا کسی اور وجہ سے جماعت کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

كذا في الهندية:

وَأَمَّا إذَا كَانَ فِي الْمَغْرِبِ فَالْمُسْتَحَبُّ يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا بِسَكْتَةٍ يَسْكُتُ قَائِمًا مِقْدَارَ مَا يَتَمَكَّنُ مِنْ قِرَاءَةِ ثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ. هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ فَقَدْ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ الْفَصْلَ لَا بُدَّ مِنْهُ فِيهِ أَيْضًا. كَذَا فِي الْعَتَّابِيَّةِ.

وَاخْتَلَفُوا فِي مِقْدَارِ الْفَصْلِ فَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - الْمُسْتَحَبُّ أَنْ يَفْصِلَ بَيْنَهُمَا بِسَكْتَةٍ يَسْكُتُ قَائِمًا سَاعَةً ثُمَّ يُقِيمُ، وَمِقْدَارُ السَّكْتَةِ عِنْدَهُ قَدْرُ مَا يَتَمَكَّنُ فِيهِ مِنْ قِرَاءَةِ ثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ أَوْ آيَةٍ طَوِيلَةٍ وَعِنْدَهُمَا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا بِجَلْسَةٍ خَفِيفَةٍ مِقْدَارَ الْجِلْسَةِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ وَذَكَرَ الْإِمَامُ الْحَلْوَانِيُّ الْخِلَافَ فِي الْأَفْضَلِيَّةِ حَتَّى إنَّ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - إنْ جَلَسَ جَازَ وَالْأَفْضَلُ أَنْ لَا يَجْلِسَ وَعِنْدَهُمَا عَلَى الْعَكْسِ. كَذَا فِي النِّهَايَةِ. (۲)

وكذا في الدر المختار:

(وَيَجْلِسُ بَيْنَهُمَا) بِقَدْرِ مَا يَحْضُرُ الْمُلَازِمُونَ مُرَاعِيًا لِوَقْتِ النَّدْبِ (إلَّا فِي الْمَغْرِبِ) فَيَسْكُتُ قَائِمًا قَدْرَ ثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ، وَيُكْرَهُ الْوَصْلُ إجْمَاعًا. (۳)

---

(۱) كتاب الصلاة، شروط الأذان، الفصل الثالث الأذان والإقامة، ۱/ ۶۹۸، ط: نشر احسان

(۲) كتاب الصلاة، باب الأذان، الفصل الثاني، ۱/ ۶۳، ط: قديمي

(۳) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۸۹، ۳۹۰، ط: سعيد

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: فَيَسْكُتُ قَائِمًا) هَذَا عِنْدَهُ، وَعِنْدَهُمَا يَفْصِلُ بِجَلْسَةٍ كَجَلْسَةِ الْخَطِيبِ، وَالْخِلَافُ فِي الْأَفْضَلِيَّةِ، فَلَوْ جَلَسَ لَا يُكْرَهُ عِنْدَهُ. [1]

وكذا في خلاصة الفتاوى:

ويقعد المؤذن بين الأذان والإقامة في جميع الصلوات إلا في المغرب فإن وصل الإقامة بالإذان ولم يفصل بينهما يكره ,أجمع الفقهاء رحمهم الله أن المؤذن لا يفصل بين الأذان والإقامة في المغرب بالصلاة ولكن يقوم ساكتا ساعة يسيرة ولا يجلس وعندهما يجلس جلسة خفيفة قدر ما يجلس الخطيب بين الخطبتين ويسكت عند أبي حنيفة رحمه الله قدر آية طويلة أو ثلاث آيات قصار ولو فعل كما قالا لا يكره عنده ولو فعل كما قال لا يكره عندهما. [2]

وكذا في نجم الفتاوی: كتاب الصلاة، فصل في الأذان، ٢/ ٢٤٨، ٢٤٩، ط: شعبہ ونشرواشاعت

وكذا في امداد الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ١/ ١٧١، ط: دارالعلوم کراچی

اذان کا جواب کس پر ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان کا جواب دینا کس کس پر ضروری ہے؟

جواب: اذان کا جواب دینا ہر اس شخص پر سنت ہے جو اذان کی آواز سنے، البتہ حیض ونفاس والی عورت اذان کا جواب نہ دے۔

كذا في الصحيح لمسلم:

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ. [3]

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٩٠، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، الفصل الأول في الأذان، ١/ ٤٩، ٥٠، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن إلخ، ١/ ١٦٦، ط: قديمي

وكذا في الدر المختار:

(ويجيب) وجوبا وقال الحلواني ندبا والواجب الإجابة بالقدم (من سمع الأذان) ولو جنبا لا حائضا ونفساء. [١]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: مَنْ سَمِعَ الْأَذَانَ) يُفْهَمُ مِنْهُ أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَسْمَعْ لِصَمَمٍ أَوْ لِبُعْدٍ أَنَّهُ لَا يُجِيبُ، وَهُوَ ظَاهِرُ الْحَدِيثِ الْآتِي (إذَا سَمِعْتُمْ الْأَذَانَ) حَيْثُ عُلِّقَ عَلَى السَّمَاعِ، وَقَدْ صَرَّحَ بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ بِأَنَّهُ الظَّاهِرُ، وَبِأَنَّهُ يُجِيبُ فِي جَمِيعِهِ إذَا لَمْ يَسْمَعْ إلَّا بَعْضَهُ. (قَوْلُهُ: وَلَوْ جُنُبًا) لِأَنَّ إجَابَةَ الْمُؤَذِّنِ لَيْسَتْ بِأَذَانٍ بَحْرٌ عَنْ الْخُلَاصَةِ. (قَوْلُهُ: لَا حَائِضًا وَنُفَسَاءَ) لِأَنَّهُمَا لَيْسَا مِنْ أَهْلِ الْإِجَابَةِ بِالْفِعْلِ فَكَذَا بِالْقَوْلِ إمْدَادٌ: أَيْ بِخِلَافِ الْجُنُبِ فَإِنَّهُ مُخَاطَبٌ بِالصَّلَاةِ؛ وَلِأَنَّ حَدَثَهُ أَخَفُّ مِنْ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ لِإِمْكَانِ إزَالَتِهِ سَرِيْعًا. [٢]

وكذا في التاتارخانية:

ومن سمع الأذان فعليه أن يجيب قال عليه السلام: (من لم يجب الأذان فلا صلاة له) قال الشيخ الإمام شمس الأئمة الحلواني رحمه الله تكلم الناس في الإجابة، قال بعضهم هي الإجابة بالقدم لا باللسان، حتى لو أجاب باللسان ولم يمش إلى المسجد لا يكون مجيبا. [٣]

وكذا في البزازية:

سمع الأذان فعليه الإجابة ولو ضيفا والإجابة بالقول لا بالقدم ولو في المسجد لا جواب عليه. [٤]

وكذا في البحر الرائق:

مِنْ سَمِعَ الْأَذَانَ فَعَلَيْهِ أَنْ يُجِيبَ وَإِنْ كَانَ جُنُبًا؛ لِأَنَّ إجَابَةَ الْمُؤَذِّنِ لَيْسَتْ بِأَذَانٍ وَفِي فَتَاوَى قَاضِي خان إجَابَةُ الْمُؤَذِّنِ فَضِيلَةٌ وَإِنْ تَرَكَهَا لَا يَأْثَمُ، وَأَمَّا قَوْلُهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «مِنْ لَمْ يُجِبْ الْأَذَانَ فَلَا صَلَاةَ لَهُ»

==================

[١] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٩٦، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٩٦، ط: سعيد

[٣] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٨٤، ط: قديمي

[٤] كتاب الصلاة، أول في الأذان، ١/ ٢٥، ط: قديمي

فَمَعْنَاهُ الْإِجَابَةُ بِالْقَدَمِ لَا بِاللِّسَانِ فَقَطْ. [۱]

وكذا في کتاب الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب اذان اور اقامت، ۲/ ۱۳۳، ط: زمزم

وكذا في خیر الفتاوی: کتاب الصلاة، باب ما يتعلق بالأذان والإقامة، ۲/ ۱۳۵، ۱۳۶، ط: امدادیہ

اذان اور اقامت میں "اشهد ان محمدا رسول الله" کے جواب میں صرف صلی اللہ علیہ وسلم کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان اور اقامت میں "اشهد ان محمدا رسول الله" کے جواب میں صرف صلی اللہ علیہ وسلم کہنا کیسا ہے؟

جواب: اذان اور اقامت میں "اشهد ان محمدا رسول الله" کے جواب میں صرف صلی اللہ علیہ وسلم کہنا درست نہیں ہے، بلکہ جواب میں "اشهد ان محمدا رسول الله" کہے، اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جیسے مؤذن کہے تم بھی ایسا کہو۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ»

عن عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمًا، فَقَالَ مِثْلَهُ، إِلَى قَوْلِهِ: وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ. [۲]

وكذا في الهندية:

يَجِبُ عَلَى السَّامِعِينَ عِنْدَ الْأَذَانِ الْإِجَابَةُ وَهِيَ أَنْ يَقُولَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ إِلَّا فِي قَوْلِهِ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ... وَإِذَا بَلَغَ قَوْلَهُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ يَقُولُ السَّامِعُ: أَقَامَهَا اللهُ وَأَدَامَهَا... وَفِي سَائِرِ الْكَلِمَاتِ يُجِيبُ كَمَا يُجِيبُ فِي الْأَذَانِ. كَذَا فِي فَتَاوَى الْغَرَائِبِ. [۳]

وكذا في نجم الفتاوى: كتاب الصلاة، فصل في الأذان، ۲/ ۲٤۷

وكذا في الشامية: كتاب الصلاة، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ۱/ ۳۹۸، ط: سعيد

==================

[۱] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ٤٥٠، ط: رشيدية

[۲] كتاب الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادى، ۱/ ۸٦

[۳] ومما يتصل بذلك إجابة المؤذن، ۱/ ۵۷، ط: رشيدية

وکذا في فتاویٰ دار العلوم زکریا: کتاب الصلاۃ، باب اذان اور اقامت، ۲/ ۷۱، ط: زمزم

قضاء نمازوں کی ادائیگی میں اذان واقامت کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ قضاء نمازوں کی ادائیگی اگر جماعت سے ہو تو اس میں اذان واقامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں اذان اور اقامت دونوں سنت ہیں، البتہ صرف اقامت پر اکتفاء کیا جائے تو یہ بھی درست ہے۔

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: «إِنَّ الْمُشْرِكِينَ شَغَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ يَوْمَ الخَنْدَقِ، حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ، فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى العَصْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى المَغْرِبَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى العِشَاءَ».[1]

وكذا في الدر المختار:

(وَ) يُسَنُّ أَنْ (يُؤَذِّنَ وَيُقِيمَ لِفَائِتَةٍ) رَافِعًا صَوْتَهُ لَوْ بِجَمَاعَةٍ أَوْ صَحْرَاءَ لَا بِبَيْتِهِ مُنْفَرِدًا (وَكَذَا) يُسَنَّانِ (لِأَوْلَى الْفَوَائِتِ) لَا لِفَاسِدَةٍ (وَيُخَيَّرُ فِيهِ لِلْبَاقِي) لَوْ فِي مَجْلِسٍ وَفِعْلُهُ أَوْلَى، وَيُقِيمُ لِلْكُلِّ.[2]

وكذا في الهندية:

وَإِنْ فَاتَتْهُ صَلَوَاتٌ أَذَّنَ لِلْأُولَى وَأَقَامَ وَكَانَ مُخَيَّرًا فِي الْبَاقِي إنْ شَاءَ أَذَّنَ وَأَقَامَ وَإِنْ شَاءَ اقْتَصَرَ عَلَى الْإِقَامَةِ. كَذَا فِي الْهِدَايَةِ... وَالتَّخْيِيرُ فِي الْبَوَاقِي إنَّمَا هُوَ إذَا قَضَاهَا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ أَمَّا إذَا قَضَاهَا فِي مَجَالِسَ فَيُشْتَرَطُ كِلَاهُمَا. هَكَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ.[3]

وكذا في فتح القدير:

(وَيُؤَذِّنُ لِلْفَائِتَةِ وَيُقِيمُ) «لِأَنَّهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - قَضَى الْفَجْرَ غَدَاةَ لَيْلَةِ التَّعْرِيسِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ» (فَإِنْ فَاتَتْهُ صَلَوَاتٌ أَذَّنَ لِلْأُولَى وَأَقَامَ) لِمَا رَوَيْنَا (وَكَانَ مُخَيَّرًا فِي الْبَاقِي، إنْ شَاءَ أَذَّنَ وَأَقَامَ) لِيَكُونَ الْقَضَاءُ عَلَى

---

[1] أبواب الصلاة، باب ما جاء في الرجل تفوته الصلوات بأيتهن يبدأ، ١/ ٤٣، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٩٠، ط: سعيد

[3] الباب الثاني في الأذان، ١/ ٥٥، ط: رشيدية

حَسَبِ الْأَدَاءِ (وَإِنْ شَاءَ اقْتَصَرَ عَلَى الْإِقَامَةِ). (۱)

وکذا في نجم الفتاوی: کتاب الصلاۃ، فصل في الأذان، ۲/ ۲۳۹، ط: شعبہ نشرواشاعت

وکذا في فتاوی دار العلوم زکریا: کتاب الصلاۃ، باب ثانی اذان اور اقامت، ۲/ ۸۸، ط: زمزم

وقت سے پہلے اذان دینے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں ایک مرتبہ مغرب کی اذان غروب آفتاب سے پہلے دی گئی پھر اس طرح دوسری مسجد میں اذان دی گئی پھر تیسری مسجد میں اعلان ہوا کہ اذان وقت سے پہلے دی گئی ہے، کیا وہ اذان مغرب کی نماز کے لئے کافی ہے یا دوبارہ اذان دینا ضروری ہے؟

دوسرا یہ کہ اذان نماز کے علاوہ دوسرے مواقع پر دی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وقت سے پہلے اذان دی گئی تو اس کا اعادہ لازم ہے کیونکہ وقت سے پہلے دی گئی اذان کا اعتبار نہیں ہے۔

نمازوں کے اوقات کے علاوہ بعض دوسرے مواقع پر بھی اذان دی جا سکتی ہے، جس طرح بچے کے کان میں اذان دینا یا جب کوئی مصیبت در پیش ہو، یا راستہ گم ہو جائے وغیرہ، تاہم ایسے مواقع پر اذان دینا ضروری نہیں بلکہ بعض جگہ سنت ہوتی ہے اور بعض مواقع پر گنجائش ہوتی ہے۔

کذا في الشامیة:

(قَوْلُهُ: لَا يُسَنُّ لِغَيْرِهَا) أَيْ مِنْ الصَّلَوَاتِ وَإِلَّا فَيُنْدَبُ لِلْمَوْلُودِ. وَفِي (حَاشِيَةِ الْبَحْرِ لِلْخَيْرِ) الرَّمْلِيِّ: رَأَيْت فِي كُتُبِ الشَّافِعِيَّةِ أَنَّهُ قَدْ يُسَنُّ الْأَذَانُ لِغَيْرِ الصَّلَاةِ، كَمَا فِي أَذَانِ الْمَوْلُودِ، وَالْمَهْمُومِ، وَالْمَصْرُوعِ، وَالْغَضْبَانِ، وَمَنْ سَاءَ خُلُقُهُ مِنْ إنْسَانٍ أَوْ بَهِيمَةٍ، وَعِنْدَ مُزْدَحَمِ الْجَيْشِ... (قَوْلُهُ: وَقَعَ بَعْضُهُ) وَكَذَا كُلُّهُ بِالْأَوْلَى، وَلَوْ لَمْ يَذْكُرْ الْبَعْضَ لَتُوُهِّمَ خُرُوجُهُ فَقَصَدَ بِذِكْرِهِ التَّعْمِيمَ لَا التَّخْصِيصَ.

(قَوْلُهُ: كَالْإِقَامَةِ) أَيْ فِي أَنَّهَا تُعَادُ إذَا وَقَعَتْ قَبْلَ الْوَقْتِ، أَمَّا بَعْدَهُ فَلَا تُعَادُ مَا لَمْ يَطُلْ الْفَصْلُ أَوْ يُوجَدُ قَاطِعٌ كَأَكْلٍ. (۲)

==================

(۱) کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ۱/ ۲٥۲، ط: بیروت

(۲) کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب في مواضع التي يندب لها الأذان في غير الصلاۃ، ۲/ ٦۲، ٦۳، ط: رشیدیة

وكذا في الهندية:

تَقْدِيمُ الْأَذَانِ عَلَى الْوَقْتِ فِي غَيْرِ الصُّبْحِ لَا يَجُوزُ اتِّفَاقًا وَكَذَا فِي الصُّبْحِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالَى وَإِنْ قُدِّمَ يُعَادُ فِي الْوَقْتِ. هَكَذَا فِي شَرْحِ مَجْمَعِ الْبَحْرِينِ لِابْنِ الْمَلَكِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

(وَلَا يُؤَذِّنُ قَبْلَ وَقْتٍ وَيُعَادُ فِيهِ) أَيْ فِي الْوَقْت إِذَا أَذَّنَ قَبْلَهُ؛ لِأَنَّ يُرَادُ لِلْإِعْلَامِ بِالْوَقْتِ فَلَا يَجُوزُ قَبْلَهُ بِلَا خِلَافٍ فِي غَيْرِ الْفَجْرِ وَعَبَّرَ بِالْكَرَاهَةِ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَالظَّاهِرُ أَنَّهَا تَحْرِيمِيَّةٌ. (۲)

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ۲/ ۲۸۲، ط: سعيد

وكذا في کتاب الفتاوی: كتاب الصلاة، اذان اور اقامت کا بیان، ۲/ ۱۲۹، ط: زمزم

گھر کی جماعت میں بیوی کی اذان واقامت اور شوہر کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک مرتبہ کسی عذر کی بناء پر میں مسجد نہ جاسکا تو میں نے اور میرے گھر والوں نے گھر میں جماعت کی نماز پڑھی وہ اس طرح کہ میری بیوی نے اذان واقامت کہی اور پھر میں نے نماز پڑھائی، کیا میری بیوی کا اذان واقامت درست ہے یا نہیں؟

دوسرا یہ کہ یہ جماعت کی نماز صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی شخص کسی عذر کی بناء پر مسجد نہ جاسکے، اور اس نے گھر میں جماعت سے نماز پڑھائی تو اس کی نماز درست ہے، ایسی صورت میں محلے کی مسجد کی اذان پر اکتفاء کیا جائے یا مرد خود اذان واقامت کہے، عورت سے اقامت یا اذان کہلوانا مکروہ ہے، تاہم مذکورہ نماز صحیح ہو گئی ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

كذا في الشامية:

أَمَّا النِّسَاءُ فَيُكْرَهُ لَهُنَّ الْأَذَانُ وَكَذَا الْإِقَامَةُ، لِمَا رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ مِنْ كَرَاهَتِهِمَا لَهُنَّ؛ وَلِأَنَّ مَبْنَى حَالِهِنَّ عَلَى السَّتْرِ، وَرَفْعُ صَوْتِهِنَّ حَرَامٌ. (۳)

---

(۱) كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان وفيه فصل، ۱/ ۵۳، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۴۵۶، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۲/ ۶۰، ط: رشيدية

وكذا في الهندية:

وَلَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ أَذَانٌ وَلَا إِقَامَةٌ فَإِنْ صَلَّيْنَ بِجَمَاعَةٍ يُصَلِّينَ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَإِنْ صَلَّيْنَ بِهِمَا جَازَتْ صَلَاتُهُنَّ مَعَ الْإِسَاءَةِ، هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. (١)

وكذا في البحر الرائق:

أما أذان المرأة فلأنها منهية عن رفع صوتها لأنه يؤدى إلى الفتنة وينبغي أن يكون الخنثى كالمرأة إلخ. (٢)

وكذا في معارف السنن:

من فاتته الجماعة في مسجده له أن يصلي في مسجد حيه منفردا أو يأتي بيته فيجمع بأهله ويصلي بهم أو يذهب إلى مسجد آخر للجماعة وذلك حسن. (٣)

وكذا في نجم الفتاوى: كتاب الصلاة، فصل في الأذان، ٢/ ٥٦٢، ط: شعبہ نشر واشاعت

وكذا في فتاوى محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الإقامة والتثويب، الفصل الأول في الإقامة، ٥/ ٤٦٣، ط: فاروقیہ

شیعہ، بریلوی اور غیر مقلد کی اذان کا جواب دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ بریلوی اور غیر مقلدین کی اذانوں کا جواب دینا چاہئے یا نہیں؟ اور اسی طرح شیعہ کی اذان کے جواب دینے کے بارے میں کیا حکم ہے، آیا جواب دے یا نہیں؟ اور کیا شیعہ کی اذانوں کو اذان کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اذان دینے والا خواہ بریلوی ہو یا غیر مقلد اس کی اذان کا جواب دیا جائے گا۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ». (٤)

وكذا في صحيح مسلم: كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن، ١/ ١٦٧

---

(١) كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان وفيه فصلان، ١/ ٥٣، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٥٨، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب ما جاء في الجماعة في مسجد قد صلي فيه مرة، ٢/ ٢٨٧، ط: سعيد

(٤) كتاب الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادي، ١/ ٨٦

وكذا في الدر المختار:

(وَيُجِيبُ) وُجُوبًا، وَقَالَ الْحَلْوَانِيُّ نَدْبًا، وَالْوَاجِبُ الْإِجَابَةُ بِالْقَدَمِ (مَنْ سَمِعَ الْأَذَانَ)... (بِأَنْ يَقُولَ) بِلِسَانِهِ (كَمَقَالَتِهِ)... (إلَّا فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ) فَيُحَوْقِلُ. (١)

وكذا في بدائع الصنائع:

والإجابة أن يقول مثل ما قال المؤذن. (٢)

وكذا في التاتارخانية:

ومن سمع الأذان فعليه أن يجيب قال عليه السلام من لم يجب الأذان فلا صلاة له. (٣)

وكذا في الهندية:

يَجِبُ عَلَى السَّامِعِينَ عِنْدَ الْأَذَانِ الْإِجَابَةُ وَهِيَ أَنْ يَقُولَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ إلَّا فِي قَوْلِهِ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، فَإِنَّهُ يَقُولُ مَكَانَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إلَّا بِاَللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، وَمَكَانَ قَوْلِهِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ: مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ. (٤)

شیعہ اپنی اذان میں "علي ولي الله وصي رسول الله" کالفظ بڑھاتے ہیں لہٰذا ان کی اذان کا جواب نہ دیا جائے، اور نہ ان کی اذان کو سنت سے ثابت اذان کہا جائے کیونکہ جو اذان احادیث اور سنت سے ثابت ہے اس اذان میں اس قسم کے الفاظ نہیں ہیں۔

كذا في صحيح مسلم:

عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ هَذَا الْأَذَانَ: «اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ» ، ثُمَّ يَعُودُ فَيَقُولُ: «أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، مَرَّتَيْنِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ» زَادَ إِسْحَاقُ: «اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ».(٥)

===================

(١) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٩٦، ٣٩٧، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، ما يجب على السامعين، ١/ ٣٨٢، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٥٢٥، ط: ادارة المعارف

(٤) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٥٧، ط: رشيدية

(٥) كتاب الصلاة، باب صفة الأذان، ١/ ١٦٥، ط: قديمي

وكذا في سنن أبي داود:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ طَافَ بِي وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوسًا فِي يَدِهِ، فَقُلْتُ: يَا عَبْدَ اللهِ أَتَبِيعُ النَّاقُوسَ؟ فَقَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ فَقُلْتُ: نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ؟ فَقُلْتُ لَهُ: بَلَى، قَالَ: فَقَالَ: تَقُولُ: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، قَالَ: ثُمَّ اسْتَأْخَرَ عَنِّي غَيْرَ بَعِيدٍ. (۱)

وكذا في خير الفتاوى: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بالأذان والإقامة، ۲/ ۲۲۸، ط: امداديه

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب المواقيت، ۵/ ۳۴۱، ط: فاروقيه

مقتدیوں کا صف بندی کے لئے کھڑا ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جب جماعت کا وقت ہو جائے اور امام مسجد میں ہو یا باہر سے آرہا ہو تو مقتدیوں کو کس وقت صف بندی کے لئے کھڑا ہونا چاہئے؟ نیز بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ امام سنتوں میں مصروف ہوتا ہے یا چند آدھ منٹ تاخیر سے پہنچتا ہے ایسے میں مقتدی کھڑے ہو کر دائیں بائیں، آگے پیچھے دیکھنے لگتے ہیں اور مسجد کے ماحول کو خراب کرتے ہیں اور لوگوں کو امام سے بدظن کرتے ہیں، ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: امام اگر مسجد میں ہو تو اس صورت میں مقتدی صف بندی کے لئے "حی علی الفلاح" پر کھڑے ہوں لیکن چونکہ اب لوگوں میں سستی آگئی ہے جس کی وجہ سے مناسب یہی ہے کہ ابتدائے اقامت سے ہی کھڑے ہوں۔ اور اگر امام خارج مسجد سے آرہا ہو تو اس صورت میں امام جس صف والوں کے پاس سے گزرے تو اس صف والے کھڑے ہو جائیں لیکن اگر امام سامنے محراب کی طرف سے آرہا ہو تو امام کو دیکھتے ہی مقتدیوں کو صف بندی کے لئے کھڑا ہونا چاہئے۔

واضح رہے کہ امام کے سنتوں میں مشغول ہونے یا معمولی تاخیر کی صورت میں کھڑے ہو کر مسجد کے ماحول کو خراب کرنا انتہائی قبیح عمل ہے اس سے بہر صورت اجتناب کرنا لازم ہے۔

=====================

(۱) كتاب الصلاة، باب كيف الأذان، ۱/ ۸۳، ط: رحمانيه

كذا في الهندية:

إنْ كَانَ الْمُؤَذِّنُ غَيْرَ الإِمَامِ وَكَانَ الْقَوْمُ مَعَ الإِمَامِ فِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُ يَقُومُ الإِمَامُ وَالْقَوْمُ إذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ... فَأَمَّا إذَا كَانَ الإِمَامُ خَارِجَ الْمَسْجِدِ فَإِنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ مِنْ قِبَلِ الصُّفُوفِ فَكُلَّمَا جَاوَزَ صَفًّا قَامَ ذَلِكَ الصَّفُّ... وَإِنْ كَانَ الإِمَامُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ مِنْ قُدَّامِهِمْ يَقُومُونَ كَمَا رَأَى الإِمَامَ. [1]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَالْقِيَامُ حِينَ قِيلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ) ؛ لِأَنَّهُ أَمْرٌ بِهِ فَيُسْتَحَبُّ الْمُسَارَعَةُ إلَيْهِ، أَطْلَقَهُ، فَشَمِلَ الإِمَامَ وَالْمَأْمُومَ إنْ كَانَ الإِمَامُ بِقُرْبِ الْمِحْرَابِ وَإِلَّا فَيَقُومُ كُلُّ صَفٍّ يَنْتَهِي إلَيْهِ الإِمَامُ، وَهُوَ الأَظْهَرُ، وَإِنْ دَخَلَ مِنْ قُدَّامٍ وَقَفُوا حِينَ يَقَعُ بَصَرُهُمْ عَلَيْهِ. [2]

وكذا في الدر المختار:

(وَالْقِيَامُ) لِإِمَامٍ وَمُؤْتَمٍّ (حِينَ قِيلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ)... (إنْ كَانَ الإِمَامُ بِقُرْبِ الْمِحْرَابِ وَإِلَّا فَيَقُومُ كُلُّ صَفٍّ يَنْتَهِي إلَيْهِ الإِمَامُ عَلَى الأَظْهَرِ وَإِنْ) دَخَلَ مِنْ قُدَّامٍ حِينَ يَقَعُ بَصَرُهُمْ عَلَيْهِ. [3]

وكذا في تبيين الحقائق: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٢٨٣، ط: رشيدية

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر: كتاب الصلاة، ١/ ٢١٥، ط: رشيدية

وكذا في فتاوی محمودیہ: باب الإقامة والتثويب، ٥/ ٤٧١، ٤٧٢

وكذا في نجم الفتاوی: كتاب الصلاة، فصل في الإقامة والجماعة، ٢/ ٣١٩، ٣٢٠، ط: ياسين القرآن

اذان کے بعد دعا میں "والدرجة الرفيعة وارزقنا شفاعته يوم القيامة" کا اضافہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان کے بعد دعا میں "والدرجة الرفيعة وارزقنا شفاعته يوم القيامة" کا اضافہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

---

[1] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٦٣، ٦٤، ط: قديمي

[2] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٣١، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، آداب الصلاة، ١/ ٤٧٩، ط: سعيد

جواب: اذان کے بعد کی دعا میں مذکورہ الفاظ کا اضافہ چونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں اس لئے اس کا التزام صحیح نہیں لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔

كذا في مرقاة المفاتيح:

وَأَمَّا زِيَادَةُ: " وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ " الْمُشْتَهِرَةِ عَلَى الْأَلْسِنَةِ فَقَالَ السَّخَاوِيُّ: لَمْ أَرَهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ. [1]

وكذا في إعلاء السنن:

قال المؤلف: دلالة أحاديث الباب على الباب ظاهرة والأمر محمول على الاستحباب وفي المرقاة (١/ ٤٤٥) وفي رواية لابن حبان في (صحيحه): المقام المحمود، وزاد البيهقي في رواية: إنك لا تخلف الميعاد، وأما زيادة ''يا أرحم الراحمين'' فلا وجود لها في كتب الحديث، قلت: وكذلك زيادة ''وارزقنا شفاعته'' لم أرها في حديث، وحكم مثل هذه الزيادة الغير الثابتة قد مر قريبا، وفي المقاصد الحسنة (ص١٠٠) حديث الدرجة الرفيعة المدرج فيما يقال بعد الأذان لم أره في شيء من الروايات. [2]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَيَدْعُو إلَخْ) أَيْ بَعْدَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ «إذَا سَمِعْتُمْ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إلَّا لِعَبْدٍ مُؤْمِنٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ» " وَرَوَى الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُ «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْته حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ» وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِي آخِرِهِ «إنَّك لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ» وَتَمَامُهُ فِي الْإِمْدَادِ وَالْفَتْحِ. قَالَ ابْنُ حَجَرٍ فِي شَرْحِ الْمِنْهَاجِ: وَزِيَادَةُ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَخَتْمُهُ بِيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ لَا أَصْلَ لَهُمَا. اهـ. [3]

وكذا في كفایت المفتی: كتاب الصلاة، باب الأذان، الفصل الثالث فيما يتعلق بالدعاء بعد الأذان، ٣/ ٥١٩، ط: فاروقيه

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الأذان، ٢/ ١٦٣، ط: امداديه

[2] كتاب الصلاة، باب الدعاء للنبي صلى الله عليه وسلم بعد الأذان والصلاة عليه، ٢/ ١٢٨، ط: ادارة القرآن

[3] مطلب في كراهة تكرار الجماعة، باب الأذان، ١/ ٣٩٨، ط: سعيد

وکذا في فتاوی زکریا: کتاب الصلاۃ، اذان اور اقامت کا بیان، ۲/ ۷۷، ط: زمزم پبلشرز

مدرسۃ البنات میں عورتوں کا اذان واقامت کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مدرسۃ البنات میں عورتوں کا اذان واقامت کہنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: عورتوں کے لئے اذان واقامت کہنا مکروہ ہے، محلّہ کی اذان ان کے لئے کافی ہے، اور اگر محلّہ میں اذان نہ ہوئی ہو تو بھی مستورات اذان واقامت کے بغیر نماز پڑھیں۔

كذا في المصنف لابن أبي شيبة:

عن الحسن ومحمد بن سيرين قالا: ليس على النساء أذان ولا إقامة. [۱]

وكذا في إعلاء السنن:

عن ابن عمر رضي الله عنه: ليس على النساء أذان ولا إقامة. [۲]

وكذا في الهندية:

وَلَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ أَذَانٌ وَلَا إِقَامَةٌ فَإِنْ صَلَّيْنَ بِجَمَاعَةٍ يُصَلِّينَ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَإِنْ صَلَّيْنَ بِهِمَا جَازَتْ صَلَاتُهُنَّ مَعَ الْإِسَاءَةِ. هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. [۳]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: لَا لِلنِّسَاءِ) أَيْ لَا يُنْدَبُ لِلنِّسَاءِ أَذَانٌ وَلَا إِقَامَةٌ؛ لِأَنَّهُمَا مِنْ سُنَنِ الْجَمَاعَةِ الْمُسْتَحَبَّةِ قَيَّدَ بِالنِّسَاءِ أَيْ جَمَاعَةِ النِّسَاءِ؛ لِأَنَّ الْمَرْأَةَ الْمُنْفَرِدَةَ تُقِيمُ وَلَا تُؤَذِّنُ كَمَا قَدَّمْنَاهُ. [٤]

وكذا في فتح القدير:

صلين بجماعة صلين بغير أذان ولا إقامة لحديث رائطة قالت: كنا جماعة من النساء أمتنا عائشة بلا أذان ولا إقامة. [٥]

====================

[۱] كتاب الأذان، باب ۳۲ في النساء من قال، ۲/ ۳٦٦، ط: ادارة القرآن

[۲] كتاب الصلاة، باب صفة المؤذن، ۲/ ۱٤٥، ط: ادارة القرآن

[۳] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ٥۳، ط: رشيديه

[٤] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ٤٦۲، ط: رشيديه

[٥] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۲٦۰، ط: بيروت

وکذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ: وَلَا يُسَنُّ ذَلِكَ) أَيْ الْأَذَانُ وَالْإِقَامَةُ... (قَوْلُهُ: وَلَوْ جَمَاعَةً) أَخَذَهُ مِنْ قَوْلِ الْفَتْحِ؛ لِأَنَّ عَائِشَةَ أَمَّتْهُنَّ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إقَامَةٍ حِينَ كَانَتْ جَمَاعَتُهُنَّ مَشْرُوعَةً وَهَذَا يَقْتَضِي أَنَّ الْمُنْفَرِدَةَ أَيْضًا كَذَلِكَ؛ لِأَنَّ تَرْكَهُمَا لَمَّا كَانَ هُوَ السُّنَّةَ حَالَ شَرْعِيَّةِ الْجَمَاعَةِ كَانَ حَالَ الِانْفِرَادِ أَوْلَى. (۱)

وکذا في کتاب المسائل: کتاب الصلاۃ، اذان واقامت کے مسائل، ۱/ ۲۵۵، ط: قدیمی

وکذا في خیر الفتاوی: کتاب الصلاۃ، ما یتعلق بالأذان والإقامۃ، ۲/ ۲۲۷، ط: امدادیہ

وکذا في نجم الفتاوی: کتاب الصلاۃ، فصل في الأذان، ۲/ ۲۵٦، ط: یاسین القرآن

دوسری صف میں کھڑے ہو کر اقامت کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا اقامت دوسری صف میں کھڑے ہو کر دی جاسکتی ہے یا پہلی صف میں کھڑا ہونا ضروری ہے؟

جواب: واضح رہے کہ اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں، مسجد میں کسی بھی جگہ کھڑے ہو کر اقامت کہی جاسکتی ہے، لہٰذا اقامت پہلی صف میں کہی جائے یا دوسری صف میں کہی جائے اقامت درست ہے۔

کذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ: فِي مَكَان عَالٍ) فِي الْقُنْيَةِ: وَيُسَنُّ الْأَذَانُ فِي مَوْضِعٍ عَالٍ وَالْإِقَامَةُ عَلَى الْأَرْضِ. (۲)

وکذا في الهندية:

ويقيم على الأرض هكذا في القنية وفي المسجد. (۳)

وکذا في البحر الرائق:

ويسن الأذان في موضع عال والإقامة على الأرض. (٤)

==================

(۱) کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب في أذان الجوق، ۱/ ۳۹۱، ط: سعید

(۲) کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ۱/ ۳۸٤، ط: سعید

(۳) کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ۱/ ٥٦، ط: رشیدیة

(٤) کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ۱/ ٤٤۳، ط: رشیدیہ

وكذا في فتاوی رحیمیہ: كتاب الصلاة، كتاب الأذان والإقامة، ٤/ ٩٩، ط: دار الاشاعت

وكذا في کفایت المفتی: كتاب الصلاة، الفصل الأول فيما يتعلق بالإقامة ٣/ ٥٢٤، ط: الفاروق

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٢/ ٢٨٢، ط: سعيد

داڑھی منڈوانے والے اور نابالغ سمجھدار کی اذان کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ داڑھی منڈے یا نابالغ جو کہ سمجھ دار ہو ان کی اذان شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص داڑھی منڈاتا ہے یا خلاف سنت رکھتا ہے اس کی اذان مکروہ ہے با شرع مؤذن موجود ہو تو ایسے شخص سے اذان نہ دلوائی جائے، اگر نابالغ لڑکا سمجھدار ہے تو اس کا اذان دینا صحیح ہے، لیکن نابالغ لڑکے کی بنسبت بالغ لڑکے کی اذان افضل ہے۔

كذا التنوير مع الدر:

(وَيَجُوزُ) بِلَا كَرَاهَةٍ (أَذَانُ صَبِيٍّ مُرَاهِقٍ وَعَبْدٍ)... (وَيُكْرَهُ أَذَانُ جُنُبٍ وَإِقَامَتُهُ وَإِقَامَةُ مُحْدِثٍ لَا أَذَانُهُ)... (وَ) أَذَانُ (امْرَأَةٍ) وَخُنْثَى (وَفَاسِقٍ)... (وَسَكْرَانٍ) وَلَوْ بِمُبَاحٍ كَمَعْتُوهٍ وَصَبِيٍّ لَا يَعْقِلُ... (وَيُعَادُ أَذَانُ جُنُبٍ)... (لَا إِقَامَتُهُ)... (وَكَذَا) يُعَادُ (أَذَانُ امْرَأَةٍ وَمَجْنُونٍ وَمَعْتُوهٍ وَسَكْرَانٍ وَصَبِيٍّ لَا يَعْقِلُ).[1]

وكذا في الهندية:

أَذَانُ الصَّبِيِّ الْعَاقِلِ صَحِيحٌ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَلَكِنْ أَذَانُ الْبَالِغِ أَفْضَلُ وَأَذَانُ الصَّبِيِّ الَّذِي لَا يَعْقِلُ لَا يَجُوزُ وَيُعَادُ وَكَذَا الْمَجْنُونُ. هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ... وَيُكْرَهُ أَذَانُ الْفَاسِقِ... وَكُرِهَ أَذَانُ الْجُنُبِ وَإِقَامَتُهُ بِاتِّفَاقِ الرِّوَايَاتِ وَالْأَشْبَهُ أَنْ يُعَادَ الْأَذَانُ وَلَا تُعَادَ الْإِقَامَةُ.[2]

وكذا في بدائع الصنائع:

وَكَذَا أَذَانُ الصَّبِيِّ الْعَاقِلِ، وَإِنْ كَانَ جَائِزًا حَتَّى لَا يُعَادَ، ذَكَرَهُ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ لِحُصُولِ الْمَقْصُودِ وَهُوَ الْإِعْلَامُ لَكِنَّ أَذَانَ الْبَالِغِ أَفْضَلُ... وَأَمَّا أَذَانُ الصَّبِيِّ الَّذِي لَا يَعْقِلُ فَلَا يُجْزِئُ وَيُعَادُ؛ لِأَنَّ مَا يَصْدُرُ لَا عَنْ عَقْلٍ

---

[1] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٩١-٣٩٣، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب الأذان، الفصل الأول فيه صفاته وأحوال المؤذن، ١/ ٦٠، ط: قديمي

لَا يُعْتَدُّ بِهِ كَصَوْتِ الطُّيُوْرِ. [۱]

وكذا في البحر الرائق:

قَوْلُهُ: (وَكُرِهَ أَذَانُ الْجُنُبِ وَإِقَامَتُهُ وَإِقَامَةُ الْمُحْدِثِ وَأَذَانُ الْمَرْأَةِ وَالْفَاسِقِ وَالْقَاعِدِ وَالسَّكْرَانِ)... فَلَا يَصِحُّ أَذَانُ الصَّبِيِّ الَّذِي لَا يَعْقِلُ وَالْمَجْنُونِ وَالْمَعْتُوهِ أَصْلًا، وَأَمَّا الصَّبِيُّ الَّذِي يَعْقِلُ فَأَذَانُهُ صَحِيحٌ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ إِلَّا أَنَّ أَذَانَ الْبَالِغِ أَفْضَلُ. [۲]

وكذا في فتاوی حقانيه: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ۳/ ۵۵، ط: حقانيه

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ۲/ ۲۸۹، ط: سعيد

جنبی آدمی کا اذان کا جواب دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا جنبی آدمی اذان کا جواب دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جنبی آدمی اذان کا جواب دے سکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

كذا في تنوير الأبصار مع الشامية:

والواجب الإجابة بالقدم من سمع الأذان ولو جنبا لأن إجابة المؤذن ليست بأذان. [۳]

وكذا في حاشية الطحطاوي:

والواجب الإجابة بالقدم (من سمع الأذان) ولو جنبا لا حائضا ونفساء. [٤]

وكذا في البحر الرائق:

ومن سمع الأذان فعليه أن يجيب وإن كان جنبا لأن إجابة المؤذن ليست بأذان. [۵]

---

[۱] كتاب الصلاة، سنن الأذان وصفات المؤذن، ۱/ ۳۷۲، ط: رشيدية

[۲] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ٤٥٨-٤٦٠، ط: رشيدية

[۳] كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ۱/ ۳۹٦، ط: سعيد

[٤] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۱۸۸، ط: رشيدية

[۵] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ٤٥٠، ط: رشيدية

وکذا في خلاصة الفتاوى:

ومن سمع الأذان فعليه أن يجيب إن كان جنبا لأن إجابة الأذان ليس بأذان. [1]

وكذا في خير الفتاوى: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بالأذان والإقامة، ۲/ ۲۳۵، ۲۳٦، ط: امداديه

نومولود بچے کے کان میں اذان دینے کا طریقہ اور وقت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نومولود کے کان میں اذان دینے کا طریقہ اور وقت کیا ہے؟ حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح میں دائیں بائیں جانب التفات کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اسی طرح موبائل کے ذریعے بچے کے کان میں اذان دینا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: نومولود بچے کے کان میں اذان دینے کا طریقہ وہی ہے جو عام طور پر اذان دینے کا ہے، یعنی کھڑے ہو کر بچے کو اٹھا کر قبلہ کی طرف منہ کر کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے، اور "حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح" پر دائیں بائیں منہ پھیرا جائے، البتہ کانوں میں انگلیاں ڈالنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ کانوں میں انگلیاں ڈالنے کا مقصد آواز اونچی کرنی ہے اور یہاں پر آواز اونچی کرنا مقصود نہیں ہے۔ اور بچے کے کان میں اذان دینے کا وقت یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو نہلا دھلا کر اس کے کان میں اذان دی جائے، اگر کسی وجہ سے اذان نہیں دی جا سکی تو ایک دو دن کے بعد بھی دینا ضروری ہے۔

اسی طرح موبائل کے ذریعہ بھی اذان دینے کی گنجائش ہے، کیونکہ مقصود بچے کے کان میں آواز پہنچانی ہے وہ موبائل کے ذریعے بھی پہنچتی ہے، لیکن بالمشافہہ اذان دینا بہتر ہے، تاکہ اذان کے پورے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے دی جائے اور موبائل میں ان کی رعایت رکھنا مشکل ہے۔

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الحسنِ ابنِ عليٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ. [2]

وكذا في مرقاة المفاتيح:

(حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ) يَحْتَمِلُ السَّابِعَ وَقَبْلَهُ (بِالصَّلَاةِ) أَيْ بِأَذَانِهَا وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأُذُنٍ، وَالْمَعْنَى أَذَّنَ بِمِثْلِ أَذَانِ الصَّلَاةِ وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى سُنِّيَّةِ الْأَذَانِ فِي أُذُنِ الْمَوْلُودِ وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ: رُوِيَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۵۰، ط: رشيدية

[2] أبواب الأضاحي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب في الأذان في أذان المولود، ۱/ ۲۷۸، ط: سعيد

كَانَ يُؤَذِّنُ فِي الْيُمْنَى وَيُقِيمُ فِي الْيُسْرَى إِذَا وُلِدَ الصَّبِيُّ. قُلْتُ: قَدْ جَاءَ فِي مُسْنَدِ أَبِي يَعْلَى الْمَوْصِلِيِّ، عَنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا: «مَنْ وُلِدَ لَهُ وُلِدٌ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى لَمْ تَضُرَّهُ أُمُّ الصِّبْيَانِ».[1]

وكذا في تقريرات الرافعي على رد المحتار:

قال الرافعي: قوله (حتى قالوا في الذي يؤذن للمولود ينبغي أن يحول) قال السندي: فيرفع المولود عند الولادة على يديه مستقبل القبلة ويؤذن في أذنه اليمنى ويقيم في اليسرى ويلتفت فيهما بالصلاة لجهة اليمين وبالفلاح لجهة اليسار، وفائدة الأذان في أذنه يدفع أم الصبيان عنه.[2]

وكذا في التاتارخانية:

والصحيح أنه يحول على كل حال لأنه صار سنة للأذان فيؤتي به على كل حال حتى قالوا في الذي يؤذن للمولود ينبغي أن يحول وجهه يمنة ويسرة عند هاتين الكلمتين.[3]

وكذا في كتاب الفتاوى: كتاب الصلاة، باب اذان اور اقامت کا بیان، ۲/ ۱۵۴، ۱۵۵، ط: زمزم

اذان کے بعض کلمات کو بہت لمبا کرکے پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض مؤذن حضرات اذان کے کلمات ”حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح“ کو اتنا لمبا کرکے پڑھتے ہیں کہ مد متصل سے بھی بڑھا دیتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

جواب: اذان میں ”حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح“ کو مد کی مقدار کھینچنے کی گنجائش ہے، لیکن بہت زیادہ نہیں کھینچنا چاہئے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَلَا لَحْنَ فِيهِ) أَيْ تَغَنِّي بِغَيْرِ كَلِمَاتِهِ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ فِعْلُهُ وَسَمَاعُهُ كَالتَّغَنِّي بِالْقُرْآنِ وَبِلَا تَغْيِيرٍ حَسَنٌ، وَقِيلَ لَا بَأْسَ بِهِ فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ. (بِغَيْرِ كَلِمَاتِهِ) أَيْ بِزِيَادَةِ حَرَكَةٍ أَوْ حَرْفٍ أَوْ مَدٍّ أَوْ غَيْرِهَا فِي الْأَوَائِلِ وَالْأَوَاخِرِ... قَوْلُهُ: (وَقِيلَ) أَيْ قَالَ الْحَلْوَانِيُّ: لَا بَأْسَ بِإِدْخَالِ الْمَدِّ فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ؛ لِأَنَّهُمَا غَيْرُ ذِكْرٍ، وَتَعْبِيرُهُ بِلَا بَأْسَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْأَوْلَى عَدَمُهُ.[4]

==================

[1] كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة، ۸/ ۱۵۹، ۱۶۰، ط: امداديه

[2] كتاب الصلاة، مطلب في الكلام على حديث ''الأذان جزم'' ۲/ ٦٦، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، الأذان، نوع آخر في بيان ما يفعل فيه، ۱/ ۲۷۷، ط: ادارة القرآن

[4] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ٦٥، ٦٦، ط: سعيد

وكذا في البحر الرائق:

قَوْلُهُ: (وَلَحْنٌ) أَيْ لَيْسَ فِيهِ لَحْنٌ أَيْ تَلْحِينٌ... اللَّحْنُ الْخَطَأُ فِي الْإِعْرَابِ وَالتَّلْحِينُ التَّخْطِئَةُ... وَقَيَّدَهُ الْحَلْوَانِيُّ بِمَا هُوَ ذِكْرٌ فَلَا بَأْسَ بِإِدْخَالِ الْمَدِّ فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ فَظَهَرَ مِنْ هَذَا أَنَّ التَّلْحِينَ هُوَ إخْرَاجُ الْحَرْفِ عَمَّا يَجُوزُ لَهُ فِي الْأَدَاءِ مِنْ نَقْصٍ مِنْ الْحُرُوفِ أَوْ مِنْ كَيْفِيَّاتِهَا وَهِيَ الْحَرَكَاتُ وَالسَّكَنَاتُ أَوْ زِيَادَةُ شَيْءٍ فِيهَا. [1]

وكذا في بدائع الصنائع:

وَمِنْهَا تَرْكُ التَّلْحِينِ فِي الْأَذَانِ لِمَا رُوِيَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إلَى ابْنِ عُمَرَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - فَقَالَ: إنِّي أُحِبُّكَ فِي اللَّهِ تَعَالَى فَقَالَ ابْنِ عُمَرَ: «إنِّي أَبْغَضُكَ فِي اللَّهِ تَعَالَى، فَقَالَ: لِمَ؟ قَالَ: لِأَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُغَنِّي فِي أَذَانِكَ» يَعْنِي التَّلْحِينَ. [2]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيما يتعلق بكلمات الأذان، ٥/ ٤١١، ط: فاروقیہ

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٣/ ٦٥، ط: حقانیہ اکوڑہ خٹک

ٹی وی اور ریڈیو کی اذان پر جواب دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ٹی وی اور ریڈیو پر جو اذان ہوتی ہے اس کا جواب دینا مسنون ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر اذان براہ راست نشر ہو رہی ہو تو جواب دینا چاہئے ورنہ نہیں۔

كذا في الشامية:

وَرُوِيَ عَنْ الْإِمَامِ أَنَّهُ تُسْتَحَبُّ إعَادَةُ أَذَانِ الْمَرْأَةِ اهـ وَعَلَى هَذِهِ الرِّوَايَةِ مَشَى الزَّيْلَعِيُّ. وَذَكَرَ فِي الْبَدَائِعِ أَيْضًا أَنَّ أَذَانَ الصَّبِيِّ الَّذِي لَا يَعْقِلُ لَا يُجْزِي وَيُعَادُ؛ لِأَنَّ مَا يَصْدُرُ لَا عَنْ عَقْلٍ لَا يُعْتَدُّ بِهِ كَصَوْتِ الطُّيُورِ. [3]

وكذا في بدائع الصنائع:

وأما أذان الصبي الذي لا يعقل فلا يجزئ ويعاد لأن ما يصدر لا عن عقل لا يعتد به كصوت الطيور. [4]

====================

[1] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٤٥، ٤٤٦، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، سنن الأذان، ١/ ٣٧١، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه، ١/ ٣٩٤، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، صفات المؤذن، ١/ ٣٧٢، ط: رشيدية

وكذا في نور الإيضاح:

وإذا سمع المسنون منه أمسك وقال مثله وحوقل في الحيعلتين، وفي الحاشية: وقيد بالمسنون من الأذان فأفاد أنه إذا كان على غير وجه السنة كأذان المرأة وغيره لا تندب له المتابعة فقوله «أمسك» أي امتنع عن كل شيء ينحل بالاستماع والإجابة حتى عن التلاوة ليجيب المؤذن. (۱)

وكذا في نجم الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الأذان، ۲/ ۲٤٥، ط: يسين القرآن

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب الأذن والإقامة، ۳/ ۵۹، ط: حقانیہ اکوڑہ خٹک

اذان فجر میں "الصلاۃ خیر من النوم" بھول جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر فجر کی اذان میں "الصلاۃ خیر من النوم" بھول جائے تو کیا اذان ہو جائے گی یا اذان کا اعادہ کرنا پڑے گا؟

جواب: فجر کی اذان میں "الصلاۃ خیر من النوم" بھول جانے کی صورت میں اگر اذان کے بعد فورا یاد آ جائے تو ان کلمات کو کہہ کر بعد کے کلمات بھی دہرادے اور اگر دیر سے یاد آئے تو اذان ہو جائے گی، اذان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

كذا في الشامية:

(وَيَقُولُ) نَدْبًا (بَعْدَ فَلَاحِ أَذَانِ الْفَجْرِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ) لِأَنَّهُ وَقْتُ نَوْمٍ.

(قَوْلُهُ: بَعْدَ فَلَاحِ إِلَخْ) فِيهِ رَدٌّ عَلَى مَنْ يَقُولُ إِنَّ مَحَلَّهُ بَعْدَ الْأَذَانِ بِتَمَامِهِ. (۲)

وكذا في الفقه الإسلامي:

عن أنس رضي الله عنه قال: «من السنة إذا قال المؤذن في الفجر: حي على الفلاح، قال: الصلاة خير من النوم». (۳)

وكذا في الهندية: كتاب الصلاة، الباب الثاني، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتها، ۱/ ۵٦، ط: رشيديه

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب الأذان، ص ٦٠، ط: قديمي

(۲) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۸۷، ۳۸۸، ط: سعيد

(۳) كتاب الأذان إجابة المؤذن والمقيم، ۱/ ۷۱۲، ط: احسان

وکذا في نجم الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ۲/ ۲۳۷، ط: یسین القرآن

وکذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب الأذان والإقامۃ، ۲/ ۲۸۶، ط: سعید

دوران تلاوت اذان شروع ہوجائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ تلاوت قرآن پاک کرتے وقت اگر اذان شروع ہوجائے تو اذان کا جواب دینا ضروری ہے یا تلاوت قرآن پاک کو جاری رکھے؟

جواب: اگر تعلیم اور تعلم کے لئے پڑھ رہے ہوں تو پھر تلاوت کو جاری رکھیں اور اگر صرف تلاوت کر رہے ہیں تو تلاوت کو روک کر پہلے اذان کا جواب دیں، فارغ ہونے کے بعد پھر تلاوت شروع کی جائے۔

کذا في الشامیۃ:

(وَيُجِيبُ) وُجُوبًا، وَقَالَ الْحَلْوَانِيُّ نَدْبًا، وَالْوَاجِبُ الْإِجَابَةُ بِالْقَدَمِ (مَنْ سَمِعَ الْأَذَانَ) وَلَوْ جُنُبًا لَا حَائِضًا وَنُفَسَاءَ وَسَامِعَ خُطْبَةٍ وَفِي صَلَاةِ جِنَازَةٍ وَجِمَاعٍ، وَمُسْتَرَاحٍ وَأَكْلٍ وَتَعْلِيمِ عِلْمٍ وَتَعَلُّمِهِ، بِخِلَافِ قُرْآنٍ... (قَوْلُهُ: بِخِلَافِ قُرْآنٍ) لِأَنَّهُ لَا يَفُوتُ، جَوْهَرَةٌ، وَلَعَلَّهُ لِأَنَّ تَكْرَارَ الْقِرَاءَةِ إنَّمَا هُوَ لِلْأَجْرِ فَلَا يَفُوتُ بِالْإِجَابَةِ، بِخِلَافِ التَّعَلُّمِ، فَعَلَى هَذَا لَوْ يَقْرَأُ تَعْلِيمًا أَوْ تَعَلُّمًا لَا يَقْطَعُ سَائِحَانِيٌّ. (۱)

وکذا في الهندیۃ:

وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَتَكَلَّمَ السَّامِعُ فِي خِلَالِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَلَا يَشْتَغِلُ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَلَا بِشَيْءٍ مِنْ الْأَعْمَالِ سِوَى الْإِجَابَةِ، وَلَوْ كَانَ فِي الْقِرَاءَةِ يَنْبَغِي أَنْ يَقْطَعَ وَيَشْتَغِلَ بِالِاسْتِمَاعِ وَالْإِجَابَةِ. (۲)

وکذا في بدائع الصنائع:

وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَتَكَلَّمَ السَّامِعُ فِي حَالِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَلَا يَشْتَغِلَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، وَلَا بِشَيْءٍ مِنْ الْأَعْمَالِ سِوَى الْإِجَابَةِ، وَلَوْ كَانَ فِي الْقِرَاءَةِ يَنْبَغِي أَنْ يَقْطَعَ وَيَشْتَغِلَ بِالِاسْتِمَاعِ وَالْإِجَابَةِ، كَذَا قَالُوا فِي الْفَتَاوَى. (۳)

وکذا في خیر الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب الأذان والإقامۃ، ۲/ ۲۳۰، ط: امدادیه

وکذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب الأذان والإقامۃ، ۲/ ۲۸۸، ط: سعید

==================

(۱) کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب في المؤذن، ۱/ ۳۹٦، ط: سعید

(۲) کتاب الصلاۃ، الفصل الثاني في کلمات الأذان، ۱/ ۵۷، ط: قدیمي

(۳) فصل ما یجب علی السامعین، ۱/ ۳۸۳، ط: رشیدیة

"الصلاة خير من النوم" کا جواب

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان میں جو کلمات "حي على الصلاة، حي على الفلاح" کے جواب میں "لا حول ولا قوة إلا بالله" اور اسی طرح "الصلاة خير من النوم" کے جواب میں "صدقت وبررت" پڑھنا اور "قدقامت الصلاة" کے جواب میں "أقامها الله وأدامها" کہنا کیسا ہے؟ میں نے بہشتی گوہر میں پڑھا ہے کہ یہ پڑھنا چاہئے لیکن ایک دوسری کتاب میں لکھا ہے کہ "الصلاة خير من النوم" کے جواب میں "صدقت وبررت وبالحق نطقت" کے کلمات کہے جاتے ہیں، اس کا کسی حدیث سے ثبوت نہیں ملتا، اس لئے جواب میں "الصلاة خير من النوم" ہی کہنا چاہئے، جیسا کہ حدیث میں ہے "قولوا مثل ما يقول" اور اس کا حوالہ (کشف الخفاء: ۲/ ۲۸) نامی کتاب سے دیا گیا ہے۔ اب آیا ان دونوں قولوں میں سے کون سا قول اختیار کرنا چاہئے؟

جواب: اذان میں "الصلاة خير من النوم" کے جواب میں "صدقت وبررت وبالحق نطقت" کا ثبوت اگرچہ حدیث سے نہیں ہے لیکن سلف کے عمل سے اس کا ثبوت ہوتا ہے، لہٰذا "الصلاة خير من النوم" کے جواب میں "صدقت وبررت وبالحق نطقت" پڑھنا جائز اور درست ہے، اور جہاں تک "قولوا مثل ما يقول" کا تعلق ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمام الفاظ کے جواب میں وہی الفاظ کہے جائیں کیونکہ دوسری احادیث صحیحہ میں "حي على الصلاة، حي على الفلاح" کے جواب میں "لا حول ولا قوة إلا بالله" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، تو لہٰذا "قولوا مثل ما يقول" کا حکم اپنے عموم پر نہ رہا بلکہ اس میں تخصیص ہو گئی ہے۔

كذا في عمدة القاري:

وَقَالَ أَصْحَابنَا: يجب على السَّامع أَن يَقُول مثل مَا قَالَ الْمُؤَذّن، إلاَّ قَوْله: حَيّ على الصَّلَاة، فَإِنَّهُ يَقُول مَكَان قَوْله: حَيّ على الصَّلَاة: لَا حول وَلَا قُوَّة إِلَّا بِاللَّه الْعلي الْعَظِيم، وَمَكَان قَوْله: حَيّ على الْفَلاح: مَا شَاءَ الله كَانَ وَمَا لم يَشَأْ لم يكن، لِأَن إِعَادَة ذَلِك تشبه المحاكاة والاستهزاء، وَكَذَا إِذا قَالَ الْمُؤَذّن: الصَّلَاة خير من النّوم، وَلَا يَقُول السَّامع مثله، وَلَكِن يَقُول: صدقت وبررت، وَيَنْبَغِي أَن لَا يتَكَلَّم السَّامع فِي خلال الْأَذَان وَالْإِقَامَة، وَلَا يقْرَأ الْقُرَان، وَلَا يسلم وَلَا يرد السَّلَام، وَلَا يشْتَغل بِشَيْء من الْأَعْمَال سوى الْإِجَابَة، وَلَو كَانَ

فِي قِرَاءَةِ الْقرَانِ يقطع وَيسمع الْأَذَانِ ويجيب. [١]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: فَيُحَوْقِلُ) أَيْ يَقُولُ «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إلَّا بِاَللَّهِ»... وَفَصَّلَ فِي الْمُحِيطِ بِأَنْ يَأْتِيَ بِالْحَوْقَلَةِ مَكَانَ الصَّلَاةِ، وَبِالْمَشِيئَةِ مَكَانَ الْفَلَاحِ... ثُمَّ إنَّ الْإِتْيَانَ بِالْحَوْقَلَةِ وَإِنْ خَالَفَ ظَاهِرَ قَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ» لَكِنَّهُ وَرَدَ فِيهِ حَدِيثٌ مُفَسِّرٌ لِذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ... (قَوْلُهُ: فَيَقُولُ صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ) بِكَسْرِ الرَّاءِ الْأُولَى وَحُكِيَ فَتْحُهَا... قِيلَ يَقُولُ لِلْمُنَاسَبَةِ، وَلِوُرُودِ خَبَرٍ فِيهِ. وَرُدَّ بِأَنَّهُ غَيْرُ مَعْرُوفٍ وَأُجِيبَ بِأَنَّ مَنْ حَفِظَ حُجَّةٌ عَلَى مَنْ لَمْ يَحْفَظْ. [٢]

وكذا في تقريرات الرافعي على الشامية:

(قول الشارح فيقول صدقت إلخ) قال الرحمتي ويأتي في هذا ما تقدم في الحيعلتين بل أولى لأن حديث قولوا مثل ما يقول يشمله ولم يرو حديث آخر في صدقت وبررت بل نقلوه عن بعض السلف. [٣]

وكذا في فتح الملهم:

يقول العبد الضعيف وبالله الحول والقوة: إن المثل وإن كان معناه الأصلي المشابه كما ذكره اللغويون إلا أنه قد يتوسع فيه فيكون بمعنى المناسب والملائم وهذا المعنى هو الألطف عندي في قوله صلى الله عليه وسلم: «من بنى لله مسجدا بنى الله له مثله في الجنة» أي بيتا يناسبه وكذا قوله تعالى «وجزاء سيئة سيئة مثلها» أي: التي تناسبها. فالمراد بقوله صلى الله عليه وسلم: فقولوا «مثل ما يقول المؤذن» أي أجيبوا داعي الله بالقول الذي يناسبه ويلائمه فالتكبير في جواب التكبير أو التصديق بأن قائله على الفطرة الصحيحة والتوحيد في جواب التوحيد أو الإعلان بأن قائله خارج من النار والحوقلة في جواب الحيعلة... كل هذه الأجوبة وأمثالها داخلة في «مثل ما يقول المؤذن» أي مناسبة له. [٤]

وكذا في *فتاوی رشیدیہ*: كتاب الصلاة، /٢٧٢، ط: *اشاعت اکیڈمی*

وكذا في *فتاوی دار العلوم زکریا*: كتاب الصلاة، *باب اذان اور اقامت کا بیان*، ٢/ ٩٠، ط: زمزم

==================

[١] كتاب الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادي، ٥/ ١٧٢، ط: رشيدية

[٢] كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهية تكرار الجماعة في المسجد، ١/ ٣٩٧، ط: سعيد

[٣] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٧، ط: سعيد

[٤] كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن إلخ، ٣/ ١٤٧، ط: دار القلم

بلاوضواذان دینا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بغیر وضواذان دیناجائز ہے؟ کیاایسی صورت میں اذان کااعادہ ضروری ہے؟

جواب: اذان کے لئے طہارت شرط نہیں ہےاس لئے بلاوضواذان دے سکتے ہیں تاہم بہتر یہ ہے کہ بلاوضواذان دینے کوعادت نہ بنایاجائے۔

كذا في الدر المختار:

ويكره أذان جنب وإقامة محدث لا أذانه. (١)

وكذا في الهندية:

ولا يكره أذان المحدث في ظاهر الرواية هكذا في الكافي وهو الصحيح كذا في الجوهرة النيرة. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وكره أذان الجنب وإقامته... قيد بالجنب لأن أذان المحدث لا يكره في ظاهر الرواية وهو الصحيح. (٣)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الأذان، الفصل الخامس، ٥/ ٤٣٤، ط: فاروقيه

وكذا في کتاب الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٢/ ١٢٨، ط: زمزم پبلشرز

بیٹھ کراذان دینا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بیٹھ کراذان جائز ہے یانہیں؟
جواب: بیٹھ کراذان دینامکروہ ہےاگر کوئی بیٹھ کراذان دے تواس اذان کااعادہ مستحب ہے۔

كذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ الْأَذَانُ قَاعِدًا وَإِنْ أَذَّنَ لِنَفْسِهِ قَاعِدًا فَلَا بَأْسَ بِهِ وَالْمُسَافِرُ إذَا أَذَّنَ رَاكِبًا لَا يُكْرَهُ وَيَنْزِلُ لِلْإِقَامَةِ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَالْخُلَاصَةِ. (٤)

(١) كتاب الصلاة، باب الأذان، ٢/ ٣٩٢، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٥٤، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٥٨، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب الأذان، الباب الثاني في الأذان وفيه فصلان، الفصل الأول في صفته وأحوال المؤذن، ١/ ٥٤، ط: رشيدية

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَيُعَادُ أَذَانُ جُنُبٍ إلَخْ) زَادَ الْقُهُسْتَانِيُّ: وَالْفَاجِرِ وَالرَّاكِبِ وَالْقَاعِدِ وَالْمَاشِي، وَالْمُنْحَرِفِ عَنْ الْقِبْلَةِ. وَعَلَّلَ الْوُجُوبَ فِي الْكُلِّ بِأَنَّهُ غَيْرُ مُعْتَدٍّ بِهِ وَالنَّدْبُ بِأَنَّهُ مُعْتَدٌّ بِهِ إلَّا أَنَّهُ نَاقِصٌ، قَالَ وَهُوَ الْأَصَحُّ. (١)

وكذا في قاضي خان:

والقاعد إذا أذن يكره. (٢)

وكذا في الفقه الإسلامي:

ويكره الأذان قاعدا مستدبرا القبلة كما يكره الكلام فيه. (٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

(وَمِنْهَا) أَنْ يُؤَذِّنَ قَائِمًا إذَا أَذَّنَ لِلْجَمَاعَةِ، وَيُكْرَهُ قَاعِدًا؛ لِأَنَّ النَّازِلَ مِنْ السَّمَاءِ أَذَّنَ قَائِمًا حَيْثُ وَقَفَ عَلَى حَذْمِ حَائِطٍ، وَكَذَا النَّاسُ تَوَارَثُوا ذَلِكَ فِعْلًا، فَكَانَ تَارِكُهُ مُسِيئًا لِمُخَالَفَتِهِ النَّازِلَ مِنْ السَّمَاءِ وَإِجْمَاعَ الْخَلْقِ؛ وَلِأَنَّ تَمَامَ الْإِعْلَامِ بِالْقِيَامِ وَيُجْزِئُهُ لِحُصُولِ أَصْلِ الْمَقْصُودِ، وَإِنْ أَذَّنَ لِنَفْسِهِ قَاعِدًا فَلَا بَأْسَ بِهِ؛ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ مُرَاعَاةُ سُنَّةِ الصَّلَاةِ لَا الْإِعْلَامُ. (٤)

وكذا في *آپ کے مسائل اور ان کا حل*: كتاب الصلاة، باب الأذان، ٣/ ٢٩١، ط: *لدھیانوی*

وكذا في *احسن الفتاوی*: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٢/ ٢٧٥، ط: سعيد

وكذا في *نجم الفتاوی*: كتاب الصلاة، فصل في الأذان، ٢/ ٢٣٧، ط: ياسين القرآن

وكذا في *نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا*: ۱/ ۱۷۳، ط: بیت العمار

==================

(١) كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه، ١/ ٣٩٣، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٨، ط: حافظ كتب خانه

(٣) كتاب الصلاة، باب الأذن، الفصل الثالث الأذان والإقامة، شروط الأذان، ١/ ٧٠١، ط: نشر احسان

(٤) كتاب الصلاة، باب الأذان، صفات المؤذن، ١/ ٣٧٤، ط: رشيدية

اذان کے دوران باتیں کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان کے دوران باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ مؤذن کے لئے اذان کے دوران باتیں کرنا جائز نہیں یہ اذان کے آداب واحترام کے خلاف ہے اس لئے اس سے احتراز لازم ہے۔

كذا في الدر المختار:

ولا يتكلم فيهما (أي الأذان والإقامة) أصلا ولو رد سلام فإن تكلم استأنفه. (١)

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ التَّنَحْنُحُ فِي الْأَذَانِ بِغَيْرِ عُذْرٍ فَإِنْ كَانَ بِعُذْرٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ. هَكَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ. وَيُكْرَهُ رَدُّ السَّلَامِ فِي الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَلَا يَجِبُ الرَّدُّ بَعْدَهُ عَلَى الْأَصَحِّ. كَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيهِمَا) أَيْ فِي الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ لِمَا فِيهِ مِنْ تَرْكِ الْمُوَالَاةِ وَلِأَنَّهُ ذِكْرٌ مُعَظَّمٌ كَالْخُطْبَةِ أَطْلَقَهُ فَشَمِلَ كُلَّ كَلَامٍ فَلَا يَحْمَدُ لَوْ عَطَسَ هُوَ وَلَا يُشَمِّتُ عَاطِسًا وَلَا يُسَلِّمُ وَلَا يَرُدُّ السَّلَامَ وَفِيهِ خِلَافٌ وَالصَّحِيحُ مَا عَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ لَا يَلْزَمُهُ الرَّدُّ لَا بَعْدَهُ وَلَا قَبْلَهُ فِي نَفْسِهِ. (٣)

وكذا في فتح القدير:

وَفِي التُّحْفَةِ: يَنْبَغِي أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ وَلَا يَشْتَغِلَ بِشَيْءٍ حَالَ الْأَذَانِ أَوْ الْإِقَامَةِ. وَفِي النِّهَايَةِ: تَجِبُ عَلَيْهِمْ الْإِجَابَةُ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَرْبَعٌ مِنْ الْجَفَاءِ، وَمِنْ جُمْلَتِهَا: وَمَنْ سَمِعَ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ وَلَمْ يُجِبْ». (٤)

وكذا في التاتارخانية:

سئل ظهير الدين عمن سمع الأذان في وقت واحد من الجهات ماذا يجب عليه؟ قال إجابة أذان مسجده

(١) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٨٩، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، ١/ ٥٥، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٤٩، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٢٥٤، ط: دار الكتب العلمية

بالفعل وفي الحجة ويكره الكلام والذهاب عند الأذان. (١)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

يجب في الراجح عند الحنفية لمن سمع الأذان وندباً لمن سمع الإقامة، ويسن عند غيرهم لمن سمع المؤذن أو المقيم: أن يقول مثلما يقول مثنى مثنى عقب كل جملة، إلا في الحيعلتين. (٢)

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٢/ ٢٨٣، ط: سعيد

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الأذان، الفصل الثالث في إجابة الأذان، ٥/ ٤٣٠، ط: فاروقيه

دوران اذان حدث کالاحق ہو جانا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص اذان دیتے وقت اس کو حدث لاحق ہو گیا اب وہ آدمی کیا کرے اذان پوری کرے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں یہ شخص اذان پوری کرے دوبارہ اذان دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

كذا في الهداية:

وينبغي أن يؤذن ويقيم على طهر فإن أذن على غير وضوء جاز " لأنه ذكر وليس بصلاة فكان الوضوء فيه استحبابا كما في القراءة. (٣)

وكذا في الدر المختار:

ولا ملقن وذهابه للوضوء لسبق حدث. (٤)

وكذا في بدائع الصنائع:

أَوْ مَاتَ، أَوْ ارْتَدَّ عَنْ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَسْلَمَ، أَوْ أَحْدَثَ فَذَهَبَ وَتَوَضَّأَ... إذَا أَحْدَثَ فِي أَذَانِهِ أَوْ إقَامَتِهِ أَنْ يُتِمَّهَا ثُمَّ يَذْهَبَ وَيَتَوَضَّأَ وَيُصَلِّيَ؛ لِأَنَّ ابْتِدَاءَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ مَعَ الْحَدَثِ جَائِزٌ، فَالْبِنَاءُ أَوْلَى. (٥)

(١) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٨٥، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، الفصل الثالث، باب الأذان والإقامة، فصل إجابة المؤذن والمقيم، / ٧١١، ط: نشر احسان طهران

(٣) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٨٩، ط: رحمانيه

(٤) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٩٣، ط: سعيد

(٥) كتاب الصلاة، باب سنن الأذان، ١/ ٣٧٠، ط: رشيدية

وکذا في الهندية:

وَلَوْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ فِي أَحَدِهِمَا فَذَهَبَ لِيَتَوَضَّأَ يَسْتَقْبِلُ غَيْرُهُ أَوْ هُوَ إذَا رَجَعَ هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. قَالَ مَشَايِخُنَا - رَحِمَهُمُ اللهُ - الْأَوْلَى أَنْ يُتِمَّ الْأَذَانَ إنْ أَحْدَثَ فِيهِ وَأَتَمَّ الْإِقَامَةَ إنْ أَحْدَثَ فِيهَا ثُمَّ يَذْهَبُ وَيَتَوَضَّأُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (١)

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الصلاة، باب الأذان، الفصل الخامس فيما يكره في الأذان، ٥/ ٤٣٦، ط: فاروقیه

وکذا في کتاب الفتاوی: کتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٢/ ١٢٨، ط: زمزم پبلشرز

اذان میں بھول جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے محلّہ کی جامع مسجد میں مؤذن صبح کی اذان میں "الصلاۃ خیر من النوم" کہنا بھول گیا، اب کچھ لوگوں نے کہا کہ اذان نہیں ہوئی ہے دوبارہ دیدیں اور کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ اذان ہو گئی ہے دوبارہ اذان دینے کی ضرورت نہیں ہے، اب ہم کس کی بات کو مانیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر مؤذن صاحب کو اذان کے دوران معلوم ہو گیا اور غلطی کا احساس ہونے کے بعد اس کا ازالہ کر دیا تو اذان درست ہو گئی اور اگر اذان سے فارغ ہونے کے بعد غلطی کا احساس ہوا اور اس دوران لوگوں سے بات چیت بھی کر لی تھی تو اب اذان دوبارہ دینی چاہئے۔

کذا في الهندية:

وَإِذَا قَدَّمَ فِي أَذَانِهِ أَوْ فِي إقَامَتِهِ بَعْضَ الْكَلِمَاتِ عَلَى بَعْضٍ نَحْوُ أَنْ يَقُولَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ قَبْلَ قَوْلِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إلَهَ إلَّا اللهُ فَالْأَفْضَلُ فِي هَذَا أَنَّ مَا سَبَقَ عَلَى أَوَانِهِ لَا يُعْتَدُّ بِهِ حَتَّى يُعِيدَهُ فِي أَوَانِهِ وَمَوْضِعِهِ وَإِنْ مَضَى عَلَى ذَلِكَ جَازَتْ صَلَاتُهُ كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (٢)

وکذا في رد المحتار:

قول الشارح أعاد ما قدم فقط. (٣)

==================

(١) کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول في صفته وأحوال المؤذن، ١/ ٥٥، ط: رشيدية

(٢) کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ١/ ٥٦، ط: رشيدية

(٣) کتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٨٩، ط: سعيد

وكذا في بدائع الصنائع:

(وَمِنْهَا) أَنْ يُرَتِّبَ بَيْنَ كَلِمَاتِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ، حَتَّى لَوْ قَدَّمَ الْبَعْضَ عَلَى الْبَعْضِ تَرَكَ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ يُرَتِّبُ وَيُؤَلِّفُ وَيُعِيدُ الْمُقَدَّمَ. [1]

وكذا في مجمع الأنهر:

والترتيب بينهما مسنون فلو غير الترتيب كانت الإعادة أفضل. [2]

وكذا في التاتارخانية:

وإذا قدم المؤذن في أذانه أو في إقامته بعض الكلمات على البعض نحو أن يقول أشهد أن محمدا رسول الله قبل قوله أشهد أن لا إله إلا الله فالأصل في هذا أن ما سبق أو أنه لا يعتد حتى يعيده في موضعه وإن مضى على ذلك جازت صلاتهم. [3]

وكذا في تبيين الحقائق:

قَالَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - (وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيهِمَا) لِمَا فِيهِ مِنْ تَرْكِ الْمُوَالَاةِ؛ وَلِأَنَّهُ ذِكْرٌ مُعَظَّمٌ كَالْخُطْبَةِ وَيُكْرَهُ رَدُّ السَّلَامِ فِيهِ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ: يَرُدُّ؛ لِأَنَّهُ وَاجِبٌ وَالْأَذَانُ سُنَّةٌ قُلْنَا يُمْكِنُهُ الرَّدُّ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْهُ وَالتَّأْخِيرِ لِعُذْرِ الْأَذَانِ. [4]

وكذا في نماز کے مسائل کاانسائیکلوپیڈیا: كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ١٨٠، ط: بيت العمار

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٢/ ٢٨٥، ط: سعيد

ریڈیو اور ٹیلویژن پر نشر ہونے والی اذان کا جواب

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر جو اذانیں ہوتی ہیں تو کیا ایسی اذان کا جواب دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں اگر براہ راست کسی جگہ کی اذان نشر ہو رہی ہو تو اس کا جواب دینا چاہیے۔ البتہ ریکارڈنگ نشر ہونے کی صورت میں اس کا جواب دینا لازمی نہیں۔

===================

[1] كتاب الصلاة، سنن الأذان، ١/ ٣٦٩، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ١١٣، ط: الحبيبية

[3] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٨٢، ط: قديمي

[4] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٢٤٤، ط: سعيد

كذا في الهندية:

وينبغي أن يكون المؤذن رجلا عاقلا صالحا تقيا عالما بالسنة. [1]

وكذا في البحر الرائق:

وأما الثاني فأن يكون رجلا عاقلا ثقة عالما بالسنة. [2]

وكذا في تبيين الحقائق: كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٢٣٨، ط: سعيد

وكذا في فتح القدير: كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٢٥١، ط: سعيد

وكذا في بدائع الصنائع:

(مِنْهَا) - أَنْ يَكُونَ رَجُلًا... (وَمِنْهَا) : أَنْ يَكُونَ عَاقِلًا... (وَمِنْهَا) - أَنْ يَكُونَ تَقِيًّا لِقَوْلِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «الْإِمَامُ ضَامِنٌ، وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ»... (وَمِنْهَا) : أَنْ يَكُونَ عَالِمًا بِالسُّنَّةِ. [3]

وكذا في خیر الفتاوی: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بالأذان والإقامة، ٢/ ٢٢٥، ط: امدادیہ

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: كتاب الصلاة، باب الأذان، ٣/ ٣٠٩، ط: لدھیانوی

متعدد اذانوں کا جواب دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ محلّہ یا علاقہ کی اپنی مسجد تھوڑی دور ہو اور غیر محلّہ کی مسجد قریب ہو تو کون سی مسجد کی اذان کا جواب دیا جائے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ دونوں اذانوں کا جواب دیا جائے، اگر اس میں دشواری ہو تو پہلی اذان کا جواب دینے پر اکتفاء کیا جاسکتا ہے خواہ اپنی محلّہ کی مسجد میں ہو یا دوسرے محلّہ کی مسجد میں ہو۔

كذا في الدر المختار:

ولو تكرر أجاب الأول. (وفي الشامية) (قوله ولو تكرر) أي بأن أذن واحد بعد واحد أما لو سمعهم في آن واحد من جهات فسيأتي (قوله أجاب الأول) سواء كان مؤذن مسجده أو غيره بحر عن الفتح بحثا...

[1] كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول في صفته وأحوال المؤذن، ١/ ٥٣، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٤٢، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب سنن الأذان، صفات المؤذن، ١/ ٣٧٢، ط: رشيدية.

ويظهر لي إجابة الكل بالقول لتعدد السبب وهو السماع كما اعتمده بعض الشافعية. [۱]

وكذا في الفقه الإسلامي:

وإذا تكرر الأذان أجاب. كما ذكر في الدر المختار. الأول، سواء أكان مؤذن مسجده أم غيره، لكن قال ابن عابدين: ويظهر لي إجابة الكل بالقول، لتعدد السبب وهو السماع، كما اعتمده بعض الشافعية. وقال النووي في المجموع: وإذا سمع مؤذناً بعد مؤذن، فالمختار أن أصل الفضيلة في الإجابة شامل للجميع، إلا أن الأول متأكد يكره تركه. [۲]

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الأذان، ۲/ ۲۹۲، ط: سعيد

وكذا في آپ کے مسائل اوران کا حل: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ۳/ ۳۱۱، ط: لدھیانوی

مسجد میں بغیر اذان کے فرض کی جماعت

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی مسجد میں اذان کے بغیر فرض نماز کی جماعت کرائی تو اس صورت میں نماز ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں نماز کی ادائیگی اگرچہ درست ہو جائے گی لیکن ترک اذان کا گناہ ہوگا، البتہ اگر شہر کی کسی مسجد میں اذان ہو جائے اور اذان کی آواز جماعت کرانے والوں تک پہنچ چکی ہو تو اس صورت میں نماز درست ہو جائے گی پھر بھی ترکِ اذان کا گناہ ہوگا۔

كذا في عمدة القاري:

الْأَمر بِأَذَان للْجَماعَة، وَهُوَ عَام للْمُسَافِر وَغَيره، وكافة الْعلماء على اسْتِحْبَاب الْأَذَان للْمُسَافِر... وَقَالَ قاضيخان: من أَصْحَابنَا رجل صلى فِي سفر أَو فِي بَيته بِغَيْر أَذَان وَإِقَامَة يكره... وَمن صلى فِي بَيته فَالْأَفْضَل لَهُ أَن يُؤذن وَيُقِيم ليكُون على هَيْئَة الْجَماعَة. [۳]

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ أَدَاءُ الْمَكْتُوبَةِ بِالْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَإِقَامَةٍ... وَإِنْ كَانَ فِي كَرْمٍ أَوْ ضَيْعَةٍ يُكْتَفَى بِأَذَانِ

====================

[۱] كتاب الصلاة، مطلب في كراهة تكرار الجماعة، باب الأذان، ۱/ ۳۹۷، ط: سعيد

[۲] كتاب الصلاة، إجابة المؤذن، الفصل الثالث، الأذان والإقامة، ۱/ ۷۱٤، ط: احسان طهران

[۳] كتاب الأذان، باب من قال ليؤذن في السفر مؤذن واحد، ٥/ ۲۱۰، ط: رشيدية

الْقَرْيَةِ أَوْ الْبَلْدَةِ إِنْ كَانَ قَرِيبًا وَإِلَّا فَلَا وَحدُّ الْقَرِيبِ أَنْ يَبْلُغَ الْأَذَانُ إِلَيْهِ مِنْهَا.[۱]

وكذا في الشامية:

لَوْ اجْتَمَعَ أَهْلُ بَلْدَةٍ عَلَى تَرْكِهِ قَاتَلهم عَلَيْهِ، وَلَوْ تَرَكَهُ وَاحِدٌ ضَرَبْته وَحَبَسْته... لِمَا أَنَّهُ مِنْ أَعْلَامِ الدِّينِ وَفِي تَرْكِهِ اسْتِخْفَافٌ ظَاهِرٌ بِهِ... قَالَ فِي النَّهْرِ: وَلَمْ أَرَ حُكْمَ الْبَلْدَةِ الْوَاحِدَةِ إِذَا اتَّسَعَتْ أَطْرَافُهَا كَمِصْرٍ... وَلَوْ مِنْ مَحَلَّةٍ أُخْرَى يَسْقُطُ عَنْهُمْ.[۲]

وكذا في کفایت المفتی: كتاب الصلاة، باب الأذان، الفصل الأول، ۳/ ۵۰۸، ط: فاروقيه

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ۲/ ۲۸۱، ط: سعيد

اقامت کا جواب دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جب کوئی مؤذن کی اذان سنے تو اس کا جواب دے اسی طرح آیا یہ حکم اقامت کے لئے بھی ہے یا صرف اذان کے ساتھ خاص ہے؟

جواب: اذان کے جواب کی طرح اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے۔

كذا في سنن أبي داود:

عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ بِلَالًا أَخَذَ فِي الْإِقَامَةِ، فَلَمَّا أَنْ قَالَ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَالَ: النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَقَامَهَا اللهُ وَأَدَامَهَا» وَقَالَ: فِي سَائِرِ الْإِقَامَةِ كَنَحْوِ حَدِيثِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْأَذَانِ.[۳]

وكذا في الشامية:

(وَيُجِيبُ الْإِقَامَةَ) نَدْبًا إجْمَاعًا (كَالْأَذَانِ) وَيَقُولُ عِنْدَ: قَدْ قَامَتْ الصَّلَاةُ: أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا (وَقِيلَ لَا) يُجِيبُهَا، وَبِهِ جَزَمَ الشُّمُنِّيُّ... (قَوْلُهُ: إجْمَاعًا) قَيْدٌ لِقَوْلِهِ نَدْبًا: أَيْ إنَّ الْقَائِلِينَ بِإِجَابَتِهَا أَجْمَعُوا عَلَى النَّدْبِ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ بِالْوُجُوبِ كَمَا قِيلَ فِي الْأَذَانِ، فَلَا يُنَافِي قَوْلَهُ وَقِيلَ لَا فَافْهَمْ.[٤]

---

[۱] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ٥٤، ط: رشيديه

[۲] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۸٤، ط: سعيد

[۳] كتاب الصلاة، باب ما يقول إذا سمع الإقامة، ۱/ ۷۸، ط: مير محمد

[٤] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ٤۰۰، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

يَجِبُ عَلَى السَّامِعِينَ عِنْدَ الْأَذَانِ الْإِجَابَةُ وَهِيَ أَنْ يَقُولَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ... وَإِجَابَةُ الْإِقَامَةِ مُسْتَحَبَّةٌ. هَكَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ.[۱]

وكذا في کتاب الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ۲/ ۱٤۸، ط: زمزم پبلشرز

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ۳/ ۳۱۰، ط: لدھیانوی

داڑھی منڈے شخص کی اقامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر امام نماز پڑھانا شروع کریں اور سارے مقتدی داڑھی منڈے ہوں تو امام اقامت کہے گا یا مقتدی نیز اگر مقتدی اقامت کہے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں بہتر یہ ہے کہ امام خود ہی اقامت کہے البتہ اگر داڑھی منڈے مقتدی نے کہہ دی تو یہ مکروہ ہے مگر اعادہ لازم نہیں اور نماز درست ہو جائے گی۔

وكذا في التنوير مع الدر:

(وَيُكْرَهُ أَذَانُ جُنُبٍ وَإِقَامَتُهُ وَإِقَامَةُ مُحْدِثٍ لَا أَذَانُهُ) عَلَى الْمَذْهَبِ (وَ) أَذَانُ (امْرَأَةٍ) وَخُنْثَى (وَفَاسِقٍ) وَلَوْ عَالِمًا... (وَيُعَادُ أَذَانُ جُنُبٍ)... (لَا إِقَامَتُهُ). (وفي الشامية) (قَوْلُهُ: وَيُعَادُ أَذَانُ جُنُبٍ إلَخْ) زَادَ الْقُهُسْتَانِيُّ: وَالْفَاجِرِ وَالرَّاكِبِ وَالْقَاعِدِ وَالْمَاشِي، وَالْمُنْحَرِفِ عَنْ الْقِبْلَةِ.[۲]

وكذا في الهندية:

وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمُؤَذِّنُ رَجُلًا عَاقِلًا صَالِحًا تَقِيًّا عَالِمًا بِالسُّنَّةِ. كَذَا فِي النِّهَايَةِ... وَإِنْ أَذَّنَ رَجُلٌ وَأَقَامَ آخَرُ إنْ غَابَ الْأَوَّلُ جَازَ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ وَإِنْ كَانَ حَاضِرًا وَيَلْحَقُهُ الْوَحْشَةُ بِإِقَامَةِ غَيْرِهِ يُكْرَهُ... وَالْأَفْضَلُ أَنْ يُصَلِّيَ بِالْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ كَذَا فِي التُّمُرْتَاشِيِّ... وَلَوْ تَرَكَ الْإِقَامَةَ أَجْزَأَهُ وَلَكِنَّهُ يُكْرَهُ هَكَذَا فِي شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ فَإِنْ أَذَّنَ وَأَقَامَ فَهُوَ حَسَنٌ.[۳]

---

[۱] كتاب الصلاة، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما، ۱/ ۵۷، ط: رشيدية

[۲] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۹۲، ط: سعيد

[۳] كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، ۱/ ۵۳، ط: رشيدية

وکذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب الأذان والإقامة، ۳/ ۳۰۵، ط: سعید

وکذا في آپ کے مسائل اوران کا حل: کتاب الصلاۃ، باب الأذان والإقامة، ۲/ ۲۳۵، ط: لدھیانوی

ایک مسجد کی اذان قرب وجوار کی مساجد کے لئے کافی نہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ محکمہ اوقاف کی کسی مرکزی مسجد میں اذان دے کر علاقے کے دیگر مساجد میں براہ راست کسی آلہ کے ذریعے سے مسجد کے لاوڈ اسپیکر پر اذان سنوانا کیسا ہے اور آیا کسی مرکزی مسجد کی اذان علاقے کی دیگر مساجد کے لئے کافی ہے؟

جواب: ایک مسجد کی اذان قرب وجوار کی دوسری مسجدوں کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ یہ خلاف سنت ہے چونکہ ہر مسجد میں علیحدہ جماعت ہوتی ہے، لہٰذا ہر مسجد میں جماعت کے لئے علیحدہ اذان سنت مؤکدہ اور ضروری ہے۔

کذا في الهندية:

الْأَذَانُ سُنَّةٌ لِأَدَاءِ الْمَكْتُوبَاتِ بِالْجَمَاعَةِ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَقِيلَ: إنَّهُ وَاجِبٌ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ. كَذَا فِي الْكَافِي وَعَلَيْهِ عَامَّةُ الْمَشَايِخِ. [1]

وکذا في البحر الرائق:

وَإِذَا قَسَّمَ أَهْلُ الْمَحَلَّةِ الْمَسْجِدَ وَضَرَبُوا فِيهِ حَائِطًا وَلِكُلٍّ مِنْهُمْ إمَامٌ عَلَى حِدَةٍ وَمُؤَذِّنُهُمْ وَاحِدٌ لَا بَأْسَ بِهِ وَالْأَوْلَى أَنْ يَكُونَ لِكُلِّ طَائِفَةٍ مُؤَذِّنٌ. [2]

وکذا في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا بَيَانُ مَحَلِّ وُجُوبِ الْأَذَانِ فَالْمَحَلُّ الَّذِي يَجِبُ فِيهِ الْأَذَانُ وَيُؤَذَّنُ لَهُ الصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَةُ الَّتِي تُؤَدَّى بِجَمَاعَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ فِي حَالِ الْإِقَامَةِ. [3]

وکذا في المبسوط:

قَالَ (وَلَا يَجُوزُ لِأَهْلِ الْمَسْجِدِ أَنْ يَقْتَسِمُوا الْمَسْجِدَ وَيَنْصِبُوا وَسَطَهُ حَائِطًا) لِأَنَّ بُقْعَةَ الْمَسْجِدِ تَحَرَّرَتْ عَنْ

---

[1] کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، ۱/ ۶۳، ط: رشيدية

[2] کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ۲/ ۶۲، ط: رشيدية

[3] کتاب الصلاة، بيان محل وجوب الأذان، ۱/ ۳۷۶، ط: رشيدية

حُقُوقِ الْعَبْدِ فَصَارَ خَالِصًا لِلّٰهِ تَعَالَى وَالْقِسْمَةُ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ فِي الْمِلْكِ فَلَا يُشْتَغَلُ بِهَا فِي الْمَسْجِدِ كَالزِّرَاعَةِ وَغَيْرِهَا فَإِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَلْيُصَلِّ كُلُّ فَرِيقٍ مِنْهُمْ بِإِمَامٍ وَمُؤَذِّنٍ عَلَى حِدَةٍ مَا لَمْ يَنْتَقِضُوا الْقِسْمَةَ؛ لِأَنَّهُمَا فِي حُكْمِ مَسْجِدَيْنِ مُتَجَاوِرَيْنِ فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِمَامٌ وَمُؤَذِّنٌ عَلَى حِدَةٍ. [1]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٥/ ٣٩٩، ط: فاروقيه

وكذا في نجم الفتاوی: كتاب الصلاة، فصل في الأذان، ٢/ ٢٣٣، ط: ياسين القرآن

پڑھائی اور وضو کے دوران اذان کا جواب دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی مسجد میں وضو کر رہا ہے یا قرآن مجید پڑھ رہا ہے یا حدیث وفقہ پڑھ رہا ہے اس وقت مسجد میں اذان شروع ہو گئی تو کیا یہ آدمی اپنا یہ عمل روک کر اذان کا جواب دے یا اپنا عمل جاری رکھے؟

جواب: مذکورہ صورت میں اگر پڑھائی جاری رکھے تب بھی جائز ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ پڑھائی روک کر اذان کا جواب دے، اور وضو کرتے وقت اگر اذان شروع ہو جائے تو وضو جاری رکھے البتہ وضو کی دعائیں چھوڑ کر اذان کا جواب دے یا وضو کے بعد ہی جواب دیدے دونوں درست ہیں۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ». [2]

وكذا في صحيح مسلم:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ». [3]

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٢٨٧، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب ما يقول إذا سمع المنادي، ١/ ٨٦، ط: قديمي

[3] كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن، ١/ ١٦٦، ط: قديمي

وكذا في الدر المختار:

(وَيُجِيبُ) وُجُوبًا، وَقَالَ الْحَلْوَانِيُّ نَدْبًا، وَالْوَاجِبُ الْإِجَابَةُ بِالْقَدَمِ (مَنْ سَمِعَ الْأَذَانَ)... (بِأَنْ يَقُولَ بِلِسَانِهِ (كَمَقَالَتِهِ)... (إلَّا فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ)... (وَفِي الصَّلَاةِ خَيْرٌ مِنْ النَّوْمِ)... (فَيَقْطَعُ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ لَوْ) كَانَ يَقْرَأُ (بِمَنْزِلِهِ، وَيُجِيبُ) لَوْ أَذَانَ مَسْجِدِهِ كَمَا يَأْتِي (وَلَوْ بِمَسْجِدٍ لَا) لِأَنَّهُ أَجَابَ بِالْحُضُورِ، وَهَذَا مُتَفَرِّعٌ عَلَى قَوْلِ الْحَلْوَانِيِّ، وَأَمَّا عِنْدَنَا فَيَقْطَعُ وَيُجِيبُ بِلِسَانِهِ مُطْلَقًا، وَالظَّاهِرُ وُجُوبُهَا بِاللِّسَانِ لِظَاهِرِ الْأَمْرِ فِي حَدِيثِ «إذَا سَمِعْتُمْ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ».[1]

وكذا في الهندية:

يَجِبُ عَلَى السَّامِعِينَ عِنْدَ الْأَذَانِ الْإِجَابَةُ وَهِيَ أَنْ يَقُولَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ إلَّا فِي قَوْلِهِ... وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَتَكَلَّمَ السَّامِعُ فِي خِلَالِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَلَا يَشْتَغِلُ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَلَا بِشَيْءٍ مِنْ الْأَعْمَالِ سِوَى الْإِجَابَةِ، وَلَوْ كَانَ فِي الْقِرَاءَةِ يَنْبَغِي أَنْ يَقْطَعَ وَيَشْتَغِلَ بِالِاسْتِمَاعِ وَالْإِجَابَةِ. كَذَا فِي الْبَدَائِعِ.[2]

وكذا في بدائع الصنائع:

وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَتَكَلَّمَ السَّامِعُ فِي حَالِ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ، وَلَا يَشْتَغِلَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، وَلَا بِشَيْءٍ مِنْ الْأَعْمَالِ سِوَى الْإِجَابَةِ، وَلَوْ كَانَ فِي الْقِرَاءَةِ يَنْبَغِي أَنْ يَقْطَعَ وَيَشْتَغِلَ بِالِاسْتِمَاعِ وَالْإِجَابَةِ، كَذَا قَالُوا فِي الْفَتَاوَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ.[3]

وكذا في *احسن الفتاوی*: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ۲/ ۲۸۸، ط: سعيد

وكذا في *خير الفتاوی*: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بالأذان والإقامة، ۲/ ۲۳۰، ط: امداديه

مؤذن کی اجازت کے بغیر اقامت کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مؤذن کی اجازت کے بغیر جبکہ وہ صف میں موجود ہو کوئی اقامت کہے درست ہے یا نہیں؟

==================

[1] كتاب الصلاة، الباب الثاني باب الأذان، ۱/ ۳۹۶- ۳۹۸، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، الفصل الثاني في كلمات الأذان، ۱/ ۵۷، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب ما يجب على السامعين، ۱م ۲۸۳، ط: رشيدية

جواب: صورت مسئولہ میں اقامت تو درست ہو جاتی ہے مگر ایسا کرنا مناسب نہیں۔

كذا في الدر المختار:

(أَقَامَ غَيْرُ مَنْ أَذَّنَ بِغَيْبَتِهِ) أَيْ الْمُؤَذِّنِ (لَا يُكْرَهُ مُطْلَقًا) وَإِنْ بِحُضُورِهِ كُرِهَ إِنْ لَحِقَهُ وَحْشَةٌ كَمَا كُرِهَ مَشْيُهُ فِي إِقَامَتِهِ. (١)

وكذا في البحر الرائق:

وفي الفتاوى الظهيرية: والأفضل أن يكون المقيم هو المؤذن ولو أقام غيره جاز. (٢)

وكذا في مبسوط السرخسي:

قَالَ (وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُؤَذِّنَ وَاحِدٌ وَيُقِيمَ آخَرُ) لِمَا رُوِيَ أَنَّ «عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكُونَ لَهُ فِي الْأَذَانِ نَصِيبٌ فَأَمَرَ بِأَنْ يُؤَذِّنَ بِلَالٌ وَيُقِيمَ» هُوَ وَلِأَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذِكْرٌ مَقْصُودٌ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَأْتِيَ بِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا رَجُلٌ آخَرُ. وَالَّذِي رُوِيَ «أَنَّ الْحَارِثَ الصُّدَائِيَّ أَذَّنَ فِي بَعْضِ الْأَسْفَارِ وَبِلَالٌ كَانَ غَائِبًا فَلَمَّا رَجَعَ بِلَالٌ وَأَرَادَ أَنْ يُقِيمَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إنَّ أَخَا صُدَاءَ أَذَّنَ وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ» إنَّمَا قَالَهُ عَلَى وَجْهِ تَعْلِيمِ حُسْنِ الْعِشْرَةِ لَا أَنَّ خِلَافَ ذَلِكَ لَا يُجْزِئُ. (٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

(وَمِنْهَا) أَنَّ مَنْ أَذَّنَ فَهُوَ الَّذِي يُقِيمُ، وَإِنْ أَقَامَ غَيْرُهُ: فَإِنْ كَانَ يَتَأَذَّى بِذَلِكَ يُكْرَهُ؛ لِأَنَّ اكْتِسَابَ أَذَى الْمُسْلِمِ مَكْرُوهٌ، وَإِنْ كَانَ لَا يَتَأَذَّى بِهِ لَا يُكْرَهُ. (٤)

وكذا في *آپ کے مسائل اور ان کا حل*: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٣/ ٣١٣، ط: لدھیانوی

وكذا في *احسن الفتاوی*: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٢/ ٢٧٥، ط: سعيد

===================

(١) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٩٥، ٣٩٦، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٤٧، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٢٧٦، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، صفات المؤذن، ١/ ٣٧٥، ط: رشيدية

اذان اور اقامت کے درمیان کا فاصلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان اور اقامت کے درمیان فاصلہ کتنا ہونا چاہئے؟

جواب: مغرب کی نماز کے علاوہ باقی چار وقتوں کی نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان کم از کم دو یا چار رکعات نماز کے بقدر فاصلہ کرنا مستحب ہے یعنی اتنا فاصلہ ہو کہ کھانا کھانے والا کھا پی کر فارغ ہو جائے اور قضائے حاجت کرنے والا اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر نماز کے لئے مکمل تیار ہو جائے۔

كذا في الهندية:

وَيَفْصِلُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ مِقْدَارَ رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ نَحْوًا مِنْ عَشْرِ آيَاتٍ. كَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ. (۱)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَفِي رِوَايَةٍ «فَاحْذِمْ، وَلْيَكُنْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ مِقْدَارُ مَا يَفْرُغُ الْآكِلُ مِنْ أَكْلِهِ، وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهِ، وَالْمُعْتَصِرُ إذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ، وَلَا تَقُومُوا فِي الصَّفِّ حَتَّى تَرَوْنِي» ؛ وَلِأَنَّ الْأَذَانَ لِاسْتِحْضَارِ الْغَائِبِينَ فَلَا بُدَّ مِنْ الْإِمْهَالِ لِيَحْضُرُوا، ثُمَّ لَمْ يُذْكَرْ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ مِقْدَارُ الْفَصْلِ، وَرَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفَجْرِ قَدْرُ مَا يَقْرَأُ عِشْرِينَ آيَةً، وَفِي الظُّهْرِ قَدْرَ مَا يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ نَحْوًا مِنْ عَشْرِ آيَاتٍ، وَفِي الْعَصْرِ مِقْدَارُ مَا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ نَحْوًا مِنْ عَشْرِ آيَاتٍ، وَفِي الْمَغْرِبِ يَقُومُ مِقْدَارَ مَا يَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ، وَفِي الْعِشَاءِ كَمَا فِي الظُّهْرِ. (۲)

وكذا في البحر الرائق:

وَرَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفَجْرِ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ عِشْرِينَ آيَةً، ثُمَّ يُثَوِّبُ وَإِنْ صَلَّى رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالتَّثْوِيبِ فَحَسَنٌ وَفِي الظُّهْرِ يُصَلِّي بَيْنَهُمَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ نَحْوَ عَشْرِ آيَاتٍ وَالْعِشَاءُ كَالظُّهْرِ وَإِنْ لَمْ يُصَلِّ فَلْيَجْلِسْ قَدْرَ ذَلِكَ. (۳)

---

(۱) كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان... ١/ ٥٦، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب سنن الأذان، ١/ ٣٧١، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٥٥، ط: رشيدية

وكذا في الدر المختار مع تنوير الأبصار:

(ويجلس بينهما) بقدر ما يحضر الملازمون مراعيا لوقت الندب (إلا في المغرب). [1]

وكذا في *خير الفتاوی*: كتاب الصلاة، باب الأذان، باب ما يتعلق بالأذان والإقامة، ۲/ ۲۳۲، ط: امداديه

وكذا في *امداد الفتاوی*: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ۱/ ۱۷۲، ط: دار العلوم

اذان کے شروع میں تعوذ اور تسمیہ پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان کے شروع میں تعوذ اور تسمیہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اذان کی ابتدا میں تعوذ اور تسمیہ پڑھنے کا مسنون ہونا ثابت نہیں تاہم کبھی دونوں کو بھی پڑھ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ ہر نیک کام کی ابتداء بسم اللہ سے کرنا اولی اور افضل ہے لیکن دونوں کو یا اعوذ باللہ کو اس طرح ضروری سمجھنا کہ اس کے بغیر اذان ہی کو درست نہ مانا جائے اس کا اس طرح التزام کرنا بدعت ہے۔

كذا في الدر المختار:

التَّسْلِيمُ بَعْدَ الْأَذَانِ حَدَثَ فِي رَبِيعِ الْآخِرِ سَنَةَ سَبْعِمِائَةٍ وَإِحْدَى وَثَمَانِينَ فِي عِشَاءِ لَيْلَةِ الِاثْنَيْنِ، ثُمَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ بَعْدَ عَشْرِ سِنِينَ حَدَثَ فِي الْكُلِّ إلَّا الْمَغْرِبَ، ثُمَّ فِيهَا مَرَّتَيْنِ. [2]

وكذا في الشامية:

قَالَ ابْنُ عَابِدِيْن: كَذَا فِي النَّهْرِ عَنْ حُسْنِ الْمُحَاضَرَةِ لِلسُّيُوطِيِّ، ثُمَّ نُقِلَ عَنْ الْقَوْلِ الْبَدِيعِ لِلسَّخَاوِيِّ أَنَّهُ فِي سَنَةِ ۷۹۱ وَأَنَّ ابْتِدَاءَهُ كَانَ فِي أَيَّامِ السُّلْطَانِ النَّاصِرِ صَلَاحِ الدِّينِ بِأَمْرِهِ. [3]

وفيه أيضا:

(هُوَ) لُغَةً الْإِعْلَامُ. وَشَرْعًا (إعْلَامٌ مَخْصُوصٌ) لَمْ يَقُلْ بِدُخُولِ الْوَقْتِ لِيَعُمَّ الْفَائِتَةَ وَبَيْنَ يَدَيْ الْخَطِيبِ (عَلَى وَجْهٍ مَخْصُوصٍ بِأَلْفَاظٍ كَذَلِكَ) أَيْ مَخْصُوصَةٍ. [4]

===================

[1] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۸۹، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۹۰، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۹۰، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۸۳، ط: سعيد

وکذا في البحر الرائق:

والزيادة في الأذان مكروهة. [۱]

وكذا في الهندية:

الأذان خمس عشرة كلمة وآخره عندنا لا إله إلا الله. [۲]

وكذا في خیر الفتاوی: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بالأذان والإقامة، ۲/ ۲۳۲، ط: امدادیہ

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ۳/ ۲۸٦، ط: لدھیانوی

اذان کے بعد مسجد سے بلاضرورت نکلنا مکروہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کے مسجد میں ہوتے ہوئے اذان کہی جائے اب اگر اذان کے بعد وہ شخص کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنا چاہے تو اس کا شرعا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص کے لئے بلاضرورت اس مسجد سے جانا مکروہ ہے، اور اگر یہ شخص دوسری مسجد کا امام ہو تو پھر بلاکراہت جاسکتا ہے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَكُرِهَ) تَحْرِيمًا لِلنَّهْيِ (خُرُوجُ مَنْ لَمْ يُصَلِّ مِنْ مَسْجِدٍ أُذِّنَ فِيهِ)... (إلَّا لِمَنْ يَنْتَظِمُ بِهِ أَمْرُ جَمَاعَةٍ أُخْرَى) أَوْ كَانَ الْخُرُوجُ لِمَسْجِدِ حَيِّهِ وَلَمْ يُصَلُّوا فِيهِ، أَوْ لِأُسْتَاذِهِ لِدَرْسِهِ، أَوْ لِسَمَاعِ الْوَعْظِ أَوْ لِحَاجَةٍ وَمِنْ عَزْمِهِ أَنْ يَعُودَ نَهْرٌ... (قَوْلُهُ وَكُرِهَ تَحْرِيمًا لِلنَّهْيِ) وَهُوَ مَا فِي ابْنِ مَاجَهْ «مَنْ أَدْرَكَ الْأَذَانَ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَهُوَ لَا يُرِيدُ الرُّجُوعَ فَهُوَ مُنَافِقٌ»... (قَوْلُهُ إلَّا لِمَنْ يَنْتَظِمُ بِهِ أَمْرُ جَمَاعَةٍ أُخْرَى) بِأَنْ كَانَ إمَامًا أَوْ مُؤَذِّنًا تَتَفَرَّقُ النَّاسُ بِغَيْبَتِهِ لِأَنَّهُ تَرْكُ صُورَةَ تَكْمِيلِ مَعْنَى، وَالْعِبْرَةُ لِلْمَعْنَى بَحْرٌ... (قَوْلُهُ أَوْ كَانَ الْخُرُوجُ لِمَسْجِدِ حَيِّهِ إلَخْ) أَيْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ إمَامًا وَلَا مُؤَذِّنًا كَمَا فِي النِّهَايَةِ. قَالَ فِي الْبَحْرِ: وَلَا يَخْفَى مَا فِيهِ إذْ خُرُوجُهُ مَكْرُوهٌ تَحْرِيمًا وَالصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ حَيِّهِ مَنْدُوبَةٌ، فَلَا يَرْتَكِبُ الْمَكْرُوهَ لِأَجْلِ الْمَنْدُوبِ وَلَا دَلِيلَ يَدُلُّ عَلَيْهِ. اهـ. قُلْت: لَكِنَّ تَتِمَّةَ عِبَارَةِ النِّهَايَةِ هَكَذَا لِأَنَّ الْوَاجِبَ عَلَيْهِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي مَسْجِدِ حَيِّهِ، وَلَوْ صَلَّى فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَلَا بَأْسَ أَيْضًا لِأَنَّهُ صَارَ

---

[۱] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ٤٥٤، ط: رشيديه

[۲] كتاب الصلاة، باب الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما، ۱/ ٥٥، ط: رشيديه

مِنْ أَهْلِهِ. وَالْأَفْضَلُ أَنْ لَا يَخْرُجَ لِأَنَّهُ يُتَّهَمُ اهـ وَمِثْلُهُ فِي الْمِعْرَاجِ فَتَأَمَّلْ. (۱)

وكذا في تبيين الحقائق:

(وَكُرِهَ خُرُوجُهُ مِنْ مَسْجِدٍ أُذِّنَ فِيهِ حَتَّى يُصَلِّيَ) لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ «لَا يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ النِّدَاءِ إِلَّا مُنَافِقٌ أَوْ رَجُلٌ يَخْرُجُ لِحَاجَةٍ يُرِيدُ الرُّجُوعَ» وَقَالُوا إِذَا كَانَ يَنْتَظِمُ بِهِ أَمْرُ جَمَاعَتِهِ بِأَنْ كَانَ مُؤَذِّنًا أَوْ إِمَامًا فِي مَسْجِدٍ آخَرَ تَتَفَرَّقُ الْجَمَاعَةُ بِغَيْبَتِهِ يَخْرُجُ بَعْدَ النِّدَاءِ؛ لِأَنَّهُ تَرْكٌ صُورَةً تَكْمِيلٌ مَعْنًى وَالْعِبْرَةُ لِلْمَعْنَى، وَفِي النِّهَايَةِ إِنْ خَرَجَ لِيُصَلِّيَ فِي مَسْجِدِ حَيِّهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ فَلَا بَأْسَ بِهِ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ قَيْدٍ بِالْإِمَامِ وَالْمُؤَذِّنِ. قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ (وَإِنْ صَلَّى لَا) أَيْ وَإِنْ صَلَّى فَرْضَ الْوَقْتِ لَا يُكْرَهُ الْخُرُوجُ بَعْدَ النِّدَاءِ؛ لِأَنَّهُ قَدْ أَجَابَ دَاعِيَ اللَّهِ مَرَّةً فَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ ثَانِيًا. (۲)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَكُرِهَ خُرُوجُهُ مِنْ مَسْجِدٍ أُذِّنَ فِيهِ)... وَهَذَا لَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْكَرَاهَةَ تَحْرِيمِيَّةٌ وَهِيَ الْمَحْمَلُ عِنْدَ إِطْلَاقِهَا كَمَا قَدَّمْنَاهُ وَاسْتَثْنَى الْمَشَايِخُ مِنْهَا مَا إِذَا كَانَ يَنْتَظِمُ بِهِ أَمْرُ جَمَاعَةٍ أُخْرَى بِأَنْ كَانَ مُؤَذِّنًا أَوْ إِمَامًا فِي مَسْجِدٍ تَتَفَرَّقُ الْجَمَاعَةُ بِغَيْبَتِهِ فَإِنَّهُ يَخْرُجُ بَعْدَ النِّدَاءِ لِأَنَّهُ تَرْكٌ صُورَةً تَكْمِيلٌ مَعْنًى وَالْعِبْرَةُ لِلْمَعْنَى زَادَ فِي النِّهَايَةِ أَوْ يَكُونُ خَرَجَ لِيُصَلِّيَ فِي مَسْجِدِ حَيِّهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ فَلَا بَأْسَ بِهِ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ قَيْدٍ بِالْإِمَامِ وَالْمُؤَذِّنِ. (۳)

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ۲/ ۲۹۱، ط: سعيد

وكذا في فتاوی محموديه: كتاب الصلاة، باب الأذان، ۵/ ۳۹۳، ط: فاروقيه

نومولود کے کان میں عورت بھی اذان دے سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بچہ کے پیدا ہونے کے بعد جس طرح مرد کے لئے بچہ کے کان میں اذان واقامت دینا جائز ہے تو آیا اسی طرح عورت کے لئے بھی اذان واقامت دینا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی عورت نومولود

---

(۱) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب في كراهة الخروج من المسجد بعد الأذان، ۲/ ۵۴، ۵۵، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۱/ ۴۵۱، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۲/ ۱۲۷، ۱۲۸، ط: رشيدية

بچے کے کان میں اذان واقامت دے سکتی ہے یا نہیں؟ ہم نے سنا ہے کہ عورت کے لئے اذان واقامت دینا مکروہ ہے تو کان میں بھی اذان دینا مکروہ ہوگا؟

جواب: اگر کوئی مرد موجود ہو تو بہتر یہ ہے کہ نو مولود کے کان میں وہی اذان دے لیکن اگر کوئی مرد موجود نہ ہو تو پھر عورت بھی آہستہ آواز سے نو مولود کے کان میں اذان دے سکتی ہے کیونکہ اس میں رفع صوت اور خلافِ ستر ہونے کا پہلو موجود نہیں ہے۔

كذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

وكرها" أي الأذان والإقامة "للنساء" لما روي عن ابن عمر من كراهتهما لهن... قوله: "من كراهتهما لهن" لأن مبنى حالهن على الستر ورفع صوتهن حرام. (۱)

وكذا في المبسوط:

قَالَ (وَلَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ أَذَانٌ وَلَا إِقَامَةٌ) لِأَنَّهُمَا سُنَّةُ الصَّلَاةِ بِالْجَمَاعَةِ وَجَمَاعَتُهُنَّ مَنْسُوخَةٌ... وَلِأَنَّ الْمُؤَذِّنَ يُشْهِرُ نَفْسَهُ بِالصُّعُودِ إِلَى أَعْلَى الْمَوَاضِعِ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالْأَذَانِ وَالْمَرْأَةُ مَمْنُوعَةٌ مِنْ ذَلِكَ. (۲)

وكذا في خير الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الأذان، ۲/ ۲۲۷، ط: امداديه

وكذا في فتاوی محموديه: كتاب الصلاة، باب الأذان، ۵/ ۴۵۵، ط: ادارة الفاروق

اذان کے بعد ایک مسجد سے نکل کر دوسری مسجد یا گھر جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی آدمی مسجد میں موجود تھا، وہاں اس نے اذان بھی سنی، سنن مؤکدہ بھی ادا کیں اور پھر اس مسجد سے نکل کر گھر یا کسی دوسری مسجد جا کر نماز فرض ادا کرے تو اس کا یہ عمل شرعاً کیسا ہے، آیا اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: جو شخص بوقت اذان مسجد میں موجود ہو یا اذان ہو جانے کے بعد مسجد میں داخل ہو جائے، ایسے شخص کے لئے نماز ادا کرنے سے پہلے بلاضرورت شدیدہ اس مسجد سے نکل کر جانا مکروہ تحریمی ہے البتہ جو شخص کسی دوسری مسجد کا مؤذن یا امام ہو اس کے لئے نکلنا جائز ہے۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اس شخص کے لئے اذان سن کر بلاضرورت اس مسجد سے نکل کر کسی دوسری مسجد یا گھر جانا مکروہ تحریمی ہے البتہ نماز ہو جائے گی اور اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۱۹۵، ط: دار الكتب العلمية

(۲) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۲۷۶، ۲۷۷، ط: رشيدية

كذا في سنن ابن ماجه:

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَدْرَكَهُ الْأَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ خَرَجَ، لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ، وَهُوَ لَا يُرِيدُ الرَّجْعَةَ، فَهُوَ مُنَافِقٌ».[1]

وكذا في مسند أحمد:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَمَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، فَقَالَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: وَفِي حَدِيثِ شَرِيكٍ - ثُمَّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " إِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ، فَلَا يَخْرُجْ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُصَلِّيَ.[2]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَكُرِهَ خُرُوجُهُ مِنْ مَسْجِدٍ أُذِّنَ فِيهِ حَتَّى يُصَلِّيَ)... لِحَدِيثِ ابْنِ مَاجَهْ (مَنْ أَدْرَكَ الْأَذَانَ)... وَهَذَا لَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْكَرَاهَةَ تَحْرِيمِيَّةٌ وَهِيَ الْمَحْمَلُ عِنْدَ إطْلَاقِهَا كَمَا قَدَّمْنَاهُ وَاسْتَثْنَى الْمَشَايِخُ مِنْهَا مَا إذَا كَانَ يَنْتَظِمُ بِهِ أَمْرُ جَمَاعَةٍ أُخْرَى بِأَنْ كَانَ مُؤَذِّنًا أَوْ إمَامًا فِي مَسْجِدٍ تَتَفَرَّقُ الْجَمَاعَةُ بِغَيْبَتِهِ فَإِنَّهُ يَخْرُجُ بَعْدَ النِّدَاءِ لِأَنَّهُ تَرْكُ صُورَةٍ تَكْمِيلِ مَعْنًى وَالْعِبْرَةُ لِلْمَعْنَى زَادَ فِي النِّهَايَةِ أَوْ يَكُونُ خَرَجَ لِيُصَلِّيَ فِي مَسْجِدِ حَيِّهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ فَلَا بَأْسَ بِهِ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ قَيْدٍ بِالْإِمَامِ وَالْمُؤَذِّنِ اهـ. وَلَا يَخْفَى مَا فِيهِ إذْ خُرُوجُهُ مَكْرُوهٌ تَحْرِيمًا وَالصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ حَيِّهِ مَنْدُوبَةٌ فَلَا يَرْتَكِبُ الْمَكْرُوهَ لِأَجْلِ الْمَنْدُوبِ وَلَا دَلِيلَ يَدُلُّ عَلَى تَقْيِيدِهَا بِمَا ذَكَرَهُ وَأَطْلَقَهُ الْمُصَنِّفُ فَشَمَلَ مَا أَذَّنَ فِيهِ وَهُوَ دَاخِلُهُ أَوْ دَخَلَ بَعْدَ الْأَذَانِ.[3]

وكذا في سنن ابن ماجه: أبواب الأذان، باب إذا أذن وأنت في المسجد، ص۵۳، ط: قديمي

وكذا في الشامية: كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب في كراهة الخروج من المسجد، ۲/ ۵۴، ط: سعيد

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الأذان، ۵/ ۴۳۷، ط: فاروقيه

==================

[1]كتاب الصلاة، أبواب الأذان والسنة فيها، ص۵۳، ط: قديمي

[2]مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ۱۶/ ۵۴۵، ۵۴۶، ط: مؤسسة الرسالة

[3]كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۲/ ۱۲۷، ۱۲۸، ط: رشيدية

وکذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ۲/ ٦٧، ط: دار الاشاعت

ہر محلّہ کی مسجد میں اذان دینا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک مسجد کی اذان دوسری مسجد یا قریب مسجد کے لئے کافی ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ اذان سنت مؤکدہ قریب واجب کے ہے،اذان کی مشروعیت چونکہ پنجگانہ نماز کے لئے ہے اس لئے کسی مسجد میں بلااذان کے نماز پڑھنا باعث گناہ ہے اس لئے تمام مساجد میں وقتیہ نمازوں کی ادائیگی کے لئے مستقل اذان دیناضروری ہے کسی قریبی مسجد کی اذان دوسری مسجد کے لئے کافی نہیں ہوگی۔

کذا في الشامیة:

وعن أبي حنيفة رحمه الله: لو اكتفوا بأذان الناس، أجزأهم وقد أساؤوا، ففرق الواحد والجماعة في هذه الرواية. (١)

وکذا في البحر الرائق:

وَإِذَا قَسَّمَ أَهْلُ الْمَحَلَّةِ الْمَسْجِدَ وَضَرَبُوا فِيهِ حَائِطًا وَلِكُلٍّ مِنْهُمْ إمَامٌ عَلَى حِدَةٍ وَمُؤَذِّنُهُمْ وَاحِدٌ لَا بَأْسَ بِهِ وَالْأَوْلَى أَنْ يَكُونَ لِكُلِّ طَائِفَةٍ مُؤَذِّنٌ. (٢)

وکذا في الهندیة:

وَيُكْرَهُ أَدَاءُ الْمَكْتُوبَةِ بِالْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَإِقَامَةٍ... وَإِنْ كَانَ فِي كَرْمٍ أَوْ ضَيْعَةٍ يُكْتَفَى بِأَذَانِ الْقَرْيَةِ أَوْ الْبَلْدَةِ إنْ كَانَ قَرِيبًا وَإِلَّا فَلَا وَحَدُّ الْقَرِيبِ أَنْ يَبْلُغَ الْأَذَانُ إلَيْهِ مِنْهَا. (٣)

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ٥/ ٣٩٩، ط: فاروقیه

وکذا في نجم الفتاوی: کتاب الصلاۃ، فصل في الأذان، ٢/ ٢٣٣، ط: یاسین القرآن

(١) کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ١/ ٣٩٥، ط: سعید

(٢) کتاب الصلاۃ، ما یفسد الصلاۃ، ٤/ ٦٢، ط: رشیدیه

(٣) کتاب الصلاۃ، باب في صفة الأذان، ١/ ٥٤، ط: رشیدیه

وقت سے پہلے نسیاناً اذان دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص نسیاناً وقت سے پہلے اذان دے دے تو اس اذان کا کیا حکم ہے، اعادہ اذان ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: وقت سے پہلے اذان دینا درست نہیں اس لئے وقت داخل ہونے کے بعد دوبارہ اذان دینا ضروری ہے۔

كذا في الهندية:

تَقْدِيمُ الْأَذَانِ عَلَى الْوَقْتِ فِي غَيْرِ الصُّبْحِ لَا يَجُوزُ اتِّفَاقًا وَكَذَا فِي الصُّبْحِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى وَإِنْ قُدِّمَ يُعَادُ فِي الْوَقْتِ. هَكَذَا فِي شَرْحِ مَجْمَعِ الْبَحْرِ الرَّائِقِ لِابْنِ الْمَلَكِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. هَكَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّة نَاقِلًا عَنْ الْحُجَّةِ. [1]

وكذا في الدر المختار:

(فيعاد أذان وقع) بعضه (قبله) كالإقامة خلافا للثاني في الفجر. [2]

وكذا في البحر الرائق:

قوله ولا يؤذن قبل وقت ويعاد فيه أي في وقت إذا أذن قبله لأن يراد للإعلام بالوقت فلا يجوز قبله بلا خلاف في غير الفجر. [3]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الأذان، ٥/ ٤٤٥، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٣/ ٥١، ط: حقانيه

عورت کے لئے اذان کا جواب

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ عورتوں کے لئے اذان کا جواب دینے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ نیز اگر عورت حائضہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: عورتوں کے لئے اذان کا جواب دینا مستحب ہے، جنبی اور حائضہ اذان کا جواب دے سکتے ہیں تاہم عورت پر چونکہ حالت

---

[1] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٥٣، ط: رشيديه

[2] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٨٥، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٥٦، ط: رشيدية

حیض میں نماز واجب نہیں ہوتی اس لئے اگر اذان کا جواب نہ دینا بہتر ہے۔

كذا في الفقه الإسلامي:

وتشمل الإجابة عند الجمهور كل سامع، ولو كان جنباً أو حائضاً أو نفساء، أو كان في طواف فرضاً أو نفلاً، ويجيب بعد الجماع والخلاء والصلاة ما لم يطل الفصل بينه وبين الأذان. [١]

وكذا في الدر المختار مع حاشية الطحطاوي:

ويجيب من سمع الأذان ولو جنبا لا حائضا ونفسا ولأنهما أفحش من الجنابة. [٢]

وكذا في الهندية:

ويجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان ونحو ذلك. [٣]

وكذا في بدائع الصنائع:

لَا بَأْسَ بِقِرَاءَةِ مَا دُونَ الْآيَةِ، وَالصَّحِيحُ قَوْلُ الْعَامَّةِ لِمَا رَوَيْنَا مِنْ الْحَدِيثَيْنِ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ بَيْنَ الْقَلِيلِ، وَالْكَثِيرِ، وَلِأَنَّ الْمَنْعَ مِنْ الْقِرَاءَةِ لِتَعْظِيمِ الْقُرْآنِ، وَمُحَافَظَةً عَلَى حُرْمَتِهِ، وَهَذَا لَا يُوجِبُ الْفَصْلَ بَيْنَ الْقَلِيلِ، وَالْكَثِيرِ فَيَلْزَمُ ذَلِكَ كُلُّهُ لَكِنْ إذَا قَصَدَ التِّلَاوَةَ. فَأَمَّا إذَا لَمْ يَقْصِدْ بِأَنْ قَالَ: بِاسْمِ اللَّهِ لِافْتِتَاحِ الْأَعْمَالِ تَبَرُّكًا، أَوْ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ لِلشُّكْرِ لَا بَأْسَ بِهِ لِأَنَّهُ مِنْ بَابِ ذِكْرِ اسْمِ اللَّهِ تَعَالَى، وَالْجُنُبُ غَيْرُ مَمْنُوعٍ عَنْ ذَلِكَ. [٤]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: لَا حَائِضًا وَنُفَسَاءَ) لِأَنَّهُمَا لَيْسَا مِنْ أَهْلِ الْإِجَابَةِ بِالْفِعْلِ فَكَذَا بِالْقَوْلِ إمْدَادُ: أَيْ بِخِلَافِ الْجُنُبِ فَإِنَّهُ مُخَاطَبٌ بِالصَّلَاةِ؛ وَلِأَنَّ حَدَثَهُ أَخَفُّ مِنْ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ لِإِمْكَانِ إزَالَتِهِ سَرِيعًا. [٥]

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٣/ ٦٧، ط: حقانيه

---

[١] كتاب الصلاة، إجابة المؤذن، ١/ ٧١٣، ط: احسان

[٢] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ١٨٨، ط: رشيدية

[٣] كتاب الصلاة، باب الحيض، ١/ ٣٨، ط: رشيديه

[٤] كتاب الطهارة، أحكام الجنابة، ١/ ١٥٠، ط: رشيديه

[٥] كتاب الصلاة، باب الكراهة، ١/ ٣٩٦، ط: سعيد

حالت سفر میں اذان واقامت کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی مسافر ہو تو حالت سفر میں نماز پڑھتے ہوئے اذان واقامت کہے گا یا نہیں؟

جواب: مسافر حالت سفر میں نماز پڑھتے ہوئے اذان واقامت کہے گا اگرچہ وہ اکیلا ہو۔

كذا في سنن أبي داود:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ أَبَا عُشَّانَةَ الْمَعَافِرِيَّ، حَدَّثَهُ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "يَعْجَبُ رَبُّكُمْ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ، يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ، وَيُصَلِّي، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي هَذَا يُؤَذِّنُ، وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ، يَخَافُ مِنِّي، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ ".[1]

وكذا في الدر المختار مع الشامية:

(وَكُرِهَ تَرْكُهُمَا) مَعًا (لِمُسَافِرٍ) وَلَوْ مُنْفَرِدًا (وَكَذَا تَرْكُهَا) لَا تَرْكُهُ لِحُضُورِ الرُّفْقَةِ. (قَوْلُهُ: وَلَوْ مُنْفَرِدًا) لِأَنَّهُ إنْ أَذَّنَ وَأَقَامَ صَلَّى خَلْفَهُ مِنْ جُنُودِ اللَّهِ مَا لَا يَرَى طَرَفَاهُ، رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ. وَبِهَذَا وَنَحْوِهِ عُرِفَ أَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْ الْأَذَانِ لَمْ يَنْحَصِرْ فِي الْإِعْلَامِ، بَلْ كُلٌّ مِنْهُ وَمِنْ الْإِعْلَانِ بِهَذَا الذِّكْرِ نَشْرًا لِذِكْرِ اللَّهِ وَدِينِهِ فِي أَرْضِهِ.[2]

وكذا في الهندية:

ويكره للمسافر تركها وإن كان وحده هكذا في المسبوط... فإن أذان وأقام فهو حسن.[3]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَكُرِهَ تَرْكُهُمَا لِلْمُسَافِرِ) أَيْ تَرْكُ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ لِمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ «أَتَيْت رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – أَنَا وَصَاحِبٌ لِي فَلَمَّا أَرَدْنَا الِانْتِقَالَ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ لَنَا إذَا حَضَرَتْ الصَّلَاةُ فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا» وَإِذَا كَانَ هَذَا الْخِطَابُ لَهُمَا وَلَا حَاجَةَ لَهُمَا مُتَرَافِقِينَ إلَى اسْتِحْضَارِ أَحَدٍ عُلِمَ أَنَّ الْمُنْفَرِدَ أَيْضًا يُسَنُّ لَهُ ذَلِكَ، وَقَدْ وَرَدَ فِي خُصُوصِ الْمُنْفَرِدِ أَحَادِيثُ فِي أَبِي دَاوُد وَالنَّسَائِيِّ «يَعْجَبُ رَبُّك

---

[1] كتاب الصلاة، باب الأذان في السفر، ١/ ١٧٨، ط: رحمانيه

[2] باب الأذان، مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه، ١/ ٣٩٤، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، ١/ ٥٤، ط: رشيدية

مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّي فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اُنْظُرُوا إِلَى عَبْدِي هَذَا يُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ وَيُقِيمُ لِلصَّلَاةِ يَخَافُ مِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ» وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِذَا كَانَ الرَّجُلُ بِأَرْضٍ قِيٍّ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَتَوَضَّأْ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ مَاءً فَلْيَتَيَمَّمْ، فَإِنْ أَقَامَ صَلَّى مَعَهُ مَلَكَاهُ وَإِنْ أَذَّنَ وَأَقَامَ صَلَّى خَلْفَهُ مِنْ جُنُودِ اللهِ مَا لَا يُرَى طَرَفَاهُ» رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ. (۱)

وکذا في کتاب المسائل: کتاب الصلاة، اذان واقامت کے مسائل، ۱/ ۲۵۵، ط: قدیمی

جنبی کا اذان کا جواب دینا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا جنبی آدمی اذان کا جواب دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جنبی آدمی اذان کا جواب دے سکتا ہے، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

كذا في الدر المختار مع الشامية:

والواجب الإجابة بالقدم (من سمع الأذان) ولو جنبا... لأن إجابة المؤذن ليست بأذان. (۲)

وكذا في حاشية الطحطاوي:

والواجب الإجابة بالقدم من سمع الأذان ولو جنبا لا حائضا ونفساء. (۳)

وكذا في البحر الرائق:

ومن سمع الأذان فعليه أن يجيب وإن كان جنبا لأن إجابة المؤذن ليست بأذان. (٤)

درمیان اذان وضو ٹوٹ جانے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر اذان دیتے وقت درمیان وضو ٹوٹ جائے تو اذان کو پورا کرنا درست ہے؟ دوبارہ اعادہ کرنا لازمی ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ اذان کے لئے باوضو ہونا بہتر ہے، ضروری نہیں ہے، اذان دیتے وقت درمیان میں وضو ٹوٹ جائے تو اذان کو پورا کرلینا درست ہے، اعادہ کرنا لازمی نہیں ہے۔

---

(۱) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ٤٦١، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۹٦، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۱۸۸، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ٤٥٠، ط: رشيدية

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

وَلَا مُلَقِّنَ وَذَهَابِهِ لِلْوُضُوءِ لِسَبْقِ حَدَثٍ خُلَاصَةٌ (قَوْلُهُ: وَذَهَابِهِ لِلْوُضُوءِ) لَكِنَّ الْأَوْلَى أَنْ يُتَمِّمَهُمَا ثُمَّ يَتَوَضَّأَ؛ لِأَنَّ ابْتِدَاءَهُمَا مَعَ الْحَدَثِ جَائِزٌ، فَالْبِنَاءُ أَوْلَى، بَدَائِعُ. (١)

وكذا في الهندية:

وَلَوْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ فِي أَحَدِهِمَا فَذَهَبَ لِيَتَوَضَّأَ يَسْتَقْبِلُ غَيْرُهُ أَوْ هُوَ إذَا رَجَعَ... قَالَ مَشَايِخُنَا - رَحِمَهُمُ اللَّهُ - الْأَوْلَى أَنْ يُتِمَّ الْأَذَانَ إنْ أَحْدَثَ فِيهِ وَأَتَمَّ الْإِقَامَةَ إنْ أَحْدَثَ فِيهَا ثُمَّ يَذْهَبُ وَيَتَوَضَّأُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (٢)

وكذا في بدائع الصنائع:

أَوْ أَحْدَثَ فَذَهَبَ وَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ فَالْأَفْضَلُ هُوَ الِاسْتِقْبَالُ لِمَا قُلْنَا، وَالْأَوْلَى لَهُ إذَا أَحْدَثَ فِي أَذَانِهِ أَوْ إقَامَتِهِ أَنْ يُتِمَّهَا ثُمَّ يَذْهَبَ وَيَتَوَضَّأَ وَيُصَلِّيَ؛ لِأَنَّ ابْتِدَاءَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ مَعَ الْحَدَثِ جَائِزٌ، فَالْبِنَاءُ أَوْلَى. (٣)

وكذا في الهداية:

وينبغي أن يؤذن ويقيم على طهر فإن أذن على غير وضوء جاز " لأنه ذكر وليس بصلاة فكان الوضوء فيه استحبابا كما في القراءة. (٤)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الأذان، ٥/ ٤٣٦، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٣/ ٥٥، ط: حقانيه

تندرست شخص کا بیٹھ کر اذان دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی تندرست شخص نے بیٹھ کر اذان دی تو کیا اذان ہو جائے گی یا اعادہ کرنا ہوگا؟

جواب: کسی تندرست شخص کا بیٹھ کر اذان دینا مکروہ ہے، کیونکہ یہ خلاف شرع ہے، مگر اس سے اذان ہو جائے گی، اور اس اذان

===================

(١) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٩٣، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان وفيه فصلان، ١/ ٥٥، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الأذان، فصل في بيان سنن الأذان، ١/ ٣٧٠، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٨٩، ط: رحمانيه

کااعادہ کرنامندوب ہے،ہاں البتہ اگر کوئی شخص صرف اپنے لئے اذان دے تو بیٹھ کر دینا بھی جائز ہے،اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔
كذا في الدر المختار مع الشامية:

(وَيُكْرَهُ أَذَانُ جُنُبٍ)... (وَقَاعِدٍ إِلَّا إِذَا أَذَّنَ لِنَفْسِهِ) وَرَاكِبٍ إِلَّا لِمُسَافِرٍ... (قَوْلُهُ: وَيُعَادُ أَذَانُ جُنُبٍ إِلَخْ) زَادَ الْقُهُسْتَانِيُّ: وَالْفَاجِرِ وَالرَّاكِبِ وَالْقَاعِدِ وَالْمَاشِي، وَالْمُنْحَرِفِ عَنْ الْقِبْلَةِ. وَعَلَّلَ الْوُجُوبَ فِي الْكُلِّ بِأَنَّهُ غَيْرُ مُعْتَدٍّ بِهِ وَالنَّدْبُ بِأَنَّهُ مُعْتَدٌّ بِهِ إِلَّا أَنَّهُ نَاقِصٌ، قَالَ وَهُوَ الْأَصَحُّ كَمَا فِي التُّمُرْتَاشِيِّ. [1]

وكذا في الهندية:

ويكره الأذان قاعدا، وإن أذن لنفسه قاعدا فلا بأس به. [2]

وكذا في المبسوط للسرخسي:

(وَيُكْرَهُ الْأَذَانُ قَاعِدًا) لِأَنَّهُ فِي حَدِيثِ الرُّؤْيَا قَالَ: فَقَامَ الْمَلَكُ عَلَى جِذْمِ حَائِطٍ، وَلِأَنَّ الْمَقْصُودَ الْإِعْلَامُ وَتَمَامُهُ فِي حَالَةِ الْقِيَامِ وَلَكِنَّهُ يُجْزِئُهُ لِأَنَّ أَصْلَ الْمَقْصُودِ حَاصِلٌ. [3]

وكذا في بدائع الصنائع:

(وَمِنْهَا) أَنْ يُؤَذِّنَ قَائِمًا إذَا أَذَّنَ لِلْجَمَاعَةِ، وَيُكْرَهُ قَاعِدًا؛ لِأَنَّ النَّازِلَ مِنْ السَّمَاءِ أَذَّنَ قَائِمًا... وَلِأَنَّ تَمَامَ الْإِعْلَامِ بِالْقِيَامِ وَيُجْزِئُهُ لِحُصُولِ أَصْلِ الْمَقْصُودِ، وَإِنْ أَذَّنَ لِنَفْسِهِ قَاعِدًا فَلَا بَأْسَ بِهِ. [4]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ۲/ ۲۷۵، ط: سعيد

وكذا في خير الفتاوی: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بالأذان والإقامة، ۲/ ۲۱٤، ط: امدادیه

اقامت کے دوران دائیں بائیں چہرہ پھیرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیااقامت میں بھی "حي على الصلاة" اور "حي على الفلاح" پرچہرہ دائیں بائیں پھیریں گے یانہیں؟

---

[1] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۹۲، ۳۹۳، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، ۱/ ٥٤، ط: رشيديه

[3] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۲۷۵، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، صفات المؤذن، ۱/ ۳۷٤، ط: رشيدية

جواب: اقامت چونکہ اذان کی طرح ہے اس لئے اقامت کہتے ہوئے بھی ”حي علی الصلاۃ“ اور ”حي علی الفلاح“ پر چہرہ دائیں بائیں پھیریں گے۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَيَلْتَفِتُ) أَيْ يُحَوِّلُ وَجْهَهُ لَا صَدْرَهُ قُهُسْتَانِيٌّ، وَلَا قَدَمَيْهِ نَهْرٌ. (قَوْلُهُ: وَكَذَا فِيهَا مُطْلَقًا) أَيْ فِي الْإِقَامَةِ سَوَاءٌ كَانَ الْمَحَلُّ مُتَّسِعًا أَوْ لَا... (قَوْلُهُ: بِصَلَاةٍ وَفَلَاحٍ) لَفٌّ وَنَشْرٌ مُرَتَّبٌ، يَعْنِي يَلْتَفِتُ فِيهِمَا يَمِينًا بِالصَّلَاةِ وَيَسَارًا بِالْفَلَاحِ.(١)

وكذا في بدائع الصنائع:

(وَمِنْهَا) أَنْ يَأْتِيَ بِالْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ... إلَّا أَنَّهُ إذَا انْتَهَى إلَى الصَّلَاةِ وَالْفَلَاحِ حَوَّلَ وَجْهَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا.(٢)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَالْإِقَامَةُ مِثْلُهُ) أَيْ مِثْلُ الْأَذَانِ فِي كَوْنِهِ سُنَّةَ الْفَرَائِضِ فَقَطْ... وَيَدْخُلُ فِي الْمِثْلِيَّةِ تَحْوِيلُ وَجْهِهِ بِالصَّلَاةِ وَالْفَلَاحِ فِيهَا كَالْأَذَانِ.(٣)

وكذا في کفایت المفتی: كتاب الصلاة، باب الإقامة والتثويب، ٣/ ٥٢٤، ط: فاروقيه

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة، ٢/ ٢٩٣، ط: سعيد

اذان کی مشروعیت کیسے ہوئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان کی ابتداء کس طرح ہوئی؟

جواب: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ میں مقیم ہوئے اور نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد نبوی بنائی گئی تو ضرورت محسوس ہوئی کہ جماعت کا وقت قریب ہونے کی عام اطلاع کے لئے اعلان کا کوئی خاص طریقہ تجویز کیا جائے تاکہ سب حضرات جماعت میں شریک ہوسکیں اور کوئی شخص جماعت کے ثواب سے

(١) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٨٧، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، سنن الأذان، ١/ ٣٧٠، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٤٦، ٤٤٧، ط: رشيدية

محروم نہ رہ جائے۔

چنانچہ سن ایک ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں مشورہ کے لئے لوگوں کو جمع کیا، کسی نے کہا کہ اس کے لئے بطور علامت کوئی جھنڈا بلند کرنا چاہئے، لوگوں کی نگاہ جب اس پر پڑے گی تو ایک دوسرے کو اطلاع کردیں گے، کسی نے رائے دی کہ کسی بلند جگہ پر آگ روشن کرنی چاہئے، کسی نے مشورہ دیا کہ جس طرح یہود کے عبادت خانوں میں نرسنگا بجایا جاتا ہے ہمیں بھی نرسنگا بجانا چاہئے، کسی نے نصاری کے ناقوس کی تجویز پیش کی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی بات پر اطمینان ظاہر نہیں فرمایا، بلکہ بعض تجاویز یہ فرما کر رد کردیں کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے، آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز پیش کی کہ نماز کا وقت ہونے پر ایک شخص کو بھیجا جائے جو محلّہ در محلّہ گھوم کر یہ اعلان کرے "الصلاۃ جامعة" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تجویز پسند فرمائی، لیکن اس تجویز پر فی الفور عمل نہ ہوسکا تھا، البتہ اس معاملے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر معمولی فکرمندی نے بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فکرمند کردیا تھا۔

چنانچہ سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اذان کے متعلق خواب دیکھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا خواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ سنا سکے، یہاں تک کہ ایک انصاری صحابی حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ نے اذان کے متعلق خواب دیکھا، صبح کے وقت خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب بیان کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان شاء اللہ یہ خواب سچا اور من جانب اللہ ہوگا۔ البتہ جس وقت حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ نے خواب دیکھا تھا، بیمار تھے، ان کی آواز بھی پست تھی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ کو حکم دیا کہ نماز فجر کا وقت ہونے پر آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہونا اور کلمات اذان کو بتلانا تاکہ وہ بلند آواز سے پکاریں کیونکہ ان کی آواز بلند ہے، جب نماز فجر کا وقت ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دینی شروع کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اذان سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب بھی سنایا، اس طرح اذان کی ابتداء ہوئی۔

كذا في صحيح البخاري:

قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَقُولُ: كَانَ المُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا المَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلاَةَ لَيْسَ يُنَادَى لَهَا، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ بُوقًا مِثْلَ قَرْنِ اليَهُودِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوَلاَ تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلاَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا بِلاَلُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلاَةِ».(۱)

==================

(۱) كتاب الأذان، باب بدء الأذان، ۱/ ۸۵، ط: قديمي

وکذا في صحيح مسلم:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَوَاتِ، وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ، فَقَالَ عُمَرُ أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ».(١)

وکذا في سنن أبي داود:

عَنْ أَبِي عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عُمُومَةٍ لَهُ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: اهْتَمَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلصَّلَاةِ كَيْفَ يَجْمَعُ النَّاسَ لَهَا، فَقِيلَ لَهُ: انْصِبْ رَايَةً عِنْدَ حُضُورِ الصَّلَاةِ فَإِذَا رَأَوْهَا آذَنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ، قَالَ: فَذُكِرَ لَهُ الْقُنْعُ - يَعْنِي الشَّبُّورَ وَقَالَ زِيَادٌ: شَبُّورُ الْيَهُودِ - فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ، وَقَالَ: «هُوَ مِنْ أَمْرِ الْيَهُودِ» قَالَ: فَذُكِرَ لَهُ النَّاقُوسُ، فَقَالَ: «هُوَ مِنْ أَمْرِ النَّصَارَى» فَانْصَرَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ وَهُوَ مُهْتَمٌّ لِهَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُرِيَ الْأَذَانَ فِي مَنَامِهِ، قَالَ: فَغَدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَبَيْنَ نَائِمٍ وَيَقْظَانَ، إِذْ أَتَانِي آتٍ فَأَرَانِي الْأَذَانَ، قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَدْ رَآهُ قَبْلَ ذَلِكَ فَكَتَمَهُ عِشْرِينَ يَوْمًا، قَالَ: ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخْبِرَنِي؟»، فَقَالَ: سَبَقَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ، فَاسْتَحْيَيْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا بِلَالُ، قُمْ فَانْظُرْ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ، فَافْعَلْهُ» قَالَ: فَأَذَّنَ بِلَالٌ، قَالَ أَبُو بِشْرٍ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو عُمَيْرٍ، أَنَّ الْأَنْصَارَ تَزْعُمُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ، لَوْلَا أَنَّهُ كَانَ يَوْمَئِذٍ مَرِيضًا لَجَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنًا.(٢)

وکذا في جامع الترمذي:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَوَاتِ وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا قَرْنًا

==================

(١) كتاب الصلاة، باب بدء الأذان، ١/ ١٦٤، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب بدء الأذان، ١/ ٨٣، ط: رحمانيه

مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ».[1]

وكذا في سنن ابن ماجه:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ هَمَّ بِالْبُوقِ، وَأَمَرَ بِالنَّاقُوسِ فَنُحِتَ، فَأُرِيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فِي الْمَنَامِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوسًا، فَقُلْتُ لَهُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ تَبِيعُ النَّاقُوسَ؟ قَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ قُلْتُ: أُنَادِي بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى خَيْرٍ مِنْ ذَلِكَ؟ قُلْتُ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ تَقُولُ: «اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» قَالَ: فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ، حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا رَأَى، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ، يَحْمِلُ نَاقُوسًا، فَقَصَّ عَلَيْهِ الْخَبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ رَأَى رُؤْيَا، فَاخْرُجْ مَعَ بِلَالٍ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَلْقِهَا عَلَيْهِ، وَلْيُنَادِ بِلَالٌ؛ فَإِنَّهُ أَنْدَى صَوْتًا مِنْكَ» قَالَ: فَخَرَجْتُ مَعَ بِلَالٍ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَجَعَلْتُ أُلْقِيهَا عَلَيْهِ وَهُوَ يُنَادِي بِهَا، قَالَ: فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالصَّوْتِ، فَخَرَجَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَى.[2]

وكذا في سنن النسائي: كتاب الأذان، باب بدء الأذان، ١/ ١٠٣، ط: قديمي

وكذا في موطأ مالك: ما جاء في النداء للصلاة، ص٥١، ط: قديمي

وكذا في إعلاء السنن: باب كيفية الأذان والإقامة وسننها والتثويب في الفجر، ٢/ ١٠٩، ط: ادارة القرآن

وكذا في التاتارخانية: الأذان، نوع آخر في بيان سبب ثبوت الأذان، ١/ ٣٧٦، ط: قديمي

وكذا في فتح القدير: كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٢٤٣، ٢٤٤، ط: العلمية

==================

[1] كتاب الصلاة، باب ما جاء في بدء الأذان، ١/ ٤٨، ط: سعيد

[2] أبواب الأذان والسنة فيها، باب بدء الأذان، ١/ ٥١، ط: قديمي

نماز کے علاوہ دیگر مواقع پر اذان کی اجازت

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز کے علاوہ دیگر کون سے مواقع ہیں جن میں فقہاء نے اذان کی اجازت دی ہے؟

جواب: نماز کے علاوہ درج ذیل مواقع میں فقہاء نے اذان کو مشروع قرار دیا ہے:

(۱) نومولود بچے کے کان میں (۲) آگ لگنے کے وقت (۳) کفار سے جنگ کے وقت (۴) مسافر کے پیچھے اس کی سلامتی اور عافیت کے لئے (۵) جب شیاطین ظاہر ہو کر ڈرائیں (٦) غم کے وقت (۷) غصے کے وقت (۸) جب مسافر بھٹک کر راستہ بھول جائے (۹) جب کسی کو مرگی آجائے (۱۰) جب کسی انسان یا جانور کی بد خلقی ظاہر ہو۔

كذا في المرقاة

وَيُسَنُّ أَيْضًا عَنِ الْهَمِّ وَسُوءِ الْخُلُقِ لِخَبَرِ الدَّيْلَمِيِّ، «عَنْ عَلِيٍّ: رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزِينًا فَقَالَ: (يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ إِنِّي أَرَاكَ حَزِينًا فَمُرْ بَعْضَ أَهْلِكَ يُؤَذِّنْ فِي أُذُنِكَ، فَإِنَّهُ دَرَأُ الْهَمِّ) قَالَ: فَجَرَّبْتُهُ فَوَجَدْتُهُ كَذَلِكَ»... وَرَوَى الدَّيْلَمِيُّ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: («مَنْ سَاءَ خُلُقُهُ مِنْ إِنْسَانٍ أَوْ دَابَّةٍ فَأَذِّنُوا فِي أُذُنِهِ».[۱]

وكذا في الشامية:

قَدْ يُسَنُّ الْأَذَانُ لِغَيْرِ الصَّلَاةِ، كَمَا فِي أَذَانِ الْمَوْلُودِ، وَالْمَهْمُومِ، وَالْمَصْرُوعِ، وَالْغَضْبَانِ، وَمَنْ سَاءَ خُلُقُهُ مِنْ إِنْسَانٍ أَوْ بَهِيمَةٍ، وَعِنْدَ مُزْدَحَمِ الْجَيْشِ، وَعِنْدَ الْحَرِيقِ... وَعِنْدَ تَغَوُّلِ الْغِيلَانِ: أَيْ عِنْدَ تَمَرُّدِ الْجِنِّ لِخَبَرٍ صَحِيحٍ فِيهِ... وَزَادَ ابْنُ حَجَرٍ فِي التُّحْفَةِ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ خَلْفَ الْمُسَافِرِ. قَالَ الْمَدَنِيُّ: أَقُولُ وَزَادَ فِي شِرْعَةِ الْإِسْلَامِ لِمَنْ ضَلَّ الطَّرِيقَ فِي أَرْضٍ قَفْرٍ: أَيْ خَالِيَةٍ مِنْ النَّاسِ.[۲]

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

هذا ويندب الأذان لأمور غير الصلاة: منها الأذان في أذُن المولود اليمنى عند ولادته، كما تندب الإقامة في اليسرى لأنه صلّى الله عليه وسلم أذَّن في أذُن الحسن حين ولدته فاطمة. ومنها الأذان وقت الحريق ووقت

(۱) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۲/ ۱٤۹، ط: امداديه

(۲) كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المواضع التي يندب لها الآذان في غير الصلاة، ۱/ ۳۸۵، ط: سعيد

الحرب، وخلف المسافر. ومنها الأذان في أذن المهموم المصروع وللغضبان ولمن ساء خلقه من إنسان أو بهيمة، وإذا تغولت الغيلان أي سحرة الجن والشياطين، وذلك لدفع شرها بالأذان، فإن الشيطان إذا سمع الأذان أدبر. (١)

وكذا في منحة الخالق على البحر الرائق:

أَنَّهُ قَدْ يُسَنُّ الْأَذَانُ لِغَيْرِ الصَّلَاةِ كَمَا فِي أَذَانِ الْمَوْلُودِ وَالْمَهْمُومِ وَالْمَفْزُوعِ وَالْغَضْبَانِ وَمَنْ سَاءَ خُلُقُهُ مِنْ إِنْسَانٍ أَوْ بَهِيمَةٍ وَعِنْدَ مُزْدَحِمِ الْجَيْشِ وَعِنْدَ الْحَرِيقِ... وَعِنْدَ تَغَوُّلِ الْغِيلَانِ أَيْ عِنْدَ تَمَرُّدِ الْجِنِّ لِخَبَرٍ صَحِيحٍ فِيهِ. (٢)

وكذا في كفايت المفتي: كتاب الصلاة، باب الأذان، الفصل الأول فيما يتعلق بالأذان، ٣/ ٥٠٦، ط: ادارة الفاروق

وكذا في كتاب المسائل: اذان واقامت کے مسائل، ١/ ٢٦٠، ط: قدیمی

اذان کے جواب کا مسنون طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان کا جواب دینے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: جو شخص بھی اذان سنے خواہ مرد ہو یا عورت، پاک ہو یا ناپاک، اس کے لئے اذان کا جواب دینا افضل اور مستحب ہے، احادیث مبارکہ میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ جب مؤذن ایک کلمہ کہہ کر کرے تو جواب دینے والا وہی کلمہ کہے، اور جب مؤذن "حي على الصلاة" اور "حي على الفلاح" کہے تو جواب دینے والا "لا حول ولا قوة إلا بالله" کہے، اور فجر کی اذان میں جب مؤذن "الصلاة خير من النوم" کہے تو جواب دینے والا "صدقت وبررت" کہے۔

كذا في سنن أبي داود:

عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ: أَحَدُكُمْ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، فَإِذَا قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ ".(٣)

=====================

(١) الباب الثاني في الصلاة، الفصل الثالث الأذان والإقامة، الأذان لغير الصلاة، ١/ ٧٢٠، ٧٢١، ط: دار الفكر

(٢) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٤٥، ط: دار العلوم كراتشي

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يقولوا إذا سمع المؤذن، ١/ ٨٩، ط: رحمانيه

وكذا في فتح القدير:

السامع للأذان أن يجيب فيقول مثل ما يقول المؤذن إلا في الحيعلتين فيحوقل، وعند ''الصلاة خير من النوم'' ''صدقت وبررت'' الإجابة فظاهر الخلاصة والفتاوى والتحفة وجوبها. (١)

وكذا في البحر الرائق:

يَجِبُ عَلَى السَّامِعِ لِلْأَذَانِ الْإِجَابَةُ وَيَقُولُ مَكَانَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إلَّا بِاَللَّهِ وَمَكَانَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ؛ لِأَنَّ إعَادَةَ ذَلِكَ يُشْبِهُ الِاسْتِهْزَاءَ؛ لِأَنَّ لَيْسَ بِتَسْبِيحٍ وَلَا تَهْلِيلٍ وَكَذَا إذَا قَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنْ النَّوْمِ فَإِنَّهُ يَقُولُ صَدَقْت وَبَرَرْت وَلَا يَقْرَأُ السَّامِعُ وَلَا يُسَلِّمُ وَلَا يَرُدُّ السَّلَامَ وَلَا يَشْتَغِلُ بِشَيْءٍ سِوَى الْإِجَابَةِ وَلَوْ كَانَ السَّامِعُ يَقْرَأُ يَقْطَعُ الْقِرَاءَةَ وَيُجِيبُ. (٢)

وكذا في البزازية:

سمع الأذان فعليه الإجابة ولو ضيفاء والإجابة بالقول لا بالقدم ولو في المسجد لا جواب عليه. (٣)

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: كتاب الصلاة، باب اذان اور اقامت کا بیان، ٢/ ٧٩، ط: زمزم پبلشرز

وكذا في کفایت المفتی: الفصل الثاني فيما يتعلق بإجابة الأذان، ٣/ ٥١٤، ط: دارة الفاروق

==================

(١) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٢٥٤، ط: دار الكتب العلمية

(٢) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٥٠، ط: رشيديه

(٣) كتاب الصلاة، الأول في الأذان، ١/ ٢٥، ط: قديمي

باب شروط الصلاة

پینٹ شرٹ میں نماز کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ پینٹ شرٹ میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ پینٹ شرٹ کا اگر چہ مسلمانوں میں عام رواج ہو چکا ہے، لیکن پھر بھی اسے انگریزی لباس سمجھا جاتا ہے، جو تشبہ بالکفار اگرچہ نہیں ہے لیکن تشبہ بالفساق ضرور ہے، اس لئے اس سے احتراز لازم ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اتنی چست تنگ یا فٹنگ والی پینٹ شرٹ پہنے جس سے اعضاء کی بناوٹ ظاہر ہوتی ہو تو ایسا لباس پہننا حرام ہے، اور ایسے لباس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور واجب الاعادہ ہے۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَلَا يَضُرُّ الْتِصَاقُهُ) أَيْ بِالْأَلْيَةِ مَثَلًا، وَقَوْلُهُ وَتَشَكُّلُهُ مِنْ عَطْفِ الْمُسَبَّبِ عَلَى السَّبَبِ. وَعِبَارَةُ شَرْحِ الْمُنْيَةِ: أَمَّا لَوْ كَانَ غَلِيظًا لَا يُرَى مِنْهُ لَوْنُ الْبَشَرَةِ إلَّا أَنَّهُ الْتَصَقَ بِالْعُضْوِ وَتَشَكَّلَ بِشَكْلِهِ فَصَارَ شَكْلُ الْعُضْوِ مَرْئِيًّا فَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَمْنَعَ جَوَازَ الصَّلَاةِ لِحُصُولِ السَّتْرِ. اهـ. قَالَ ط: وَانْظُرْ هَلْ يَحْرُمُ النَّظَرُ إلَى ذَلِكَ الْمُتَشَكِّلِ مُطْلَقًا أَوْ حَيْثُ وُجِدَتْ الشَّهْوَةُ؟ . اهـ. قُلْت: سَنَتَكَلَّمُ عَلَى ذَلِكَ فِي كِتَابِ الْحَظْرِ، وَالَّذِي يَظْهَرُ مِنْ كَلَامِهِمْ.[1]

وفيه أيضا:

وَعَلَى هَذَا لَا يَحِلُّ النَّظَرُ إلَى عَوْرَةِ غَيْرِهِ فَوْقَ ثَوْبٍ مُلْتَزِقٍ بِهَا يَصِفُ حَجْمَهَا فَيُحْمَلُ مَا مَرَّ عَلَى مَا إذَا لَمْ يَصِفْ حَجْمَهَا فَلْيُتَأَمَّلْ.[2]

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤٠٣، ط: سعيد

وكذا في نجم الفتاوى: كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٣٩٠، ط: ياسين القرآن

پاکی اور ناپاکی کا خیال رکھنے اور نہ رکھنے والوں کا اکھٹا نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مساجد ومدارس میں جہاں بہت سے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے تو اس

(۱) كتاب الصلاة، شروط الصلاة، ١/ ٤١٠، ط: سعيد

(۲) كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ٦/ ٣٦٦، ط: سعيد

اجتماع میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو پاکی کا خیال رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو پاکی کا خیال صحیح طریقے سے نہیں رکھتے تو آیا ان کے ساتھ نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے، آیا جو پاکی کا خیال رکھتے ہیں ان کی نماز پاکی کا خیال نہ رکھنے والوں کے ساتھ ہو جائے گی جیسے کہ علماء حضرات بھی مسجد میں جاکر نماز پڑھتے ہیں اور دوسرے لوگ جو پاکی کا خیال نہیں رکھتے وہ بھی اور چھوٹے بچے وہ بھی وہیں نماز پڑھتے ہیں تو ان سب کی نماز درست ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ نماز کے صحیح ہونے کے لئے نمازی کے کپڑے، بدن اور جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں جن لوگوں کے کپڑے اور بدن پاک ہیں تو ان کی نماز درست ہے، اور جن کے کپڑے اور بدن ناپاک ہیں ان کی نماز درست نہیں۔

كذا في التنوير مع شرحه:

وثوبه وكذا ما يتحرك بحركته أو يعد حاملا له كصبي عليه نجس إن لم يستمسك بنفسه منع وإلا لا. [1]

وكذا في الهندية:

إذَا وُضِعَ فِي حِجْرِ الْمُصَلِّي الصَّبِيُّ الْغَيْرُ الْمُسْتَمِكِ وَعَلَيْهِ نَجَاسَةٌ مَانِعَةٌ إنْ لَمْ يَمْكُثْ قَدْرَ مَا أَمْكَنَهُ أَدَاءُ رُكْنٍ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ وَإِنْ مَكَثَ تَفْسُدُ بِخِلَافِ مَا لَوْ اسْتَمْسَكَ وَإِنْ طَالَ مُكْثُهُ وَكَذَا الْحَمَامَةُ الْمُتَنَجِّسَةُ إذَا جَلَسَتْ عَلَيْهِ. هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَفَتْحِ الْقَدِيرِ. [2]

امام اگر مقتدی کی نیت نہ کرے تو مقتدی کی نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر مقتدی اور امام آپس میں ایک دوسرے سے ناراض ہو، تو آیا اس مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے ہوتی ہے یا نہیں، اگر ہوتی ہے تو امام اگر یہ کہے کہ میں اس مقتدی کی نیت نہیں کرتا ہوں تو پھر اس مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

جواب: صورتِ مذکورہ میں مقتدی کی نماز مذکورہ امام کے پیچھے درست ہے، اگرچہ امام یہ کہے کہ میں اس مقتدی کی نیت نہیں کرتا ہوں، البتہ امام کو ایسے اخلاق اختیار کرنے چاہئیں جن سے مقتدیوں کو کسی بھی قسم کی ناراضگی کا موقع نہ ملے، اور احادیث میں ایسے آدمیوں کے لے بہت سخت وعید آئی ہے جو آپس میں قطع تعلق کرتے ہیں۔

==================

[1] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٠١، ط: سعيد

[2] الباب الثالث في شروط الصلاة، ١/ ٦٣، ط: رشيدية

كذا في صحيح مسلم:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّهِ شَيْئًا إِلَّا رجلا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: انْظُرُوا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا. (۱)

وكذا في الهندية:

وَالْإِمَامُ يَنْوِي مَا يَنْوِي الْمُنْفَرِدُ وَلَا يَحْتَاجُ إِلَى نِيَّةِ الْإِمَامَةِ حَتَّى لَوْ نَوَى أَنْ لَا يَؤُمَّ فُلَانًا فَجَاءَ فُلَانٌ وَاقْتَدَى بِهِ جَازَ. هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. (۲)

جیب کے اندر ناپاک رومال رکھ کر نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جیب کے اندر نجس رومال رکھنے سے نماز درست ہو جائے گی، جبکہ نماز پڑھنے والے کے کپڑے اور بدن بالکل پاک ہو؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں نماز درست نہیں۔

كذا في الدر المختار:

قال العلامة الحصكفي: شرائط الصلاة ستة، (طهارة بدنه) أي جسده... (من حدث)... (وخبث)... (وثوبه) وكذا ما يتحرك بحركته أو يعد حاما له كصبي عليه نجس إن لم يستمسك بنفسه منع وإلا لا كجنب وكلب إن شد فمه في الأصح. (۳)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَكَذَا مَا) أَيْ شَيْءٌ مُتَّصِلٌ بِهِ يَتَحَرَّكُ بِحَرَكَتِهِ كَمِنْدِيلٍ طَرَفُهُ عَلَى عُنُقِهِ وَفِي الْآخَرِ نَجَاسَةٌ مَانِعَةٌ إنْ تَحَرَّكَ مَوْضِعُ النَّجَاسَةِ بِحَرَكَاتِ الصَّلَاةِ مَنَعَ وَإِلَّا، بِخِلَافِ مَا لَمْ يَتَّصِلْ كَبِسَاطٍ طَرَفُهُ نَجِسٌ وَمَوْضِعُ الْوُقُوفِ وَالْجَبْهَةِ طَاهِرٌ فَلَا يَمْنَعُ مُطْلَقًا. (٤)

---

(۱) كتاب البر والصلة، باب النهي عن الشحناء، ۲/ ۳۱۷، ط: قديمي

(۲) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، الفصل الرابع في النية، ۱/ ٦٦، ط: رشيديه

(۳) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/ ٤۰۳، ٤۰٤، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/ ٤۰۲، ط: سعيد

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ وَإِلَّا لَا) أَيْ وَإِنْ كَانَ يَسْتَمْسِكُ بِنَفْسِهِ لَا يَمْنَعُ لِأَنَّ حَمْلَ النَّجَاسَةِ حِينَئِذٍ يُنْسَبُ إلَيْهِ لَا إلَى الْمُصَلِّي... لَوْ صَلَّى حَامِلًا بَيْضَةً مَذِرَةٍ صَارَ مُحُّهَا دَمًا جَازَ لِأَنَّهُ فِي مَعْدِنِهِ، وَالشَّيْءُ مَا دَامَ فِي مَعْدِنِهِ لَا يُعْطَى لَهُ حُكْمُ النَّجَاسَةِ. (١)

وكذا في الهندية:

رَجُلٌ صَلَّى وَفِي كُمِّهِ قَارُورَةٌ فِيهَا بَوْلٌ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ سَوَاءٌ كَانَتْ مُمْتَلِئَةً أَوْ لَمْ تَكُنْ؛ لِأَنَّ هَذَا لَيْسَ فِي مَظَانِّهِ وَمَعْدِنِهِ بِخِلَافِ الْبَيْضَةِ الْمَذِرَةِ؛ لِأَنَّهُ فِي مَعْدِنِهِ وَمَظَانِّهِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. (٢)

وفيه أيضا:

وَلَوْ كَانَ الثَّوْبُ الْمُتَنَجِّسُ مُعَلَّقًا فَوْقَ رَأْسِهِ إذَا قَامَ الْمُصَلِّي يَصِيرُ عَلَى كَتِفِهِ فَصَلَّى رُكْنًا مَعَهُ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: هِيَ طَهَارَةُ بَدَنِهِ مِنْ حَدَثٍ وَخَبَثٍ وَثَوْبِهِ وَمَكَانِهِ)... وَأَشَارَ بِاشْتِرَاطِ طَهَارَةِ الثَّوْبِ إلَى أَنَّهُ لَوْ حَمَلَ نَجَاسَةً مَانِعَةً فَإِنَّ صَلَاتَهُ بَاطِلَةٌ فَكَذَا لَوْ كَانَتْ النَّجَاسَةُ فِي طَرَفِ عِمَامَتِهِ أَوْ مِنْدِيلِهِ الْمَقْصُودُ ثَوْبٌ هُوَ لَابِسُهُ فَأَلْقَى ذَلِكَ الطَّرَفَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَلَّى فَإِنَّهُ إنْ تَحَرَّكَ بِحَرَكَتِهِ لَا يَجُوزُ وَإِلَّا يَجُوزُ؛ لِأَنَّهُ بِتِلْكَ الْحَرَكَةِ يُنْسَبُ لِحَمْلِ النَّجَاسَةِ. (٤)

وكذا في "بہشتی گوہر" نماز کی شرطوں کا بیان، ص۴۶، ط: البشری

وكذا في نجم الفتاوى: كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٣٨٤، ط: ياسين القرآن

نماز میں تعداد رکعات کی نیت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا نماز میں تعداد رکعات کی نیت کرنا شرط ہے؟

(١) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٠٢، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٦٢، ط: رشيديه

(٣) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٦٣، ط: رشيديه

(٤) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٦٣، ٤٦٤، ط: رشيديه

جواب: فرض نمازوں کی ادائیگی میں وقت کا تعین کرنا ضروری ہے، اس کے علاوہ رکعات کی تعداد کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے، بغیر نیت تعداد رکعات کے بھی نماز درست ہو جائے گی۔

وکذا في تنویر الأبصار:

ولا بد من التعين عند النية لفرض ولو قضاء وواجب دون عدد ركعاته.[1]

وکذا في الهندية:

وَإِنَّمَا يُجْزِيهِ أَنْ يَنْوِيَ فَرْضَ الْوَقْتِ إِذَا كَانَ يُصَلِّي فِي الْوَقْتِ أَمَّا بَعْدَ خُرُوجِ الْوَقْتِ إِذَا صَلَّى وَهُوَ لَا يَعْلَمُ بِخُرُوجِهِ فَنَوَى فَرْضَ الْوَقْتِ فَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ... وَلَا يُشْتَرَطُ عَدَدُ الرَّكَعَاتِ هَكَذَا فِي شَرْحِ الْوِقَايَةِ.[2]

وکذا في البحر الرائق:

وقيد بنية التعين لأن نية عدد الركعات ليست بشرط في الفرض والواجب لأن قصد التعيين مغنٍ عنه.[3]

وکذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ٥/ ٥٠٦، ط: فاروقيه

وکذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، نیت کے مسائل، ١/ ٢٩٣، ط: قديمي

عورتوں کا جہری نمازوں میں بلند آواز سے قرات کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں عورتیں مردوں کی طرح بلند آواز سے قرات پڑھ سکتی ہیں یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ عام حالات میں عورتوں کی آواز ستر میں شامل ہے، اس لئے شرعاً عورتوں کو اس کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ نماز میں اپنی آواز کو پست اور آہستہ کریں۔

کذا في الشامية:

وَلَا يُسْتَحَبُّ أَنْ تُسْفِرَ بِالْفَجْرِ، وَلَا تَجْهَرُ فِي الْجَهْرِيَّةِ، بَلْ لَوْ قِيلَ بِالْفَسَادِ بِجَهْرِهَا لَأَمْكَنَ بِنَاءً عَلَى أَنَّ صَوْتَهَا عَوْرَةٌ.[4]

==================

[1] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤١٨ تا ٤٢٠، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، الفصل الرابع في النية، ١/ ٦٦، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٩١، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، باب آداب الصلاة، ١/ ٥٠٤، ط: سعيد

وفيه أيضا:

قَالَ فِي الْفَتْحِ: وَعَلَى هَذَا لَوْ قِيلَ إِذَا جَهَرَتْ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ فَسَدَتْ كَانَ مُتَّجَهًا، وَلِهَذَا مَنَعَهَا - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - مِنَ التَّسْبِيحِ بِالصَّوْتِ لِإِعْلَامِ الْإِمَامِ بِسَهْوِهِ إِلَى التَّصْفِيقِ اه وَأَقَرَّهُ الْبُرْهَانُ الْحَلَبِيُّ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ الْكَبِيرِ، وَكَذَا فِي الْإِمْدَادِ. (١)

وكذا في كبيري:

صوت المرأة قال الشيخ كمال الدين بن همام صرح في النوازل بأن نغمة المرأة عورة.... قال وعلى هذا لو قيل إذا جهرت بالقرآن في الصلاة فسدت كن متجها. (٢)

وكذا في مجموعة الفتاوى: كتاب الصلاة، ١/ ١٩٢، ط: سعيد

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، فصل خامس قرات فی الصلاۃ، ۱۵۸/۲، ط: دار الاشاعت

طلوع فجر سے پہلے نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پہلے نماز فجر پڑھنا شروع کردے اور نماز کے دوران فجر کا وقت داخل ہو جائے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ نماز کا وقت نماز کے لئے سبب ہے، اس لئے وقت سے پہلے نماز شروع کرنا درست نہیں ہے، اگر کسی نے وقت سے پہلے نماز شروع کی اور ختم وقت کے اندر کی تو اس کی نماز نہیں ہوگی اور اس پر نماز کا اعادہ لازم ہوگا۔

كذا في الدر المختار:

يُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ الصَّلَاةِ دُخُولُ الْوَقْتِ وَاعْتِقَادُ دُخُولِهِ كَمَا فِي نُورِ الْإِيضَاحِ وَغَيْرِهِ، فَلَوْ شَكَّ فِي دُخُولِ وَقْتِ الْعِبَادَةِ فَأَتَى بِهَا فَبَانَ أَنَّهُ فَعَلَهَا فِي الْوَقْتِ لَمْ يَجْزِهِ كَمَا فِي الْأَشْبَاهِ فِي بَحْثِ النِّيَّةِ. (٣)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٠٦، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الشرط الثالث فروع من مبحث الستر، ص١٩٠، ط: نعمانيه

(٣) كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت، ١/ ٣٧٠، ط: سعيد

وكذا في كبيري:

إن دخول الوقت شرط لصحة أداء الصلاة لا وجوده جميعه وإلا يلزم أداء الصلاة بعد الوقت والأصل في اشتراط الوقت قوله تعالى ''إن الصلاة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا''.(۱)

وكذا في البحر الرائق:

الْوَقْتِ وَهُوَ شَرْطُ صِحَّةٍ مُتَعَلِّقَةٍ بِالضَّرُورَةِ كَمَا يُفِيدُهُ كَوْنُهُ ظَرْفًا ثُمَّ عَامَّةُ مَشَايِخِنَا عَلَى أَنَّ السَّبَبَ هُوَ الْجُزْءُ الْأَوَّلُ إنْ اتَّصَلَ بِهِ الْأَدَاءُ وَإِنْ لَمْ يَتَّصِلْ بِهِ انْتَقَلَتْ كَذَلِكَ إلَى مَا يَتَّصِلُ بِهِ وَإِلَّا فَالسَّبَبُ الْجُزْءُ الْأَخِيرُ وَبَعْدَ خُرُوجِهِ يُضَافُ إلَى جُمْلَتِهِ. (۲)

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، ۲/ ۱۳۰، ط: سعيد

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب المواقيت، ۵/ ۳۷۱، ط: فاروقيه

نفل کی نیت سے فرض نماز پڑھنے کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک دفعہ میں نے غلطی سے نفل کی نیت سے فرض نماز پڑھ لی تو اب میں کیا کروں اس نماز کو دوبارہ لوٹا دوں یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ نیت کا تعلق دل سے ہے، پس اگر دل میں کسی متعین نماز کی نیت کر لی تو وہی نماز ہو گی جس کی نیت کی ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر اس شخص نے ابتداءً دل سے نفل کی نیت سے فرض نماز پڑھ لی تو وہ نماز واجب الاعادہ ہو گی، اور اگر دل میں فرض کی نیت تھی اور زبان سے غلطی سے فرض کے بجائے نفل نکل گیا تو فرض نماز درست ہو جائے گی۔

كذا في الهندية:

النِّيَّةُ إرَادَةُ الدُّخُولِ فِي الصَّلَاةِ وَالشَّرْطُ أَنْ يَعْلَمَ بِقَلْبِهِ أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي وَأَدْنَاهَا مَا لَوْ سُئِلَ لَأَمْكَنَهُ أَنْ يُجِيبَ عَلَى الْبَدِيهَةِ وَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى أَنْ يُجِيبَ إلَّا بِتَأَمُّلٍ لَمْ تَجُزْ صَلَاتُهُ وَلَا عِبْرَةَ لِلذِّكْرِ بِاللِّسَانِ فَإِنْ فَعَلَهُ لِتَجْتَمِعَ عَزِيمَةُ قَلْبِهِ فَهُوَ حَسَنٌ. (۳)

==================

(۱) كتاب الصلاة، الشرط الخامس، ۱/ ۱۹۸، ط: نعمانيه

(۲) كتاب الصلاة، ۱/ ۴۲۳، ۳۲۴، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، ۱/ ۶۵، ط: رشيدية

وكذا في الدر المختار:

(وَهُوَ) أَيْ عَمَلُ الْقَلْبِ (أَنْ يَعْلَمَ) عِنْدَ الْإِرَادَةِ (بَدَاهَةً) بِلَا تَأَمُّلٍ (أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي) فَلَوْ لَمْ يَعْلَمْ إلَّا بِتَأَمُّلٍ لَمْ يَجُزْ. (وَالتَّلَفُّظُ) عِنْدَ الْإِرَادَةِ (بِهَا مُسْتَحَبٌّ) هُوَ الْمُخْتَارُ. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَالشَّرْطُ أَنْ يَعْلَمَ بِقَلْبِهِ أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي) أَيْ الشَّرْطُ فِي اعْتِبَارِهَا عِلْمُهُ أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي أَيْ التَّمْيِيزُ، فَالنِّيَّةُ هِيَ الْإِرَادَةُ لِلْفِعْلِ. (۲)

وكذا في خلاصة الفتوى:

رجل افتتح المكتوبة وظن أنها تطوع فصلى على نية التطوع حتى فرغ فالصلاة هي المكتوبة. (۳)

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة وما يتعلق بها، ۳/ ۱٦، ط: سعيد

ناپاک چادر پر نماز پڑھنے کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے نماز پڑھنے کے لئے ایک چادر بچھائی جو کہ ناپاک تھی اور اس کے اوپر ایک چھوٹا رومال بچھایا اور سجدہ اس رومال پر کیا جبکہ رومال کے نیچے وہ چادر موجود تھی اور اسی طرح اس شخص کے پاؤں بھی اس ناپاک چادر پر تھے آیا اس صورت میں نماز ہو گئی یا نہیں؟

جواب: صورت مذکورہ میں اس شخص کی نماز نہیں ہوئی لہٰذا اس نماز کا لوٹانا ضروری ہے۔

كذا في الهندية:

وَإِنْ كَانَتْ النَّجَاسَةُ تَحْتَ يَدَيْهِ أَوْ رُكْبَتَيْهِ فِي حَالَةِ السُّجُودِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاخْتَارَ أَبُو اللَّيْثِ أَنَّهَا تَفْسُدُ وَصَحَّحَهُ فِي الْعُيُونِ. (٤)

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، بحث النية، ۱/ ٤١٥، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/ ٤٨٢، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، الفصل الثامن في النية، ۱/ ۸۰، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، ۱/ ٦١، ط: رشيدية

وكذا في الشامية:

وَإِنَّمَا تَفْسُدُ إِذَا كَانَ النَّجِسُ الْمَانِعُ فِي مَوْضِعِ قِيَامِهِ أَوْ جَبْهَتِهِ أَوْ فِي مَوْضِعِ يَدَيْهِ أَوْ رُكْبَتَيْهِ عَلَى مَا مَرَّ. (١)

وكذا في الدر المختار:

ثم الشرط لغة العلامة اللازمة... (مكانه) أي موضع قدميه أو إحداهما أن رفع الأخرى وموضع سجوده اتفاقا في الأصح. (٢)

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، فصل اول طهارت، ٢/ ١٠٣، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوى زكريا: كتاب الصلاة، صفت صلوة كا بيان، ٢/ ١٠٢، ط: زمزم پبلشرز

بغیر اجازت دوسرے کی قمیص پہن کر نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی قمیص وغیرہ بغیر اجازت کے پہن لے پھر اسی حالت میں نماز پڑھے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: صراحتاً یا دلالتاً اجازت لئے بغیر کسی کے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ نماز ہو جائے گی۔

كذا في الطحطاوي على مراقي الفلاح:

قوله: "وتكره في أرض الغير بلا رضاه" فروع تكره الصلاة في الثوب المغصوب وإن لم يجد غيره لعدم جواز الإنتفاع بملك الغير قبل الأذن. (٣)

وفيه أيضا:

قوله: "وللمغصوب" نقل في الفتاوي الهندية عن مختارات النوازل الصلاة في أرض مغصوبة جائزة ولكن يعاقب بظلمه... وفي السراج والقهستاني تكره الصلاة في الثوب الحرير والثوب المغصوب وإن صحت

==================

(١) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٢٦، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٠٢، ٤٠٣، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، فصل في المكروهات، ص٣٥٨، ط: رشيدية

والثواب إلى الله تعالى.[1]

وكذا في البحر الرائق:

فلو سترها بثوب حرير وصلى صحت وأثم كالصلاة في الأرض المغصوبة.[2]

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ۳/ ٤۲۸، ط: سعيد

نماز میں نیت کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک بندے نے ظہر کی نماز پڑھی اور نیت نہیں کی تو اس کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح اگر اس نے ظہر کی نماز میں نیت عصر کی نماز کی کرلی تو پھر کیا حکم ہوگا؟

جواب: واضح رہے کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے، زبان سے تلفظ کرنا ضروری نہیں ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر اس شخص نے دل میں نماز ظہر کی نیت کرلی تھی تو اس کی نماز ہو جائے گی، البتہ اگر دل میں بھی نیت نہیں کی تو پھر اس کی نماز نہیں ہوئی ایسی صورت میں اس نماز کا اعادہ ضروری ہے، اور اسی طرح اگر اس نے ظہر کی نماز میں بھول کر زبان سے عصر کی نماز کی نیت کرلی لیکن دل میں ارادہ ظہر کی نماز کا تھا تو بھی اس کی ظہر کی نماز ادا ہو جائے گی اور اگر دل میں بھی عصر کی نماز کا ارادہ تھا تو اس کی ظہر کی نماز ادا نہیں ہوگی بلکہ ظہر کی فرض نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

كذا في الدر المختار:

(ولا بد من التعيين عند النية... لفرض) أنه ظهر أو عصر قرنه باليوم أو الوقت أو لا.[3]

وفيه أيضا:

(وَ) الْخَامِسُ (النِّيَّةُ) بِالْإِجْمَاعِ (وَهِيَ الْإِرَادَةُ) الْمُرَجِّحَةُ لِأَحَدِ الْمُتَسَاوِيَيْنِ أَيْ إرَادَةُ الصَّلَاةِ لِلَّهِ تَعَالَى عَلَى الْخُلُوصِ (لَا) مُطْلَقُ (الْعِلْمِ) فِي الْأَصَحِّ... (وَالْمُعْتَبَرُ فِيهَا عَمَلُ الْقَلْبِ اللَّازِمِ لِلْإِرَادَةِ) فَلَا عِبْرَةَ لِلذِّكْرِ بِاللِّسَانِ إنْ خَالَفَ الْقَلْبَ لِأَنَّهُ كَلَامٌ لَا نِيَّةَ إلَّا إذَا عَجَزَ عَنْ إحْضَارِهِ لِهُمُومٍ أَصَابَتْهُ فَيَكْفِيهِ اللِّسَانُ مُجْتَبَى (وَهُوَ) أَيْ عَمَلُ الْقَلْبِ (أَنْ يَعْلَمَ) عِنْدَ الْإِرَادَةِ (بَدَاهَةً) بِلَا تَأَمُّلٍ (أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي) فَلَوْ لَمْ يَعْلَمْ إلَّا بِتَأَمُّلٍ لَمْ يَجُزْ.

==================

[1] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ص۲۱۱، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/ ٤٦٧، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب شرط الصلاة، ۱/ ٤۱۸، ط: سعيد

(وَالتَّلَفُّظُ) عِنْدَ الْإِرَادَةِ (بِهَا مُسْتَحَبٌّ) هُوَ الْمُخْتَارُ. (۱)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ إِنْ خَالَفَ الْقَلْبَ) فَلَوْ قَصَدَ الظُّهْرَ وَتَلَفَّظَ بِالْعَصْرِ سَهْوًا أَجْزَأَهُ. (۲)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَالنِّيَّةُ بِلَا فَاصِلٍ) يَعْنِي مِنْ شُرُوطِ الصَّلَاةِ لِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى ذَلِكَ كَمَا نَقَلَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ... (قَوْلُهُ: وَالشَّرْطُ أَنْ يَعْلَمَ بِقَلْبِهِ أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي) أَيْ الشَّرْطُ فِي اعْتِبَارِهَا عِلْمُهُ أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي أَيْ التَّمْيِيزُ، فَالنِّيَّةُ هِيَ الْإِرَادَةُ لِلْفِعْلِ وَشَرْطُهَا التَّعْيِينُ لِلْفَرَائِضِ... وَالْحَقُّ أَنَّهُمْ إِنَّمَا ذَكَرُوا الْعِلْمَ بِالْقَلْبِ لِإِفَادَةِ أَنَّ النِّيَّةَ إِنَّمَا هِيَ عَمَلُ الْقَلْبِ وَأَنَّهُ لَا يُعْتَبَرُ بِاللِّسَانِ لَا أَنَّهُ شَرْطٌ زَائِدٌ عَلَى أَصْلِ النِّيَّةِ وَاشْتِرَاطِ التَّعْيِينِ... وقد أجمع العلماء على أنه لو نوى بقلبه ولم يتكلم فإنه يجوز. (۳)

وكذا في بدائع الصنائع:

فالنية هي الإرادة فنية الصلاة هي إرادة الصلاة لله تعالى على الخلوص والإرادة عمل القلب. (٤)

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة وما يتعلق بها، ۳/ ۱۶، ط: سعید

تکبیر تحریمہ سے پہلے ہاتھ اٹھانا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی نماز شروع کرتے وقت پہلے ہاتھ کانوں تک اٹھاتا ہے پھر ہاتھ باندھ کر تکبیر پڑھتا ہے تو آیااس طرح کرنا جائز ہے؟اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟اوراگر یہ شخص اس کی عادت بنالے اوراس کی اصلاح نہ کرے تواس کا کیا حکم ہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ کہنے کامسنون طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ اٹھانااور تکبیر کہنادونوں ایک ساتھ ہوں، اگر کوئی شخص اس کے خلاف کرے اوراس کی عادت بنالے تواس کی نماز درست توہو جائے گی مگر ایسا کرنا صحیح نہیں ہے۔

---

(۱) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/ ٤١٤، ٤١٥، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، شروط الصلاة، ۱/ ٤١٥، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/ ٤٨٠- ٤٨٣، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، الكلام في النية، ۱/ ۳۳۰، ط: رشيدية

کذا في بدائع الصنائع:

رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ إلخ، وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَنَّهُ كَانَ فِي عَشَرَةِ رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ لَهُمْ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -؟ فَقَالُوا: هَاتِ، فَقَالَ: رَأَيته إذَا كَبَّرَ عِنْدَ فَاتِحَةِ الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَعَلَى هَذَا إجْمَاعُ السَّلَفِ. وَأَمَّا وَقْتُهُ فَوَقْتُ التَّكْبِيرِ مُقَارِنًا لَهُ؛ لِأَنَّهُ سُنَّةٌ. التَّكْبِيرُ شُرِعَ لِإِعْلَامِ الْأَصَمِّ الشُّرُوعَ فِي الصَّلَاةِ وَلَا يَحْصُلُ هَذَا الْمَقْصُودُ إلَّا بِالْقِرَانِ. وَأَمَّا كَيْفِيَّتُهُ فَلَمْ يُذْكَرْ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، وَذَكَرَ الطَّحَاوِيُّ أَنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ نَاشِرًا أَصَابِعَهُ مُسْتَقْبِلًا بِهِمَا الْقِبْلَةَ، فَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: أَرَادَ بِالنَّشْرِ تَفْرِيجَ الْأَصَابِعِ، وَلَيْسَ كَذَلِكَ بَلْ أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَهُمَا مَفْتُوحَتَيْنِ لَا مَضْمُومَتَيْنِ حِينَ تَكُونُ الْأَصَابِعُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ، وَعَنْ الْفَقِيهِ أَبِي جَعْفَرٍ الْهِنْدُوَانِيِّ أَنَّهُ لَا يُفَرِّجُ كُلَّ التَّفْرِيجِ وَلَا يَضُمُّ كُلَّ الضَّمِّ بَلْ يَتْرُكُهُمَا عَلَى مَا عَلَيْهِ الْأَصَابِعُ فِي الْعَادَةِ بَيْنَ الضَّمِّ وَالتَّفْرِيجِ. وَأَمَّا مَحَلُّهُ فَقَدْ ذَكَرَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ أَنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ وَفَسَّرَهُ الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ فِي الْمُجَرَّدِ فَقَالَ: قَالَ: أَبُو حَنِيفَةَ يَرْفَعُ حَتَّى يُحَاذِيَ بِإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ وَكَذَلِكَ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ تُرْفَعُ الْأَيْدِي عِنْدَ التَّكْبِيرِ. [1]

وكذا في الهندية:

وَيُحْرِمُ مُقَارِنًا لِتَحْرِيمَةِ الْإِمَامِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - وَعِنْدَهُمَا بَعْدَمَا أَحْرَمَ وَالْفَتْوَى عَلَى قَوْلِهِمَا هَكَذَا فِي الْمَعْدِنِ قِيلَ لَا خِلَافَ فِي الْجَوَازِ وَهُوَ الصَّحِيحُ وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِي الْأَوْلَوِيَّةِ. هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ وَالْمُقَارَنَةُ عَلَى قَوْلِهِ كَمُقَارَنَةِ حَرَكَةِ الْخَاتَمِ وَالْأُصْبُعِ وَالْبَعْدِيَّةُ عَلَى قَوْلِهِمَا أَنْ يُوصِلَ الْمُقْتَدِي هَمْزَةَ اللَّهِ بِرَاءِ أَكْبَرَ. كَذَا فِي الْمُصَفَّى فِي بَابِ الْحَنَفِيَّةِ. فَإِنْ قَالَ الْمُقْتَدِي اللَّهُ أَكْبَرُ وَوَقَعَ قَوْلُهُ اللَّهُ مَعَ الْإِمَامِ وَقَوْلُهُ أَكْبَرُ وَقَعَ قَبْلَ قَوْلِ الْإِمَامِ ذَلِكَ قَالَ الْفَقِيهُ أَبُو جَعْفَرٍ الْأَصَحُّ أَنَّهُ لَا يَكُونُ شَارِعًا عِنْدَهُمْ. [2]

وكذا في فتاوى قاضي خان:

وإذا تمت النية لمن أراد الافتتاح يكبر ويرفع يديه فيصير شارعا في الصلاة واختلف الناس في وقت الرفع وكيفيته أما وقت الرفع فهو حالة التكبير مقارنا له بدايته عند بدايته وختمه عند ختمه وكيفيته ما قال

==================

[1] كتاب الصلاة، فصل في سننها، ١/ ٤٦٥، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٧٦، ط: قديمي

أبو جعفر رحمه الله قال يقبض أولا أصابعه ويضمها فإذا أراد التكبير ينشر أصابعه ولا يفرج بين أصابعه كل التفريج ولا يضمها كل الضم.[۱]

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة وما يتعلق بها، ۱۹/۳، ط: سعيد

عورتوں کے لئے نماز میں دونوں پاؤں کو چھپانا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ عورتوں کے لئے نماز میں دونوں پاؤں کھلے رہنے سے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: عورتوں کے لئے نماز میں دونوں پاؤں کو کپڑے سے چھپانا ضروری نہیں، ان کے کھلے رہنے سے نماز ہو جائے گی، البتہ ٹخنے اور اس سے اوپر کا حصہ چھپانا ضروری ہے۔

كذا في التاتارخانية:

وأما المرأة يلزمها أن تستر نفسها من قرنها إلى قدمها ولا يلزم ستر الوجه والكفين بلا خلاف وفي جامع الجوامع قيل يداها إلى الرسغ ورجلاها إلى الكعب ليست بعورة.[۲]

وكذا في البزازية:

إذا لم تستر المرأة وجهها وكفها وقدمها في الصلاة جاز لأنها ليست بعورة.[۳]

وكذا في الهداية:

(وَبَدَنُ الْحُرَّةِ كُلُّهَا عَوْرَةٌ إلَّا وَجْهَهَا وَكَفَّيْهَا) لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ «الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ مَسْتُورَةٌ» وَاسْتِثْنَاءُ الْعُضْوَيْنِ لِلِابْتِلَاءِ بِإِبْدَائِهِمَا. قَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَهَذَا تَنْصِيصٌ عَلَى أَنَّ الْقَدَمَ عَوْرَةٌ. وَيُرْوَى أَنَّهَا لَيْسَتْ بِعَوْرَةٍ وَهُوَ الْأَصَحُّ.[٤]

---

[۱] كتاب الصلاة، باب افتتاح الصلاة، ۱/ ٤۱، ط: اشرفيه

[۲] كتاب الصلاة، الفصل الثاني في فرائض الصلاة وواجباتها وسننها وآدابها، ۱/ ۳۰۵، ط: قديمي

[۳] كتاب الصلاة، الفصل السادس في ستر العورة، ۱/ ۳۳، ط: قديمي

[٤] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة التي تتقدمها، ۱/ ۹۲، ط: رحمانيه

وكذا في الدر المختار:

(وَلِلْحُرَّةِ) ولو خنثى (جَمِيعُ بَدَنِهَا)... (خَلَا الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ) فَظَهْرُ الْكَفِّ عَوْرَةٌ عَلَى الْمَذْهَبِ (وَالْقَدَمَيْنِ) عَلَى الْمُعْتَمَدِ.[1]

نماز کی نیت میں الفاظ کا اعتبار نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے دل میں عصر کی نماز پڑھنے کی نیت کی مگر زبان سے کسی اور نماز کی لفظ نکل گئی اور وقت بھی نماز عصر کا تھا اور اس شخص نے نماز پڑھ لی تو کیا اس کی نماز درست ہوئی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اس شخص کی نماز ہو گئی کیونکہ دل کی نیت کا اعتبار ہے زبان کی نیت کا نہیں۔

كذا في الهندية:

وَالشَّرْطُ أَنْ يَعْلَمَ بِقَلْبِهِ أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي... وَلَا عِبْرَةَ لِلذِّكْرِ بِاللِّسَانِ... عَزَمَ عَلَى الظُّهْرِ وَجَرَى عَلَى لِسَانِهِ الْعَصْرُ يُجْزِيهِ.[2]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَالشَّرْطُ أَنْ يَعْلَمَ بِقَلْبِهِ أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي) أَيْ الشَّرْطُ فِي اعْتِبَارِهَا عِلْمُهُ أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي أَيْ التَّمْيِيزُ فَالنِّيَّةُ هِيَ الْإِرَادَةُ لِلْفِعْلِ، وَشَرْطُهَا التَّعْيِينُ لِلْفَرَائِضِ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ... وَالْحَقُّ أَنَّهُمْ إِنَّمَا ذَكَرُوا الْعِلْمَ بِالْقَلْبِ لِإِفَادَةِ أَنَّ النِّيَّةَ إِنَّمَا هِيَ عَمَلُ الْقَلْبِ وَأَنَّهُ لَا يُعْتَبَرُ بِاللِّسَانِ لَا أَنَّهُ شَرْطٌ زَائِدٌ عَلَى أَصْلِ النِّيَّةِ وَاشْتِرَاطِ التَّعْيِينِ.[3]

وفيه أيضا:

وَقَدْ عُلِمَ مِمَّا قَدَّمْنَاهُ مِنْ أَنَّهُ لَا مُعْتَبَرَ بِاللِّسَانِ أَنَّهُ لَوْ نَوَى الظُّهْرَ وَتَلَفَّظَ بِالْعَصْرِ فَإِنَّهُ يَكُونُ شَارِعًا فِي الظُّهْرِ كَمَا صَرَّحُوا بِهِ.[4]

==================

[1] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٠٥، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، البحث الرابع في النية، ١/ ٦٥، ٦٦، ط: رشيديه

[3] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٨٢، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٩١، ط: رشيدية

وكذا في الدر المختار:

(وَالْمُعْتَبَرُ فِيهَا عَمَلُ الْقَلْبِ اللَّازِمِ لِلْإِرَادَةِ) فَلَا عِبْرَةَ لِلذِّكْرِ بِاللِّسَانِ إنْ خَالَفَ الْقَلْبَ. (وفي الشامية) (قَوْلُهُ وَالْمُعْتَبَرُ فِيهَا عَمَلُ الْقَلْبِ) أَيْ أَنَّ الشَّرْطَ الَّذِي تَتَحَقَّقُ بِهِ النِّيَّةُ وَيُعْتَبَرُ فِيهَا شَرْعًا الْعِلْمُ بِالشَّيْءِ بَدَاهَةً النَّاشِئُ ذَلِكَ الْعِلْمُ عَنْ الْإِرَادَةِ الْجَازِمَةِ لَا مُطْلَقُ الْعِلْمِ وَلَا مُجَرَّدُ الْقَوْلِ بِاللِّسَانِ... (قَوْلُهُ إنْ خَالَفَ الْقَلْبَ) فَلَوْ قَصَدَ الظُّهْرَ وَتَلَفَّظَ بِالْعَصْرِ سَهْوًا أَجْزَأَهُ كَمَا فِي الزَّاهِدِيِّ قُهُسْتَانِيٌّ. (١)

وكذا في فتح القدير:

والشرط أن يعلم بقلبه أي صلاة يصلي أما الذكر باللسان فلا معتبر به. (٢)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

تفسير النية: النية: هي الإرادة، فنية الصلاة: هي إرادة الصلاة لله تعالى، والإرادة عمل القلب، فمحل النية: هو القلب: بأن يعلم بقلبه أي صلاة يصلي، ولا يشترط الذكر باللسان، وإنما يستحب إعانة للقلب الجمع بين نية القلب وتلفظ اللسان. (٣)

باریک دوپٹہ میں نماز پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جو عورت باریک دوپٹہ اوڑھ کر جس میں بال نظر آتے ہیں اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ اگر عورت ایسا باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھے جس میں سے اس کے بال واضح نظر آتے ہوں تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی۔

كذا في تبيين الحقائق:

والثوب الرقيق الذي يصف ما تحته لا تجوز الصلاة فيه لأنه مكشوف العورة. (٤)

---

(١) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤١٥، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٢٧٢، ط: دار الكتب العلمية

(٣) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، الشرط السادس النية، ١/ ٧٧٤، ط: نشر احسان

(٤) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٢٥٢، ٢٥٣، ط: سعيد

وكذا في البحر الرائق:

وحد الستر أن لا يرى ما تحته حتى لو سترها بثوب رقيق يصف ما تحته لا يجوز وشمل ما إذا كان بحضرته أحد أو لم يكن حتى لو صلى في بيت مظلم عريانا ولو ثوب طاهر لا يجوز إجماعا لأن الستر مشتمل على حق الله وحق العباد وإن كان مراعي في الجملة بسبب استتاره عنهم فحق الله تعالى ليس كذلك.[١]

وكذا في الشامية:

(وعادم ساتر) لا يصف ما تحته، بأن لا يرى منه لون البشرة احترازا عن الرقيق ونحو الزجاج.[٢]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤٠٢، ٤٠٣/ ط: سعيد

وكذا في فتاوى حقانيه: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ٣/ ٢٢٦، ٢٢٧، ط: حقانيه

ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا کیسا ہے اور کیا حکم ہے؟ قبلہ بھی ضروری ہے زمین کی طرح واضح؟

جواب: ہوائی جہاز میں نماز پڑھ سکتے ہیں اور ہوائی جہاز میں بھی قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے، اگر کوئی شخص ہوائی جہاز میں سفر کرتا ہو اور نماز کا وقت آجائے تو وضو کر کے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھے کیونکہ بیت اللہ زمین سے آسمان تک ہے، فضاء میں بھی اس طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے گی۔

كذا في الدر المختار:

(وَالْمُعْتَبَرُ) فِي الْقِبْلَةِ (الْعَرْصَةُ لَا الْبِنَاءُ) فَهِيَ مِنْ الْأَرْضِ السَّابِعَةِ إلَى الْعَرْشِ... صَرَّحَ بِذَلِكَ فِي الْفَتَاوَى الصُّوفِيَّةِ مَعْزِيًّا لِلْحُجَّةِ، ثُمَّ قَالَ: فَلَوْ صَلَّى فِي الْجِبَالِ الْعَالِيَةِ وَالْآبَارِ الْعَمِيقَةِ السَّافِلَةِ جَازَ كَمَا جَازَ عَلَى سَطْحِهَا وَفِي جَوْفِهَا فَتَأَمَّلْ، فَلَوْ كَانَ الْمُعْتَبَرُ الْبِنَاءَ لَا الْعَرْصَةَ لَمْ يَجُزْ ذَلِكَ.[٣]

==================

[١] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٦٧، ط: رشيدية

[٢] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤١٠، ط: سعيد

[٣] كتاب الصلاة، باب استقبال القبلة، ١/ ٤٣٢، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي سَفِينَةٍ تَطَوُّعًا أَوْ فَرِيضَةً فَعَلَيْهِ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَلَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُمَا كَانَ وَجْهُهُ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ حَتَّى لَوْ دَارَتْ السَّفِينَةُ وَهُوَ يُصَلِّي تَوَجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ حَيْثُ دَارَتْ. كَذَا فِي شَرْحِ مُنْيَةِ الْمُصَلِّي لِابْنِ أَمِيرِ الْحَاجِّ. (۱)

وكذا في نجم الفتاوی: كتاب الصلاة، فصل في شروط الصلاة، ۲/ ۱٦٤، ط: ياسين القرآن

وكذا في جديد فقہی مسائل: كتاب العبادات، باب الأوقات الصلاة التي لا تؤتى وقتها، ۱/ ۸۸، ۸٤، ط: زمزم پبلشرز

وكذا في امداد الفتاوی: كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ۱/ ٤٦۱، ط: دار العلوم

اندھیرے میں نماز پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اندھیرے میں نماز پڑھنا کیسا ہے اس سے نماز میں کوئی حرج تو نہیں آئے گا؟

جواب: سمت قبلہ صحیح طرح سے معلوم ہو تو اندھیرے میں نماز پڑھنا صحیح ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: «كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ، فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي، فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا» ، قَالَتْ: وَالبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ. (۲)

وكذا في الشامية:

(جِهَةُ قُدْرَتِهِ) وَلَوْ مُضْطَجِعًا بِإِيمَاءٍ لِخَوْفِ رُؤْيَةِ عَدُوٍّ وَلَمْ يُعِدْ لِأَنَّ الطَّاعَةَ بِحَسَبِ الطَّاقَةِ (وَيَتَحَرَّى) هُوَ بَذْلُ الْمَجْهُودِ لِنَيْلِ الْمَقْصُودِ (عَاجِزٌ عَنْ مَعْرِفَةِ الْقِبْلَةِ) بِمَا مَرَّ (فَإِنْ ظَهَرَ خَطَؤُهُ لَمْ يُعِدْ). (۳)

(۱) كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الثالث استقبال القبلة، ۱/ ٦۳، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب التطوع خلف المرأة، ۱/ ۷۳، ط: قديمي

(۳) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/ ٤۳۳، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

رَجُلٌ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ بِالتَّحَرِّي فتَبَيَّنَ أَنَّهُ صَلَّى إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ جَازَتْ صَلَاتُهُ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَقْرَعَ أَبْوَابَ النَّاسِ لِلسُّؤَالِ عَنْ الْقِبْلَةِ. [1]

وكذا في البحر الرائق:

رَجُلٌ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ بِالتَّحَرِّي فتَبَيَّنَ أَنَّهُ صَلَّى إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ جَازَتْ صَلَاتُهُ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ لَهُ أَنْ يُقْرِعَ أَبْوَابَ النَّاسِ لِلسُّؤَالِ عَنْ الْقِبْلَةِ. [2]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٦/ ٦٨٤، ط: جامعه فاروقيه

وكذا في جامع الفتاوی: كتاب الصلاة، ٥/ ٢٤٧، ط: اشرفيه

عورتوں کا باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل عورتیں ایسا باریک دوپٹہ اوڑھتی ہیں جس میں بالوں کا رنگ نظر آتا ہے یا بدن کا رنگ نظر آتا ہے تو ایسے دوپٹے میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ عورتوں کا ایسا باریک دوپٹہ یا شلوار قمیص استعمال کرنا جس سے جسم کے اعضاء یا سر کے بال واضح طور پر جھلکتے ہوں جائز نہیں۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں ایسا دوپٹہ سر پر لینے سے نماز نہیں ہوگی البتہ اگر سر پر دو تین بل دے دیئے جائیں کہ بال نظر نہ آئیں تو پھر نماز درست ہوگی۔

كذا في سنن أبي داود:

وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَاب رقاق فَأَعْرض عَنهُ وَقَالَ: «يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَنْ يَصْلُحَ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا» . وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُد. [3]

---

[1] كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الثالث في استقبال القبلة، ١/ ٦٤، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٥٠٠، ط: رشيدية

[3] كتاب اللباس، باب فيما تبدئ المرأة من زينتها، ٢/ ٢١٢، ط: رحمانيه

وكذا في الدر مع الرد:

(وعادم ساتر) لا يصف ما تحته (قوله لا يصف ما تحته) بأن لا يرى منه لون البشرة احتراز عن الرقيق ونحو الزجاج. (١)

وكذا في الهندية:

والثوب الرقيق الذي يصف ما تحته تجوز الصلاة فيه كذا في التبيين. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وحد الستر أن لا يرى ما تحته حتى لو سترها بثوب رقيق يصف ما تحته لا يجوز. (٣)

وكذا في جامع الفتاوی: كتاب الصلاة، ٥/ ٢٧٣، ٢٧٤، ط: اشرفيه

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، ٣/ ٤٠٢، ط: سعيد

نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر نماز کی کسی رکعت میں ایک سجدہ رہ جائے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں، کوئی ایک سجدہ بھی رہ گیا تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔

كذا في الدر مع الرد:

من المفسدات... ترك ركن بلا قضاء وشرط بلا عذر قوله وترك ركن بلا قضاء كما لو ترك سجدة من ركعة وسلم قبل الإتيان بها. (٤)

وكذا في الهندية:

السجود الثاني فرض كالأول بإجماع الأمة كذا في الزاهدي. (٥)

===================

(١) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤١٠، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٦٥، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٦٧، ط: رشيديه

(٤) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٢٩، ٦٣٠، ط: سعيد

(٥) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٧٧، ط: قديمي

وكذا في البحر الرائق:

والمراد من السجود والسجدتان فأصله ثابت بالكتاب والسنة والإجماع، وكونه مثنى في كل ركعة بالسنة والإجماع وأمر تعبدي لم يعقل له معنى على قول أكثر مشائخنا تحقيقا للابتداء. (١)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الثاني في أركان الصلاة، ٥/ ٥٦٧، ط: فاروقيه

وكذا في قاموس الفقه: كتاب الصلاة، ٤/ ١٢٩، ط: زمزم

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في سجود السهو، ٤/ ٢٩٢، ط: دار الاشاعت

عورت کے لئے نماز میں دونوں پاؤں چھپانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ عورتوں کے لئے نماز میں دونوں پاؤں چھپانا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر پاؤں کو کھول کر نماز پڑھی تو اس صورت میں نماز جائز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: عورتوں کے لئے نماز میں دونوں پاؤں کو کپڑے سے چھپانا ضروری نہیں، پاؤں کے کھلے رہنے سے نماز ہو جائے گی، لیکن پاؤں کے اوپر کا حصہ ٹخنہ سمیت چھپانا ضروری ہے۔

كذا في التاتارخانية:

وأما المرأة يلزمها أن تستر نفسها من قرنها إلى قدمها لا يلزمها ستر الوجه والكفين بك خلاف في جامع الجوامع قيل يداها إلى الرسغ ورجلاها إلى الكعب ليست بعورة. (٢)

وكذا في البزازية:

إذا لم تستر المرأة وجهها وكفها وقدمها في الصلاة جاز لأنها ليست بعورة. (٣)

وكذا في فتح القدير:

(وَبَدَنُ الْحُرَّةِ كُلُّهَا عَوْرَةٌ إلَّا وَجْهَهَا وَكَفَّيْهَا) لِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ مَسْتُورَةٌ» وَاسْتِثْنَاءُ الْعُضْوَيْنِ لِلِابْتِدَاءِ بِإِبْدَائِهِمَا. قَالَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -: وَهَذَا تَنْصِيصٌ عَلَى أَنَّ الْقَدَمَ عَوْرَةٌ. وَيُرْوَى أَنَّهَا

==================

(١) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥١١، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، الفصل الثاني في فرائض الصلاة، ١/ ٣٠٥، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، السادس في ستر العورة، ١/ ٣٣، ط: قديمي

لَيْسَتْ بِعَوْرَةٍ وَهُوَ الْأَصَحُّ. (١)

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، ٢/ ١٠٦، ط: دار الاشاعت

نماز میں نیت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز میں نیت کی کیا حیثیت ہے؟ نیت کے بغیر نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: نماز میں نیت کرنا ضروری ہے اس لئے کہ نیت نماز کے فرائض میں سے ہے، نیت یہ ہے کہ دل میں اس بات کا ارادہ کرے کہ فلاں وقت کی فرض یا سنت نماز پڑھتا ہوں، اگر امام کے پیچھے پڑھ رہا ہو تو امام کی اقتداء کی نیت کرنا بھی ضروری ہے۔

كذا في الدر المختار:

ولا بد من التعيين عند النية فلو جهل الفرضية لم يجز. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَالنِّيَّةُ بِلَا فَاصِلٍ) يَعْنِي مِنْ شُرُوطِ الصَّلَاةِ لِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى ذَلِكَ كَمَا نَقَلَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَيْرُهُ. (٣)

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ: وَالْمُقْتَدِي يَنْوِي الْمُتَابَعَةَ أَيْضًا) لِأَنَّهُ يَلْزَمُهُ الْفَسَادُ مِنْ جِهَةِ إمَامِهِ فَلَا بُدَّ مِنْ الْتِزَامِهِ وَالْأَفْضَلُ أَنْ يَنْوِيَ الِاقْتِدَاءَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الْإِمَامِ. (٤)

وكذا في الهندية:

النِّيَّةُ إرَادَةُ الدُّخُولِ فِي الصَّلَاةِ وَالشَّرْطُ أَنْ يَعْلَمَ بِقَلْبِهِ أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي وَأَدْنَاهَا مَا لَوْ سُئِلَ لَأَمْكَنَهُ أَنْ يُجِيبَ عَلَى الْبَدِيهَةِ. (٥)

====================

(١) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة التي تتقدمها، ١/ ٢٦٦، ط: دار الكتب العلمية

(٢) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤١٨، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٨٠، ط: رشيديه

(٤) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٩١، ط: رشيدية

(٥) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، الفصل الرابع في النية، ١/ ٦٥، ط: رشيديه

صوفہ، تکیہ یا بستر پر سجدہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص تکیہ، صوفہ یا بستر پر سجدہ کرلے تو ایسا کرنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ جس چیز پر سجدہ کیا جائے اس کا اتنا سخت ہونا ضروری ہے کہ اس پر صحیح طریقے سے پیشانی ٹک جائے اور مزید دبانے سے نہ دبے، لہٰذا صوفہ، تکیہ یا بستر اگر اتنے سخت ہوں کہ نماز پڑھنے والے کی پیشانی ٹک جائے اور مزید دبانے سے نہ دبتے ہوں تو ایسی صورت میں سجدہ بھی ادا ہو جائے گا اور نماز بھی ہو جائے گی ورنہ سجدہ کی ادائیگی درست نہ ہونے کی بناء پر نماز ادا نہ ہوگی۔

كذا في حاشية الطحطاوي:

ومن شروط صحة السجود "كونه على ما" أي شيء "يجد" الساجد "حجمه" بحيث لو بالغ لا تتسفل رأسه أبلغ مما كان حال الوضع فلا يصح السجود على القطن والثلج والتبن والأرز والذرة وبزر الكتان "و" الحنطة والشعير "تستقر عليه جبهته" فيصح السجود لأن حباتها يستقر بعضها على بعض لخشونة ورخاوة. [١]

وكذا في البحر الرائق:

وَإِنْ سَجَدَ عَلَى الثَّلْجِ إنْ لَمْ يُلَبِّدْهُ وَكَانَ يُغَيِّبُ وَجْهَهُ وَلَا يَجِدُ حَجْمَهُ لَمْ يَجُزْ، وَإِنْ لَبَّدَ جَازَ، وَكَذَا إذَا أَلْقَى الْحَشِيشَ فَسَجَدَ عَلَيْهِ إنْ وَجَدَ حَجْمَهُ جَازَ وَإِلَّا فَلَا، وَكَذَا فِي التِّبْنِ وَالْقُطْنِ... وَهَذَا الْقَيْدُ لَا بُدَّ مِنْهُ فِي السُّجُودِ.

وفيه أيضا:

وَلَوْ سَجَدَ عَلَى الْأَرُزِّ أَوْ الْجَاوَرْسِ أَوْ الذُّرَةِ لَا يَجُوزُ لِعَدَمِ اسْتِقْرَارِ الْجَبْهَةِ عَلَيْهَا. [٢]

وكذا في اللباب في شرح الكتاب:

(فرائض) نفس (الصلاة ستة)... (و) الخامس: (السجود) بوضع الجبهة وإحدى اليدين وإحدى الركبتين وشيء من أطراف أصابع إحدى القدمين على ما يجد حجمه، وإلا لم تتحقق السجدة. [٣]

====================

[١] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة وأركانها، ١/ ٢٣١، ط: دار الكتب العلمية

[٢] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٥٨، ط: رشيديه

[٣] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٦٥، ط: العصرية

وكذا في مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح: كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/ ۸۷، ط: العصرية

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة وأركانها، ۳/ ۸۳، ط: حقانيه

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ۳/ ۴۳۲، ط: سعيد

جماعت ثانیہ کے لئے تکبیر کہنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر جماعت ثانیہ مسجد سے باہر ہو تو تکبیر کہی جائے گی یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں تکبیر یعنی اقامت کہی جائے گی۔

كذا في الهندية:

مَسْجِدٌ لَيْسَ لَهُ مُؤَذِّنٌ وَإِمَامٌ مَعْلُومٌ يُصَلِّي فِيهِ النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا بِجَمَاعَةٍ فَالْأَفْضَلُ أَنْ يُصَلِّيَ كُلُّ فَرِيقٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ عَلَى حِدَةٍ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. (۱)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَلَوْ صَلَّى فِي مَسْجِدٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ هَلْ يُكْرَهْ له أَنْ يُؤَذَّنَ وَيُقَامُ فِيهِ ثَانِيًا؟ فَهَذَا لَا يَخْلُو مِنْ أَحَدِ وَجْهَيْنِ: إِمَّا أَنْ كَانَ مَسْجِدًا لَهُ أَهْلٌ مَعْلُومٌ، أَوْ لَمْ يَكُنْ: فَإِنْ كَانَ لَهُ أَهْلٌ مَعْلُومٌ: فَإِنْ صَلَّى فِيهِ غَيْرُ أَهْلِهِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ لَا يُكْرَهُ لِأَهْلِهِ أَنْ يُعِيدُوا الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ، وَإِنْ صَلَّى فِيهِ أَهْلُهُ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، أَوْ بَعْضُ أَهْلِهِ يُكْرَهُ لِغَيْرِ أَهْلِهِ وَلِلْبَاقِينَ مِنْ أَهْلِهِ أَنْ يُعِيدُوا الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ. (۲)

وكذا في البحر الرائق:

وَإِنْ دَخَلَ مَسْجِدًا لِيُصَلِّيَ فَإِنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ وَلَا يُقِيمُ وَإِنْ أَذَّنَ فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ وَصَلَّوْا يُكْرَهُ لِغَيْرِهِمْ أَنْ يُؤَذِّنُوا وَيُعِيدُوا الْجَمَاعَةَ وَلَكِنْ يُصَلُّوا وِحْدَانًا وَإِنْ كَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى الطَّرِيقِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنُوا فِيهِ وَيُقِيمُوا. (۳)

---

(۱) كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، ۱/ ۵۵، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، فصل في بيان محل وجوب الأذان، ۱/ ۳۷۸، ۳۷۹، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/ ۴۶۲، ط: رشيدية

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب الإقامة والتثويب، ٥/ ٤٦١، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، ٢/ ٩٠، ط: دار الاشاعت

نجاست کی جگہ کے علاوہ باقی صف پر نماز پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر مسجد کی کسی صف کے درمیانی حصہ پر نجاست لگ جائے یا صف کے کونے پر لگ جائے تو آیا اس صف میں سے نجاست کی جگہ چھوڑ کر باقی صف پر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: نجاست کی جگہ کے علاوہ باقی صف پر نماز پڑھنا درست ہے۔

كذا في الدر المختار مع الشامية:

هي (أي شروط الصلاة) ستة: (طهارة بدنه)... (ومكانه) أي موضع قدميه أو إحداهما إن رفع الأخرى وموضع سجده اتفاقا في الأصح... (قوله ومكانه) فلا تمنع النجاسة في طرف بساط ولو صغيرا في الأصح. (١)

وكذا في الهندية:

وَلَوْ صَلَّى عَلَى بِسَاطٍ وَفِي نَاحِيَةٍ مِنْهُ نَجَاسَةٌ إِنْ لَمْ تَكُنْ فِي مَوْضِعِ قَدَمَيْهِ وَلَا فِي مَوْضِعِ سُجُودِهِ لَا تَمْنَعُ أَدَاءَ الصَّلَاةِ سَوَاءٌ كَانَ الْبِسَاطُ كَبِيرًا أَوْ صَغِيرًا... وَكَذَا الثَّوْبُ وَالْحَصِيرُ. (٢)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

وَلَوْ صَلَّى عَلَى بِسَاطٍ وَفِي نَاحِيَةٍ مِنْهُ نَجَاسَةٌ إِنْ لَمْ تَكُنْ فِي مَوْضِعِ قَدَمَيْهِ وَلَا فِي مَوْضِعِ سُجُودِهِ لَا يَمْنَعُ أَدَاءَ الصَّلَاةِ سَوَاءٌ كَانَ الْبِسَاطُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا. (٣)

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤٢٢، ط: سعيد

ناپاک زمین پر کپڑا یا چٹائی وغیرہ بچھا کر نماز پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ناپاک زمین جس پر نجاست مرئی ہو جیسے گوبر یا پاخانہ وغیرہ تو اس پر کپڑا یا چٹائی بچھا کر نماز پڑھی جائے تو کیا یہ نماز ہو جائے گی؟

(١) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٠٢، ٤٠٣، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الفصل الثاني في طهارة ما يستر به العورة وغيره، ١/ ٦٢، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، الفصل السابع في طهارة الثوب والمكان، ١/ ٧٥، ط: رشيديه

جواب: اگر نجاست تر ہے اور کپڑا اتنا موٹا یا اتنا چوڑا ہے کہ اس کی دو تہہ کرکے بچھایا گیا ہے اور نجاست کی تری اوپر کی جانب ظاہر بھی نہیں ہوتی تو اس صورت میں نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی، اور اگر نماز کی جگہ میں نجاست کی تری واضح ہو جائے تو نماز درست نہ ہوگی۔ البتہ نجاست اگر خشک ہے اور اس پر ایسا کپڑا بچھایا گیا ہے کہ جس سے نجاست نظر نہ آتی ہو تو نماز درست ہے، اور اگر کپڑا باریک ہے جس سے نجاست نظر آتی ہو تو پھر نماز درست نہیں ہوگی۔

كذا في الشامية:

وَكَذَا الثَّوْبُ إِذَا فُرِشَ عَلَى النَّجَاسَةِ الْيَابِسَةِ؛ فَإِنْ كَانَ رَقِيقًا يَشِفُّ مَا تَحْتَهُ أَوْ تُوجَدُ مِنْهُ رَائِحَةُ النَّجَاسَةِ عَلَى تَقْدِيرِ أَنَّ لَهَا رَائِحَةً لَا يَجُوزُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ، وَإِنْ كَانَ غَلِيظًا بِحَيْثُ لَا يَكُونُ كَذَلِكَ جَازَتْ. (۱)

وكذا في الهندية:

وَلَوْ كَانَتْ النَّجَاسَةُ رَطْبَةً فَأَلْقَى عَلَيْهَا ثَوْبًا وَصَلَّى إنْ كَانَ ثَوْبًا يُمْكِنُ أَنْ يَجْعَلَ مِنْ عَرْضِهِ ثَوْبان كَالنِّهَالِيِّ يَجُوزُ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَإِنْ كَانَ لَا يُمْكِنُ لَا يَجُوزُ إنْ كَانَتْ يَابِسَةً جَازَتْ إذَا كَانَ يَصْلُحُ سَاتِرًا. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. (۲)

وكذا في البحر الرائق:

وَلَوْ بَسَطَ بِسَاطًا رَقِيقًا عَلَى الْمَوْضِعِ النَّجِسِ وَصَلَّى عَلَيْهِ إنْ كَانَ الْبِسَاطُ بِحَالٍ يَصْلُحُ سَاتِرًا لِلْعَوْرَةِ تَجُوزُ الصَّلَاةُ وَإِنْ كَانَتْ رَطْبَةً فَأَلْقَى عَلَيْهَا ثَوْبًا وَصَلَّى إنْ كَانَ ثَوْبًا يُمْكِنُ أَنْ يَجْعَلَ مِنْ عَرْضِهِ ثَوْبًا يَجُوزُ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَإِنْ كَانَ لَا يُمْكِنُ لَا يَجُوزُ... وَإِنْ كَانَتْ النَّجَاسَةُ يَابِسَةً جَازَتْ يَعْنِي إذَا كَانَ يَصْلُحُ سَاتِرًا. (۳)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

فألقى عليها لبدا المراد أنه ألقى عليها ذا جرم غليظ يصلح للشق نصفين كحجر ولبن وخشب كما في البدائع والخانية ومنية المصلي... عليها بعد كونه يصلح ساترا كذا في الخانية، وفي القهستاني: ينبغي أن تكون الصلاة أي على الملقى على النجاسة الرطبة تكره ككراهتها على نحو الأصطبل. (٤)

(۱) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ٦٢٦، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، الفصل الثاني في طهارة ما يستر به العورة وغيره، ۱/ ٦۲، ط: رشيديه

(۳) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/ ٤٦٦، ط: رشيديه

(٤) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة وأركانها، ۱/ ۲۰۸، ط: بيروت

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الأول في شروط الصلاة، ٥/ ٥١٦، ط: فاروقيه

وكذا في کتاب المسائل: كتاب الصلاة، شرائط نماز، ١/ ٢٦٧، ط: قديمي

نماز میں عورت کا ستر

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت کے لئے نماز میں کن اعضاء کا چھپانا فرض ہے؟

جواب: عورت کے لئے نماز میں چہرہ، ہتھیلی اور قدموں کے علاوہ تمام بدن کا چھپانا فرض ہے۔

كذا في الدر مع الرد:

(وَلِلْحُرَّةِ) وَلَوْ خُنْثَى (جَمِيعُ بَدَنِهَا) حَتَّى شَعْرُهَا النَّازِلُ فِي الْأَصَحِّ (خَلَا الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ)... (وَالْقَدَمَيْنِ)... (قَوْلُهُ النَّازِلُ) أَيْ عَنْ الرَّأْسِ، بِأَنْ جَاوَزَ الْأُذُنَ، وَقَيَّدَ بِهِ إذَا لَا خِلَافَ فِيمَا عَلَى الرَّأْسِ. [1]

وكذا في البحر الرائق:

وَبَدَنُ الْحُرَّةِ عَوْرَةٌ إلَّا وَجْهُهَا وَكَفَّيْهَا وَقَدَمَيْهَا) لِقَوْلِهِ تَعَالَى {وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلا مَا ظَهَرَ مِنْهَا} [النور: ٣١] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَجْهُهَا وَكَفَّيْهَا... وَاسْتَثْنَى الْمُصَنِّفُ الْقَدَمَ لِلِابْتِلَاءِ فِي إبْدَائِهِ خُصُوصًا الْفَقِيرَاتُ... وَرَجَّحَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ كَوْنَهُ عَوْرَةً مُطْلَقًا. [2]

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

يسن للمرأة مخالفة الرجل في ستة أمور... رابعاً. جميع بدن المرأة عورة إلا الوجه والكفين، أما الرجل فعورته ما بين سرته وركبته، كما تقدم في شروط الصلاة. [3]

رمضان میں مغرب کی نماز میں قدرے تاخیر کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ رمضان المبارک میں مغرب کی نماز قدرے تاخیر سے ادا کی جاتی ہے، کیا یہ شرعادرست ہے؟

[1] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٠٥، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٦٩، ٤٧٠، ط: رشيديه

[3] ما تخالف فيه المرأة والرجل، ٢/ ٩٩٠، ط: نشر احسان

جواب: واضح رہے کہ دین اسلام میں بعض عبادات کا تعلق مخصوص اوقات کے ساتھ ہے، ان عبادات میں سے ایک اہم اور بنیادی عبادت نماز بھی ہے، اس کے لئے بھی اوقات مخصوصہ متعین ہیں، چنانچہ نمازی کے لئے ان اوقات کی پابندی لازمی ہے، پس اگر کوئی شخص بغیر کسی عذر کے کسی بھی نماز کو اس کے وقت کے بعد ادا کرے تو یہ مکروہ ہے، البتہ کسی عذر کی وجہ سے کچھ تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

لہٰذا رمضان المبارک میں افطاری کی وجہ سے جماعت میں کچھ تاخیر کرنے کی گنجائش ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں، تاہم اس قدر تاخیر سے گریز کرنا چاہئے کہ جس میں فرائض ونوافل کی ادائیگی نہ ہو سکے۔

كذا في الدر المختار:

(وَ) أَخَرَ (الْمَغْرِبَ إِلَى اشْتِبَاكِ النُّجُومِ) أَيْ كَثْرَتِهَا (كُرِهَ) أَيْ التَّأْخِيرُ لَا الْفِعْلُ لِأَنَّهُ مَأْمُورٌ بِهِ (تَحْرِيمًا) إِلَّا بِعُذْرٍ كَسَفَرٍ، وَكَوْنِهِ عَلَى أَكْلٍ. (١)

وكذا في التاتارخانية:

وأما المغرب فيكره تأخيرها إذا غربت الشمس، وفي السراجية: إلا بعذر السفر أو بأن كان على المائدة. (٢)

وكذا في فتح القدير:

(ويستحب تعجيل المغرب)... وفي المنية: لا يكره في السفر وللمائدة أو كان يوم غيم. (٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَإِنَّمَا لَمْ يُؤَخِّرْهُ جِبْرِيلُ عَنْ أَوَّلِ الْغُرُوبِ لِأَنَّ التَّأْخِيرَ عَنْ أَوَّلِ الْغُرُوبِ مَكْرُوهٌ إِلَّا لِعُذْرٍ. (٤)

وكذا في تبيين الحقائق:

وفي المنية: لا يكره في السفر وللمائدة أو كان يوم غيم. (٥).

==================

(١) كتاب الصلاة، ١/ ٣٦٨، ٣٦٩، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، نوع آخر في بيان فضيلة الأوقات، ١/ ٣٠٠، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب المواقيت، فصل في استحباب التعجيل، ١/ ٢٣٠، ط: دار الكتب العلمية

(٤) كتاب الصلاة، فصل في شرائط الأركان، معرف الزوال ووقت العصر، ١/ ٣٢٠ن ط: رشيديه

(٥) كتاب الصلاة، ١/ ٢٢٨، ط: سعيد

وكذا في البحر الرائق:

وَيُكْرَهُ تَأْخِيرُ الْمَغْرِبِ فِي رِوَايَةٍ وَفِي أُخْرَى لَا مَا لَمْ يَغِبْ الشَّفَقُ الْأَصَحُّ هُوَ الْأَوَّلُ إلَّا مِنْ عُذْرٍ كَالسَّفَرِ وَنَحْوِهِ أَوْ يَكُونُ قَلِيلًا. [۱]

وكذا في البناية: كتاب الصلاة، باب المواقيت، ٢/ ٤٦، ٤٧، ط: حقانيه

وكذا في نجم الفتاوى: كتاب الصلاة، فصل في المواقيت، ٢/ ٢٢٩، ط: ياسين القرآن

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، ١/ ٢٤٥، ط: قديمي

برہنہ شخص کا اندھیرے میں نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی برہنہ شخص اندھیرے کمرے میں نماز پڑھے تو کیا اس کی نماز ہو جائے گی؟

جواب: اگر برہنہ شخص کپڑا ہوتے ہوئے اندھیرے کمرے میں بغیر کپڑوں کے نماز پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی، کیونکہ ستر چھپانا نماز کی صحت کی شرائط میں سے ہے، تاہم اگر اس کے پاس ستر چھپانے کے لئے کپڑا نہ ہو تو پھر اس کی نماز ہو جائے گی، لیکن اس کے لئے بہتر ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع وسجود اشاروں سے کرے تاکہ کسی حد تک ستر چھپانا ممکن ہوسکے۔

كذا في القرآن المجيد:

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ. (الأعراف: ٣١)

وكذا في تفسير روح المعاني:

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ. أي ثيابكم لمواراتكم لأن المستفاد من الأمر الوجوب والواجب إنما هو ستر العورة. [۲]

وكذا في جامع الترمذي:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ». [۳]

====================

[۱] كتاب الصلاة، ١/ ٤٣٢، ط: رشيديه

[۲] سورة الأعراف: الآية ٣١، ٨/ ٤٨٧، ط: دار إحياء التراث العربي

[۳] كتاب الصلاة، باب لا تقبل صلاة الحائض، ١/ ٨٦، ط: سعيد

وکذا في رد المحتار:

وَأَمَّا لَوْ صَلَّى فِي الْخَلْوَةِ عُرْيَانًا وَلَوْ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَلَهُ ثَوْبٌ طَاهِرٌ لَا يَجُوزُ إجْمَاعًا كَمَا فِي الْبَحْرِ. (۱)

وکذا في الهندية:

وَإِنْ صَلَّى فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ عُرْيَانًا وَلَهُ ثَوْبٌ طَاهِرٌ لَا تَجُوزُ صَلَاتُهُ بِالْإِجْمَاعِ. كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ. (۲)

وفيه أيضا:

وَجَدَ ثَوْبًا رُبْعُهُ طَاهِرٌ وَصَلَّى عَارِيًّا لَمْ يَجُزْ. وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ رُبْعِهِ طَاهِرًا أَوْ كُلُّهُ نَجِسًا خُيِّرَ بَيْنَ أَنْ يُصَلِّيَ عَارِيًّا قَاعِدًا بِإِيمَاءٍ وَبَيْنَ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ قَائِمًا بِرُكُوعٍ وَسُجُودٍ وَهُوَ أَفْضَلُ. كَذَا فِي الْكَافِي. (۳)

وکذا في البحر الرائق:

وَشَمِلَ مَا إذَا كَانَ بِحَضْرَتِهِ أَحَدٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ حَتَّى لَوْ صَلَّى فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ عُرْيَانًا وَلَو ثَوْبٌ طَاهِرٌ لَا يَجُوزُ إجْمَاعًا؛ لِأَنَّ السَّتْرَ مُشْتَمِلٌ عَلَى حَقِّ اللَّهِ وَحَقِّ الْعِبَادِ وَإِنْ كَانَ مُرَاعًى فِي الْجُمْلَةِ بِسَبَبِ اسْتِتَارِهِ عَنْهُمْ فَحَقُّ اللَّهِ تَعَالَى لَيْسَ كَذَلِكَ، فَإِنْ قِيلَ السَّتْرُ لَا يُحْجَبُ عَنْ اللَّهِ تَعَالَى. (٤)

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ: وَلَوْ عَدِمَ ثَوْبًا صَلَّى قَاعِدًا مُومِيًا بِرُكُوعٍ وَسُجُودٍ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ الْقِيَامِ بِرُكُوعٍ وَسُجُودٍ) لِمَا عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبُوا فِي السَّفِينَةِ فَانْكَسَرَتْ بِهِمْ فَخَرَجُوا مِنْ الْبَحْرِ عُرَاةً فَصَلُّوا قُعُودًا بِإِيمَاءٍ. (٥)

وکذا في الهداية:

" ومن لم يجد ثوبا صلى عريانا قاعدا يومئ بالركوع والسجود " هكذا فعله أصحاب رسول الله عليه الصلاة والسلام " فإن صلى قائما أجزأه " لأن في القعود ستر العورة الغليظة وفي القيام أداء هذه الأركان

(۱) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، ۱/ ٤٠٤، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/ ٥٨، ط: رشيديه

(۳) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، الفصل الثاني في طهارة ما يستر به العورة، ۱/ ٦٠، ط: رشيديه

(٤) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/ ٤٦٧، ط: رشيديه

(٥) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ۱/ ٤٧٨، ط: رشيديه

فيميل إلى أيهما شاء " إلا أن الأول أفضل " لأن الستر وجب لحق الصلاة وحق الناس ولأنه لا خلف له والإيماء خلف عن الأركان. [1]

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، ستر کے احکام، ۱/ ۲۷۲، ط: قديمی

مکہ مکرمہ کے مقیم کا قبلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مکہ مکرمہ میں مقیم شخص کا قبلہ کون سا ہے؟

جواب: مکہ مکرمہ میں مقیم افراد کا قبلہ عین کعبہ ہے، جس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا ضروری ہے، اور دوسرے ممالک میں مقیم لوگوں کا قبلہ جہت کعبہ ہے، ان کے لئے جہت کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا ضروری ہے۔

كذا في القرآن المجيد:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ. (البقرة: ١٤٤)

وكذا في الهداية:

من كان بمكة ففرضه إصابة عينها ومن كان غائبا ففرضه إصابة جهتها هو الصحيح لأن التكليف بحسب الوسع. [2]

وكذا في الهندية:

لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَدَاءُ فَرِيضَةٍ وَلَا نَافِلَةٍ وَلَا سَجْدَةِ تِلَاوَةٍ وَلَا صَلَاةِ جِنَازَةٍ إلَّا مُتَوَجِّهًا إلَى الْقِبْلَةِ. كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ. اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ الْقِبْلَةَ فِي حَقِّ مَنْ كَانَ بِمَكَّةَ عَيْنُ الْكَعْبَةِ فَيَلْزَمُهُ التَّوَجُّهُ إلَى عَيْنِهَا. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا حَائِلٌ مِنْ جِدَارٍ أَوْ لَمْ يَكُنْ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ. حَتَّى لَوْ صَلَّى مَكِّيٌّ فِي بَيْتِهِ يَنْبَغِي أَنْ يُصَلِّيَ بِحَيْثُ لَوْ أُزِيلَتْ الْجُدْرَانُ يَقَعُ اسْتِقْبَالُهُ عَلَى شَطْرِ الْكَعْبَةِ. كَذَا فِي الْكَافِي. وَلَوْ صَلَّى مُسْتَقْبِلًا بِوَجْهِهِ إلَى الْحَطِيمِ لَا يَجُوزُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. وَمَنْ كَانَ خَارِجًا عَنْ مَكَّةَ فَقِبْلَتُهُ جِهَةُ الْكَعْبَةِ وَهُوَ قَوْلُ عَامَّةِ الْمَشَايِخِ هُوَ الصَّحِيحُ هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ. [3]

==================

[1] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٩٤، ط: رحمانيه

[2] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة التي تتقدمها،

[3] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، فصل ثالث في استقبال القبلة، ١/ ٦٣، ط: رشيديه

وكذا في قاضي خان:

إلى عينها تعين لكل قوم منها مقام فلأهل الشام الركن الشامي ولأهل المدينة موضع الحطيم والميزاب ولأهل اليمن الركن اليماني ولأهل الهند ما بين الركن اليماني الحجر ولأهل الخراسان والمشرق الباب ومقام إبراهيم واختلفوا في قبلة من هو خارج عن مكة، قال عبد الله الجرجاني: عليه التوجه إلى عين الكعبة وقال غيره من المشائخ: عليه التوجه إلى جهة الكعبة. (۱)

وكذا في فتاوى حقانيه: كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة وأركانها، ۳/ ۷۷، ط: حقانيه

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، مسائل استقبال قبله، ۱/ ۲۷۸، ط: قديمي

امام کے ساتھ رکعت پانے کے لئے چند صفوف کو خالی چھوڑ کر اکیلا کھڑا ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی مسجد میں نماز کے لئے داخل ہوا اتنے میں امام نے رکوع کرلیا، اب اگر وہ آگے چل کر صف میں کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہے گا تو اس کی رکعت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے، اور اگر جس صف میں وہ کھڑا ہے وہیں رکوع کرے تو اس صورت میں اس کے سامنے کئی صفیں نمازیوں سے خالی ہیں، گویا کہ وہ کافی صفیں چھوڑ کر اکیلا رکوع کرتا ہے، اب آیا اس کو آگے چل کر باقی نمازیوں کی صف میں کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہنا چاہئے یا جہاں پر کھڑا ہے وہیں پر تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع کرے، ان دونوں صورتوں میں کون سی افضل ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں مقتدی کے لئے جماعت کی فضیلت یا پھر رکعت چھوٹنے کے خوف سے جماعت سے منفصل صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کیونکہ اتصال صفوف واجبات نماز میں سے ہے جس کی آپ علیہ السلام نے بھی جا بجا تلقین فرمائی ہے، ایسے میں واجب کو چھوڑ کر فضیلت جماعت کو حاصل کرنا درست نہیں، بلکہ مصلی (مقتدی) کے لئے ضروری ہے کہ عام مصلیوں کی صفوں میں شامل ہو جائے اگرچہ اس دوران اس کی رکعت نکل جائے۔

كذا في رد المحتار:

[فَائِدَةٌ] قَالَ فِي الْأَشْبَاهِ: إذَا أَدْرَكَ الْإِمَامَ رَاكِعًا فَشُرُوعُهُ لِتَحْصِيلِ الرَّكْعَةِ فِي الصَّفِّ الْأَخِيرِ أَفْضَلُ مِنْ وَصْلِ الصَّفِّ. اهـ. أَمَّا لَوْ لَمْ يُدْرِكْ الصَّفَّ الْأَخِيرَ فَلَا يَقِفُ وَحْدَهُ، بَلْ يَمْشِي إلَيْهِ إنْ كَانَ فِيهِ فُرْجَةٌ، وَإِنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَةُ كَمَا فِي آخِرِ شَرْحِ الْمُنْيَةِ مُعَلِّلًا بِأَنَّ تَرْكَ الْمَكْرُوهِ أَوْلَى مِنْ إدْرَاكِ الْفَضِيلَةِ تَأَمَّلْ، وَيَشْهَدُ لَهُ «أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳٤، ط: اشرفيه

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ ثُمَّ دَبَّ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: زَادَكَ اللهُ حِرْصًا، وَلَا تَعُدْ. (١)

وكذا في التاتارخانية:

الخلاصة إذا دخل المسجد والإمام في الركوع لا يدخل في الركوع ما لم يصل إلى الصف. (٢)

وكذا في فتح القدير:

وَاسْتَدَلَّ لِلْجَوَازِ بِمَا فِي الْبُخَارِيِّ عَنْ «أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَاكِعٌ فَرَكَعَ دُونَ الصَّفِّ ثُمَّ وَثَبَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى الصَّفِّ: فَلَمَّا سَلَّمَ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ إِنِّي سَمِعْت نَفَسًا عَالِيًا فَأَيُّكُمْ الَّذِي رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ، ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّفِّ فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ خَشِيتُ أَنْ تَفُوتَنِي الرَّكْعَةُ فَرَكَعْتُ دُونَ الصَّفِّ ثُمَّ لَحِقْتُ الصَّفَّ. فَقَالَ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: زَادَكَ اللهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ. (٣)

وفيه أيضا:

وَرَوَى مُسْلِمٌ وَأَصْحَابُ السُّنَنِ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالُوا وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا، قَالَ: يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ... وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللهُ» وَرَوَى الْبَزَّارُ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِي الصَّفِّ غُفِرَ لَهُ. (٤)

وكذا في البحر الرائق:

وَإِنْ اقْتَدَى بِهِ خَلْفَ الصُّفُوفِ جَازَ لِمَا رُوِيَ «أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ قَامَ خَلْفَ الصَّفِّ فَدَبَّ رَاكِعًا حَتَّى الْتَحَقَ بِالصَّفِّ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ يَا أَبَا بَكْرَةَ زَادَكَ اللهُ حِرْصًا فِي الدِّينِ. (٥)

====================

(١) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٧٠، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الفصل السابع، ١/ ٤٥٣، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٣٦٧، ط: دار الكتب العلمية

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١ ٣٧٠، ط: دار الكتب العلمية

(٥) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٧، ط: فاروقيه

کسی نے دائیں کے بجائے بائیں جانب سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی نے غلطی سے دائیں جانب کے بجائے بائیں جانب سلام پھیر دیا تو اب وہ کیا کرے؟

جواب: اگر کسی شخص نے دائیں کے بجائے بائیں جانب سلام پھیر دیا تو اس کے بعد جب تک بات چیت نہیں کی ہے تو دائیں طرف سلام پھیر کر نماز مکمل کرے، بائیں طرف دوبارہ سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں، نیز سجدہ سہو بھی واجب نہیں۔

كذا في التاتارخانية:

ومن سلم عن يساره قبل سلامه عن يمينه فلا سهو عليه. (١)

وكذا في الهندية:

ولو سلم أولا عن يساره فإنه يسلم عن يمينه ما لم يتكلم ولا يعيد السلام عن يساره. (٢)

وكذا في بدائع الصنائع:

ولو سلم عن يساره قبل سلامه عن يمينه فلا سهو عليه لأن الترتيب في السلام من باب السنن فلا يتعلق به سجود السهو. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

وفي البدائع: أنه لو سلم عن يساره أولاً لا سهو عليه لأنه ترك السنة إلخ. (٤)

نماز کے دوران بغیر عذر کے ایک پاؤں پر ٹیک لگانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص بغیر شرعی عذر کے دوران نماز ایک پاؤں پر کھڑا ہوتا ہے آیا اس طرح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز پڑھتے وقت دونوں پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے، ایک پاؤں پر بغیر شرعی عذر کے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

---

(١) كتاب الصلاة، باب في المتفرقات، ١/ ٥٣٦، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة، ١/ ٧٧، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، سجود السهو، ١/ ٤٠٧، ط: رشيديه

(٤) كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٢/ ١٦٩، ط: رشيديه

كذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ وَمِنْهَا الْقِيَامُ) يَشْمَلُ التَّامَّ مِنْهُ وَهُوَ الِانْتِصَابُ مَعَ الِاعْتِدَالِ وَغَيْرَ التَّامِّ وَهُوَ الِانْحِنَاءُ الْقَلِيلُ بِحَيْثُ لَا تَنَالُ يَدَاهُ رُكْبَتَيْهِ، وَقَوْلُهُ بِحَيْثُ إلَخْ صَادِقٌ بِالصُّورَتَيْنِ أَفَادَهُ ط. وَيُكْرَهُ الْقِيَامُ عَلَى أَحَدِ الْقَدَمَيْنِ فِي الصَّلَاةِ بِلَا عُذْرٍ. (١)

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ الْقِيَامُ عَلَى إحْدَى الْقَدَمَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَتَجُوزُ الصَّلَاةُ وَلِلْعُذْرِ لَا يُكْرَهُ. (٢)

وكذا في الجوهرة النيرة:

(قوله: والقيام) يعني في صلاة الفرض والوتر وحد القيام أن يكون بحيث إذا مد يديه لا ينال ركبتيه، ويكره القيام على أحد القدمين في الصلاة من غير عذر وتجوز الصلاة للعذر لا تكره كذا في الفتاوى. (٣)

تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھوں کو باندھنے کی حد

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھوں کو کہاں باندھے سینہ پر یا ناف کے نیچے؟

جواب: تکبیر تحریمہ کے بعد مردوں کے لئے یہ حکم ہے کہ ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھیں، اور عورتوں کو ہاتھ سینے کے نیچے باندھنا چاہئے۔

كذا في الدر المختار:

(وَوَضَعَ) الرَّجُلُ (يَمِينَهُ عَلَى يَسَارِهِ تَحْتَ سُرَّتِهِ آخِذًا رُسْغَهَا بِخِنْصَرِهِ وَإِبْهَامِهِ) هُوَ الْمُخْتَارُ، وَتَضَعُ الْمَرْأَةُ وَالْخُنْثَى الْكَفَّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ ثَدْيِهَا. (٤)

وكذا في الهندية:

(وَوَضْعُ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ) كَمَا فَرَغَ مِنْ التَّكْبِيرِ. هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ نَاقِلًا عَنْ الْإِمَامِ

---

(١) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث القيام، ١/ ٤٤٤، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، ومنها القيام، ١/ ٦٩، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٠، ط: المطبعة الخيرية

(٤) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٨٦، ٤٨٧، ط: سعيد

خُوَاهَرْ زَادَهْ وَهَكَذَا فِي النِّهَايَةِ وَالْمَرْأَةُ تَضَعُهُمَا عَلَى ثَدْيَيْهَا. كَذَا فِي الْمُنْيَةِ. (۱)

وكذا في كفایت المفتی: كتاب الصلاة، الفصل الثالث فيما يتعلق بسنن الصلاة، ۳/ ۵۹۵، ط: فاروقيه

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة وما يتعلق بها، ۳/ ٤٠، ط: سعيد

سجدہ میں پیروں کو اٹھانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ سجدہ میں پیروں کو اٹھانے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: بحالت سجدہ پاؤں زمین پر رکھنے کے بارے میں راجح قول وجوب کا ہے، دونوں پاؤں میں سے کسی ایک کا کوئی جزء مقدار ایک تسبیح کے رکھنا کافی ہے پس اگر پورے سجدہ میں بقدر ایک تسبیح کے دونوں پاؤں میں سے کسی کا کوئی جزء زمین پر رکھ لیا تو واجب ادا ہو جائے گا اگر اتنی مقدار بھی نہیں رکھا تو ترک واجب کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوگی اور صرف ایک قدم کو زمین پر بغیر عذر کے رکھنے سے واجب تو ادا ہو جائے گا مگر مکروہ ہے۔

كذا في التنوير مع الدر:

(ومنها السجود) بجبهته وقدميه ووضع إصبع واحدة منهما شرط.

وكذا في الرد:

(قَوْلُهُ وَقَدَمَيْهِ) يَجِبُ إِسْقَاطُهُ لِأَنَّ وَضْعَ إِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا يَكْفِي كَمَا ذَكَرَهُ بَعْدُ ح. وَأَفَادَ أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَضَعْ شَيْئًا مِنْ الْقَدَمَيْنِ لَمْ يَصِحَّ السُّجُودُ. (۲)

وكذا في الهندية:

وَلَوْ سَجَدَ وَلَمْ يَضَعْ قَدَمَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ لَا يَجُوزُ وَلَوْ وَضَعَ إِحْدَاهُمَا جَازَ مَعَ الْكَرَاهَةِ. (۳)

وكذا في إحسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ۳/ ۳۹۸، ط: سعيد

وكذا في كفایت المفتی: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٤/ ٤٤٢، ط: فاروقيه

==================

(۱) كتاب الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها وكيفيتها، ۱/ ۷۳، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ٤٤٧، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع في فرائض الصلاة، ۱/ ۷۰، ط: قديمي

جس نے پہلی رکعت کو پالیا اس نے تکبیر تحریمہ کا ثواب پالیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص پہلی رکعت کے رکوع سے پہلے جماعت میں شامل ہو جائے تو کیا اسے تکبیر تحریمہ کی فضیلت ملے گی یا نہیں؟

جواب: صحیح قول کے مطابق جس شخص نے پہلی رکعت پالی اس کو تکبیر تحریمہ کی فضیلت حاصل ہو گئی۔

كذا في الهندية:

أَمَّا فَضِيلَةُ تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ فَتَكَلَّمُوا فِي وَقْتِ إِدْرَاكِهَا وَالصَّحِيحُ أَنَّ مَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ الْأُولَى فَقَدْ أَدْرَكَ فَضِيلَةَ تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ. كَذَا فِي الْحَصْرِ فِي بَابِ أَبِي يُوسُفَ. (۱)

وكذا في الشامية:

وَتَظْهَرُ فَائِدَةُ الْخِلَافِ فِي وَقْتِ إِدْرَاكِ فَضِيلَةِ تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ فَعِنْدَهُ بِالْمُقَارَنَةِ، وَعِنْدَهُمَا إِذَا كَبَّرَ فِي وَقْتِ الثَّنَاءِ، وَقِيلَ بِالشُّرُوعِ قَبْلَ قِرَاءَةِ ثَلَاثِ آيَاتٍ لَوْ كَانَ الْمُقْتَدِي حَاضِرًا، وَقِيلَ سَبْعٌ لَوْ غَائِبًا، وَقِيلَ بِإِدْرَاكِ الرَّكْعَةِ الْأُولَى، وَهَذَا أَوْسَعُ وَهُوَ الصَّحِيحُ. (۲)

وكذا في كفایت المفتی: كتاب الصلاة، الفصل الثالث فيما يتعلق بسنن الصلاة، ۳/ ۵۷۹، ط: فاروقيه

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ۳/ ۳۲۰، ط: سعيد .

زبان سے عشاء کی نماز کی نیت کرے اور دل میں وتر کی نیت ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ رمضان میں ایک شخص نے امام کے ساتھ وتر پڑھتے ہوئے زبان سے وتر کی بجائے عشاء کے فرض کی نیت کی مگر دل میں اس کے وتر کی نیت تھی تو کیا اس صورت میں وتر کی نماز درست ہو گی۔

جواب: صورت مذکورہ میں وتر درست ہو جائے گی۔

كذا في التنوير مع الدر:

(وَالْمُعْتَبَرُ فِيهَا عَمَلُ الْقَلْبِ اللَّازِمِ لِلْإِرَادَةِ) فَلَا عِبْرَةَ لِلذِّكْرِ بِاللِّسَانِ إِنْ خَالَفَ الْقَلْبَ لِأَنَّهُ كَلَامٌ لَا نِيَّةَ. (۳)

====================

(۱) كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول في فرائض الصلاة، ۱/ ۶۹، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۵۲۶، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، شروط الصلاة، ۱/ ۴۱۵، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

عَزَمَ عَلَى الظُّهْرِ وَجَرَى عَلَى لِسَانِهِ الْعَصْرُ يُجْزِيهِ كَذَا فِي شَرْحِ مُقَدِّمَةِ أَبِي اللَّيْثِ. (۱)

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة وما يتعلق بها، ۳/ ۱٦، ط: سعيد

نماز میں رکوع کرنے کا صحیح طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز میں رکوع کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: نماز میں رکوع کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ مصلی اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کرکے گھٹنوں کو اس طرح پکڑے کہ پنڈلیاں سیدھی ہوں بشکل قوس نہ ہوں، پیٹھ اور سر کو متوازی رکھے، نیز سر کا نیچے کی طرف جھک جانا یا اوپر کی طرف بلند ہو جانا درست نہیں ہے، کیونکہ اس سے متوازی کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔

كذا في الفتاوى التاتارخانية:

وإذا ركع يضع يديه على ركبتيه ويفرج أصابعه... وصورته أن يضم إحدى الكفين إلى الأخرى، ويرسلهما بين فخذيه، ويبسط ظهره، ولا ينكس رأسه ولا يرفعه. (۲)

وكذا في الدر المختار:

(وَيَضَعُ يَدَيْهِ) مُعْتَمِدًا بِهِمَا (عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَيُفَرِّجُ أَصَابِعَهُ) لِلتَّمَكُّنِ وَيُسَنُّ أَنْ يُلْصِقَ كَعْبَيْهِ وَيَنْصِبَ سَاقَيْهِ (وَيَبْسُطَ ظَهْرَهُ) وَيُسَوِّيَ ظَهْرَهُ بِعَجُزِهِ (غَيْرَ رَافِعٍ وَلَا مُنَكِّسَ رَأْسِهِ وَيُسَبِّحُ فِيهِ). (۳)

وكذا في المحيط البرهاني:

وإذا ركع يضع يديه على ركبتيه ويفرج أصابعه... وصورته: أن يضم أحد الكفين إلى الأخرى ويرسلهما بين فخذيه. (٤)

==================

(۱) كتاب الصلاة، الباب الثالث، الفصل الرابع في النية، ۱/ ٦٦، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، فصل في الركوع، ۱/ ۳۷۰، ط: قديمي

(۳) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة إلى انتهائها، ۱/ ٤٩۳، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، الفصل السادس عشر في التغني والإلحان، ۱/ ۳۳٦، ط: دار الكتب العلمية

مسافر منفرد دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھے تو کیا حکم ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر مسافر منفرد دو رکعت قصر پڑھنے کے بجائے چار رکعت پڑھے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر منفرد مسافر نے سفر کی حالت میں چار رکعت والی نماز مکمل پڑھ لی اور قعدہ اولی بھی کیا تو دو رکعت فرض ادا ہو گیا اور باقی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی، لیکن سلام جو کہ واجب ہے اس میں تاخیر کی وجہ سے آخر میں سجدہ سہو کرنا پڑے گا، اور اگر قعدہ اولی کے بغیر کھڑے ہو کر مسافر نے چار رکعت پڑھ لی ہے تو ایسی صورت میں اس کی نماز باطل ہو گئی لہٰذا اس صورت میں نماز کا اعادہ شرعاً ضروری ہے۔

كذا في الهندية:

فَإِنْ صَلَّى أَرْبَعًا وَقَعَدَ فِي الثَّانِيَةِ قَدْرَ التَّشَهُّدِ أَجْزَأَتْهُ وَالْأُخْرَيَانِ نَافِلَةٌ وَيَصِيرُ مُسِيئًا لِتَأْخِيرِ السَّلَامِ وَإِنْ لَمْ يَقْعُدْ فِي الثَّانِيَةِ قَدْرَهَا بَطَلَتْ، كَذَا فِي الْهِدَايَةِ. (١)

وكذا في تنوير الأبصار:

فلو أتم مسافر إن قعد... في الأولى تم فرضه... وأساء... وما زاد نفل... وإن لم يقعد بطل فرضه. (٢)

وفيه أيضا:

(وإن قعد في الرابعة) مثلا قدر التشهد (ثم قام عاد وسلم... (وإن سجد للخامسة سلموا)... وضم إليها سادسة... (لتصير الركعتان له نفلا)... وسجد للسهو. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ فَلَوْ أَتَمَّ وَقَعَدَ فِي الثَّانِيَةِ صَحَّ وَإِلَّا لَا) أَيْ، وَإِنْ لَمْ يَقْعُدْ عَلَى رَأْسِ الرَّكْعَتَيْنِ لَمْ يَصِحَّ فَرْضُهُ؛ لِأَنَّهُ إذَا قَعَدَ فَقَدْ تَمَّ فَرْضُهُ وَصَارَتْ الْأُخْرَيَاتُ لَهُ نَفْلًا كَالْفَجْرِ وَصَارَ آثِمًا لِتَأْخِيرِ السَّلَامِ، وَإِنْ لَمْ يَقْعُدْ فَقَدْ خَلَطَ النَّفْلَ بِالْفَرْضِ قَبْلَ إكْمَالِهِ. (٤)

==================

(١) كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ١/ ١٣٩، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ٢/ ١٢٨، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٢/ ٨٧، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب المسافر، ٢/ ٢٣٠، ط: رشيدية

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ٤/ ٧٧، ط: سعيد

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ٧/ ٥٠٧، ط: دار الافتاء فاروقيه

وكذا في فتاوى حقانيه: كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ٣/ ٣٤٩، ط: حقانيه

التحیات کی حالت میں ہاتھوں کے رکھنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ التحیات کی حالت میں ہاتھوں کو کس جگہ پر رکھیں؟

جواب: قعدہ کی حالت میں ہاتھ ران پر اس طرح رکھنا چاہئے کہ ہاتھ کا آخری حصہ یعنی انگلیاں گھٹنوں پر رہیں البتہ انگلیوں کے سرے نہیں مڑنے چاہئے کیونکہ مقصود انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا ہے، اور اگر انگلیاں گھٹنوں کی طرف مڑ جائیں تو ان کا رخ قبلہ کی طرف باقی نہیں رہے گا جو شرعاً درست نہیں۔

كذا في سنن أبي داود:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: قُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي، «فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ» ، قَالَ: «ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ، وَحَلَّقَ حَلْقَةً، وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا» ، وَحَلَّقَ بِشْرٌ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ. (١)

وكذا في كبيري:

من حديث وائل قلت لأنظرن إلى صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما جلس يعني للتشهد افترش رجله اليسرى ووضع يده اليسرى على فخذه اليسرى ونصب رجله اليمنى من غير ذكر زيادة والمراد من العقد المذكور. (٢)

وكذا في الدر المختار:

(وَبَعْدَ فَرَاغِهِ مِنْ سَجْدَتَيْ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ يَفْتَرِشُ) الرَّجُلُ (رِجْلَهُ الْيُسْرَى) فَيَجْعَلُهَا بَيْنَ أَلْيَتَيْهِ (وَيَجْلِسُ

(١) كتاب الصلاة، باب كيف الجلوس في التشهد، ١/ ١٤٥، ط: رحمانيه

(٢) كتاب الصلاة، باب في صفة الصلاة، ص٢٨٥، ط: نعمانيه

عَلَيْهَا وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَيُوَجِّهُ أَصَابِعَهُ) فِي الْمَنْصُوبَةِ (نَحْوَ الْقِبْلَةِ) هُوَ السُّنَّةُ فِي الْفَرْضِ وَالنَّفْلِ (وَيَضَعُ يُمْنَاهُ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَيُسْرَاهُ عَلَى الْيُسْرَى، وَيَبْسُطُ أَصَابِعَهُ) مُفَرَّجَةً قَلِيلًا (جَاعِلًا أَطْرَافَهَا عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ) وَلَا يَأْخُذُ الرُّكْبَةَ هُوَ الْأَصَحُّ لِتَتَوَجَّهَ لِلْقِبْلَةِ. (۱)

نماز میں جہراً بسم اللہ پڑھنے کا بیان

سوال: نماز میں جہراً بسم اللہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: احناف کے نزدیک عام نمازوں میں سراً بسم اللہ پڑھنا سنت ہے، اور جہراً پڑھنے کی بھی اگرچہ شرعاً گنجائش ہے لیکن فقہاء احناف نے سراً پڑھنے کو راجح قرار دیا ہے، اور التزاماً جہراً پڑھنے کو منع کرتے ہیں، چنانچہ تراویح میں ختم قرآن کی سنت میں مقتدیوں کو مکمل شامل کرنے کے لئے پورے ختم کے دوران کم از کم ایک دفعہ جہراً بسم اللہ پڑھنا چاہئے، یہی احتیاط کا تقاضا ہے، اور اگر تراویح میں ہر نئی سورت کے ساتھ جہراً پڑھے تو بھی نماز درست ہو جائے گی۔

كذا في الفقه على المذاهب الأربعة:

ومنها التسمية في كل ركعة قبل الفاتحة، بأن يقول: بسم الله الرحمن الرحيم، وهي سنة عند الحنفية، والحنابلة، أما الشافعية فيقولون: إنها فرض، والمالكية يقولون: إنها مكروهة وفي كل ذلك تفصيل.

الحنفية قالوا: يسمي الإمام والمنفرد سراً في أول كل ركعة، سواء كانت الصلاة سرية أو جهرية أما المأموم فإنه لا يسمي طبعاً، لأنه لا تجوز له القراءة ما دام مأموماً. (۲)

كذا في البدائع:

وَعَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا: أَرْبَعٌ يُخْفِيهِنَّ الْإِمَامُ وَذَكَرَ مِنْهَا التَّعَوُّذَ، وَلِأَنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَذْكَارِ هُوَ الْإِخْفَاءُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى {وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً} فَلَا يُتْرَكُ إلَّا لِضَرُورَةٍ ثُمَّ يُخْفِي بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ يَجْهَرُ بِهِ. (۳)

---

(۱) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۵۰۸، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، مبحث شرع بعض سنن الصلاة، ۱/ ۲۳۲، ط: دار الكتب العلمية

(۳) كتاب الصلاة، الكلام في التسمية، ۱/ ۴۷۴، ط: رشيدية

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

وقال الحنفية: يتعوذ في الركعة الأولى فقط. وقال الشافعية والحنابلة: يسن التعوذ سراً في أول كل ركعة قبل القراءة، بأن يقول: (أعوذ بالله من الشيطان الرجيم) وعن أحمد أنه يقول: (أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم) ثم يقول: (بسم الله الرحمن الرحيم) سراً عند الحنفية والحنابلة. [١]

وكذا في الشامية:

وذكر في المصفى أن الفتوى على قول أبي يوسف أنه يسمى في أول كل ركعة ويخفيها.

وذكر في المحيط: المختار قول محمد وهو أن يسمى قبل الفاتحة وقبل كل سورة في كل ركعة. [٢]

وفيه أيضا:

والثالث أنه لا يجهر بها في الصلاة عندنا خلاف الشافعي. [٣]

وكذا في فتح القدير:

عَنْ أَنَسٍ «صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ» لَمْ يُرِدْ نَفْيَ الْقِرَاءَةِ بَلْ السَّمَاعَ لِلْإِخْفَاءِ بِدَلِيلِ مَا صَرَّحَ بِهِ عَنْهُ «فَكَانُوا لَا يَجْهَرُونَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ» رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ الصَّحِيحِ.

وَعَنْهُ «صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَكُلُّهُمْ يُخْفُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ». [٤]

وكذا في الدر المختار:

(وهي آية) واحدة (من القرآن) كله. [٥]

ومأخذ از فتاوی دار العلوم دیوبند: کتاب الصلاة، فصل رابع، مسائل نماز تراویح، ٤/ ١٩٦، ط: دار الاشاعت

---

[١] سنن الصلاة وصفتها، كتاب الصلاة، ٢/ ٨٧٨، ٨٧٩، ط: نشر احسان طهران ايران

[٢] كتاب الصلاة، آداب الصلاة، ١/ ٤٩٠، ط: سعيد

[٣] كتاب الصلاة، آداب الصلاة، ١/ ٤٩٠، ط: سعيد

[٤] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٢٩٧، ٢٩٨، ط: دار الكتب العلمية

[٥] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٩١

سجدہ کرنے کا صحیح طریقہ

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز میں سجدہ کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ نماز میں سجدہ کے ادا کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ سجدے میں پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے پنجے اور دونوں گھٹنے رکھے جائیں، البتہ اگر کسی نے بغیر کسی عذر کے صرف پیشانی کو زمین پر لگایا اور ناک نہیں لگائی تو سجدہ تو درست ہو جائے گا لیکن کراہت لازم آئے گی۔

كذا في الدر المختار:

(وَمِنْهَا السُّجُودُ) بِجَبْهَتِهِ وَقَدَمَيْهِ، (وفي الشامية) وَفِي الْبَحْرِ: حَقِيقَةُ السُّجُودِ وَضْعُ بَعْضِ الْوَجْهِ عَلَى الْأَرْضِ مِمَّا لَا سُخْرِيَةَ فِيهِ، فَدَخَلَ الْأَنْفُ وَخَرَجَ الْخَدُّ وَالذَّقَنُ. (۱)

وكذا في كبيري:

(السجدة وهي فريضة تتأدى بوضع الجبهة والأنف والقدمين واليدين والركبتين) لما مر في الصحيحين من قوله عليه الصلاة والسلام أمرت أن أسجد على سبعة أعظم على الجبهة واليدين والركبتين وأطراف القدمين والأنف داخل في الجبهة لأن عظمها واحد. (وإن وضع جبهة دون أنفه جاز) سجوده (بالإجماع) إن كان ذلك من غير عذر يكره. (۲)

وكذا في الهندية:

وَمِنْهَا السُّجُودُ... وَكَمَالُ السُّنَّةِ فِي السُّجُودِ وَضْعُ الْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ جَمِيعًا وَلَوْ وَضَعَ أَحَدَهُمَا فَقَطْ إِنْ كَانَ مِنْ عُذْرٍ لَا يُكْرَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَإِنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ دُونَ أَنْفِهِ جَازَ إِجْمَاعًا وَيُكْرَهُ. (۳)

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے یا واجب

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے یا واجب؟

جواب: واضح رہے کہ نماز میں مطلق قرات یعنی بڑی ایک آیت یا چھوٹی کم از کم تین آیتیں پڑھنا فرض ہے، البتہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا

(۱) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث الركوع والسجود، ۱/ ٤٤٧، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، باب فرائض الصلاة، الخامس: السجدة، ص۲٤٧، ط: نعمانية

(۳) كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول في فرائض الصلاة، ۱/ ۷۰، ط: رشيدية

واجب ہے لہٰذا اگر کسی منفرد سے سورہ فاتحہ رہ گئی تو بغیر سجدہ سہو کے نماز مکمل نہیں ہوگی۔

قال الله تعالى: فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ. (المزمل: ٢٠)

وكذا في سنن الترمذي:

عن عبادة الصامت عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب. [١]

وكذا في التنوير مع شرحه:

(وَهِيَ)... (قِرَاءَةُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ)... (وَضَمُّ)... (سُورَةٍ... أَوْ مَا قَامَ مَقَامَهَا، هُوَ ثَلَاثُ آيَاتٍ قِصَارٍ نَحْوُهُ ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ. [٢]

وكذا في البدائع:

أَمَّا الْوَاجِبَاتُ الْأَصْلِيَّةُ فِي الصَّلَاةِ فَسِتَّةٌ: مِنْهَا قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَالسُّورَةِ فِي صَلَاةٍ ذَاتِ رَكْعَتَيْنِ، وَفِي الْأُولَيَيْنِ مِنْ ذَوَاتِ الْأَرْبَعِ وَالثَّلَاثِ، حَتَّى لَوْ تَرَكَهُمَا أَوْ أَحَدَهُمَا: فَإِنْ كَانَ عَامِدًا كَانَ مُسِيئًا، وَإِنْ كَانَ سَاهِيًا يَلْزَمُهُ سُجُودُ السَّهْوِ. [٣]

وكذا في البحر الرائق:

وَوَاجِبُهَا قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَضَمُّ سُورَةٍ وَتَعْيِينُ الْقِرَاءَةِ فِي الْأُولَيَيْنِ وَرِعَايَةُ التَّرْتِيبِ فِي فِعْلٍ مُكَرَّرٍ. [٤]

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: نماز میں کیا پڑھتے ہیں، ۳/ ۳۹۴، ط: لدھیانوی

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الثالث في واجبات الصلاة، ٥/ ٥٧١، ٥٧٢، ط: فاروقيه

نماز میں قیام کا صحیح طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز میں قیام کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

---

[١] أبواب الصلاة، باب ما جاء أنه لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب، ١/ ٥٧، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٥٨، ط: سعيد

[٣] كتاب الصلاة، فصل الواجبات الأصلية في الصلاة، ١/ ٣٩٤، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥١٠، ط: رشيدية

جواب: قیام کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ نمازی اس طرح سیدھا کھڑا ہو جائے کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچیں، اور سر کو بھی برابر رکھے کہ نہ آسمان کی طرف اٹھے اور نہ ٹھوڑی بالکل سینے سے ملی ہو، اور دونوں پاؤں اس طرح رکھے کہ ان کے درمیان کم از کم ہاتھ کی چار انگلیوں کے برابر فاصلہ ہو، اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو۔

وكذا في الهندية:

وحد القيام أن يكون بحيث إذا مد يديه لا ينال ركبته. (١)

وكذا في الشامية:

يشمل التام منه وهو الانتصاب مع الاعتدال وغير التام وهو الانحناء القليل بحيث لا تنال يداه ركبتيه... وينبغي أن يكون بينهما مقدار أربع أصابع اليد. (٢)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

وحدا لقيام أن يكون بحيث إذا مد يديه لا ينال ركبتيه. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

وحد القيام أن يكون بحيث إذا مد يديه لا تنال ركبتيه، كذا في السراج الوهاج. (٤)

عورت کے سجدہ کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر عورت سجدہ کرتے وقت اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے ملا کر رکھے؟ اور کہنیوں کو زمین کے ساتھ لگا کر رکھے، تو اس کی دلیل کون سی حدیث ہے؟

جواب: عورت کا سجدہ کرتے وقت اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے ملا کر رکھنا، اور کہنیوں کو زمین کے ساتھ لگا کر رکھنا درج ذیل احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

كذا في مصنف ابن أبي شيبة:

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: «إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا».

====================

(١) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٦٩، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث القيام، ١/ ٤٤٤، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة وأركانها، ١/ ٢٢٤، ط: دار الكتب العلمية

(٤) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٠٩، ط: رشيديه

وفيه أيضا:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: «إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَلْزِقْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا، وَلَا تَرْفَعْ عَجِيزَتَهَا، وَلَا تُجَافِي كَمَا يُجَافِي الرَّجُلُ».

وفيه أيضا:

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: «إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا، وَلْتَضَعْ بَطْنَهَا عَلَيْهِمَا».[1]

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الرابع في سنن الصلاة، ٥/ ٦١٩، ٦٢٠، ط: فاروقيه

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: نماز ادا کرنے کا طریقہ، ۳/ ۳۶۵، ط: لدھیانوی

چار رکعات والی نماز میں درمیانی قعدے اور تشہد کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ چار رکعات والی نماز کے درمیانی قعدے اور اس میں تشہد پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

کوئی شخص امام کی اقتداء میں چار رکعات نماز فرض ادا کر رہا ہو اور امام تشہد پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور مقتدی نے ابھی تک تشہد نہ پڑھی ہو تو کیا مقتدی تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے؟ یا امام کی اقتداء کی وجہ سے تشہد کو چھوڑ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے؟

جواب: چار رکعات والی نماز کے درمیانی قعدے میں تشہد پڑھنا اور بقدر تشہد بیٹھنا، دونوں واجب ہیں۔

مذکورہ صورت میں بہتر ہے کہ مقتدی پوری تشہد پڑھ کر کھڑا ہو، اگر پوری تشہد پڑھے بغیر کھڑا ہو گیا تو بھی نماز میں کوئی فرق نہیں آئے گا، نماز صحیح ہو جائے گی۔

كذا في الدر المختار:

والقعود الأول ولو في نفل في الأصح.[2]

[1] كتاب الصلاة، باب المرأة كيف تكون في سجودها، ٢/ ٥٠٤، ٥٠٥، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية

[2] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٦٥، ط: سعيد

وكذا في الشامية:

قوله والتشهدان أي تشهد القعدة الأولى وتشهد الأخيرة. [۱]

وفيه أيضا:

فَإِنْ عَارَضَهَا وَاجِبٌ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَفُوتَهُ بَلْ يَأْتِي بِهِ ثُمَّ يُتَابِعُ، كَمَا لَوْ قَامَ الْإِمَامُ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْمُقْتَدِي التَّشَهُّدَ فَإِنَّهُ يُتِمُّهُ ثُمَّ يَقُومُ لِأَنَّ الْإِتْيَانَ بِهِ لَا يُفَوِّتُ الْمُتَابَعَةَ بِالْكُلِّيَّةِ. [۲]

وكذا في الهندية:

وَتَجِبُ الْقَعْدَةُ الْأُولَى قَدْرَ التَّشَهُّدِ... هُوَ الْأَصَحُّ، هَكَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ وَيَجِبُ التَّشَهُّدُ فِي الْقَعْدَةِ الْأَخِيرَةِ وَكَذَا فِي الْقَعْدَةِ الْأُولَى وَهُوَ الصَّحِيحُ. [۳]

وفيه أيضا:

إِذَا أَدْرَكَ الْإِمَامَ فِي التَّشَهُّدِ وَقَامَ الْإِمَامُ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْمُقْتَدِي أَوْ سَلَّمَ الْإِمَامُ فِي آخِرِ الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْمُقْتَدِي التَّشَهُّدَ فَالْمُخْتَارُ أَنْ يُتِمَّ التَّشَهُّدَ. كَذَا فِي الْغِيَاثِيَّةِ وَإِنْ لَمْ يُتِمَّ أَجْزَأَهُ. [٤]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة، ٥/ ٥٧٤، ٥٧٥، ط: فاروقيه

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: نماز ادا کرنے کا طریقہ، ۳/ ۳۷۰، ط: لدھیانوی

نماز میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس شخص کے بارے میں جو کہ نماز میں کانوں تک ہاتھ اٹھائے بغیر صرف تکبیر تحریمہ پڑھ کر داخل ہو جاتا ہے، تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور وہ اس عمل کو عادت بنالے تو اس کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

====================

[۱] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٦٦، ط: سعيد

[۲] كتاب الصلاة، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام، ١/ ٤٧٠، ط: سعيد

[۳] كتاب الصلاة، الفصل الثاني، في صفة الصلاة، ١/ ٧١، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السادس فيما يتابع الإمام وفيما لا يتابعه، ١/ ٩٠، ط: رشيدية

جواب: صورت مذکورہ میں اس شخص کی نماز ادا ہو جائے گی لیکن ہمیشہ اس طرح کرنے سے گنہگار ہوگا کیونکہ ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا سنت ہے۔

كذا في بدائع الصنائع:

وَمِنْهَا رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ تَكْبِيرَةِ الِافْتِتَاحِ... أَمَّا أَصْلُ الرَّفْعِ فَلِمَا رُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - مَوْقُوفًا عَلَيْهِمَا وَمَرْفُوعًا إلَى رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ: «لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي إلَّا فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ» وَذَكَرَ مِنْ جُمْلَتِهَا تَكْبِيرَةَ الِافْتِتَاحِ، وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَنَّهُ كَانَ فِي عَشَرَةِ رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ لَهُمْ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالُوا: هَاتِ، فَقَالَ: رَأَيْته إذَا كَبَّرَ عِنْدَ فَاتِحَةِ الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَعَلَى هَذَا إجْمَاعُ السَّلَفِ.[1]

وكذا في فتح القدير:

(ويرفع يديه مع التكبير وهو سنة) لأن النبي عليه الصلاة والسلام واظب عليه.[2]

وكذا في الدر المختار:

(رَفْعُ الْيَدَيْنِ لِلتَّحْرِيمَةِ) فِي الْخُلَاصَةِ إنْ اعْتَادَ تَرْكَهُ أَثِمَ (وَنَشْرُ الْأَصَابِعِ) أَيْ تَرْكُهَا بِحَالِهَا.

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ فِي الْخُلَاصَةِ إلَخْ) حَكَى فِي الْخُلَاصَةِ أَوَّلًا خِلَافًا، قِيلَ يَأْثَمُ، وَقِيلَ لَا. ثُمَّ قَالَ: وَالْمُخْتَارُ إنْ اعْتَادَهُ أَثِمَ لَا إنْ كَانَ أَحْيَانًا. اهـ. وَجَزَمَ بِهِ فِي الْفَيْضِ وَكَذَا فِي الْمُنْيَةِ. قَالَ شَارِحُهَا: يَأْثَمُ لَا لِنَفْسِ التَّرْكِ، بَلْ لِأَنَّهُ اسْتِخْفَافٌ وَعَدَمُ مُبَالَاةٍ بِسُنَّةٍ وَاظَبَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مُدَّةَ عُمْرِهِ، وَهَذَا مُطَّرِدٌ فِي جَمِيعِ السُّنَنِ الْمُؤَكَّدَةِ.[3]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الرابع في سنن الصلاة، ٥/ ٥٨٢، ط: فاروقيه

==================

[1] كتاب الصلاة، فصل في سنن الصلاة، ١/ ٤٦٥، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٢٨٠، ط: بيروت

[3] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في قولهم الإساءة دون الكراهة، ١/ ٤٧٤، ط: سعيد

جو نمازی اپنے ستون سامنے ہونے کی وجہ سے سجدہ نہ کرسکنے والے کی نماز کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص نماز کو اس طرح پڑھے کہ اس کے آگے ستون ہو جس کی وجہ سے وہ سجدہ نہیں کرسکتا، جس کی بناء پر شخص مذکور بیٹھ کر سر سے اشارہ کرے، کیا اس شخص کی نماز صحیح ہے یا وہ دوبارہ نماز کا اعادہ کرے گا؟

جواب: سجدہ ارکان نماز میں سے ہے، اگر کوئی شخص اس کو بلا عذر ترک کردے تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، اس لئے شخص مذکور پر اپنی نماز کا اعادہ لازم ہے۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَمِنْهَا السُّجُودُ) هُوَ لُغَةً: الْخُضُوعُ قَامُوسٌ، وَفَسَّرَهُ فِي الْمُغْرِبِ بِوَضْعِ الْجَبْهَةِ فِي الْأَرْضِ. وَفِي الْبَحْرِ: وَحَقِيقَةُ السُّجُودِ وَضْعُ بَعْضِ الْوَجْهِ عَلَى الْأَرْضِ مِمَّا لَا سُخْرِيَةَ فِيهِ، فَدَخَلَ الْأَنْفُ وَخَرَجَ الْخَدُّ وَالذَّقَنُ، وَأَمَّا إذَا رَفَعَ قَدَمَيْهِ فِي السُّجُودِ فَإِنَّهُ مَعَ رَفْعِ الْقَدَمَيْنِ بِالتَّلَاعُبِ أَشْبَهُ مِنْهُ بِالتَّعْظِيمِ وَالْإِجْلَالِ اهـ وَتَمَامُهُ فِيمَا عَلَّقْنَاهُ عَلَيْهِ. (١)

وكذا في الهندية:

وَكَمَالُ السُّنَّةِ فِي السُّجُودِ وَضْعُ الْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ جَمِيعًا وَلَوْ وَضَعَ أَحَدَهُمَا فَقَطْ إنْ كَانَ مِنْ عُذْرٍ لَا يُكْرَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَإِنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ دُونَ أَنْفِهِ جَازَ إجْمَاعًا وَيُكْرَهُ إنْ كَانَ بِالْعَكْسِ فَكَذَلِكَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وحقيقة السجود وضع الوجه على الأرض مما لا سخرية فيه فدخل الأنف وخرج الحد والذقن. (٣)

رکوع اور قومہ میں مقتدی اور امام کا عمل

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ رکوع کے بعد امام اور مقتدی دونوں کا وظیفہ ایک ہے یا دونوں کا وظیفہ الگ الگ ہے؟ کیونکہ اکثر عوام امام کے ساتھ "سمع اللہ لمن حمدہ" کے وظیفہ کے ساتھ بھی "سمع اللہ لمن حمدہ" پڑھتے ہیں، کیا

---

(١) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث الركوع والسجود، ١/ ٤٤٧، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الأول في فرائض الصلاة، ١/ ٧٠، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥١١، ط: رشيدية

دونوں کا وظیفہ ایک ہے یا ہر ایک کا الگ وظیفہ ہے؟

جواب: واضح رہے کہ رکوع کے بعد امام اور مقتدی کا وظیفہ الگ الگ ہے، امام کا وظیفہ "سمع اللہ لمن حمدہ" اور مقتدی کا وظیفہ "ربنا لک الحمد" ہے، لہٰذا امام "ربنا لک الحمد" نہ کہے اور مقتدی "سمع اللہ لمن حمدہ" نہ کہے۔

كذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَاكْتَفَى الْإِمَامُ بِالتَّسْمِيعِ وَالْمُؤْتَمُّ وَالْمُنْفَرِدُ بِالتَّحْمِيدِ) لِحَدِيثِ الصَّحِيحَيْنِ «إذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا لَك الْحَمْدُ» فَقَسَمَ بَيْنَهُمَا وَالْقِسْمَةُ تُنَافِي الشَّرِكَةَ. (۱)

وكذا في الهندية:

فَإِنْ كَانَ إمَامًا يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ بِالْإِجْمَاعِ وَإِنْ كَانَ مُقْتَدِيًا يَأْتِي بِالتَّحْمِيدِ وَلَا يَأْتِي بِالتَّسْمِيعِ بِلَا خِلَافٍ وَإِنْ كَانَ مُنْفَرِدًا الْأَصَحُّ أَنَّهُ يَأْتِي بِهِمَا. (۲)

وكذا في حاشية الطحطاوي:

ويكتفي به الإمام لما ورد «إذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا لَك الْحَمْدُ» فَقَسَمَ بَيْنَهُمَا وَالْقِسْمَةُ تُنَافِي الشَّرِكَةَ. (۳)

وكذا في الدر المختار:

(ويكتفي به الإمام) وقالا: يضم التحميد سرا (و) يكتفي (بالتحميد المؤتم) وأفضله: اللّهم ربنا ولك الحمد إلخ. (٤)

نماز کے دوران ایک دوسرے سے پاؤں چپکانا، نیز صحیح بخاری کی حدیث کا مطلب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل غیر مقلدین اپنی مساجد میں نماز کے دوران پاؤں ایک دوسرے سے چپکاتے ہیں اور بخاری شریف کی اس حدیث "أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ

(۱) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۵۵۲، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة، ۱/ ۷٤، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۲۲۱، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ٤۹۷، ط: سعيد

مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ، وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ" سے استدلال کرتے ہیں، کیا اس حدیث کا یہی مطلب ہے، اگر یہی مطلب ہے تو احناف کی مساجد میں اس پر عمل کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: حدیث میں الزاق سے محاذات مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہر نمازی کا قدم اور کندھا دوسرے کے محاذی اور مقابل ایک سمت میں ہو، ٹخنوں کا چپکانا اس کے لئے ضروری نہیں، اس لئے حافظ ابن حجر اور علامہ عینی رحمہما اللہ نے الزاق المنکب بالمنکب والقدم بالقدم کو مبالغہ پر محمول کیا ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ اصل مقصود صف کا برابر کرنا اور درمیانی خلاء کو بند کرنا ہے، جس کو مبالغتاً الزاق القدم بالقدم سے تعبیر کیا ہے، نیز قدم کا قدم سے ملانا، اور اسے آخر نماز تک برقرار رکھنے میں مشقت بھی ہے، اور یہ خشوع کے لئے بھی مانع ہے اور حدیث میں قدم کے ساتھ منکبین کے ملانے کا بھی حکم ہے جس کا مطلب محاذی ہونا ہے کیونکہ دو مختلف القامت افراد میں منکبین کا الزاق ممکن نہیں، تو جس طرح منکبین میں محاذات مراد ہے اسی طرح قدمین میں بھی محاذات مراد ہے۔

كذا في فتح الباري:

(قَوْلُهُ بَابُ إِلْزَاقِ الْمَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِي الصَّفِّ) الْمُرَادُ بِذَلِكَ الْمُبَالَغَةُ فِي تَعْدِيلِ الصَّفِّ وَسَدِّ خَلَلِهِ. (١)

وكذا في عمدة القاري:

أي هذا باب في بيان إلصاق المنكب بالمنكب... إلخ، وأشار بهذا إلي المبالغة في تعديل الصوف وسد الخلل فيه. (٢)

وكذا في إعلاء السنن:

قوله عن أنس... إلخ، قلت أخذت طائفة في زماننا بظاهر هذا الحديث فتراهم يلزقون أقدامهم بأقدام من يليهم في الصف، ولا يزالون يتكلفون ذلك إلى آخر الصلاة ولا يخفى أن في إلزاق الأقدام بالأقدام مع إلزاق المناكب بالمناكب والركب بالركب مشقة عظيمة لا سيما مع إبقائها كذلك إلى آخر الصلاة كما هو مشاهد، والحرج مدفوع بالنص على أن إلزاق تلك الأعضاء بأجمعها حقيقة غير ممكن إذا كان المصلون مختلفي القامة، فالمراد منه جعل بعضها في محاذاة بعض. وفي عون المعبود: (وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ) أَيِ اجْعَلُوا بَعْضَهَا حِذَاءَ بَعْضٍ بِحَيْثُ يَكُونُ مَنْكِبُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْمُصَلِّينَ مُوَازِيًا لِمَنْكِبِ الْآخَرِ وَمُسَامِتًا لَهُ فَتَكُونَ الْمَنَاكِبُ

(١) كتاب الأذان، باب ٧٦، ٢/ ٢٦٨، ط: قديمي

(٢) كتاب الأذان، باب ٧٦، ٥/ ٣٧٧، ط: رشيديه

وَالْأَعْنَاقُ وَالْأَقْدَامُ عَلَى سَمْتٍ وَاحِدٍ. قال الشيخ ولو حمل الإلزاق على الحقيقة، فالمراد منه إحداثه وقت الإقامة لتسوية الصف فإن إحداث الإلزاق بين تلك الأعضاء طريق تحصيل هذه التسوية، ولا دلالة في الحديث على إبقائه في الصلاة بعد الشروع فيها، ومن ادعى ذلك فليأت بحجة عليه قلت وقول أنس رضي الله عنه كان أحدنا وقوله ولقد رأيت أحدنا يفيد أن الفعل المذكور كان في زمن النبي صلى الله عليه وسلم ولم تبق بعده كما صرح به قوله في رواية معمر ولو فعلت ذلك بأحد اليوم لنفر كأنه بغل شموس فلو كان ذلك سنة مقصودة من سنن الصلاة لم يتركه الصحابة ولم ينفر منه أحد فالصحيح ما قلنا إن ذلك كان للمبالغة في تسوية الصف حين الإقامة لا بعدها في داخل الصلاة فافهم. [1]

وكذا في امداد الاحکام: كتاب الصلاة، فصل في شروط الصلاة، ١/ ٤٧٧، ٤٧٨، ط: دار العلوم

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل دوئم نماز کی سنتوں اور آداب کا بیان، ۲/ ۱۱۷، ۱۱۸، ط: زمزم پبلشرز

چمڑے کے مصلے پر نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ چمڑے کے مصلے پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: پاک کئے ہوئے چمڑے کو مصلّے بنانا اور اس پر نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔

كذا في مشكاة المصابيح:

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم يَقُول: «إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ» . رَوَاهُ مُسْلِمٌ. [2]

وكذا في الهندية:

كل إهاب دبغ دباغة حقيقية بالأدوية أو حكمية بالتريب والتشميس والإلقاء في الريح فقد طهر وجازت الصلاة فيه إلا جلد الآدمي والخنزير. [3]

---

[1] كتاب الصلاة، باب سنية تسوية الصف، ٤/ ٣٥٩، ٣٦٠، ط: ادارة القرآن

[2] كتاب الطهارة، باب تطهير النجاسات، ١/ ٥٢، ط: قديمي

[3] كتاب الطهارة، باب المياه، ١/ ٢٨، ط: قديمي

وكذا في الدر المختار:

(كل إهاب) ومثله المثانة والكرش قال القهستاني فالأولى وما (دبغ) ولو شمس (وهو بمثلها طهر) فيصلي به ويتوضأ منه إلخ. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

كل إهاب دبغ فقد طهر... (وكل إهاب) يتناول كل جلد يحتمل الدباغة لا ما لا يحتمل فلا حاجة إلى استثنائه إلخ. (۲)

وكذا في كبيري:

(وكل إهاب دبغ فقد طهر)... (جازت الصلاة) معه ملبوسا أو مفروشا أو محمولا إلا جلد الخنزير والآدمي. (۳)

وكذا في فتاوی دارالعلوم دیوبند: كتاب الطهارة، الفصل السابع في الأنجاس وتطهيرها، ١/ ٢٣٧، ط: دارالاشاعت

وكذا في فتاوی عثمانی: كتاب الطهارة، فصل في النجاسات وأحكام التطهير، ١/ ٣٢١، ط: معارف القرآن کراچی

سجدے میں قدم زمین پر لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ سجدے کی حالت میں اگر پاؤں زمین سے اٹھ جائیں تو کیا اس سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھے ہوئے ہوں اور پورے سجدے میں ایک لمحہ بھی پاؤں کا کوئی حصہ زمین پر نہ لگا ہو تو اس سے سجدہ صحیح نہ ہوگا ایسی صورت میں نماز بھی نہیں ہوگی، البتہ سجدہ کے دوران اگر ایک لمحہ کے لئے پاؤں کی کوئی انگلی زمین پر لگ جائے تو پھر ایسی صورت میں نماز ہو جائے گی تاہم پاؤں زمین سے اٹھانا بہر حال مکروہ ہے۔

كذا في الشامية:

(قوله وقدميه) يجب إسقاطه لأن وضع إصبع واحدة منها يكفي كما ذكره بعد ح، وأفاده أنه لم يضع شيئا

====================

(۱) كتاب الطهارة، باب المياه، ١/ ٢٠٣، ط: سعيد

(۲) كتاب الطهارة، ١/ ١٧٩، ط: رشيدية

(۳) باب الطهارة الكبرى، فصل في الأنجاس والنجاسة الحقيقية، ص١٣٤، ط: نعمانيه

من القدمين لم يصح السجود. [1]

وكذا في الهندية:

ولو سجد ولم يضع قدميه على الأرض لا يجوز. [2]

وكذا في الجوهرة النيرة:

ومن شرطه جواز السجود أن لا يرفع قدميه فيه فإن رفعهما في حال سجوده لا تجزيه السجدة. [3]

وكذا في التاتارخانية:

ووضع القدمين على الأرض حالة السجود فرض فإن وضع إحداهما دون الأخرى لا يجوز وفي الخانية ولا يسجد رافعا إحدى قدميه عن الأرض. [4]

وكذا في فتح القدير:

ويكفيه موضع إصبع واحدة وفي الوجيز وضع القدمين فرض. [5]

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

والخلاصة أن فرض السجود عند الحنفية والمالكية يتحقق بوضع

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٤/ ٤٨، ط: دار الاشاعت

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٣٩٨، ط: سعيد

فرض نماز کے سجدوں میں ماثورہ دعا کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ فرض نماز کے اندر جو سجدیں ہیں ان میں ماثورہ دعا کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھنا کیسا ہے؟

=====================

[1] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة وبحث الركوع والسجود، ١/ ٤٤٧، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول في فرائض الصلاة ومنها السجود، ١/ ٧٨، ط: قديمي

[3] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٦٣، ط: قديمي

[4] كتاب الصلاة، فصل في السجود، ١/ ٣٧١، ط: قديمي

[5] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٣١١، ط: دار الكتب العلمية

جواب: فرض نمازوں میں تسبیحات مسنونہ وماثورہ کے علاوہ کوئی اور دعا سجدہ کی حالت میں درست نہیں ہے، اس سے احتراز کیا جائے۔

كذا في الدر المختار:

وكذا لا يأتي في ركوعه وسجوده بغير التسبيح على المذهب وما ورد محمول على النفل. [1]

وكذا في الدر المنتقى في شرح الملتقى:

وليس في الركوع والسجود سوى التسبيح ولا بين السجدتين وبعد الرفع من الركوع دعاء على المذهب وما ورد محمول على النفل تهجدا أو غيره. [2]

وكذا في البحر الرائق:

وأشار المصنف إلى أنه لا يأتي في ركوعه وسجوده بغير التسبيحات وما ورد في السنة من غيرها محمول على النوافل تهجدا أو غيره. [3]

وكذا في البناية:

قال مالك: ليس عندنا ذكر محدود في الركوع والسجود، وأنكر قول الناس في الركوع: سبحان ربي العظيم، وفي السجود: سبحان ربي الأعلى، وقال: لا أعرفه وإن قاله جاز... وتكره قراءة القرآن في الركوع والسجود بإجماع الأئمة الأربعة. [4]

چار پائی اور فوم پر نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ چار پائی اور فوم پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: چار پائی پر نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، بشر طیکہ وہ ٹھوس ہو نیز ادائیگی سجدہ کے لئے ضروری ہے کہ جس چیز پر سجدہ کیا جارہا ہے وہ کم از کم ایسی ہو کہ جس میں کچھ نہ کچھ سختی ہو، اس طور پر کہ نمازی اگر سجدہ کرنے میں مبالغہ کرے تو وہ چیز اس گہرائی سے

==================

[1] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٠٥، ٥٠٦، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ١٤٩، ط: الحبيبية

[3] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٥٢، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ٢/ ٢٥٧، ط: حقانيه

آگے نہ بڑھے اور مزید دبتا نہ رہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں اس چارپائی اور فوم میں اگر یہ مذکورہ بالا صفات پائی جاتی ہوں تو اس پر نماز پڑھنا درست ہے ورنہ نہیں۔

کذا في الشامية:

وَلَمْ تُصِبْ الْأَرْضُ جَبْهَتَهُ وَلَا أَنْفَهُ عَلَى الْقَوْلِ بِهِ (لَا) يَصِحُّ لِعَدَمِ السُّجُودِ عَلَى مَحَلِّهِ وَبِشَرْطِ طَهَارَةِ الْمَكَانِ وَأَنْ يَجِدَ حَجْمَ الْأَرْضِ... (قَوْلُهُ وَأَنْ يَجِدَ حَجْمَ الْأَرْضِ) تَفْسِيرُهُ أَنَّ السَّاجِدَ لَوْ بَالَغَ لَا يَتَسَفَّلُ رَأْسُهُ أَبْلَغَ مِنْ ذَلِكَ، فَصَحَّ عَلَى طُنْفُسَةٍ وَحَصِيرٍ وَحِنْطَةٍ وَشَعِيرٍ وَسَرِيرٍ... أَوْ حَشِيشٍ إلَّا إنْ وَجَدَ حَجْمَهُ، وَمِنْ هُنَا يُعْلَمُ الْجَوَازُ عَلَى الطُّرَّاحَةِ الْقُطْنِ، فَإِنْ وَجَدَ الْحَجْمَ جَازَ وَإِلَّا فَلَا بَحْرٌ. (۱)

وکذا في البحر الرائق:

وَالْأَصْلُ كَمَا أَنَّهُ يَجُوزُ السُّجُودُ عَلَى الْأَرْضِ يَجُوزُ عَلَى مَا هُوَ بِمَعْنَى الْأَرْضِ مِمَّا تَجِدُ جَبْهَتُهُ حَجْمَهُ وَتَسْتَقِرُّ عَلَيْهِ وَتَفْسِيرُ وِجْدَانِ الْحَجْمِ أَنَّ السَّاجِدَ لَوْ بَالَغَ لَا يَتَسَفَّلُ رَأْسُهُ أَبْلَغَ مِنْ ذَلِكَ فَيَصِحُّ السُّجُودُ عَلَى الطِّنْفِسَةِ وَالْحَصِيرَةِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالسَّرِيرِ... وكذا إلى ألقى الحشيش فسجد عليه إن وجد حجمه جاز وإلا فلا. (۲)

وکذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب مفسدات الصلاۃ والمکروهات، ۳/ ۴۳۲، ط: سعيد

امام کی اقتداء میں عصر کی نماز میں مغرب کی نیت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے عصر کی نماز میں امام کے پیچھے مغرب کی نیت کی عصر کے بجائے تو کیا اس کی نماز صحیح ہو گئی یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی شخص امام کے پیچھے عصر کے بجائے مغرب کی نیت کرے تو ایسی صورت میں نہ عصر کی نماز ہو گی اور نہ ہی مغرب کی البتہ اگر مقتدی کے دل میں نیت عصر کی تھی لیکن غلطی سے زبان سے مغرب کے الفاظ نکل گئے تو اس صورت میں عصر کی نماز ہو جائے گی۔

کذا في الهندية:

لا يصح اقتداء مصلي الظهر بمصلي العصر. (۳)

====================

(۱) کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ۱/ ۵۰۰، ط: سعيد

(۲) کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ۲/ ۵۵۸، ط: رشيديه

(۳) کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ۱/ ۸۶، ط: رشيدية

وكذا في الدر المختار:

فَلَا عِبْرَةَ لِلذِّكْرِ بِاللِّسَانِ إنْ خَالَفَ الْقَلْبَ لِأَنَّهُ كَلَامٌ لَا نِيَّةَ. (وفي الشامي) (قَوْلُهُ إنْ خَالَفَ الْقَلْبَ) فَلَوْ قَصَدَ الظُّهْرَ وَتَلَفَّظَ بِالْعَصْرِ سَهْوًا أَجْزَأَهُ كَمَا فِي الزَّاهِدِيِّ قُهُسْتَانِيٌّ. (١)

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ وَبِمُفْتَرِضٍ فَرْضًا آخَرَ) سَوَاءٌ تَغَايَرَ الْفَرْضَانِ اسْمًا أَوْ صِفَةً كَمُصَلِّي ظُهْرَ أَمْسِ بِمُصَلِّي ظُهْرِ الْيَوْمِ. (٢)

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة وما يتعلق بها، ٣/ ١٦، ١٧، ط: سعيد

رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی نے رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ لی تواس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی نے رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ لی تواس پر سجدہ سہو واجب نہیں،البتہ نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اس لئے رکوع میں یادآنے کی صورت میں رکوع کی تسبیح پڑھ لی جائے تاکہ نماز سنت کے مطابق ہو جائے۔

كذا في الدر المختار:

ويسبح فيه وأقله ثلاثا فلو تركه أو نقصه كره تنزيها. (٣)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

ويقول في ركوعه سبحان ربي العظيم ثلاثا وفي سجوده سبحان ربي الأعلى ثلاثا أدناه ولم يرد به أدنى الجواز فلو ترك التسبيح أصلا أو أتى به مرة واحدة يجوز ويكره. (٤)

وكذا في التاتارخانية:

ولو ترك تكبيرات الركوع والسجود وتسبيحاتها فلا سهو فيهما. (٥)

---

(١) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، بحث النية، ١/ ٤١٥، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول، ١/ ٥٧٩، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب قراءة البسملة بين الفاتحة وسورة حسن، ١/ ٤٩٤، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، الفصل الثاني في فرائض الصلاة وواجباتها، ١/ ٥٤/ ط: رشيدية

(٥) كتاب الصلاة، الفصل السابع عشر في سجود السهو، ١/ ٥٢٢، ط: قديمي

وکذا في مسائل رفعت قاسمی: نماز کے مسائل، سجدہ سہو کا بیان، ۲/ ۲۲۹، ط: سید احمد شہید

دوران سجدہ پاؤں زمین سے اٹھ جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر نماز پڑھتے وقت سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھ جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: سجدہ کی حالت میں بغیر کسی عذر کے پاؤں کا زمین سے اٹھا کر رکھنا جائز نہیں، اگر دونوں پاؤں کا کوئی ایک جزء بھی پورے سجدہ میں زمین پر نہ رکھا گیا تو نماز نہیں ہوگی۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَمِنْهَا السُّجُودُ)... وَأَمَّا إِذَا رَفَعَ قَدَمَيْهِ فِي السُّجُودِ فَإِنَّهُ مَعَ رَفْعِ الْقَدَمَيْنِ بِالتَّلَاعُبِ أَشْبَهُ مِنْهُ بِالتَّعْظِيمِ وَالْإِجْلَالِ... (قَوْلُهُ وَقَدَمَيْهِ)... وَأَفَادَ أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَضَعْ شَيْئًا مِنْ الْقَدَمَيْنِ لَمْ يَصِحَّ السُّجُودُ. (۱)

وكذا في غنية المستملي:

ووضع رؤوس القدمين حالة السجود فرض، وفي مختصر الكرخي: ورفع أصابع رجليه عن الأرض لا تجوز. (۲)

وكذا في الجوهرة النيرة:

وَمِنْ شَرْطِ جَوَازِ السُّجُودِ أَنْ لَا يَرْفَعَ قَدَمَيْهِ فِيهِ فَإِنْ رَفَعَهُمَا فِي حَالِ سُجُودِهِ لَا تُجْزِئُهُ السَّجْدَةُ. (۳)

وكذا في العناية شرح الهداية:

وَأَمَّا وَضْعُ الْقَدَمَيْنِ فَقَدْ ذَكَرَ الْقُدُورِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - أَنَّهُ فَرِيضَةٌ فِي السُّجُودِ فَإِذَا سَجَدَ وَرَفَعَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ عَنِ الْأَرْضِ لَا يَجُوزُ. (٤)

وكذا في فتاوى دار العلوم زكريا: كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل دوم مکروهات نماز کا بیان، ۲/ ۳٤۳، ط: زمزم پبلشرز

===================

(۱) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث الركوع والسجود، ۱/ ٤٤۷، ط: سعيد

(۲) الخامس من فرائض السجدة، ص۲٤۹، ط: نعمانيه

(۳) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ٦۳، ط: قديمي

(٤) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۳۱۱، ط: دار الكتب العلمية

وکذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ۳/ ۳۹۸، ط: سعید

"السلام" کہنے کے بعد امام کی اقتداء

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ عثمان نامی شخص ایسی حالت میں نماز میں شامل ہوا کہ امام صاحب "السلام" ہی کہہ پائے "علیکم وغیرہ" نہیں کہا تو کیا ایسے وقت میں اقتداء صحیح ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں عثمان کی اقتداء صحیح نہیں ہوئی۔

کذا في جامع الترمذي:

عن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال مفتاح الصلاة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم.[۱]

وكذا في رد المحتار:

قَالَ فِي التَّجْنِيسِ: الْإِمَامُ إذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَلَمَّا قَالَ السَّلَامُ جَاءَ رَجُلٌ وَاقْتَدَى بِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ عَلَيْكُمْ لَا يَصِيرُ دَاخِلًا فِي صَلَاتِهِ لِأَنَّ هَذَا سَلَامٌ؛ أَلَا تَرَى أَنَّهُ لَوْ أَرَادَ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَى أَحَدٍ فِي صَلَاتِهِ سَاهِيًا فَقَالَ السَّلَامُ ثُمَّ عَلِمَ فَسَكَتَ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ.[۲]

وكذا في بدائع الصنائع:

(وَأَمَّا) كَيْفِيَّةُ التَّسْلِيمِ فَهُوَ أَنْ يَقُولَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ. وَهَذَا قَوْلُ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ... (وَأَمَّا) حُكْمُهُ فَهُوَ الْخُرُوجُ مِنْ الصَّلَاةِ، ثُمَّ الْخُرُوجُ يَتَعَلَّقُ بِإِحْدَى التَّسْلِيمَتَيْنِ عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ. وَرُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ: التَّسْلِيمَةُ الْأُولَى لِلْخُرُوجِ وَالتَّحِيَّةِ، وَالتَّسْلِيمَةُ الثَّانِيَةُ لِلتَّحِيَّةِ خَاصَّةً.[۳]

وکذا في فتاوی رحیمیہ: کتاب الصلاۃ، احکام مسبوق، لاحق ومدرک، ۵/ ۱۵۳، ط: دار الاشاعت

وکذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ۳/ ۱۳، ط: سعید

تارکول اور آئل لگے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص مکینک ہے گاڑیاں بناتا ہے، گاڑیوں کے

===================

[۱] أبواب الطهارة، باب ما جاء في مفتاح الصلاة الطهور، ۱/ ٦، ط: سعيد

[۲] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ٤٦٨، ط: سعيد

[۳] كتاب الصلاة، كيفية وسنن التسليم، ۱/ ٤٥٧، ط: رشيدية

نیچے لیٹتا ہے اس کے کپڑے گریس، تارکول اور آئل وغیرہ سے میلے کچیلے ہو جاتے ہیں، چونکہ وہ کمپنی کا ملازم ہے نماز کے وقت میں ان ہی کپڑوں میں نماز پڑھتا ہے جبکہ کپڑوں میں ناپاکی نہیں ہوتی ہے کیا اس کا عمل درست ہے اور ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر وہ کپڑے ناپاک نہ ہوں تو ان کپڑوں میں کراہت کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے اس لئے اگر بآسانی دوسرے کپڑے پہن سکتا ہو تو نماز کے لئے صاف کپڑے پہننے چاہئیں۔

كذا في حلبي كبيري:

وكذلك يكره أن يصلي في ثياب البذلة (بكسر الباء وبالذال المعجمة) وهو ما لا يعان ولا يحفظ من الدنس ونحوه وفي ثياب المهنة ككلمة في أوزانها وبفتح الميم والهاء معا وهي الخدمة والعمل تكميل الرعاية أدب زدفي الوقوف بين يديه تعالى بما أمكنه من تحميل الظاهر والباطن وفي قوله تعالى (خذوا زينتكم عند كل مسجد) إشارة إلى ذلك وإن كان المراد بها ستر العورة على ما ذكره أهل النظير كما تقدم والمستحب أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب إزار وقميص وعمامة. (١)

وكذا في الشامية:

(وَصَلَاتُهُ فِي ثِيَابِ بِذْلَةٍ) يَلْبَسُهَا فِي بَيْتِهِ (وَمِهْنَةٍ) أَيْ خِدْمَةٍ، إنْ لَهُ غَيْرَهَا وَإِلَّا لَا... وَفَسَّرَهَا فِي شَرْحِ الْوِقَايَةِ بِمَا يَلْبَسُهُ فِي بَيْتِهِ وَلَا يَذْهَبُ بِهِ إلَى الْأَكَابِرِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْكَرَاهَةَ تَنْزِيهِيَّةٌ. (٢)

وكذا في الهندية:

وتكره الصلاة في ثياب البذلة كذا في معراج الدراية. (٣)

وكذا في التاتارخانية:

وكذلك يكره الصلاة في ثياب البذلة. (٤)

مادرزاد بہرے، گونگے کی نماز

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مادرزاد بہرہ آدمی جس نے کبھی نہ کوئی بات کان

(١) فصل في مكروهات الصلاة، ص٣٠٣، ط: نعمانيه

(٢) كتاب الصلاة، باب ما يفسد من الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية، ١/ ٦٤١، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ١/ ١٠٧، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، الفصل الرابع في بيان ما يكره للمصلي أن يفعل في صلاته وما لا يكره، الجزء الأول، ١/ ٤١٠، ط: قديمي

سے سنی، نہ زبان سے بولی وہ نماز کس طرح پڑھے؟

جواب: مذکورہ شخص چونکہ قرات پر قادر نہیں اس لئے اس پر قرات فرض نہیں باقی ارکان قیام قعود وغیرہ میں سے جن پر قادر ہے ان کو سب لوگوں کی طرح ادا کرتا ہے۔

كذا في البحر الرائق:

وفي المحيط الأخرس والأمي افتتاحا بالنية أجزأهما لأنهما أتيا بأقصى ما في وسعهما. [1]

وكذا في الدر مع الرد:

(مِنْ فَرَائِضِهَا) الَّتِي لَا تَصِحُّ بِدُونِهَا (التَّحْرِيمَةُ) قَائِمًا (وَهِيَ شَرْطٌ) فِي غَيْرِ جِنَازَةٍ عَلَى الْقَادِرِ بِهِ يُفْتَى... أَمَّا الْأُمِّيُّ وَالْأَخْرَسُ لَوْ افْتَتَحَا بِالنِّيَّةِ جَازَ لِأَنَّهُمَا أَتَيَا بِأَقْصَى مَا فِي وُسْعِهِمَا بَحْرٌ عَنْ الْمُحِيطِ... (وَلَا يَلْزَمُ الْعَاجِزَ عَنْ النُّطْقِ) كَأَخْرَسَ وَأُمِّيٍّ (تَحْرِيكُ لِسَانِهِ) وَكَذَا فِي حَقِّ الْقِرَاءَةِ هُوَ الصَّحِيحُ. [2]

وكذا في فتح القدير:

وَفِي الْمُحِيطِ: الْأُمِّيُّ وَالْأَخْرَسُ لَوْ افْتَتَحَا بِالنِّيَّةِ جَازَ لِأَنَّهُمَا أَتَيَا بِأَقْصَى مَا فِي وُسْعِهِمَا انْتَهَى. وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ تَحْرِيكُ لِسَانِهِ عِنْدَنَا الْوَاجِبُ حَرَكَةٌ بِلَفْظٍ مَخْصُوصٍ. [3]

وكذا في بدائع الصنائع:

وإن كان قادرا على الأذكار ولو كان على القلب لا يسقط وهو الأخرس. [4]

وكذا في مسائل رفعت قاسمی: مسائل امامت، ۲/ ۳۵، ط: سید احمد شہید

جہراً قرات میں مقتدی کی ثناء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ امام قرات کر رہا ہو تو مقتدی کو ثناء پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

===================

[1] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٠٨، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٤٢، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٢٨٤، ط: دار الكتب العلمية

[4] كتاب الصلاة، الكلام في القراءة، ١/ ٢٩٣، ط: رشيدية

جواب: اگر مسبوق امام کے ساتھ نماز میں اس وقت شریک ہوا جب امام جہراً قرات کر رہا تھا تو یہ اس وقت ثناء نہیں پڑھے گا البتہ جب فوت شدہ رکعت ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوگا تو پھر اس وقت ثناء پڑھے گا۔

كذا في الدر المختار مع الشامي:

(سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ تَارِكًا مُقْتَصِرًا عَلَيْهِ إِلَّا إِذَا كَانَ مَسْبُوقًا وَإِمَامُهُ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فَلَا يَأْتِي بِهِ)... إِنْ كَانَ الْإِمَامُ يَجْهَرُ لَا يُثْنِي، وَإِنْ كَانَ يُسِرُّ يُثْنِي. اهـ. وَهُوَ مُخْتَارُ شَيْخِ الْإِسْلَامِ خُوَاهَرْ زَادَهْ، وَعَلَّلَهُ فِي الذَّخِيرَةِ بِمَا حَاصِلُهُ أَنَّ الِاسْتِمَاعَ فِي غَيْرِ حَالَةِ الْجَهْرِ لَيْسَ بِفَرْضٍ بَلْ يُسَنُّ تَعْظِيمًا لِلْقِرَاءَةِ فَكَانَ سُنَّةً غَيْرَ مَقْصُودَةٍ لِذَاتِهَا وَعَدَمُ قِرَاءَةِ الْمُؤْتَمِّ فِي غَيْرِ حَالَةِ الْجَهْرِ لَا لِوُجُوبِ الْإِنْصَاتِ بَلْ لِأَنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ. وَأَمَّا الثَّنَاءُ فَهُوَ سُنَّةٌ مَقْصُودَةٌ لِذَاتِهَا وَلَيْسَ ثَنَاءُ الْإِمَامِ ثَنَاءً لِلْمُؤْتَمِّ، فَإِذَا تَرَكَهُ يَلْزَمُ تَرْكُ سُنَّةٍ مَقْصُودَةٍ لِذَاتِهَا لِلْإِنْصَاتِ الَّذِي هُوَ سُنَّةٌ تَبَعًا بِخِلَافِ تَرْكِهِ حَالَةَ الْجَهْرِ. اهـ. فَكَانَ الْمُعْتَمَدُ مَا مَشَى عَلَيْهِ الْمُصَنِّفُ. [1]

وكذا في البحر الرائق:

وَيَنْبَغِي التَّفْصِيلُ إِنْ كَانَ الْإِمَامُ يَجْهَرُ لَا يَأْتِي بِهِ، وَإِنْ كَانَ يُسِرُّ يَأْتِي بِهِ اهـ. وَمَشَى عَلَيْهِ فِي الْمُنْيَةِ أَيْضًا. [2]

وكذا في شرح المنية:

وإن أدرك الشارع في الصلاة عند شروعه الإمام وهو أي والحال أن الإمام يجهر بالقراءة لا يأتي بالثناء بل يستمع وينصت للآية. [3]

نماز کے دوران جمائی کو روکنے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بحالت نماز اگر جمائی آئے تو کس ہاتھ سے روکا جائے گا؟

جواب: نماز کے دوران اگر جمائی آجائے تو داہنے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ لی جائے۔

---

[1] كتاب الصلاة، فصل في بيان المتواتر والشاذ، ١/ ٤٨٨، ٤٨٩، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٤٢، ط: رشيديه

[3] كتاب الصلاة، فصل في صفة الصلاة، ١/ ٢٦٥، ط: نعمانيه

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " العُطَاسُ مِنَ اللَّهِ وَالتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ. [1]

وكذا في الدر المختار:

(وإمساك فمه عند التثاؤب، فإن لم يقدر غطاه) بظهر (يده) اليسرى، وقيل: باليمنى لو قائما وإلا فيسراه. [2]

وكذا في رد المحتار:

وعبارة الشارح في الخزائن: أي بظهر يديه اليمنى... فالمناسب إبدال اليسرى باليمنى. [3]

وكذا في تقريرات الرافعي:

(فالمناسب إبدال اليسرى باليمنى) الذي رأيته في عدة نسخ من الشرح بظهر يده اليمنى. [4]

وكذا في فتاوی دار العلوم زكريا: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ٢/ ١٤٦، ط: زمزم پبلشرز

نماز شروع کرتے وقت ''اللہ اکبر'' کے بجائے ''آللہ اکبر'' پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی امام نماز میں تکبیر کو ''اللہ اکبر'' کے بجائے ''آللہ اکبر'' کے الف پر مد پڑھتا ہو تو کیا اس کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر امام ''اللہ اکبر'' کے بجائے ''آللہ اکبر'' یعنی الف پر مد پڑھتا ہو تو تکبیر تحریمہ درست نہیں ہوگی اور اس تحریمہ کی بنیاد پر پڑھی گئی نماز بھی فاسد ہو جائے گی کیونکہ اس میں استفہام کا معنی پیدا ہو جاتا ہے، ایسی حالت میں اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

كذا في الدر مع الرد:

إِذْ مَدُّ أَحَدِ الْهَمْزَتَيْنِ مُفْسِدٌ، وَتَعَمُّدُهُ كُفْرٌ وَكَذَا الْبَاءُ فِي الْأَصَحِّ. (قَوْلُهُ إِذْ مَدُّ أَحَدِ الْهَمْزَتَيْنِ مُفْسِدٌ إلَخْ) اعْلَمْ أَنَّ الْمَدَّ إنْ كَانَ فِي اللَّهُ، فَإِمَّا فِي أَوَّلِهِ أَوْ وَسَطِهِ أَوْ آخِرِهِ، فَإِنْ كَانَ فِي أَوَّلِهِ لَمْ يَصِرْ بِهِ شَارِعًا وَأَفْسَدَ الصَّلَاةَ

[1] أبواب الاستيذان والأدب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء أن الله يحب العطاس ويكره التثاؤب، ٢/ ١٠٣، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب صفةا لصلاة، ١/ ٤٧٨، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب آداب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٧٨، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٩، ط: سعيد

لَوْ فِي أَثْنَائِهَا، وَلَا يَكْفُرُ إِنْ كَانَ جَاهِلًا، لِأَنَّهُ جَازِمٌ، وَالْإِكْفَارُ لِلشَّكِّ فِي مَضْمُونِ الْجُمْلَةِ... (قَوْلُهُ: وَتَعَمَّدَهُ) أَيْ تَعَمَّدَ، مَدَّ الْهَمْزَةِ مِنْ لَفْظِ الْجَلَالَةِ أَوْ أَكْبَرُ كَفَرَ، لِكَوْنِهِ اسْتِفْهَامًا يَقْتَضِي أَنْ لَا يَثْبُتَ عِنْدَهُ كِبْرِيَاءُ اللَّهِ تَعَالَى وَعَظَمَتُهُ. (١)

وكذا في الهندية:

في المبسوط: لو مد ألف الله لا يصير شارعا وخيف عليه الكفر إن كان قاصدًا. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَكَبَّرَ بِلَا مَدٍّ وَرَكَعَ)... وَفِي الْمَبْسُوطِ لَوْ مَدَّ أَلِفَ " اللَّهِ " لَا يَصِيرُ شَارِعًا وَخِيفَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ إنْ كَانَ قَاصِدًا. (٣) .

سلام پھیرتے وقت نظر کہاں رکھی جائے؟

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ سلام پھیرتے وقت نظر کہاں ہونی چاہیے؟

جواب: سلام پھیرتے وقت نظر کندھوں پر ہونی چاہیے۔

کذا في الهندية:

(وآدابها) نظره... وعند التسليمة الأولى إلى منكبه الأيمن وعند الثانية إلى منكبه الأيسر. (٤)

وكذا في الدر المختار:

(وَلَهَا آدَابٌ) تَرْكُهُ لَا يُوجِبُ إسَاءَةً وَلَا عِتَابًا كَتَرْكِ سُنَّةِ الزَّوَائِدِ، لَكِنَّ فِعْلَهُ أَفْضَلُ (نَظَرُهُ... وَإِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْمَنِ وَالْأَيْسَرِ عِنْدَ التَّسْلِيمَةِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةِ) لِتَحْصِيلِ الْخُشُوعِ. (٥)

(١) كتاب الصلاة، باب آداب الصلاة، ١/ ٤٨٠، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها وكيفيتها، ١/ ٧٣، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب صفة لاصلاة، ١/ ٥٤٨، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها وكيفيتها، ١/ ٧٢، ٧٣، ط: رشيدية

(٥) كتاب الصلاة، باب آداب الصلاة، ١/ ٤٧٧، ٤٧٨، ط: سعيد

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَآدَابُهَا نَظَرُهُ... وَعِنْدَ التَّسْلِيمَةِ الْأُولَى إِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْمَنِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ إِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْسَرِ؛ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ الْخُشُوعُ. (١)

وكذا في تبيين الحقائق:

قَالَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - (وَآدَابُهَا) أَيْ آدَابُ الصَّلَاةِ (نَظَرُهُ)... وَعِنْدَ التَّسْلِيمَةِ الْأُولَى إِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْمَنِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ إِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْسَرِ. (٢)

وكذا في المبسوط:

وعند التسليمة الأولى على منكبه الأيمن وعند التسليمة الثانية على منكبه الأيسر. (٣)

تکبیرِ تحریمہ نہ کہنے سے نماز ادا نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ کہنا بھول جائے یا قصداً نہ کہے تو آیا سجدہ سہو کرنے کی صورت میں نماز درست ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: تکبیر تحریمہ نماز کی شرائط میں سے ہے اس لئے اگر کوئی بھول کر چھوڑ دے یا قصداً دونوں صورتوں میں نماز نہیں ہوگی اگرچہ سجدہ سہو بھی کر لیا ہو۔

كذا في الدر المختار مع الشامية:

تَرْكُ السُّنَّةِ لَا يُوجِبُ فَسَادًا وَلَا سَهْوًا بَلْ إِسَاءَةً لَوْ عَامِدًا غَيْرَ مُسْتَخِفٍّ... أَيْ بِخِلَافِ تَرْكِ الْفَرْضِ فَإِنَّهُ يُوجِبُ الْفَسَادَ، وَتَرْكُ الْوَاجِبِ فَإِنَّهُ يُوجِبُ سُجُودَ السَّهْوِ. (٤)

وكذا في شرح منية المصلي:

ولا دخول في الصلاة إلا بتكبيرة الافتتاح لإجماع الأمة على ذلك في كل زمان فإنهم قد أجمعوا على أن لا

(١) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة وسنن الصلاة، ١/ ٥٣٠، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٢٨٢، ٢٨٣، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، كيفية الدخول في الصلاة، ١/ ١١٤، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٧٣، ٤٧٤، ط: سعيد

دخول في الصلاة إلا بتكبيرة الافتتاح.[1]

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر:

(قوله للإعلام) اعلم أن الإمام إذا كبر للافتتاح لا بد لصحة صلاته من قصده بتكبير الإحرام وإلا فلا صلاة له... ووجهه أن تكبيرة الافتتاح شرط أو ركن فلا بد في تحققها من قصد الإحرام أي بالدخول في الصلاة.[2]

وكذ في التتارخانية:

تكبيرة الافتتاح أو ما يقوم مقامها مع النية فرض لا دخول في الصلاة إلا بها.[3]

وكذ في مجمع الأنهر:

(فرضها) يعني ما لا تجوز الصلاة بدونه (التحريمة) وهو جعل الأشياء المباحة قبلها حراما بها.[4]

امام سے قبل غلطی سے سلام پھیرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر ایک مقتدی امام کے ساتھ شروع سے نماز میں شریک ہوا اور آخری رکعت میں اس نے غلطی سے امام سے پہلے سلام پھیر لیا پھر اسی دوران اس کو یاد آ جائے کہ میں نے تو امام سے پہلے سلام پھیر لیا ہے اس وقت امام کے ساتھ پھر نماز میں شریک ہو جائے اب پوچھنا یہ ہے کہ اس مقتدی کی نماز ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب: اگر غلطی سے امام سے پہلے سلام پھیر لیا تھا پھر یاد آنے کی صورت میں امام کے ساتھ نماز پوری کی تو نماز ادا ہو جائے گی بشرطیکہ اس دوران اس نے کوئی قول اور فعل ایسا نہ کیا ہو جو نماز کے منافی ہو۔

====================

[1] كتاب الصلاة، فرائض الصلاة، ١/ ٢٢٦، ط: العلمية

[2] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٢١٣، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، النوع الثاني من فرائض الصلاة، فصل في تكبيرة الافتتاح، ١/ ٣٢٢، ط: قديمي

[4] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ١٣٠، ط: حبيبية

كذا في صحيح مسلم:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي إِمَامُكُمْ، فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ، وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالِانْصِرَافِ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي».(۱)

وكذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ لَوْ أَتَمَّهُ إلَخْ) أَيْ لَوْ أَتَمَّ الْمُؤْتَمُّ التَّشَهُّدَ، بِأَنْ أَسْرَعَ فِيهِ وَفَرَغَ مِنْهُ قَبْلَ إتْمَامِ إمَامِهِ فَأَتَى بِمَا يُخْرِجُهُ مِنْ الصَّلَاةِ كَسَلَامٍ أَوْ كَلَامٍ أَوْ قِيَامٍ جَازَ: أَيْ صَحَّتْ صَلَاتُهُ لِحُصُولِهِ بَعْدَ تَمَامِ الْأَرْكَانِ... وَإِنَّمَا كُرِهَ لِلْمُؤْتَمِّ ذَلِكَ لِتَرْكِهِ مُتَابَعَةَ الْإِمَامِ بِلَا عُذْرٍ، فَلَوْ بِهِ... فَلَا كَرَاهَةَ.(۲)

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا الْقُعُودُ الْأَخِيرُ) مِقْدَارُ التَّشَهُّدِ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ وَهُوَ مِنْ قَوْلِهِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ إلَى عَبْدِهِ وَرَسُولِهِ هُوَ الصَّحِيحُ حَتَّى لَوْ فَرَغَ الْمُقْتَدِي قَبْلَ فَرَاغِ الْإِمَامِ فَتَكَلَّمَ فَصَلَاتُهُ تَامَّةٌ كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ.(۳)

وكذا في نجم الفتاوی: كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۲/ ۳۸۷، ط: ياسين القرآن

جھکتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز میں شریک ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر امام رکوع میں ہو اور کوئی شخص بعد میں آکر جھکتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہہ کہ نماز میں شریک ہو جائے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں؟

جواب: اگر تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر نہیں کہی بلکہ اس طرح جھکتے ہوئے کہی ہے کہ رکوع میں تکبیر پوری ہوئی تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی، تکبیر تحریمہ کے درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ تکبیر مکمل قیام کی حالت میں ہو یا قیام کے قریب تر حالت میں کہی جائے۔

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع وسجود ونحوهما، ۱/ ۱۸۰، ط: قديمي

(۲) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۵۲۵، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، ۱/ ۷۰، ۷۱، ط: رشيدية

كذا في الدر المختار:

فَلَوْ قَالَ (اللّٰهُ) مَعَ الْإِمَامِ وَأَكْبَرُ قَبْلَهُ أَوْ أَدْرَكَ الْإِمَامَ رَاكِعًا فَقَالَ (اللّٰهُ) قَائِمًا وَأَكْبَرُ رَاكِعًا لَمْ يَصِحَّ فِي الْأَصَحِّ؛ كَمَا لَوْ فَرَغَ مِنْ (اللّٰهُ) قَبْلَ الْإِمَامِ... وَيُشْتَرَطُ كَوْنُهُ (قَائِمًا) فَلَوْ وَجَدَ الْإِمَامَ رَاكِعًا فَكَبَّرَ مُنْحَنِيًا، إِنْ إِلَى الْقِيَامِ أَقْرَبُ صَحَّ وَلَغَتْ نِيَّةُ تَكْبِيرَةِ الرُّكُوعِ. (١)

وكذا في الهندية:

وَلَا يَصِيرُ شَارِعًا بِالتَّكْبِيرِ إِلَّا فِي حَالَةِ الْقِيَامِ أَوْ فِيمَا هُوَ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ الرُّكُوعِ... وَكَذَا لَوْ أَدْرَكَ الْإِمَامَ فِي الرُّكُوعِ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ إِلَّا أَنَّ قَوْلَهُ: اللّٰهُ كَانَ فِي قِيَامِهِ وَقَوْلَهُ: أَكْبَرُ وَقَعَ فِي رُكُوعِهِ لَا يَكُونُ شَارِعًا فِي الصَّلَاةِ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَلَوْ جَاءَ إِلَى الْإِمَامِ وَهُوَ رَاكِعٌ فَحَنَى ظَهْرَهُ، ثُمَّ كَبَّرَ إِنْ كَانَ إِلَى الْقِيَامِ أَقْرَبَ يَصِحُّ، وَإِنْ كَانَ إِلَى الرُّكُوعِ أَقْرَبَ لَا يَصِحُّ. (٣)

پوری نماز میں نیت کا استحضار

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا پوری نماز میں نیت کا استحضار ضروری ہے؟

جواب: واضح رہے کہ نیت کا تمام عبادات ومعاملات کے ساتھ گہرا تعلق ہے، یہی وجہ ہے کہ عبادات ومعاملات میں نیت کو ایک خاص مقام اور ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ نیت لغت میں "قصد" کو کہتے ہیں، اور اصطلاح میں "عبادات میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا دل سے قصد کرنا" جبکہ بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ نیت نماز میں داخل ہونے کے ارادے کو کہتے ہیں۔

چونکہ نیت فقط دل کے ارادے کا نام ہے اس لئے اس کا تعلق صرف نماز میں داخل ہونے کے ساتھ ہے، یعنی نماز کی ابتداء کرنے کے ساتھ ہے، پوری نماز میں نیت کا استحضار ضروری نہیں، البتہ اگر کوئی نیت کے استحضار کے ساتھ نماز پڑھے تو ایسا کرنا افضل ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

حدثنا الحميدي... يقول: سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه على المنبر يقول: سمعت رسول الله

---

(١) كتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة إلى انتهائها، ١/ ٤٨٠، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، ١/ ٦٨، ٦٩، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٠٨، ط: رشيدية

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول (إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرىء ما نوى فمن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو إلى امرأة ينكحها فهجرته إلى ما جاهر إليه). [١]

وكذا في الأشباه والنظائر:

القاعدة الأولى لا ثواب إلا بالنية. [٢]

وكذا في درر الحكام شرح مجلة الأحكام:

الامور بمقاصدها، يعني أن الحكم الذي يترتب على أمر يكون على مقتضى ما هو المقصود من ذلك الامر. [٣]

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

وهي لغة: القصد، وشرعاً: عزم القلب على فعل العبادة تقرباً إلى الله تعالى. بأن يقصد بعمله الله تعالى، دون شيء آخر من تصنع لمخلوق، أو اكتساب محمدة عند الناس إلخ. [٤]

وكذا في الهندية:

النِّيَّةُ إرَادَةُ الدُّخُولِ فِي الصَّلَاةِ وَالشَّرْطُ أَنْ يَعْلَمَ بِقَلْبِهِ أَيَّ صَلَاةٍ يُصَلِّي وَأَدْنَاهَا مَا لَوْ سُئِلَ لَأَمْكَنَهُ أَنْ يُجِيبَ عَلَى الْبَدِيهَةِ إلخ. [٥]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: لَازِمٌ لَهَا فِي كُلِّ الْأَرْكَانِ) أَقُولُ: لَمْ تَظْهَرْ لِي فَائِدَةُ هَذَا الْقَيْدِ فِي كَلَامِهِ، نَعَمْ ذَكَرَهُ فِي الْبَحْرِ بَعْدَ التَّعْلِيلِ بِعَدَمِ السُّقُوطِ أَصْلًا لِلِاحْتِرَازِ عَنْ النِّيَّةِ؛ لِأَنَّهَا لَا يُشْتَرَطُ اسْتِصْحَابُهَا لِكُلِّ رُكْنٍ إلخ. [٦]

==================

[١] باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ١/ ٢، ط: قديمي

[٢] الفن الأول، القواعد الكلية، ص٢٤، ط: قديمي

[٣] القواعد الكلية، المقالة الثالثة، ص١٩، ط: العربية

[٤] الفصل الرابع شروط الصلاة، الشرط السادس النية، ١/ ٧٧١، ط: دار الفكر

[٥] كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع في النية، ١/ ٦٥، ط: رشيدية

[٦] كتاب الطهارة، ١/ ٨٠، ط: سعيد

وكذا في البحر الرائق:

فتخرج النية لأنه لا يشترط استصحابها لكل ركن من أركانها. [١]

وكذا في الأشباه والنظائر:

حكمها في كل ركن من الأركان، قالوا: في الصلاة لا تشترط النية في البقاء للحرج كذا في البناية وكذا بقية العبادات. [٢]

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

النية من شروط الصلاة عند الحنفية والحنابلة، وكذا عند المالكية على الراجح، وهي من فروض الصلاة أو أركانها عند الشافعية ولدى بعض المالكية؛ لأنها واجبه في بعض الصلاة، وهو أولها، لا في جميعها. [٣]

وكذا في مجمع الأنهر:

(وضم التلفظ إلى القصد أفضل) لما فيه من استحضار القلب لاجتماع العزية به. [٤]

وكذا في كتاب المسائل: نیت کے مسائل، ١/ ٢٩٠، ط: قدیمی

---

[١] كتاب الطهارة، ١/ ٢٠، ط: رشيدية

[٢] القاعدة الثانية، الثامن في عدم اشتراطها في البقاء، ص٤٧، ط: قديمي

[٣] الفصل الرابع شروط الصلاة، الشرط السادس النية، ١/ ٧٧١، ط: دار الفكر المعاصر

[٤] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ١٢٧، ١٢٨، ط: الحبيبية

باب الفرائض والواجبات في الصلاة

فرائض نماز

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز کے اندر کل کتنے فرائض ہیں؟

جواب: نماز کے اندر کل چھ فرائض ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ کہنا۔ واضح رہے کہ تکبیر تحریمہ شرط ہے، رکن نہیں۔ (۲) قیام یعنی کھڑا ہونا۔ (۳) قرات کرنا۔ (۴) رکوع کرنا۔ (۵) دونوں سجدے کرنا۔ (۶) قعدہ اخیرہ یعنی نماز کے آخر میں تشہد کی مقدار بیٹھنا۔

نیز امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف نماز کے اندر پائے جانے والے ان فرائض کے علاوہ ایک اور فرض کی بھی نسبت کی جاتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ مصلی کا اپنے ارادے سے نماز کو ختم کرنا، یوں کل سات فرائض ہو جاتے ہیں۔

كذا في التنوير مع الدر:

(من فرائضها) التي لا تصح بدونها (التحريمة) قائما (وهي شرط) في غير جنازة على القادر به يفتى، ومنها القيام... ومنها القراءة... ومنها الركوع... ومنها السجود... ومنها القعود الأخيرة قدر أدنى قراءة التشهد إلى عبده ورسوله... ومنها الخروج بصنعه كفعله المنافي لها بعد تمامها وإن كرها تحريما والصحيح أنه ليس بفرض اتفاق. [١]

وكذا في البحر الرائق:

فرضها التحريمة... والقراءة... والركوع... والسجود... والقعود الأخير قدر التشهد والخروج بصنعه المصلي أي الخروج من الصلاة قصدا من المصلي. [٢]

وكذا في الهندية:

فَرَائِضِ الصَّلَاةِ وَهِيَ سِتٌّ. (مِنْهَا التَّحْرِيمَةُ) وَهِيَ شَرْطٌ عِنْدَنَا... (وَمِنْهَا الْقِرَاءَةُ) وَفَرْضُهَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ يَتَأَدَّى بِآيَةٍ وَاحِدَةٍ وَإِنْ كَانَتْ قَصِيرَةً. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (وَمِنْهَا الرُّكُوعُ)... (وَمِنْهَا السُّجُودُ) السُّجُودُ الثَّانِي فَرْضٌ كَالْأَوَّلِ... (وَمِنْهَا الْقُعُودُ الْأَخِيرُ) مِقْدَارُ التَّشَهُّدِ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ... وَأَمَّا الْخُرُوجُ بِصُنْعِهِ

==================

[١] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٤٢- ٤٤٩، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٠٥- ٥١٣، ط: رشيديه

فَلَيْسَ بِفَرْضٍ وَهُوَ الصَّحِيْحُ، هَكَذَا فِي التَّبْيِيْنِ وَالْعَيْنِي شَرْحِ الْكَنْزِ. (١)

فرائض اور سنن کی کن کن رکعتوں میں قرات ضروری ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز کی کن کن رکعتوں میں قرات فرض ہے؟

جواب: واضح رہے کہ فرائض کی پہلی دو رکعتوں میں، سنن ونوافل اور وتر کی تمام رکعتوں میں ایک آیت کے بقدر تلاوت کرنا فرض ہے، تاہم سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ تین آیتیں یا کوئی چھوٹی سورت تلاوت کرنا واجب ہے۔

كذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ وَمِنْهَا الْقِرَاءَةُ) أَيْ قِرَاءَةُ آيَةٍ مِنْ الْقُرْآنِ، وَهِيَ فَرْضٌ عَمَلِيٌّ فِي جَمِيعِ رَكَعَاتِ النَّفْلِ وَالْوِتْرِ وَفِي رَكْعَتَيْنِ مِنْ الْفَرْضِ كَمَا سَيَأْتِي مَتْنًا فِي بَابِ الْوِتْرِ وَالنَّوَافِلِ. وَأَمَّا تَعْيِينُ الْقِرَاءَةِ فِي الْأُولَيَيْنِ مِنْ الْفَرْضِ فَهُوَ وَاجِبٌ، وَقِيلَ سُنَّةٌ لَا فَرْضٌ كَمَا سَنُحَقِّقُهُ فِي الْوَاجِبَاتِ. (٢)

وكذا في حلبي كبيري:

والقراءة فرض في جميع ركعات النفل... وكذا في جميع ركعات الوتر... وكذا تفرض القراءة في كل الفرض في ذوات الركعتين... أما في ذوات الأربع... ففرض القراءة إنما هو في الركعتين من كل منها حال كون الركعتين بغير عينها. (٣)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

الركن عند الحنفية الذي هو فرض عملي في جميع ركعات النفل والوتر، وفي ركعتين من الفرض، للإمام والمنفرد: هو قراءة آية من القرآن، لقوله تعالى: {فاقرؤوا ما تيسر من القرآن}، ومطلق الأمر للوجوب، ولقوله صلّى الله عليه وسلم: «لا صلاة إلا بقراءة» وأقل الواجب عند أبي حنيفة: هو آية بمقدار ستة أحرف مثل {ثم نظر}، ولو تقديراً، مثل {لم يلد}، إذ أصله {لم يولد}... وأما تعيين القراءة في الركعتين الأوليين من الفرض فهو واجب. (٤)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب الرابع في صفة الصلاة، ١/ ٦٨، ٧٠، ٧١، ط: رشيديه

(٢) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مبحث القراءة، ١/ ٤٤٦، ط: سعيد

(٣) فرائض الصلاة، الثالث القراءة، ص٢٤١، ط: نعمانيه

(٤) الفصل الخامس أركان الصلاة، الركن الثالث القراءة لقادر عليه، ٢/ ٨٣٠، ٨٣١، ط: دار الفكر المعاصر

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا الْقِرَاءَةُ) وَفَرْضُهَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - يَتَأَدَّى بِآيَةٍ وَاحِدَةٍ وَإِنْ كَانَتْ قَصِيرَةً. كَذَا فِي الْمُحِيطِ وَفِي الْخُلَاصَةِ وَهُوَ الْأَصَحُّ. كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّة. وَأَمَّا مَحَلُّ الْقِرَاءَةِ، فَفِي الْفَرَائِضِ الرَّكْعَتَانِ، هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ... وَفِي الْوِتْرِ وَالنَّفْلِ الرَّكَعَاتُ كُلُّهَا. هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ. [1]

وكذا في التاتارخانية:

وأما الكلام في محلها فنقول: محل القراءة في التطوع الركعات كلها... وفي الفرائض محل القراءة الركعتان... وفي شرح الطحاوي: قال أصحابنا رحمه الله القراءة فرض في الركعتين بغير عينها... وفي الوتر محل القراءة الركعات كلها... والقراءة في السنن في جميع الركعات واجبة... وأما الكلام في قدر القراءة فنقول: فرض القراءة عند أبي حنيفة رحمه الله يتأدي بآية واحدة وإن كانت قصيرة. [2]

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، نماز کے فرائض، ۱/ ۳۰۰، ط: قدیمی

وكذا في فتاوى حقانيه: كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة وأركانها، ٣/ ٨٠، ط: حقانيه

نماز کے واجبات

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز کے واجبات کتنے ہیں؟

جواب: نماز کے اندر کل چودہ واجبات ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرات کرنا۔ (۲) فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔ (۳) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب (یعنی وتر) اور سنتوں اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی ایک سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔ (۴) سورہ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا۔ (۵) قرات اور رکوع میں اور سجدوں میں اور تمام رکعتوں میں ترتیب قائم رکھنا۔ (۶) قومہ کرنا یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جانا۔ (۷) جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان میں سیدھا بیٹھ جانا۔ (۸) تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجدہ وغیرہ میں کو اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنا۔ (۹) قعدہ اولی یعنی تین اور چار رکعتوں والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا۔ (۱۰) دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔

[1] كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول في فرائض الصلاة، ١/ ٦٩، ط: رشيديه

[2] كتاب الصلاة، الفرائض، ١/ ٤٤٤، ٤٤٥، ط: ادارة القرآن

(۱۱) امام کا نماز فجر و مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان شریف کے وتروں میں بلند آواز سے قرات کرنا اور ظہر و عصر وغیرہ کی نمازوں میں آہستہ آواز سے قرات کرنا۔ (۱۲) لفظ سلام کے ساتھ نماز سے علیحدہ ہونا۔ (۱۳) نماز وتر کی تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر تکبیر کے بعد دعاء قنوت پڑھنا۔ (۱۴) عیدین کی نمازوں میں زائد تکبیرات کا کہنا۔

كذا التنوير مع الدر:

وَلَهَا وَاجِبَاتٌ... وَهِيَ عَلَى مَا ذَكَرَهُ أَرْبَعَةَ عَشَرَ قِرَاءَةُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ... وَضَمُّ أَقْصَرِ سُورَةٍ كَالْكَوْثَرِ أَوْ مَا قَامَ مَقَامَهَا، هُوَ ثَلَاثُ آيَاتٍ قِصَارٍ فِي الْأُولَيَيْنِ مِنْ الْفَرْضِ وَفِي جَمِيعِ رَكَعَاتِ النَّفْلِ وَكُلِّ الْوِتْرِ احْتِيَاطًا وَتَعْيِينُ الْقِرَاءَةِ فِي الْأُولَيَيْنِ مِنْ الْفَرْضِ عَلَى الْمَذْهَبِ. وَتَقْدِيمُ الْفَاتِحَةِ عَلَى كُلِّ السُّورَةِ وَكَذَا تَرْكُ تَكْرِيرِهَا قَبْلَ سُورَةِ الْأَوَّلِيَّيْنِ وَرِعَايَةُ التَّرْتِيبِ بَيْنَ الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وفِيمَا يَتَكَرَّرُ أَمَّا فِيمَا لَا يَتَكَرَّرُ فَفَرْضٌ كَمَا مَرَّ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ كَالسَّجْدَةِ أَوْ فِي كُلِّ الصَّلَاةِ كَعَدَدِ رَكَعَاتِهَا وَتَعْدِيلُ الْأَرْكَانِ أَيْ تَسْكِينُ الْجَوَارِحِ قَدْرَ تَسْبِيحَةٍ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ... وَالْقُعُودُ الْأَوَّلُ وَلَوْ فِي نَفْلٍ فِي الْأَصَحِّ وَلَفْظُ السَّلَامِ مَرَّتَيْنِ فَالثَّانِي وَاجِبٌ عَلَى الْأَصَحِّ وَقِرَاءَةُ قُنُوتِ الْوِتْرِ وَهُوَ مُطْلَقُ الدُّعَاءِ وَتَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ وَالْجَهْرُ لِلْإِمَامِ وَالْإِسْرَارُ لِلْكُلِّ فِيمَا يَجْهَرُ فِيهِ وَيُسِرُّ. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

وواجباتها قراءة الفاتحة... وضم سورة ورعاية الترتيب في فعل مكرر... وتعديل الأركان أي وهو تسكين الجوارح في الركوع والسجود وغيره... والقعود الأول لأن النبي صلى الله عليه وسلم واظب عليه في جميع العمر... والتشهد أي الأول والثاني... ولفظ السلام... وقنوت الوتر... والجهر والإسرار فيما يجهر ويسر. (۲)

وكذا في الهندية:

يَجِبُ تَعْيِينُ الْأُولَيَيْنِ مِنْ الثُّلَاثِيَّةِ وَالرُّبَاعِيَّةِ الْمَكْتُوبَتَيْنِ لِلْقِرَاءَةِ الْمَفْرُوضَةِ... وَتَجِبُ قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَضَمُّ السُّورَةِ أَوْ مَا يَقُومُ مَقَامَهَا مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ أَوْ آيَةٍ طَوِيلَةٍ فِي الْأُولَيَيْنِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ إلخ. (۳)

====================

(۱) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۴۵۶، ۴۷۳، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۵۱۵، ۵۱۷، ط: رشيديه

(۳) كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة، ۱/ ۷۱، ۷۲، ط: رشيديه

باب سنن الصلاۃ

نماز کی سنتیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز کی سنتیں کتنی ہیں؟

جواب: واضح رہے کہ بعض کتب فقہ میں نماز کی سنتوں کی تعداد ۲۱ جبکہ بعض میں بائیس ذکر کی گئی ہیں۔تاہم اگر تمام عبارات پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جن کتابوں میں تعداد کم ذکر کی گئی ہے انہوں نے بعض سنتوں کو بعض میں مدغم کرکے ذکر کیا ہے، لہٰذا ہم فتاوی شامی کے مطابق نماز کی سنتوں کو شمار کررہے ہیں کہ نماز کے اندر کل بائیس سنتیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ کہنے سے قبل دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔(۲) دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر کھلی اور قبلہ رخ رکھنا۔

(۳) تکبیر کہتے وقت سر کو نہ جھکانا۔(۴) امام کا تکبیر تحریمہ ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کی تمام تکبیریں بقدر حاجت بلند آواز سے کہنا۔(۵) سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا۔(۶) ثناء پڑھنا۔(۷) تعوذ یعنی اعوذ باللہ پڑھنا۔(۸) بسم اللہ پڑھنا۔(۹) فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنا۔(۱۰) آمین کہنا۔(۱۱) ثناء، تعوذ اور بسم اللہ و آمین سب کو آہستہ پڑھنا۔(۱۲) سنت کے موافق قرات کرنا، یعنی جس جس نماز میں جس قدر قرآن مجید پڑھنا سنت ہے، اس کے موافق پڑھنا۔(۱۳) رکوع اور سجدے میں تین تین بار تسبیح پڑھنا۔(۱۴) رکوع میں سر اور پیٹھ کو ایک سیدھ میں برابر رکھنا اور دونوں ہاتھوں کی کھلی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑنا۔(۱۵) قومہ میں امام کا سمع اللہ لمن حمدہ، اور مقتدی کا ربن لک الحمد کہنا، اور منفرد کو تسمیع یعنی سمع اللہ لمن حمدہ، اور تحمید یعنی ربنالک الحمد، دونوں کہنا۔(۱۶) سجدے میں جاتے وقت زمین پر پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ پھر پیشانی رکھنا۔(۱۷) مردوں کے واسطے جلسہ اور قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور سیدھے پاؤں کو اس طرح کھڑا رکھنا کہ اس کی انگلیوں کے سرے قبلے کی طرف رہیں، اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا۔(۱۸) تشہد میں اشھد ان لاالہ الااللہ پر انگلی سے اشارہ کرنا۔(۱۹) قعدے اخیرہ میں تشہد کے بعد درود پڑھنا۔(۲۰) دوران قیام دونوں پاؤں کے درمیان کم از کم چار انگشت کا فاصلہ رکھنا (یہ سنت صرف مردوں کے واسطے ہے) (۲۱) درود کے بعد دعا پڑھنا۔(۲۲) پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرنا۔

كذا في التنوير مع الدر:

(رَفْعُ الْيَدَيْنِ لِلتَّحْرِيمَةِ) فِي الْخُلَاصَةِ إنْ اعْتَادَ تَرْكَهُ أَثِمَ (وَنَشْرُ الْأَصَابِعِ) أَيْ تَرْكُهَا بِحَالِهَا (وَأَنْ لَا يُطَأْطِئَ رَأْسَهُ عِنْدَ التَّكْبِيرِ) فَإِنَّهُ بِدْعَةٌ (وَجَهْرُ الْإِمَامِ بِالتَّكْبِيرِ) بِقَدْرِ حَاجَتِهِ لِلْإِعْلَامِ بِالدُّخُولِ وَالِانْتِقَالِ. وَكَذَا بِالتَّسْمِيعِ وَالسَّلَامِ. وَأَمَّا الْمُؤْتَمُّ وَالْمُنْفَرِدُ فَيُسْمِعُ نَفْسَهُ. (وَالثَّنَاءِ وَالتَّعَوُّذِ وَالتَّسْمِيَةِ وَالتَّأْمِينِ) وَكَوْنُهُنَّ (سِرًّا،

وَوَضْعُ يَمِينِهِ عَلَى يَسَارِهِ) وَكَوْنُهُ (تَحْتَ السُّرَّةِ) لِلرِّجَالِ لِقَوْلِ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -: «مِنْ السُّنَّةِ وَضْعُهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ»... (وَتَكْبِيرُ الرُّكُوعِ و) كَذَا (الرَّفْعُ مِنْهُ) بِحَيْثُ يَسْتَوِي قَائِمًا (وَالتَّسْبِيحُ فِيهِ ثَلَاثًا) وَإِلْصَاقُ كَعْبَيْهِ (وَأَخْذُ رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ) فِي الرُّكُوعِ (وَتَفْرِيجُ أَصَابِعِهِ) لِلرَّجُلِ، وَلَا يُنْدَبُ التَّفْرِيجُ إلَّا هُنَا، لَا الضَّمُّ إلَّا فِي السُّجُودِ (وَتَكْبِيرُ السُّجُودِ و) كَذَا نَفْسُ (الرَّفْعِ مِنْهُ) بِحَيْثُ يَسْتَوِي جَالِسًا (وَ) كَذَا (تَكْبِيرُهُ، وَالتَّسْبِيحُ فِيهِ ثَلَاثًا، وَوَضْعُ يَدَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ) فِي السُّجُودِ، فَلَا تَلْزَمُ طَهَارَةُ مَكَانِهِمَا عِنْدَنَا مُجْمَعٌ، لَا إذَا سَجَدَ عَلَى كَفِّهِ كَمَا مَرَّ (وَافْتِرَاشُ رِجْلِهِ الْيُسْرَى) فِي تَشَهُّدِ الرَّجُلِ (وَالْجِلْسَةُ) بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَوَضْعُ يَدَيْهِ فِيهَا عَلَى فَخِذَيْهِ كَالتَّشَهُّدِ لِلتَّوَارُثِ... (وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ) فِي الْقَعْدَةِ الْأَخِيرَةِ. وَفَرَضَ الشَّافِعِيُّ قَوْلَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَنَسَبُوهُ إلَى الشُّذُوذِ وَمُخَالَفَةِ الْإِجْمَاعِ (وَالدُّعَاءُ) بِمَا يَسْتَحِيلُ سُؤَالُهُ مِنْ الْعِبَادِ، وَبَقِيَ بَقِيَّةُ تَكْبِيرَاتِ الِانْتِقَالَاتِ حَتَّى تَكْبِيرَاتِ الْقُنُوتِ عَلَى قَوْلٍ، وَالتَّسْمِيعُ لِلْإِمَامِ، وَالتَّحْمِيدُ لِغَيْرِهِ، وَتَحْوِيلُ الْوَجْهِ يَمْنَةً وَيَسْرَةً لِلسَّلَامِ. [1]

وكذا في البحر الرائق:

(وَسُنَنُهَا رَفْعُ الْيَدَيْنِ لِلتَّحْرِيمَةِ) لِلْمُوَاظَبَةِ... (وَنَشْرُ أَصَابِعِهِ) وَكَيْفِيَّتُهُ أَنْ لَا يَضُمَّ كُلَّ الضَّمِّ وَلَا يُفَرِّجَ كُلَّ التَّفْرِيجِ بَلْ يَتْرُكُهَا عَلَى حَالِهَا مَنْشُورَةً كَذَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُ وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالنَّشْرِ عَدَمُ الطَّيِّ بِمَعْنَى أَنَّهُ يُسَنُّ أَنْ يَرْفَعَهُمَا مَنْصُوبَتَيْنِ لَا مَضْمُومَتَيْنِ حَتَّى تَكُونَ الْأَصَابِعُ مَعَ الْكَفِّ مُسْتَقْبِلَةً لِلْقِبْلَةِ وَمِنْ السُّنَنِ أَنْ لَا يُطَأْطِئَ رَأْسَهُ عِنْدَ التَّكْبِيرِ كَمَا فِي الْمَبْسُوطِ، وَهُوَ بِدْعَةٌ (قَوْلُهُ وَجَهْرُ الْإِمَامِ بِالتَّكْبِيرِ) لِحَاجَتِهِ إلَى الْإِعْلَامِ بِالدُّخُولِ وَالِانْتِقَالِ... (وَالثَّنَاءُ وَالتَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِيَةُ وَالتَّأْمِينُ سِرًّا)... وَقَوْلُهُ سِرًّا رَاجِعٌ إلَى الْأَرْبَعَةِ (قَوْلُهُ وَوَضْعُ يَمِينِهِ عَلَى يَسَارِهِ تَحْتَ سُرَّتِهِ) لِمَا فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ قَالَ: «ثُمَّ وَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى»... (قَوْلُهُ وَتَكْبِيرُ الرُّكُوعِ) لِمَا رُوِيَ «أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ رَفْعٍ وَخَفْضٍ». (وَقَوْلُهُ وَالرَّفْعُ مِنْهُ) أَيْ مِنْ الرُّكُوعِ، وَهُوَ بِالرَّفْعِ عَطْفًا عَلَى التَّكْبِيرَةِ وَلَا يَجُوزُ جَرُّهُ؛ لِأَنَّهُ لَا يُكَبِّرُ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنْ الرُّكُوعِ، وَإِنَّمَا يَأْتِي بِالتَّسْمِيعِ... (قَوْلُهُ وَتَسْبِيحُهُ ثَلَاثًا) أَيْ تَسْبِيحُ الرُّكُوعِ (قَوْلُهُ وَأَخْذُ رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ وَتَفْرِيجُ أَصَابِعِهِ) لِحَدِيثِ أَنَسٍ «إذَا رَكَعْت فَضَعْ يَدَيْك عَلَى رُكْبَتَيْك وَفَرِّجْ بَيْنَ

==================

[1] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ٤٧٦، ٤٧٧، ط: سعيد

أَصَابِعِكَ» (قَوْلُهُ وَتَكْبِيرُ السُّجُودِ) لِمَا رَوَيْنَا... (قَوْلُهُ وَتَسْبِيحُهُ ثَلَاثًا) لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا» (قَوْلُهُ وَوَضَعَ يَدَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ) يَعْنِي حَالَةَ السُّجُودِ وَسَيَأْتِي الْكَلَامُ عَلَيْهِ (قَوْلُهُ وَافْتِرَاشُ رِجْلِهِ الْيُسْرَى، وَنَصْبُ الْيُمْنَى وَالْقَوْمَةُ وَالْجِلْسَةُ)... (قَوْلُهُ وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَوْ هُوَ قَوْلُ عَامَّةِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ... (قَوْلُهُ وَالدُّعَاءُ) أَيْ لِنَفْسِهِ وَلِوَالِدَيْهِ إِنْ كَانَا مُؤْمِنَيْنِ وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ. (۱)

وكذا في بدائع الصنائع: كتاب الصلاة، فصل في سنن الصلاة، ۱/ ٤٦٤، ط: رشيديه

فرض اور سنت کے درمیان تاخیر کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں مسجد کے امام صاحب عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد تھوڑی دیر بیان کرتے ہیں اور کافی عرصہ سے یہ معمول چلا آرہا ہے لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ آیا اس میں کوئی کراہت ہے یا نہیں کہ سنن اور فرائض کے درمیان اس طرح وقفہ کرنا کیسا ہے، جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ فرض اور سنت نمازوں کے درمیان دعائے ماثورہ کے علاوہ زیادہ دیر کرنا خلاف سنت ہے، اس لئے امام صاحب کو چاہئے کہ بیان کے لئے عشاء کی نماز سے پہلے یا عشاء کے سنتوں سے فارغ ہو کر یا پھر دوسرا کوئی مناسب وقت اختیار کریں۔

كذا في التاتارخانية:

وإن كان صلاة بعدها تطوع كالظهر والمغرب والعشاء يقوم إلى التطوع ويكره له تأخير التطوع عن حال أداء الفريضة. (۲)

وكذا في فتح القدير:

الْقِيَامُ إِلَى السُّنَّةِ مُتَّصِلٌ بِالْفَرْضِ مَسْنُونٌ..... وَقَوْلُهُمْ: الْأَفْضَلُ فِي السُّنَنِ حَتَّى الَّتِي بَعْدَ الْمَغْرِبِ الْمَنْزِلُ، لَا يَسْتَلْزِمُ مَسْنُونِيَّةَ الْفَصْلِ بِأَكْثَرَ، إِذْ الْكَلَامُ فِيمَا إِذَا صَلَّى السُّنَّةَ فِي مَحَلِّ الْفَرْضِ مَاذَا يَكُونُ الْأَوْلَى... (إلى قوله) لَا يَقْتَضِي وَصْلَ هَذِهِ الْأَذْكَارِ. بَلْ كَوْنُهَا عَقِيبَ السُّنَّةِ مِنْ مِنْ غَيْرِ اشْتِغَالٍ بِمَا لَيْسَ هُوَ مِنْ تَوَابِعِ الصَّلَاةِ،

---

(۱) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ٥٢٧- ٥٣٠، ط: رشيديه

(۲) كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان ما يفعله المصلي في صلاته بعد الافتتاح، ۱/ ٤٠٥، ط: قديمي

يُصَحِّحُ كَوْنَهُ دُبُرَهَا. [۱]

وکذا في الدر مع الرد:

وَيُكْرَهُ تَأْخِيرُ السُّنَّةِ إِلَّا بِقَدْرِ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ إِلَخْ. قَالَ الْحَلْوَانِيُّ: لَا بَأْسَ بِالْفَصْلِ بِالْأَوْرَادِ وَاخْتَارَهُ الْكَمَالُ... (قَوْلُهُ إِلَّا بِقَدْرِ اللَّهُمَّ إِلَخْ) لِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْعُدُ إِلَّا بِمِقْدَارِ مَا يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ». [۲]

وكذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۳/ ۴۹۸، ط:

فجر کی جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنت پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے فجر کی سنت نہیں پڑھی اور جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں سنتیں چھوڑ کر جماعت میں شامل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر سنت نہیں پڑھی تو پھر اس کی قضاء ہے یا نہیں؟

جواب: فجر کی فرض نماز کی جماعت میں اگر امام کے ساتھ "التحیات" میں بھی شامل ہونے کی امید ہو تو صفوں سے ہٹ کر فجر کی سنت پڑھ کر جماعت میں شامل ہو جائے اور سنت کو نہ چھوڑے کیونکہ تمام سنتوں میں فجر کی سنت کی تاکید سب سے زیادہ آئی ہے، اور اگر سلام سے پہلے پہلے امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہونے کا یقین نہ ہو تو سنت نہ پڑھے بلکہ جماعت میں شامل ہو جائے پھر سورج طلوع ہونے کے بعد جب پندرہ منٹ گزر جائیں تو قضاء کی نیت سے زوال سے پہلے تک سنت پڑھے، اگر زوال تک نہیں پڑھ سکا تو بعد میں قضاء نہیں ہے۔

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَكْعَتَا الفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا». [۳]

وكذا في سنن أبي داود:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَدَعُوهُمَا، وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ». [۴]

---

[۱] كتاب الصلاة، باب النوافل، ۱/ ۴۵۵، ۴۵۶، ط: دار الكتب العلمية

[۲] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب هل يفارقه الملكان، ۱/ ۵۳۰، ط: سعيد

[۳] أبواب الصلاة، باب ما جاء في ركعتي الفجر إلخ، ۱/ ۹۵، ط: سعيد

[۴] كتاب الصلاة، باب ركعتي الفجر في تخفيفهما، ۱/ ۱۸۶، ط: حقانيه

وكذا في حلبي كبيري:

بخلاف سنة الفجر فإنه يجوز أداؤها إذا علم أنه يدركه في التشهد عندهما وعند محمد إذا علم أنه يدرك الركعة وأما إذا لم يعلم أنه يدركه لو صلاها فإنه يتركها ويقتدي.[1]

وكذا في مراقي الفلاح:

(من سنة مؤكدة منها ركعتان قبل صلاة الفجر) والأفضل في سنة الفجر أداؤها في أول الوقت مع التخفيف.[2]

وكذا في الدر مع الرد:

(وَإِذَا خَافَ فَوْتَ) رَكْعَتَيْ (الْفَجْرِ لِاشْتِغَالِهِ بِسُنَّتِهَا تَرَكَهَا) لِكَوْنِ الْجَمَاعَةِ أَكْمَلَ (وَإِلَّا) بِأَنْ رَجَا إدْرَاكَ رَكْعَةٍ فِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ. وَقِيلَ التَّشَهُّدُ وَاعْتَمَدَهُ الْمُصَنِّفُ وَالشُّرُنْبُلالِي تَبَعًا لِلْبَحْرِ... (قَوْلُهُ وَلَا يَقْضِيهَا إلَّا بِطَرِيقِ التَّبَعِيَّةِ إلَخْ) أَيْ لَا يَقْضِي سُنَّةَ الْفَجْرِ إلَّا إذَا فَاتَتْ مَعَ الْفَجْرِ فَيَقْضِيهَا تَبَعًا لِقَضَائِهِ لَوْ قَبْلَ الزَّوَالِ؛ وَمَا إذَا فَاتَتْ وَحْدَهَا فَلَا تُقْضَى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ بِالْإِجْمَاعِ، لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَ الصُّبْحِ. وَأَمَّا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَكَذَلِكَ عِنْدَهُمَا. وَقَالَ مُحَمَّدٌ: أَحَبُّ إلَيَّ أَنْ يَقْضِيَهَا إلَى الزَّوَالِ كَمَا فِي الدُّرَرِ. قِيلَ هَذَا قَرِيبٌ مِنْ الِاتِّفَاقِ.[3]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَمَنْ خَافَ فَوْتَ الْفَجْرِ إنْ أَدَّى سُنَّتَهُ أَيْتَمَّ وَتَرَكَهَا وَإِلَّا لَا) لِأَنَّ الْأَصْلَ أَنَّ سُنَّةَ الْفَجْرِ لَهَا فَضِيلَةٌ عَظِيمَةٌ قَالَ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنْ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا» وَكَذَا مَا قَدَّمْنَاهُ وَكَذَا لِلْجَمَاعَةِ بِالْأَحَادِيثِ الْمُتَقَدِّمَةِ فَإِذَا تَعَارَضَا عُمِلَ بِهَا بِقَدْرِ الْإِمْكَانِ وَإِنْ لَمْ يُمْكِنْ بِأَنْ خَشِيَ فَوْتَ الرَّكْعَتَيْنِ أَحْرَزَ أَحَقَّهُمَا وَهُوَ الْجَمَاعَةُ لِوُرُودِ الْوَعْدِ وَالْوَعِيدِ فِي الْجَمَاعَاتِ وَالسُّنَّةُ وَإِنْ وَرَدَ الْوَعْدُ فِيهَا لَمْ يُرِدْ الْوَعِيدَ بِتَرْكِهَا وَلِأَنَّ ثَوَابَ الْجَمَاعَةِ أَعْظَمُ لِأَنَّهَا مُكَمِّلَةٌ ذَاتِيَّةٌ وَالسُّنَّةُ مُكَمِّلَةٌ خَارِجِيَّةٌ وَالذَّاتِيَّةُ أَقْوَى.[4]

====================

[1] فصل في النوافل، ٣٤٤، ط: نعمانيه

[2] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ١/ ٣٨٧، ٣٨٨، ط: قديمي

[3] كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ٥٦، ٥٧، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ١٢٩، ط: رشيدية

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ وَلَمْ تُقْضَ إِلَّا تَبَعًا) أَيْ لَمْ تُقْضَ سُنَّةُ الْفَجْرِ إِلَّا إِذَا فَاتَتْ مَعَ الْفَرْضِ فَتُقْضَى تَبَعًا لِلْفَرْضِ سَوَاءٌ قَضَاهَا مَعَ الْجَمَاعَةِ أَوْ وَحْدَهُ لِأَنَّ الْأَصْلَ فِي السُّنَّةِ أَنْ لَا تُقْضَى لِاخْتِصَاصِ الْقَضَاءِ بِالْوَاجِبِ... فَأَفَادَ الْمُصَنِّفُ أَنَّهَا لَا تُقْضَى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ أَصْلًا وَلَا بَعْدَ الطُّلُوعِ إذَا كَانَ قَدْ أَدَّى الْفَرْضَ وَشَمَلَ كَلَامُهُ مَا إذَا قَضَاهُمَا بَعْدَ الزَّوَالِ أَوْ قَبْلَهُ وَلَا خِلَافَ فِي الثَّانِي. (١)

وكذا في فتاوى البزاية:

فاتته ركعتا الفجر إن مع الفرض تقضي قبل الزوال... إدراك الإمام في الركوع ولم يعلم أنه الأول من الفجر أو الثاني ترك السنة واقتدى. (٢)

وكذا في الجوهرة النيرة:

قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ (السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ) بَدَأَ بِسُنَّةِ الْفَجْرِ؛ لِأَنَّهَا آكَدُ مِنْ سَائِرِ السُّنَنِ وَلِهَذَا قِيلَ إنَّهَا قَرِيبَةٌ مِنْ الْوَاجِبِ... وَقِيلَ إنَّ سُنَّةَ الْفَجْرِ وَاجِبَةٌ حَتَّى لَوْ انْتَهَى إلَى الْإِمَامِ وَهُوَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَخَشِيَ أَنْ تَفُوتَهُ رَكْعَةٌ فَإِنَّهُ يُصَلِّيهَا بَعْدَ الصَّفِّ وَيَدْخُلُ مَعَ الْإِمَامِ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنْهَا وَعَنْ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّهُ إذَا خَشِيَ أَنْ تَفُوتَهُ الرَّكْعَتَانِ مِنْ الْفَرْضِ وَيُدْرِكُ الْإِمَامَ فِي التَّشَهُّدِ فَإِنَّهُ يُصَلِّي السُّنَّةَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ... ثُمَّ إذَا فَاتَتْ سُنَّةُ الْفَجْرِ عَلَى الِانْفِرَادِ لَا تُقْضَى عِنْدَهُمَا. وَقَالَ مُحَمَّدٌ أَحَبُّ إلَيَّ أَنْ تُقْضَى إذَا ارْتَفَعَتْ الشَّمْسُ إلَى قَبْلِ قِيَامِ الظَّهِيرَةِ. (٣)

وكذا في ملتقى الأبحر:

وَمَنْ خَافَ فَوْتَ الْفَجْرِ بِجَمَاعَةٍ إنْ أَدَّى سُنَّتَهُ يَتْرُكُهَا وَيَقْتَدِي وَإِنْ رَجَا إدْرَاكَ رَكْعَةٍ لَا يَتْرُكُ بَلْ يُصَلِّيهَا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ وَيَقْتَدِي وَلَا تُقْضَى إلَّا تَبَعًا لِلْفَرْضِ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ تُقْضَى بَعْدَ الطُّلُوعِ. (٤)

====================

(١) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ١٣١، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، نوع في السنن، ١/ ٣٨، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب النوافل، ١/ ٨٥، ط: قديمي

(٤) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ١/ ٢١٠، ٢١١، ط: الحبيبية

مقتدی کا امام کے ساتھ رکوع اور سجدہ کی تکبیرات کہنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ امام صاحب جب سجدہ یا رکوع کے لئے جاتے وقت تکبیر کہتے ہیں یا اٹھتے وقت تو کیا مقتدی بھی امام کے ساتھ ان ا: ال میں تکبیر کہے گا یا بغیر تکبیر کے وہ یہ افعال ادا کرے گا؟

جواب: رکوع اور سجدہ میں جاتے ہوئے مقتدی بھی امام کے ساتھ تکبیر کہے گا، البتہ جب رکوع سے اٹھتے ہوئے امام "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو مقتدی اس وقت "ربنالک الحمد" کہتے ہوئے اٹھے۔

كذا في الدر مع الرد:

وَثَمَانِيَةٌ تُفْعَلُ مُطْلَقًا: الرَّفْعُ لِتَحْرِيمَةٍ وَالثَّنَاءُ، وَتَكْبِيرُ انْتِقَالٍ، وَتَسْمِيعٌ، وَتَسْبِيحٌ، وَتَشَهُّدٌ، وَسَلَامٌ، وَتَكْبِيرُ تَشْرِيقٍ... (قَوْلُهُ وَتَكْبِيرُ انْتِقَالٍ) أَيْ إِلَى رُكُوعٍ أَوْ سُجُودٍ أَوْ رَفْعٍ مِنْهُ. (قَوْلُهُ وَتَسْمِيعٌ) أَيْ إِذَا تَرَكَهُ الْإِمَامُ لَا يَتْرُكُ الْمُؤْتَمُّ التَّحْمِيدَ. (قَوْلُهُ وَتَسْبِيحٌ) أَيْ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فَيَأْتِي بِهِ الْمُؤْتَمُّ مَا دَامَ الْإِمَامُ فِيهِمَا. (قَوْلُهُ وَتَشَهُّدٌ) أَيْ إِذَا قَعَدَ الْإِمَامُ وَلَمْ يَقْرَأْ التَّشَهُّدَ يَقْرَؤُهُ الْمُؤْتَمُّ، أَمَّا لَوْ تَرَكَ الْإِمَامُ الْقَعْدَةَ الْأُولَى فَإِنَّهُ يُتَابِعُهُ كَمَا مَرَّ. (۱)

وكذا في الهندية:

فَرَائِضِ الصَّلَاةِ) وَهِيَ سِتٌّ. (مِنْهَا التَّحْرِيمَةُ) وَهِيَ شَرْطٌ عِنْدَنَا... (سُنَنُهَا) رَفْعُ الْيَدَيْنِ لِلتَّحْرِيمَةِ... وَتَكْبِيرُ الرُّكُوعِ وَتَسْبِيحُهُ ثَلَاثًا، وَأَخْذُ رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ، وَتَفْرِيجُ أَصَابِعِهِ، وَتَكْبِيرُ السُّجُودِ وَالرَّفْعِ. (۲)

وكذا في نجم الفتاوى: كتاب الصلاة، فصل في شروط الصلاة وأركانها إلخ، ۲/ ۲۷۵، ط: ياسين القرآن

سنتوں کے پڑھنے کے لئے اذان کا انتظار کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز سے پہلے کی سنت پڑھنے کے لئے اذان کا انتظار ضروری ہے یا نہیں؟ جمعہ، ظہر اور فجر کی سنتیں اذان سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں؟

جواب: نماز سے پہلے کی سنتیں پڑھنے کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں، صرف وقت کا داخل ہو جانا کافی ہے، وقت کے داخل ہونے کے بعد جمعہ، ظہر اور فجر کی سنتیں اذان سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں۔

====================

(۱) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲/ ۱۲، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، الباب الرابع في صلاة، الفصل الأول في فرائض الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة، ۱/ ۶۸، ۷۲، ط: رشيدية

كذا في التنوير مع الدر:

(وَ) سَبَبُهُ (بَقَاءُ دُخُولِ الْوَقْتِ وَهُوَ سُنَّةٌ) لِلرِّجَالِ فِي مَكَان عَالٍ (مُؤَكَّدَةٌ) هِيَ كَالْوَاجِبِ فِي لُحُوقِ الْإِثْمِ (لِلْفَرَائِضِ) الْخَمْسِ. (١)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَيُؤَذَّنُ لَهُ الصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوبَةُ الَّتِي تُؤَدَّى بِجَمَاعَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ فِي حَالِ الْإِقَامَةِ، فَلَا أَذَانَ وَلَا إِقَامَةَ فِي صَلَاةِ الْجِنَازَةِ... وَلَا أَذَانَ، وَلَا إِقَامَةَ فِي السُّنَنِ لِمَا قُلْنَا. (٢)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار:

وسببه بقاء دخول الوقت، وهو سنة للرجال في مكان عال مؤكدة، هي كالواجب في لحوق الإثم لفرائض الخمس. (٣)

سنت مؤکدہ کو بغیر عذر ترک کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض حضرات صرف فرض نمازیں ادا کرتے ہیں اور سنت مؤکدہ کو ادا نہیں کرتے ان حضرات کا یہ فعل کیسا ہے اور شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ احادیث مبارکہ میں سنن مؤکدہ کی ادائیگی پر بہت زیادہ تاکید آئی ہے اور ان کو چھوڑنے پر سخت قسم کی وعید بیان ہو چکی ہے لہٰذا ان کو غیر معمولی نہیں سمجھنا چاہئے، سنت مؤکدہ کو مستقل طور پر چھوڑے رکھنا سخت گناہ ہے۔

كذا في الهندية:

رَجُلٌ تَرَكَ سُنَنَ الصَّلَاةِ إنْ لَمْ يَرَ السُّنَنَ حَقًّا فَقَدْ كَفَرَ؛ لِأَنَّهُ تَرَكَهَا اسْتِخْفَافًا وَإِنْ رَآهَا حَقًّا فَالصَّحِيحُ أَنَّهُ يَأْثَمُ؛ لِأَنَّهُ جَاءَ الْوَعِيدُ بِالتَّرْكِ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ. (٤)

====================

(١) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٨٤، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٧٦، ط: رشيديه

(٣) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ١٨٤، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ١/ ١١٢، ط: رشيدية

وكذا في الشامية:

مَنْ تَرَكَ سُنَنَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ قِيلَ: لَا يَأْثَمُ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ يَأْثَمُ، ذَكَرَهُ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ، وَتَصْرِيحُهُمْ بِالْإِثْمِ لِمَنْ تَرَكَ الْجَمَاعَةَ مَعَ أَنَّهَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ عَلَى الصَّحِيحِ وَكَذَا فِي نَظَائِرِهِ لِمَنْ تَتَبَّعَ كَلَامَهُمْ. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

رَجُلٌ تَرَكَ سُنَنَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ إنْ لَمْ يَرَ السُّنَنَ حَقًّا فَقَدْ كَفَرَ لِأَنَّهُ تَرَكَ اسْتِخْفَافًا وَإِنْ رَأَى حَقًّا مِنْهُمْ مَنْ قَالَ لَا يَأْثَمُ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ يَأْثَمُ لِأَنَّهُ جَاءَ الْوَعِيدُ بِالتَّرْكِ اهـ. وَتَعَقَّبَهُ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ بِأَنَّ الْإِثْمَ مَنُوطٌ بِتَرْكِ الْوَاجِبِ وَقَدْ «قَالَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لِلَّذِي قَالَ وَالَّذِي بَعَثَك بِالْحَقِّ لَا أَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا. (۲)

ظہر کی سنتوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر چار رکعات سنت مؤکدہ پوری کرکے جماعت میں شریک ہونا ممکن ہو تو چار رکعت مکمل کرکے جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہو جائے اور فرض نماز کے بعد چار رکعت سنت مؤکدہ کا اعادہ کرے۔

كذا في الدر المختار:

(وَالشَّارِعُ فِي نَفْلٍ لَا يَقْطَعُ مُطْلَقًا) وَيُتِمُّهُ رَكْعَتَيْنِ (وَكَذَا سُنَّةُ الظُّهْرِ و) سُنَّةُ (الْجُمُعَةِ إذَا أُقِيمَتْ أَوْ خَطَبَ الْإِمَامُ) يُتِمُّهَا أَرْبَعًا (عَلَى) الْقَوْلِ (الرَّاجِحِ) لِأَنَّهَا صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ. (۳)

وكذا في الهندية:

وَلَوْ كَانَ فِي السُّنَّةِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَالْجُمُعَةِ فَأُقِيمَ أَوْ خَطَبَ يَقْطَعُ عَلَى رَأْسِ الرَّكْعَتَيْنِ يُرْوَى ذَلِكَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى، وَقَدْ قِيلَ: يُتِمُّهَا، كَذَا فِي الْهِدَايَةِ، وَهُوَ الْأَصَحُّ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَهُوَ الصَّحِيحُ،

(۱) كتاب الطهارة، مطلب في السنة وتعريفها، ۱/ ۱۰۴، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲/ ۸۶، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۲/ ۵۳، ط: سعيد

هَكَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ. [۱]

وكذا في فتح القدير:

وَلَوْ كَانَ فِي السُّنَّةِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَالْجُمُعَةِ فَأُقِيمَ أَوْ خَطَبَ يَقْطَعُ عَلَى رَأْسِ الرَّكْعَتَيْنِ، يُرْوَى ذَلِكَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -، وَقَدْ قِيلَ يُتِمُّهَا. [۲]

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب السنن والنوافل، ۷/ ۱۹۳، ط: فاروقيه

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ۳/ ۲۵۷، ط: سعيد

ظہر کی سنتوں میں دو رکعت پر سلام پھیرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے ظہر کے لئے چار رکعات سنت مؤکدہ کی نیت باندھی کہ فرض نماز شروع ہوگئی، وہ شخص دو رکعت سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہوگیا، اب اسے جماعت کے بعد باقی دو رکعت پڑھنے چاہئیں یا دوبارہ چار رکعات پڑھے؟

جواب: ظہر سے پہلے چار سنتیں چونکہ مؤکدہ ہیں، دو رکعت پر سلام پھیرنے کی وجہ سے وہ نفل ہوگئی، بعد میں چار رکعات دوبارہ پڑھے۔

كذا في الدر المختار:

(وَكَذَا سُنَّةُ الظُّهْرِ و) سُنَّةُ (الْجُمُعَةِ إذَا أُقِيمَتْ أَوْ خَطَبَ الْإِمَامُ) يُتِمُّهَا أَرْبَعًا (عَلَى) الْقَوْلِ (الرَّاجِحِ) لِأَنَّهَا صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَيْسَ الْقَطْعُ لِلْإِكْمَالِ بَلْ لِلْإِبْطَالِ. [۳]

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

"وإن كان" قد شرع "في سنة الجمعة فخرج الخطيب أو" شرع "في سنة الظهر فأقيمت" الجماعة "سلم" بعد الجلوس "على رأس ركعتين" كما روي عن أبي يوسف والإمام "وهو الأوجه" لجمعه بين المصلحتين "ثم قضى السنة" أربعا لتمكنه منه "بعد" أداء "الفرض" مع ما بعده فلا يفوت فرض الاستماع والأداء على وجه أكمل. [٤]

---

[۱] كتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراك الفريضة، ۱/ ۱۲۰، ط: رشيدية

[۲] كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۱/ ٤۹۰، ط: رشيدية

[۳] كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۲/ ۵۳، ط: سعيد

[٤] باب إدراك الفريضة، ص٤۵۱، ط: قديمي

وكذا في البحر الرائق:

وَاخْتَلَفُوا فِي السُّنَّةِ قَبْلَ الظُّهْرِ أَوْ الْجُمُعَةِ إذَا أُقِيمَتْ أَوْ خَطَبَ الْإِمَامُ فَالصَّحِيحُ أَنَّهُ يُتِمُّهَا أَرْبَعًا... وَلَيْسَ الْقَطْعُ لِلْإِكْمَالِ بَلْ لِلْإِبْطَالِ صُورَةً وَمَعْنًى وَقِيلَ يَقْطَعُ عَلَى رَأْسِ الرَّكْعَتَيْنِ وَرَجَّحَهُ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ بَحْثًا بِأَنَّهُ يَتَمَكَّنُ مِنْ قَضَائِهَا بَعْدَ الْفَرْضِ وَلَا إبْطَالَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ فَلَا يَفُوتُ فَرْضُ الِاسْتِمَاعِ وَالْأَدَاءُ عَلَى الْوَجْهِ الْأَكْمَلِ بِلَا سَبَبٍ. (۱)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب السنن والنوافل، ۷/ ۱۹۸، ط: فاروقيه

وكذا في خیر الفتاوی: كتاب الصلاة، ما يتعلق بالسنن والنوافل، ۲/ ۴۷۹، ط: امداديه

چار رکعات سنت پڑھنے کے دوران جمعہ کا خطبہ شروع ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جمعہ کا خطبہ شروع ہونے سے پہلے کسی نے سنت شروع کر دی تو اب وہ کیا کرے جب کہ خطبہ شروع ہو گیا؟

جواب: سنت شروع کرنے کے بعد اگر خطبہ جمعہ شروع ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ مختصر تلاوت کے ساتھ اپنی نماز پوری کر کے سلام پھیر دے، ایسے ہی نماز نہ توڑ دے۔

كذا في الدر المختار:

(وَكَذَا سُنَّةُ الظُّهْرِ و) سُنَّةُ (الْجُمُعَةِ إذَا أُقِيمَتْ أَوْ خَطَبَ الْإِمَامُ) يُتِمُّهَا أَرْبَعًا (عَلَى) الْقَوْلِ (الرَّاجِحِ) لِأَنَّهَا صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَيْسَ الْقَطْعُ لِلْإِكْمَالِ بَلْ لِلْإِبْطَالِ. (۲)

وكذا في البحر الرائق:

وَاخْتَلَفُوا فِي السُّنَّةِ قَبْلَ الظُّهْرِ أَوْ الْجُمُعَةِ إذَا أُقِيمَتْ أَوْ خَطَبَ الْإِمَامُ فَالصَّحِيحُ أَنَّهُ يُتِمُّهَا أَرْبَعًا. (۳)

وكذا في تبيين الحقائق:

ولو كان في سنة الظهر أو الجمعة فأقيم أو خطب... قيل إنه يتمها أربعا. (٤)

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۲/ ۱۲۵، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۲/ ۵۳، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۲/ ۱۲۵، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۱/ ٤٤٨، ط: سعيد

وکذا في کفایت المفتي: کتاب الصلاۃ، باب ما یتعلق بخطبة الجمعة، ٥/ ٢٣٤، ط: فاروقیه

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعة، ٨/ ٢٧٦، ط: فاروقیه

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کس وقت پڑھے؟

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی امام مسجد مقتدیوں سے کہے جس کی فجر کی سنتیں رہ جائیں تو فجر کی فرض نماز کے متصل پڑھو تو اس امام کا کہنا شرعاً درست ہے؟ اور اگر کسی شخص کی سنتیں رہ جائیں تو ان کو کس وقت ادا کرے؟

جواب: اگر کسی شخص کی فجر کی سنتیں رہ جائیں تو طلوع شمس کے بعد پڑھی جائیں، امام کا یہ کہنا کہ فرض کے متصل بعد پڑھیں درست نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے فرض کے بعد طلوع شمس سے پہلے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، ایک روایت سے جو اس کا جواز ثابت ہے وہ روایت ضعیف ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلاَةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَشْرُقَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ العَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ». (١)

وكذا في جامع الترمذي:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ، وَكَانَ مِنْ أَحَبِّهِمْ إِلَيَّ، «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلاَةِ بَعْدَ الفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلاَةِ بَعْدَ العَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ». (٢)

وفيه أيضا:

خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الصُّبْحَ، ثُمَّ انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَنِي أُصَلِّي، فَقَالَ: «مَهْلًا يَا قَيْسُ، أَصَلاَتَانِ مَعًا» ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي لَمْ أَكُنْ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الفَجْرِ، قَالَ: «فَلاَ إِذَنْ». قَالَ أَبُو عِيسَى... وَإِسْنَادُ هَذَا الحَدِيثِ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ. (٣)

(١) كتاب الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ١/ ٨٢، رقم: ٥٨٤، ط: قديمي

(٢) أبواب الصلاة، باب ما جاء في كراهية الصلاة بعد العصر وبعد الفجر، ١/ ٤٥، رقم: ٥٨١، ط: سعيد

(٣) أبواب الصلاة، باب ما جاء في من تفوته الركعتان قبل الفجر، ١/ ٩٦، رقم: ٤٢٢، ط: سعيد

وكذا في عمدة القاري:

وَعَنِ ابْنِ عمر قَالَ صليت مَعَ النَّبِي - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَمَعَ أبي بكر وَعمر وَعُثْمَان فَلَا صَلَاة بعد الْغَدَاة حَتَّى تطلع الشَّمْس.[1]

وكذا في الشامية:

لَا يَقْضِي سُنَّةَ الْفَجْرِ إلَّا إذَا فَاتَتْ مَعَ الْفَجْرِ فَيَقْضِيهَا تَبَعًا لِقَضَائِهِ لَوْ قَبْلَ الزَّوَالِ؛ وَمَا إذَا فَاتَتْ وَحْدَهَا فَلَا تُقْضَى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ بِالْإِجْمَاعِ، لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَ الصُّبْحِ. وَأَمَّا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَكَذَلِكَ عِنْدَهُمَا. وَقَالَ مُحَمَّدٌ: أَحَبُّ إلَيَّ أَنْ يَقْضِيَهَا إلَى الزَّوَالِ كَمَا فِي الدُّرَرِ.[2]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب السنن والنوافل، سنن مؤکدہ کا بیان، ۷/ ۱۹۵، ط: فاروقیہ

وكذا في کفایت المفتی: كتاب الصلاة، باب السنن والنوافل، سنت مؤکدہ کا بیان، ٤/ ٥٥٣، ط: الفاروق

کیا فجر کی سنتوں کی قضاء ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں تو کیا بعد میں اس کی قضاء کرنا لازم ہے یا نہیں؟

جواب: طلوع آفتاب کے بعد زوال سے پہلے امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک سنتوں کی قضاء کی جا سکتی ہے، البتہ شیخین کے نزدیک تنہا سنتوں کی قضاء نہیں، ہاں اگر فرض نماز بھی قضاء ہو گئی ہو تو زوال سے پہلے فرض اور سنت دونوں کی قضاء کرنی چاہیے۔

كذا في رد المحتار:

إذَا فَاتَتْ وَحْدَهَا فَلَا تُقْضَى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ بِالْإِجْمَاعِ، لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَأَمَّا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَكَذَلِكَ عِنْدَهُمَا وَقَالَ مُحَمَّدٌ: أَحَبُّ إلَيَّ أَنْ يَقْضِيَهَا إلَى الزَّوَالِ كَمَا فِي الدُّرَرِ قِيلَ هَذَا قَرِيبٌ مِنْ الِاتِّفَاقِ.[3]

وكذا في بدائع الصنائع:

أَمَّا سُنَّةُ الْفَجْرِ فَإِنْ فَاتَتْ مَعَ الْفَرْضِ تُقْضَى مَعَ الْفَرْضِ اسْتِحْسَانًا... وَأَمَّا إذَا فَاتَتْ وَحْدَهَا لَا تُقْضَى عِنْدَ

===================

[1] كتاب الصلاة، ٥/ ١١٣، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ٥٧، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ٥٧، ط: سعيد

أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ: تُقْضَى إِذَا ارْتَفَعَتْ الشَّمْسُ قَبْلَ الزَّوَالِ، وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ لَيْلَةِ التَّعْرِيسِ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَاهُمَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ قَبْلَ الزَّوَالِ. (١)

وكذا في البناية:

وفي مختصر البحر ما سوى ركعتي الفجر من السنن إذا فاتت وحدها لا يقضى عندنا وإذا فاتت مع الفرض يقضي عند العراقيين كالأذان والإقامة. (٢)

وكذا في فتاوی عثماني: كتاب الصلاة، فصل في السنن والنوافل، ١/ ٤٤٠، ٤٤١، ط: معارف القرآن

وكذا في فتاوی محموديه: كتاب الصلاة، باب السنن والنوافل، الفصل الأول في السنن المؤكدة، ٧/ ١٩٥، ط: فاروقيه

====================

(١) كتاب الصلاة، فصل وأما بيان أن السنة إذا فاتت عن وقتها هل تقضى أم لا، ١/ ٦٤٣، ط: رشيديه

(٢) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، حكم من انتهى إلى الإمام في صلاة الفجر، ٢/ ٥٧٤، ط: دار الكتب العلمية

باب مستحبات الصلاۃ وآدابہا

مستحبات نماز

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز کے مستحبات وآداب مع التفصیل بیان کریں، نیز مستحب اور سنت کے درمیان فرق کیا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ فقہائے کرام کے نزدیک مندوب، ادب اور مستحب کے ایک معنی ہیں یعنی اس سے مراد وہ امور ہیں جو نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے کئے لیکن ہمیشہ اس پر عمل نہیں فرمایا لہٰذا فتاوی شامی کے مطابق نماز کے مستحبات وآداب یہ ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت آستینوں سے دونوں ہتھیلیاں نکالنا۔ (۲) قیام کی حالت میں سجدے کی جگہ پر اور رکوع میں قدموں کی پیٹھ پر اور جلسے اور قاعدے میں اپنی گود ھ پر اور سلام کے وقت اپنے کندھوں پر نظر رکھنا۔ (۳) کھانسی کو طاقت بھر نہ آنے دینا۔ (۴) جمائی میں منہ بندھ رکھنا اور کھل جائے تو قیام کی حالت میں سیدھے ہاتھ اور باقی حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ چھپالینا۔ (۵) امام اور مقتدی کا اقامت کے دوران حی علی الفلاح تک کھڑا ہونا اس سے مزید تاخیر نہ کرنا۔

نیز سنت اور مستحب کے درمیان فرق یہ ہے کہ سنت اس فعل کو کہتے ہیں جس کو نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو جبکہ مستحب وہ فعل ہے جس کو نبی علیہ الصلاۃ والسلام یا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کیا ہو لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھار۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: وَيُسَمَّى مَنْدُوبًا وَأَدَبًا) زَادَ غَيْرُهُ وَنَفْلًا وَتَطَوُّعًا، وَقَدْ جَرَى عَلَى مَا عَلَيْهِ الْأُصُولِيُّونَ، وَهُوَ الْمُخْتَارُ مِنْ عَدَمِ الْفَرْقِ بَيْنَ الْمُسْتَحَبِّ وَالْمَنْدُوبِ وَالْأَدَبِ كَمَا فِي حَاشِيَةِ نُوحِ أَفَنْدِي عَلَى الدُّرَرِ. [1]

وفيه أيضا:

اعْلَمْ أَنَّ الْمَشْرُوعَاتِ أَرْبَعَةُ أَقْسَامٍ، فَرْضٌ وَوَاجِبٌ وَسُنَّةٌ وَنَفْلٌ، فَمَا كَانَ فِعْلُهُ أَوْلَى مِنْ تَرْكِهِ مَعَ مَنْعِ التَّرْكِ إنْ ثَبَتَ بِدَلِيلٍ قَطْعِيٍّ فَفَرْضٌ، أَوْ بِظَنِّيٍّ فَوَاجِبٌ، وَبِلَا مَنْعِ التَّرْكِ إنْ كَانَ مِمَّا وَاظَبَ عَلَيْهِ الرَّسُولُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَوْ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ مِنْ بَعْدِهِ فَسُنَّةٌ، وَإِلَّا فَمَنْدُوبٌ وَنَفْلٌ. [2]

==================

[1] كتاب الطهارة، سنن الوضوء، ١/ ١٢٣، ط: سعيد

[2] كتاب الطهارة، سنن الوضوء، ١/ ١٠٢، ط: سعيد

وکذا في التنویر مع الدر:

(وَلَهَا آدَابٌ)... (نَظَرُهُ إِلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ حَالَ قِيَامِهِ، وَإِلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ حَالَ رُكُوعِهِ، وَإِلَى أَرْنَبَةِ أَنْفِهِ حَالَ سُجُودِهِ، وَإِلَى حِجْرِهِ حَالَ قُعُودِهِ. وَإِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْمَنِ وَالْأَيْسَرِ عِنْدَ التَّسْلِيمَةِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةِ) لِتَحْصِيلِ الْخُشُوعِ (وَإِمْسَاكُ فَمِهِ عِنْدَ التَّثَاؤُبِ)... (فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ غَطَّاهُ) بِظَهْرِ (يَدِهِ) الْيُسْرَى، وَقِيلَ بِالْيُمْنَى لَوْ قَائِمًا وَإِلَّا فَيُسْرَاهُ مُجْتَبَى (أَوْ كُمِّهِ) لِأَنَّ التَّغْطِيَةَ بِلَا ضَرُورَةٍ مَكْرُوهَةٌ (وَإِخْرَاجُ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ) لِلرَّجُلِ إِلَّا لِضَرُورَةٍ كَبَرْدٍ (وَدَفْعُ السُّعَالِ مَا اسْتَطَاعَ) لِأَنَّهُ بِلَا عُذْرٍ مُفْسِدٌ فَيَجْتَنِبُهُ (وَالْقِيَامُ) لِإِمَامٍ وَمُؤْتَمٍّ (حِينَ قِيلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ)... لِأَنَّهُ أمرٌ لَهُ فَيُسْتَحَبُّ الْمُسَارَعَةُ إِلَيْهِ.[1]

وکذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَآدَابُهَا نَظَرُهُ إِلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ) أَيْ فِي حَالِ الْقِيَامِ، وَأَمَّا فِي حَالَةِ الرُّكُوعِ فَإِلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ، وَفِي سُجُودِهِ إِلَى أَرْنَبَتِهِ، وَفِي قُعُودِهِ إِلَى حِجْرِهِ وَعِنْدَ التَّسْلِيمَةِ الْأُولَى إِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْمَنِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ إِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْسَرِ... (قَوْلُهُ وَكَظْمُ فَمِهِ عِنْدَ التَّثَاؤُبِ) أَيْ إِمْسَاكُ فَمِهِ، وَالْمُرَادُ بِهِ سَدُّهُ... وَإِخْرَاجُ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ... وَدَفْعُ السُّعَالِ مَا اسْتَطَاعَ... وَالْقِيَامُ حِينَ قِيلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ) لِأَنَّهُ أَمْرٌ بِهِ فَيُسْتَحَبُّ الْمُسَارَعَةُ إِلَيْهِ.[2]

تشہد میں شہادت کی انگلی اٹھانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز میں تشہد کے دوران شہادت کی انگلی کا بلند کرنا کیسا ہے؟

جواب: تشہد میں شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کرنا شرعاً مستحب ہے۔

کذا في صحیح مسلم:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى، وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ».[3]

---

[1] کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ۱/ ۴۷۷ - ۴۷۹، ط: سعید

[2] کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ۱/ ۵۳۰، ۵۳۱، ط: رشیدیه

[3] کتاب الصلاۃ، باب صفة الجلوس في الصلاۃ وکیفیة وضع الیدین علی الفخذین، ۱/ ۲۱۶، ط: قدیمي

وكذ في الصحيح لمسلم:

وَعَن عبد الله بن الزبير قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى أُصْبُعِهِ الْوُسْطَى ويلقم كَفه الْيُسْرَى ركبته. رَوَاهُ مُسلم. (١)

وكذا في الشامية:

وَفِي الْقُهُسْتَانِيِّ. وَعَنْ أَصْحَابِنَا جَمِيعًا أَنَّهُ سُنَّةٌ، فَيُحَلِّقُ إبْهَامَ الْيُمْنَى وَوُسْطَاهَا مُلْصِقًا رَأْسَهَا بِرَأْسِهَا، وَيُشِيرُ بِالسَّبَّابَةِ. (٢)

وكذا في بدائع الصنائع:

فإن محمدا قال في (كتاب المسبحة) حدثنا عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يشير بأصبعه فيفعل مثل ما فعل النبي صلى الله عليه وسلم. (٣)

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، فصل ثالث سنن وکیفیت نماز، ٢/ ١٢٧، ط: دار الاشاعت

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة وما يتعلق بها، ٣/ ٣٠، ط: دار الاشاعت

جالی والی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا

سوال: (ا) کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جالی والی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھانا کیسا ہے؟ ہمارے علاقے میں جب کوئی حافظ یا عالم جالی والی ٹوپی پہنتا ہے یا پہن کر نماز پڑھتا یا پڑھاتا ہے تو عام لوگ اسے بُرا سمجھتے ہیں اور کراہت محسوس کرتے ہیں۔

(۲) اسی طرح وہ رومال جس سے وضو کے بعد ہاتھ اور چہرہ وغیرہ صاف کیا جاتا ہے اس کو سر پر باندھ کر نماز پڑھنا یا پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: (ا) جالی والی ٹوپی جو آج کل عام طور پر پہنی جاتی ہے وہ پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھانا دونوں درست ہیں، اور لوگوں کا اس کو

(١) كتاب الصلاة، باب صفة الجلوس في الصلاة وكيفية وضع اليدين على الفخذين، ١/ ٢١٦، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب آداب الصلاة، ١/ ٥٠٩، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، حكم التشهد في القعود الأخير الإشارة المسبحة، ١/ ٥٠١، ط: رشيدية

برا سمجھنا ان کی غلط فہمی ہے، البتہ پگڑی باندھنا افضل ہے، لوگوں کو مسئلہ سمجھا دیا جائے یا ان کی رعایت رکھتے ہوئے پگڑی یا دوسری ٹوپی پہن کر نماز پڑھائی جائے تو بہتر ہوگا۔

(۲) اسی طرح وہ رومال جس سے وضو کے بعد چہرہ وغیرہ صاف کیا جاتا ہے اگر زیادہ میلا کچیلا نہ ہو تو اسے سر پر باندھ کر نماز پڑھنا یا پڑھانا درست ہے۔

كذا في رد المحتار:

(قوله ولو سقطت قلنسوته) هي ما يلبس في الرأس كما في شرح المنية. (١)

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ وَكَذَا تُكْرَهُ الْقَلَنْسُوَةُ) ذَكَرَ مُنْلَا مِسْكِينٍ عِنْدَ قَوْلِ الْمُصَنِّفِ فِي مَسَائِلَ شَتَّى آخِرَ الْكِتَابِ، وَلَا بَأْسَ بِلُبْسِ الْقَلَانِسِ لَفْظُ الْجَمْعِ يَشْمَلُ قَلَنْسُوَةَ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ... وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمُعْتَمَدَ مَا هُنَا لِذِكْرِهِ فِي مَحَلِّهِ صَرِيحًا لَا أَخْذًا مِنْ الْعُمُومِ ط وَفِي الْفَتَاوَى الْهِنْدِيَّةِ: يُكْرَهُ أَنْ يَلْبَسَ الذُّكُورُ قَلَنْسُوَةً مِنْ الْحَرِيرِ أَوْ الذَّهَبِ أَوْ الْفِضَّةِ أَوْ الْكِرْبَاسِ الَّذِي خِيطَ عَلَيْهِ إبْرَيْسَمَ كَثِيرٌ أَوْ شَيْءٌ مِنْ الذَّهَبِ أَوْ الْفِضَّةِ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ أَرْبَعِ أَصَابِعَ اهـ. (٢)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

والمستحب أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب قميص وإزار وعمامة أما لو صلى في ثوب واحد متوشحا به جميع بدنه كإزار الميت يجوز صلاته من غير كراهة. (٣)

وكذا في الهندية:

إذَا مَسَحَ أَعْضَاءَهُ بِالْمِنْدِيلِ وَابْتَلَّ حَتَّى صَارَ كَثِيرًا أَوْ تَقَاطَرَ الْمَاءُ مِنْ أَعْضَائِهِ عَلَى ثَوْبٍ مِقْدَارَ الْكَثِيرِ الْفَاحِشِ جَازَتْ الصَّلَاةُ مَعَهُ؛ لِأَنَّ الْمَاءَ الْمُسْتَعْمَلَ طَاهِرٌ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْمُخْتَارُ وَعِنْدَهُمَا وَإِنْ كَانَ نَجِسًا لَكِنْ سَقَطَ اعْتِبَارُ نَجَاسَتِهِ هَهُنَا لِمَكَانِ الضَّرُورَةِ. هَكَذَا فِي الْبَدَائِعِ. (٤)

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: کن چیزوں سے نماز فاسد یا مکروہ ہوتی ہے، ۳/ ۵۵۲، ط: لدھیانوی

---

(١) كتاب الصلاة، مطلب في الخشوع، ١/ ٦٤١، ط: سعيد

(٢) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ٦/ ٣٥٤، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، الفصل السادس في ستر العورة، ١/ ٧٣، ط: رشيدية

(٤) كتاب الطهارة، باب المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضؤ، ١/ ٢٥، ط: قديمي

قومہ اور جلسہ میں اذکار ماثورہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ فرض یا نوافل نماز کے جلسہ اور قومہ میں دعا اور ذکر کرنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: فرض یا نوافل میں منفرد کے لئے قومہ اور جلسہ میں ماثور دعائیں پڑھنا جائز ہے البتہ امام کے لئے چونکہ تخفیف کا حکم ہے اس لئے امام یہ دعائیں نہ پڑھے۔

كذا في صحيح مسلم:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ، فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الصَّغِيرَ، وَالْكَبِيرَ، وَالضَّعِيفَ، وَالْمَرِيضَ، فَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ».(١)

وكذا في جامع الترمذي:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ»... وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ... قَالَ: «يَقُولُ هَذَا فِي المَكْتُوبَةِ وَالتَّطَوُّعِ» وقَالَ بَعْضٌ... يَقُولُ هَذَا فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ، وَلَا يَقُولُهُ فِي صَلَاةِ المَكْتُوبَةِ.(٢)

وفيه أيضا:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاجْبُرْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي»... هَذَا جَائِزًا فِي المَكْتُوبَةِ وَالتَّطَوُّعِ.(٣)

وكذا في الدر المختار:

وَيَجْلِسُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ مُطْمَئِنًّا وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا ذِكْرٌ مَسْنُونٌ، وَكَذَا بَعْدَ رَفْعِهِ مِنَ الرُّكُوعِ دُعَاءٌ، وَكَذَا لَا يَأْتِي فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ بِغَيْرِ التَّسْبِيحِ (عَلَى الْمَذْهَبِ) وَمَا وَرَدَ مَحْمُولٌ عَلَى النَّفْلِ.(٤)

=================

(١) كتاب الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة، ١/ ١٨٨، ط: قديمي

(٢) أبواب الصلاة، باب ما يقول الرجل إلى رفع رأسه عن الركوع، ١/ ٦١، ط: سعيد

(٣) أبواب الصلاة، باب ما يقول بين السجدتين، ١/ ٦٣، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، آداب الصلاة، ١/ ٥٠٥، ط: سعيد

وکذا في فتح الملهم:

قال القاضي خفة الصلاة عبارة عن عدم تطويل قراءتها والاقتصار على قصار المفصل وكذا قصر المنفصل وعن ترك الدعوات الطويلة في الانتقالات وتمامها عبارة عن الإتيان بجميع الأركان والسنن واللبث راكعا وساجدا بقدر ما يسبح ثلاثا انتهى. (۱)

وکذا في فتاوی رحیمیہ: کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ۵/ ۲۷، ط: دار الاشاعت

قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانے کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا شرعا کیسا ہے؟

جواب: اختیاری طور پر بغیر عذر کے قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا یا اس کی طرف پاؤں کرکے سو جانا یہ دونوں عمل شرعا مکروہ تحریمی ہیں، ان سے اجتناب کرنا چاہئے، البتہ اگر سہوا یا کسی عذر کے پیش نظر ہو تو کراہت نہیں۔

کذا في الهندية:

ويكره مد الرجلين إلى الكعبة في النوم وغيره عمدا وكذلك إلى كتب الشريعة وكذلك في حال مواقعة الأهل.(۲)

وكذا في الدر المختار:

(وَيُكْرَهُ) تَحْرِيمًا (اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ)... كَمَا كُرِهَ (مَدُّ رِجْلَيْهِ فِي نَوْمٍ أَوْ غَيْرِهِ إلَيْهَا) أَيْ عَمْدًا لِأَنَّهُ إسَاءَةُ أَدَبٍ.

وفي الشامية: (قوله أي عمدا) أي من غير عذر أما بالعذر أو السهو فلا. (۳)

وکذا في کفایت المفتی: کتاب الصلاۃ، فصل دوزدہم: استقبال قبلہ، ۳/ ۱۷۷، ط: دار الاشاعت

وکذا في مجموعۃ الفتاوی: کتاب الصلاۃ، ۱/ ۳۰۶، ط: سعید

التحیات میں شہادت اور دیگر انگلیوں کی ہیئت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ "أشهد أن لا إله إلا الله" پر جب شہادت کی انگلی اٹھائی جائے تو کب تک اٹھا کر رکھی جائے؟ اور باقی ہاتھ کی انگلیوں کو مٹھی بنا کر اخیر تک رکھا جائے یا انگلیوں کو پھیلایا جائے؟

(۱) كتاب الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ۳/ ۲۹۲، ط: دار القلم دمشق

(۲) كتاب الصلاة، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة، ۵/ ۳۱۹، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، مطلب في أحكام المسجد، ۱/ ۶۵۵، ط: سعيد

جواب: التحیات میں "أشهد أن لا إله إلا الله" پر شہادت کی انگلی اٹھانا سنت ہے اور "إلا الله" پر انگلی رکھی جائے چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو ہتھیلی سے ملایا جائے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنایا جائے اور یہ ہیئت اخیر تک باقی رکھی جائے، سب انگلیاں کھول کر نہ پھیلائی جائیں۔

كذا في صحيح مسلم:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى وَعَقَدَ ثَلَاثًا وَخمسين وَأَشَارَ بالسبابة. [1]

وكذا في رد المحتار:

وَصَحَّحَ فِي شَرْحِ الْهِدَايَةِ أَنَّهُ يُشِيرُ، وَكَذَا فِي الْمُلْتَقَطِ وَغَيْرِهِ. وَصِفَتُهَا: أَنْ يُحَلِّقَ مِنْ يَدِهِ الْيُمْنَى عِنْدَ الشَّهَادَةِ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى، وَيَقْبِضُ الْبِنْصِرَ وَالْخِنْصَرَ، وَيُشِيرُ بِالْمُسَبِّحَةِ، أَوْ يَعْقِدُ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ بِأَنْ يَقْبِضَ الْوُسْطَى وَالْبِنْصِرَ وَالْخِنْصَرَ، وَيَضَعُ رَأْسَ إبْهَامِهِ عَلَى حَرْفِ مَفْصِلِ الْوُسْطَى الْأَوْسَطِ. وَيَرْفَعُ الْأُصْبُعَ عِنْدَ النَّفْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ. [2]

وكذا في حاشية الشلبي على التبيين:

(قَوْلُهُ: وَاخْتَلَفُوا فِي كَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدِ الْيُمْنَى إلَى آخِرِهِ) وَفِي مُسْلِمٍ «كَانَ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى» وَلَا شَكَّ بِأَنَّ وَضْعَ الْكَفِّ مَعَ قَبْضِ الْأَصَابِعِ لَا يَتَحَقَّقُ حَقِيقَةً. [3]

وكذا في تقريرات الرافعي:

وقال ملا علي القاري في رسالة له ألفها في إثبات سنة الإشارة والصحيح المختار عند الجمهور أصحابنا أنه يضع كفيه على فخذيه ثم بوصوله إلى كلمة التوحيد يعقد الخنصر والبنصر ويحلق الوسطى والإبهام ويشير

---

[1] كتاب الصلاة، باب صفة الجلوس في الصلاة وكيفية وضع، ١/ ٢١٦، ط: قديمي

[2] كتاب الصلاة، آداب الصلاة، ١/ ٥٠٨، ٥٠٩، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، فصل الشروع في الصلاة وبيان إحرامها، ١/ ٣١٢، ط: سعيد

بالمسبحة رافعا لها عند النفي واضعا لها عند الإثبات ثم يستمر على ذلك لأنه ثبت لاعقد عند الإشارة بلا خوف ولم يوجد أمر بتغييره والأصل بقاء الشيء على ما عليه واستصحابه إلى آخر الأمر. (۱)

وکذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: کتاب الصلاة، باب نماز ادا کرنے کا طریقہ، ۳/ ۳۶۸، ط: لدھیانوی

وکذا في کتاب المسائل: کتاب الصلاة، باب نماز کی سنتیں، ۱/ ۳۴۴، ط: قدیمی

شہادت کی انگلی نہ ہونے کی صورت میں انگلی اٹھانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی کی شہادت کی انگلی نہیں ہے تو تشہد میں شہادت کے دوران کون سی انگلی اٹھائے گا یا نہیں اٹھائے گا؟

جواب: اگر کسی کی شہادت کی انگلی نہیں ہے تو اس کے لئے تشہد میں شہادت کے وقت کسی دوسری انگلی کا اٹھانا ضروری نہیں ہے۔

كذا في الفقه الإسلامي:

بحيث تكون رؤوس أصابعها على الربقين ورفع الإصبع السبابة من اليمنى فقط عند الشهادة في التشهد. (۲)

وكذا في حاشية الطحطاوي:

(قوله أنه يشير) بيان لما في قوله ما صححه قوله المفتى به عندنا أنه يشير) أي بمحبته أي وحدها. (۳)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

الصحيح أنه يشير بمسبحته وحدها يرفعها عند النفي ويضعها عنه الإثبات. قوله بمسبحة وحدها فيكره أن يشير بالمسبحتين كما في الفتح وغيره. (٤)

وكذا في نجم الفتاوى: كتاب الصلاة، فصل في شروط الصلاة وأركانها... ۲/ ۲۹۸، ط: ياسين القرآن

وکذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: کتاب الصلاة، باب شرائط صلاة، نماز ادا کرنے کا طریقہ، ۳/ ۳۶۸، ط: لدھیانوی

امام کی قراءت شروع ہونے کے بعد مقتدی ثناء نہ پڑھے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مدرک اور مسبوق نماز میں امام کی قرات شروع

(۱) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ٦٣، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، الفصل السادس، سنن الصلاة وصفتها ومكروهاتها والأذكار عقبها، ۲/ ۹۰۲، ط: نشر احسان طهران

(۳) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۲۲٤، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ٥٠٩، ط: سعيد

ہونے کے بعد شریک ہوں تو ان کو ثنا پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

جواب: جو مقتدی امام کی قرات شروع ہونے کے بعد نماز میں شریک ہو یا مسبوق ہو ان کو ثناء نہیں پڑھنی چاہئے بلکہ خاموشی لازم ہے البتہ اگر سری نماز کی پہلی رکعت ہو تو بہر حال پڑھ لی جائے اگر پہلی رکعت کے بعد شامل ہوا ہو تو آخر میں اپنی بقیہ رکعتوں کے لئے کھڑا ہونے کے بعد اس کو ثناء پڑھنی چاہئے۔

كذا في القرآن المجيد:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ. (سورة الأعراف: الآية ٢٠٤)

وكذا في قاضيخان:

المسبوق إذا أدرك الإمام في القراءة التي يجهر فيها لا يأتي بالثناء فإذا قام إلى قضاء ما سبق يأتي بالثناء ويتعوذ للقراءة. [١]

وكذا في الدر مع الرد:

يَجِبُ الِاسْتِمَاعُ لِلْقِرَاءَةِ مُطْلَقًا لِأَنَّ الْعِبْرَةَ لِعُمُومِ اللَّفْظِ... وَالْأَصْلُ أَنَّ الِاسْتِمَاعَ لِلْقُرْآنِ فَرْضُ كِفَايَةٍ لِأَنَّهُ لِإِقَامَةِ حَقِّهِ بِأَنْ يَكُونَ مُلْتَفَتًا إلَيْهِ غَيْرَ مُضَيَّعٍ وَذَلِكَ يَحْصُلُ بِإِنْصَاتِ الْبَعْضِ. [٢]

وكذا في التاتارخانية:

إذا انتهى الإمام وقد سبقه الإمام بشيء من صلاته هل يأتي بالثناء؟ فهذا على وجوه الأول إذا أدركه في حال القيام في الركعة الأولى أو في الثانية وفي هذا الوجه كان القاضي الإمام أبو علي النسفي يحكي عن أستاذه لا يأتي بالثناء وقال غيره من أصحابنا يأتي، وذكر شيخ الإسلام المعروف بخواهر زاده إن كانت الصلاة صلاة يخافت فيها بالقراءة يأتي بالثناء لا محالة وفي النصاب وعليه الفتوى، وأما إذا كانت صلاة يجهر فيها بالقراءة إن أدرك الإمام في الركعتين الأخريين فكذلك الجواب يشتغل بالثناء وإذا كان في الركعتين الأوليين فقد اختلف المشائخ منهم من يقول يشتغل بالثناء ومنهم من يقول لا يشتغل بالثناء وإليه كان يميل الشيخ الإمام الجليل أبو بكر محمد بن الفضل رحمه الله وهو الأصح. [٣]

====================

[١] كتاب الصلاة، فصل في المسبوق، ١/ ٥١، ط: اشرفيه

[٢] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية، ١/ ٥٤٦، ط: سعيد

[٣] كتاب الصلاة، الفصل الرابع في بيان ما يكره للمصلي أن يفعل في صلاته وما لا يكره ومما يتصل بهذا الفصل، ١/ ٤٠٦، ط: قديمي

وكذا في حلبي كبيري:

وإذا أدرك الشارع في الصلاة عند شروعه الإمام وهو أي والحال أن الإمام يجهر بالقراءة لا يأتي بالثناء بل يستمع وينصت للآية. (۱)

وكذا في الهندية:

(مِنْهَا) أَنَّهُ إِذَا أَدْرَكَ الْإِمَامَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي يَجْهَرُ فِيهَا لَا يَأْتِي بِالثَّنَاءِ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. (۲)

وكذا في خير الفتاوی: كتاب الصلاة، باب ما جاء في المسبوق، ۲/ ٤٠٤، ط: امداديه

امام، منفرد اور مقتدی کے لئے ثناء کے بعد تعوذ پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ امام، منفرد اور مقتدی کے لئے ثناء کے بعد تعوذ پڑھنا کیسا ہے؟ امام، منفرد اور مقتدی کے لئے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے تسمیہ پڑھنا کیسا ہے؟ نیز فاتحہ پڑھنے کے بعد مستقل سورت شروع کرنے سے پہلے تسمیہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: امام اور منفرد کے لئے ثناء کے بعد تعوذ پڑھنا اسی طرح ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے تسمیہ پڑھنا مسنون ہے، جبکہ مقتدی کے لئے نہ پڑھنا مسنون ہے۔

مفتی بہ قول کے مطابق ہر رکعت کی ابتداء میں سورہ فاتحہ سے پہلے تسمیہ پڑھی جائے گی، سورت شروع کرنے سے پہلے تسمیہ نہ پڑھنا اولی ہے۔

كذا في البدائع:

وَأَمَّا مَنْ يُسَنُّ فِي حَقِّهِ التَّعَوُّذُ فَهُوَ الْإِمَامُ وَالْمُنْفَرِدُ دُونَ الْمُقْتَدِي فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ، وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ هُوَ سُنَّةٌ فِي حَقِّهِ أَيْضًا ذُكِرَ الِاخْتِلَافُ فِي السِّيَرِ الْكَبِيرِ وَحَاصِلُ الْخِلَافِ رَاجِعٌ إلَى أَنَّ التَّعَوُّذَ تَبَعٌ لِلثَّنَاءِ أَوْ تَبَعٌ لِلْقِرَاءَةِ فَعَلَى قَوْلِهِمَا تَبَعٌ لِلْقِرَاءَةِ؛ لِأَنَّهُ شُرِعَ لِافْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ صِيَانَةً لَهَا عَنْ وَسَاوِسِ الشَّيْطَانِ فَكَانَ كَالشَّرْطِ لَهَا، وَشَرْطُ الشَّيْءِ تَبَعٌ لَهُ وَعَلَى قَوْلِهِ تَبَعٌ لِلثَّنَاءِ؛ لِأَنَّهُ شُرِعَ بَعْدَ الثَّنَاءِ وَهُوَ مِنْ جِنْسِهِ وَتَبَعُ الشَّيْءِ كَاسْمِهِ مَا يَتْبَعُهُ. (۳)

==================

(۱) كتاب الصلاة، فصل في صفة الصلاة، ص۲٦، ط: نعمانيه

(۲) كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السادس في المسبوق واللاحق، ۱/ ۹۰، ط: رشيديه

(۳) كتاب الصلاة، الكلام في الاستعاذة، ۱/ ٤۷۳، ط: رشيدية

كذا في البدائع:

ثُمَّ عِنْدَنَا إِنْ لَمْ يَجْهَرْ بِالتَّسْمِيَةِ لَكِنْ يَأْتِي بِهَا الإِمَامُ لِافْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ بِهَا تَبَرُّكًا كَمَا يَأْتِي بِالتَّعَوُّذِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلَى بِاتِّفَاقِ الرِّوَايَاتِ، وَهَلْ يَأْتِي بِهَا فِي أَوَّلِ الْفَاتِحَةِ فِي الرَّكَعَاتِ الْأُخَرِ؟ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رِوَايَتَانِ، رَوَى الْحَسَنُ عَنْهُ أَنَّهُ لَا يَأْتِي بِهَا إِلَّا فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلَى؛ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ مِنَ الْفَاتِحَةِ عِنْدَنَا وَإِنَّمَا يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِهَا تَبَرُّكًا وَذَلِكَ مُخْتَصٌّ بِالرَّكْعَةِ الْأُوْلَى كَالتَّعَوُّذِ، وَرَوَى الْمُعَلَّى عَنْ أَبِي يُوسُفَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ يَأْتِي بِهَا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ؛ لِأَنَّ التَّسْمِيَةَ إِنْ لَمْ تُجْعَلْ مِنَ الْفَاتِحَةِ قَطْعًا بِخَبَرِ الْوَاحِدِ لَكِنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ يُوجِبُ الْعَمَلَ فَصَارَتْ مِنْ الْفَاتِحَةِ عَمَلًا فَمَتَى لَزِمَهُ قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ يَلْزَمُهُ قِرَاءَةُ التَّسْمِيَةِ احْتِيَاطًا.

وَأَمَّا عِنْدَ رَأْسِ كُلِّ سُورَةٍ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَأْتِي بِالتَّسْمِيَةِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ يَأْتِي بِهَا احْتِيَاطًا كَمَا فِي أَوَّلِ الْفَاتِحَةِ، وَالصَّحِيحُ قَوْلُهُمَا؛ لِأَنَّ احْتِمَالَ كَوْنِهَا مِنَ السُّورَةِ مُنْقَطِعٌ بِإِجْمَاعِ السَّلَفِ عَلَى مَا مَرَّ وَفِي أَنَّهَا لَيْسَتْ مِنْ الْفَاتِحَةِ لَا إِجْمَاعَ فَبَقِيَ الِاحْتِمَالُ فَوَجَبَ الْعَمَلُ بِهِ فِي حَقِّ الْقِرَاءَةِ احْتِيَاطًا. [1]

وكذا في الدر مع الرد:

(قَوْلُهُ فَيَأْتِي بِهِ الْمَسْبُوقُ إلَخْ) فَذَكَرَ الْمُصَنِّفُ ثَلَاثَ مَسَائِلَ تَفْرِيعًا عَلَى قَوْلِهِ لِقِرَاءَةٍ بِنَاءً عَلَى قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ أَنَّ التَّعَوُّذَ تَبَعٌ لِلْقِرَاءَةِ. أَمَّا عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ فَهُوَ تَبَعٌ لِلثَّنَاءِ، فَعِنْدَهُ يَأْتِي بِهِ الْمَسْبُوقُ بَعْدَ الثَّنَاءِ مَرَّتَيْنِ حَالَ اقْتِدَائِهِ وَعِنْدَ قِيَامِهِ لِلْقَضَاءِ... وَفِي الْخُلَاصَةِ أَنَّهُ الْأَصَحُّ، لَكِنَّ مُخْتَارَ قَاضِي خَانْ وَالْهِدَايَةِ وَشُرُوحِهَا وَالْكَافِي وَالِاخْتِيَارِ وَأَكْثَرِ الْكُتُبِ هُوَ قَوْلُهُمَا إنَّهُ تَبَعٌ لِلْقِرَاءَةِ وَبِهِ نَأْخُذُ شَرْحُ الْمُنْيَةِ.

وَسَمَّى سِرًّا فِي أَوَّلِ كُلِّ رَكْعَةٍ وَلَوْ جَهْرِيَّةً لَا تُسَنُّ بَيْنَ الْفَاتِحَةِ وَالسُّورَةِ مُطْلَقًا وَلَوْ سِرِّيَّةً، وَلَا تُكْرَهُ اتِّفَاقًا. [2]

وکذا في *فتاوی محمودیہ*: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الرابع في سنن الصلاة، ٥/ ٥٩٥، ط: فاروقيه

وكذا في *كفايت المفتی*: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الثالث فيما يتعلق بسنن الصلاة، ٣/ ٥٩٠، ٥٩١، ط: فاروقيه

==================

[1] الكلام في التسمية، ١/ ٤٧٨

[2] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر والشاذ، ١/ ٤٩٠، ط:

نماز میں تشہد کے بعد انگلیوں کا حلقہ بنانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ تشہد میں شہادت کے وقت انگلیوں کا جو حلقہ بنایا جاتا ہے، اس کو شہادت کے بعد بھی برقرار رکھا جائے یا توڑ دیا جائے؟

صورت مسئولہ میں تشہد میں شہادت کے وقت انگلیوں کا حلقہ جو بنایا جاتا ہے اس کو نماز کے آخر تک برقرار رکھا جائے اور یہی قول جمہور فقہاء کے ہاں درست اور راجح ہے۔

كذا في تقريرات الرافعي:

والصحيح المختار عند جمهور أصحابنا أنه يضع كفيه على فخذيه ثم بوصوله إلى كلمة التوحيد يعقد الخنصر والبنصر ويحلق الوسطى والإبهام ويشير بالمسبحة رافعا لها عند النفي واضعا لها عند الإثبات ثم يستمر على ذلك لأنه ثبت العقد عند الإشارة بلا خلاف... إلخ. [1]

وكذا في الشامية:

وَفِي الْمُحِيطِ أَنَّهَا سُنَّةٌ، يَرْفَعُهَا عِنْدَ النَّفْيِ، وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ، وَكَثُرَتْ بِهِ الْآثَارُ وَالْأَخْبَارُ فَالْعَمَلُ بِهِ أَوْلَى. اهـ. فَهُوَ صَرِيحٌ فِي أَنَّ الْمُفْتَى بِهِ هُوَ الْإِشَارَةُ بِالْمُسَبِّحَةِ مَعَ عَقْدِ الْأَصَابِعِ عَلَى الْكَيْفِيَّةِ الْمَذْكُورَةِ لَا مَعَ بَسْطِهَا فَإِنَّهُ لَا إشَارَةَ مَعَ الْبَسْطِ عِنْدَنَا. [2]

وكذا في امداد الفتاوی: باب شروط الصلاة وصفتها، ١/ ١٨٨، ط: دار العلوم

وكذا في فتاوی رحیمیہ: باب صفة الصلاة، ٥/ ٣٤، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوی محمودیہ: باب صفة الصلاة، الفصل الرابع في سنن الصلاة، ٥/ ٦٣٥، ط: فاروقيه

===================

[1] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ١/ ٦٣، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، آداب الصلاة، باب مهم في عقد الأصابع عند التشهد، ١/ ٥٠٨، ط: سعيد

باب القراءة

نماز میں دو سورتوں کے درمیان ایک سورت چھوڑنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی امام پہلی رکعت میں سورہ نصر پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھے اور درمیان میں سورہ لہب چھوڑ دے تو اس سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ دو سورتوں کے درمیان ایک سورت چھوڑنے سے نماز اس وقت مکروہ ہوتی ہے جب وہ سورت چھوٹی ہو اور عمداً ایسا کیا ہو اگر طویل ہو یا سہواً ایسا کیا ہو تو اس صورت میں نماز بلا کراہت درست ہوتی ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر عمداً ایسا کیا ہے تو نماز مکروہ ہے اور اگر سہواً ایسا کیا ہے تو نماز بلا کراہت درست ہے۔

كذا في التاتارخانية:

إذا جمع بين السورتين بينهما سورة واحدة في ركعة واحدة فإنه يكره، وفي الذخيرة بالاتفاق وإن كان في الركعتين فإن كان بينهما سورة لا يكره وإن كانت سورة واحدة قال بعضهم يكره وقال بعضهم إن كانت السورة طويلة لا يكره وقال بعضم لا يكره أصلا. (١)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَيُكْرَهُ الْفَصْلُ بِسُورَةٍ قَصِيرَةٍ) أَمَّا بِسُورَةٍ طَوِيلَةٍ بِحَيْثُ يَلْزَمُ مِنْهُ إطَالَةُ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ إطَالَةً كَثِيرَةً فَلَا يُكْرَهُ شَرْحُ الْمُنْيَةِ. (٢)

وكذا في الهندية:

وَإِذَا جَمَعَ بَيْنَ سُورَتَيْنِ بَيْنَهُمَا سُوَرٌ أَوْ سُورَةً وَاحِدَةً فِي رَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ يُكْرَهُ وَأَمَّا فِي رَكْعَتَيْنِ إنْ كَانَ بَيْنَهُمَا سُوَرٌ لَا يُكْرَهُ وَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا سُورَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ بَعْضُهُمْ: يُكْرَهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إنْ كَانَتْ السُّورَةُ طَوِيلَةً لَا يُكْرَهُ. هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ. (٣)

==================

(١) كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٣٣٣، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٥٤٦، ط: سعيد

(٣) الباب الرابع، الفصل الرابع في القراءة، ١/ ٧٨، ط: رشيدية

وكذا في كفایت المفتی: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بالقراءة، ٤/ ٤٩٠، ط: فاروقيه

وكذا في مسائل رفعت قاسمی: كتاب الصلاة، ٢/ ٢١٢، ط: سید احمد شہید

نماز میں سورتوں کی تقدیم وتاخیر کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ امام نماز پڑھاتے ہوئے پہلی رکعت میں سورہ نبأ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ حشر کا آخری رکوع پڑھے اور اور ایک آیت پوری پڑھ کر اس کے بعد تین آیات چھوڑ کر آگے سے پڑھے، آیا نماز مکمل ہوئی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں مذکورہ امام کا دو رکعتوں میں خلافِ ترتیب قرات کرنا اور ایک آیت کے بعد چند آیات چھوڑ کر قرات کرنا یہ دونوں امور اگر سہواً سرزد ہوئے ہیں تو امام اور مقتدی سب کی نماز بلا کراہت درست ہے اور اگر عمداً ایسا کیا ہے تو پھر نماز مکروہ ہے، اور سجدہ سہو دونوں صورتوں میں لازم نہیں۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَأَنْ يَقْرَأَ مَنْكُوسًا) بِأَنْ يَقْرَأَ الثَّانِيَةَ سُورَةً أَعْلَى مِمَّا قَرَأَ فِي الْأُولَى لِأَنَّ تَرْتِيبَ السُّوَرِ فِي الْقِرَاءَةِ مِنْ وَاجِبَاتِ التِّلَاوَةِ؛ وَإِنَّمَا جُوِّزَ لِلصِّغَارِ تَسْهِيلًا لِضَرُورَةِ التَّعْلِيمِ. [١]

وكذا في الهندية:

لَوْ ذَكَرَ آيَةً مَكَانَ آيَةٍ إنْ وَقَفَ وَقْفًا تَامًّا ثُمَّ ابْتَدَأَ بِآيَةٍ أُخْرَى أَوْ بِبَعْضِ آيَةٍ لَا تَفْسُدُ كَمَا لَوْ قَرَأَ {وَالْعَصْرِ إِنَّ الإِنْسَانَ} ثُمَّ قَالَ {إِنَّ الأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ}. [٢]

وكذا في التاتارخانية:

إن وقف على الآية وقفا تاما ثم ابتدأ بآية أخرى لا تفسد صلاته وإن تغير المعنى. [٣]

وكذا في امداد الفتاوى: كتاب الصلاة، باب القراءة، ١/ ٢٢٠، ط: دار العلوم کراچی

وكذا في فتاوی رحیمیہ: كتاب الصلاة، باب مكروهات الصلاة، ٥/ ١٤٢، ط: دار الاشاعت

[١] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية، ١/ ٥٤٦، ٥٤٧، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري، ١/ ٨٠، ط: رشيدية

[٣] كتاب الصلاة، فصل في القراءة، الفصل الرابع في ذكر آية مكان آية، ١/ ٣٥٤، ط: قديمي

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب القراءة، ٧/ ١٠٧، ١٠٨، ط: فاروقیہ

وأيضا فيه: كتاب الصلاة، باب زلة القاري، ٧/ ١٢٧، ط: فاروقیہ

چار رکعت والی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ ناس پڑھ لے تو بقیہ رکعات میں قرات کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی نے چار رکعت والی نماز میں پہلی رکعت میں "قل أعوذ برب الناس" پڑھ لی تو اس کو بقیہ تینوں رکعتوں میں کون سی سورت پڑھنی چاہئے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اسی سورت کو بقیہ رکعتوں میں پڑھ کر نماز پوری کر دے اور اگر نفل نماز ہے تو بہتر یہ ہے کہ دوسری رکعت کے بعد سلام پھیر دے۔

كذا في رد المحتار:

فَإِنْ اُضْطُرَّ بِأَنْ قَرَأَ فِي الْأُولَى - {قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ} [الناس: ١]- أَعَادَهَا فِي الثَّانِيَةِ إنْ لَمْ يَخْتِمْ نَهْرٌ لِأَنَّ التَّكْرَارَ أَهْوَنُ مِنْ الْقِرَاءَةِ مَنْكُوسًا. (١)

وكذا في نهر الفائق:

ولا بأس بأن يقرأ سورة ويعيدها في الثانية كما روي من فعله عليه الصلاة والسلام كذا في الشرح، وجزم في القنية بالكراهة، والظاهر أنها تنزيهية... وهذا إذا لم يضطر فإن اضطر بأن قرأ في الأولى "قل أعوذ برب الناس" أعادها في الثانية إن لم يختم القرآن في ركعة فإن فصل قرأ في الثانية من البقرة كذا في المجتبى. (٢)

وكذا في التاتارخانية: كتاب الصلاة، نوع آخر في كل ركعة بفاتحة الكتاب، ١/ ٣٣٣، ط: قديمي

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: نماز میں کیا پڑھتے ہیں؟ ٣/ ٣٩٦، ط: لدھیانوی

تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت کے بعد لقمہ لینا اور دینا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ امام صاحب "ما تجوز بہ الصلاۃ" قرات مکمل کر چکنے کے بعد آموختہ بھول کر کسی مقتدی سے لقمہ لے لے یا مقتدی از خود امام صاحب کو لقمہ دے دے حالانکہ امام صاحب تین یا چار آیتوں کو چھوڑ کر اگلی

(١) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٥٤٦، ط: سعيد

(٢) باب صفة الصلاة، ١/ ٢٣٧، ط: امدادیہ، بحوالہ فتاوی محمودیہ: ٧/ ٩٤... ١٠٤، ط: فاروقية

آیتوں سے پڑھنے لگا ہو، تو کیا امام کی نماز یا صرف لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: ایسی صورت میں نہ امام کی نماز فاسد ہوگی نہ مقتدی کی، تاہم امام کے لئے بہتر یہ ہے کہ بلاحاجت شدیدہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے بلکہ واجب قراءت کر چکا ہو تو رکوع میں چلا جائے، اسی طرح مقتدی بھی لقمہ دینے میں جلدبازی نہ کرے بالخصوص جب امام اگلی آیتوں سے قراءت شروع کر چکا ہو۔

كذا في الهندية:

وأما إذا قرأ أو تحول ففتح تفسد صلاة الفاتح والصحيح أنها لا تفسد صلاة الفاتح بكل حال ولا صلاة الإمام لو أخذ منه على الصحيح. (۱)

وكذا في الدر مع الرد:

(بِخِلَافِ فَتْحِهِ عَلَى إمَامِهِ) فَإِنَّهُ لَا يُفْسِدُ (مُطْلَقًا) لِفَاتِحٍ وَآخِذٍ بِكُلِّ حَالٍ... (قَوْلُهُ بِكُلِّ حَالٍ) أَيْ سَوَاءٌ قَرَأَ الْإِمَامُ قَدْرَ مَا تَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ أَمْ لَا، انْتَقَلَ إلَى آيَةٍ أُخْرَى أَمْ لَا تَكَرَّرَ الْفَتْحُ أَمْ لَا، هُوَ الْأَصَحُّ. (۲)

وكذا في البحر الرائق:

فَصَارَ الْحَاصِلُ أَنَّ الصَّحِيحَ مِنْ الْمَذْهَبِ أَنَّ الْفَتْحَ عَلَى إمَامِهِ لَا يُوجِبُ فَسَادَ صَلَاةِ أَحَدٍ لَا الْفَاتِحِ وَلَا الْآخِذِ مُطْلَقًا فِي كُلِّ حَالٍ. (۳)

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب في مسائل زلة القاري، ۷/ ۱۵۱، ط: فاروقيه

”ط“ اور ”ل“ پر وقف کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ قرآن پاک میں جو علامات وقف ہیں ان میں سے بعض آیات کے درمیان استعمال ہوتے ہیں جیسے ”ط“ اور بعض آیات کے اختتام پر استعمال ہوتا ہے، جیسے ”ل“ ان پر وقف کرنا چاہئے یا نہیں؟ اگر نہیں کیا تو کچھ فرق تو نہیں پڑے گا؟

جواب: واضح رہے کہ قرآن پاک میں ”ط“ وقف مطلق کی علامت ہے، اور اس پر ٹھہرنا چاہئے، مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں

(۱) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ۹۹، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، مطلب المواضع التي لا يجب فيها رد السلام، ۱/ ۶۲۲، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۲/ ۱۰، ط: رشيدية

مطلب پورا نہ ہو اور "لا" یہ علامت کہیں آیات کے ختم پر استعمال ہوتی ہے اور کہیں آیات کے درمیان میں، اگر یہ علامت آیات کے درمیان میں آئے تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہئے، اگر یہ آیات کے ختم پر ہو تو بعض کے نزدیک ٹھہرنا چاہئے اور بعض کے نزدیک نہیں ٹھہرنا چاہئے لیکن ٹھہرنے یا نہ ٹھہرنے سے کچھ خلل واقع نہیں ہوتا ہے۔

كذا في إعلاء السنن:

وعن عبد الله بن عمر يقول لقد عشنا برحلة من دهرنا وإن أحدنا ليؤتى الإيمان قبل القرآن وتنزل السورة على محمد صلى الله عليه وسلم حلالها وحرامها وما ينبغي أن يوقف عنده كما تتعلمون أنتم القرآن اليوم ولقد رأينا اليوم رجالا يأتي أحدهم القرآن قبل الإيمان فيقرأ ما بين فاتحته إلى خاتمته ما يدري ما أمره ولا زجره ولا ما ينبغي أن يوقف منه حرمه النحاس واحتج به هو وابن جزري... قلت والحديث نص في ثبوت الوقف في أوساط الآيات وإن ذلك إجماع من الصحابة دون الوقف على رؤوس الآي فإن الآيات في أنفسها مقاطع يستوي في معرفتها العالم وغيره والصغير والكبير إلخ. [1]

وكذا في مرقاة المفاتيح:

ذَكَرَهُ الطِّيبِيُّ، وَفِيهِ أَنَّ الْوَقْفَ الْمُسْتَحْسَنَ عَلَى أَنْوَاعٍ ثَلَاثَةٍ: الْحَسَنُ، وَالْكَافِي، وَالتَّامُّ، فَيَجُوزُ الْوَقْفُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ عِنْدَ الْقُرَّاءِ الْعِظَامِ، وَقَدْ أَشَارَ إِلَيْهَا الْجَزَرِيُّ بِقَوْلِهِ. وَهِيَ لِمَا تَمَّ فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ تَعَلُّقٌ أَوْ كَانَ مَعْنًى فَابْتَدِ فَالتَّامُّ فَالْكَافِي وَلَفْظًا فَامْنَعَنْ إِلَّا رُءُوسَ الْآيِ جُوِّزَ فَالْحَسَنُ وَشَرْحُهُ يَطُولُ، ثُمَّ اخْتَلَفَ أَرْبَابُ الْوُقُوفِ فِي الْوَقْفِ عَلَى رَأْسِ الْآيَةِ إِذَا كَانَ هُنَاكَ تَعَلُّقٌ لَفْظِيٌّ كَمَا فِيمَا نَحْنُ فِيهِ وَاسْتَدَلَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَعَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ، وَأَجَابَ الْجُمْهُورُ عَنْهُ: بِأَنَّ وَقْفَهُ كَانَ لِيُبَيِّنَ لِلسَّامِعِينَ رُءُوسَ الْآيِ؛ فَالْجُمْهُورُ عَلَى أَنَّ الْوَصْلَ أَوْلَى فِيهَا، وَالْجَزَرِيُّ عَلَى أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ الْوَقْفُ عَلَيْهَا بِالِانْفِصَالِ. [2]

دو رکعتوں کی قرات میں فصل کرنا اور اسی طرح ایک رکعت کی قرات میں آیات کو چھوڑنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا نماز کی حالت میں قاری کے لئے لازم ہے کہ وہ

==================

[1] باب ما جاء في وجوب تجويد القرآن ومعرفة أوقافه وما يناسبه، ٤/ ١٦١، ط: اداره اسلاميات

[2] الفصل الثاني مثل الوقف على رؤوس الآية، ٥/ ١١، ط: امداديه

دونوں رکعتوں میں قراءت تواتر کے ساتھ کرے یعنی دو رکعتوں کی قراءت کے درمیان سے آیات کو چھوڑنا نہیں چاہئے اگر کوئی پہلی رکعت کی قرات ایک جگہ سے کرے اور دوسری رکعت قرات دوسری جگہ سے تو درمیان سے پانچ آیات کا فاصلہ یا اس سے زیادہ کا ہونا ضروری ہے پانچ آیات سے کم فاصلہ نہیں کرنا چاہئے؟ اگر کوئی کرے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟ اور اسی طرح ایک سورت کی تلاوت کے بعد اس کے مابعد والی چھوٹی سورت چھوڑ کر اس سے اگلی سورت کی تلاوت کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: (۱) حالت نماز میں دو رکعتوں میں تواتر کے ساتھ قرات کرنا لازم نہیں اگر کوئی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی قرات کرے اور درمیان میں ایک آیت کا فصل کرے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے، البتہ اگر دو یا دو سے زیادہ آیات چھوڑ دے تو اس میں کوئی کراہت نہیں لیکن اولی یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے اور پانچ آیات کا چھوڑنا ضروری نہیں ہے۔

(۲) ایک رکعت میں ایک سورت کی قرات اور دوسری رکعت میں اس کے مابعد والی چھوٹی سورت چھوڑ کر اس کے بعد والی سورت پڑھ لی تو یہ مکروہ ہے تاہم اگر کوئی ایسا کر دے تو نماز ہو جائے گی۔

كذا في رد المحتار:

لَا بَأْسَ أَنْ يَقْرَأَ سُورَةً وَيُعِيدَهَا فِي الثَّانِيَةِ، وَأَنْ يَقْرَأَ فِي الْأُولَى مِنْ مَحَلٍّ وَفِي الثَّانِيَةِ مِنْ آخَرَ وَلَوْ مِنْ سُورَةٍ إنْ كَانَ بَيْنَهُمَا آيَتَانِ فَأَكْثَرَ وَيُكْرَهُ الْفَصْلُ بِسُورَةٍ قَصِيرَةٍ وَأَنْ يَقْرَأَ مَنْكُوسًا إلَّا إذَا خَتَمَ فَيَقْرَأُ مِنْ الْبَقَرَةِ. (قال ابن عابدين عليه الرحمة) وَيَنْبَغِي أَنْ يَقْرَأَ فِي الرَّكعتَيْنِ آخِرَ سُورَةٍ وَاحِدَةٍ لَا آخِرَ سُورَتَيْنِ فَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِ... (قَوْلُهُ وَلَوْ مِنْ سُورَةٍ إلَخْ) وَاصِلٌ بِمَا قَبْلَهُ أَيْ لَوْ قَرَأَ مِنْ مَحَلَّيْنِ، بِأَنْ انْتَقَلَ مِنْ آيَةٍ إلَى أُخْرَى مِنْ سُورَةٍ وَاحِدَةٍ لَا يُكْرَهُ إذَا كَانَ بَيْنَهُمَا آيَتَانِ فَأَكْثَرُ، لَكِنْ الْأَوْلَى أَنْ لَا يَفْعَلَ بِلَا ضَرُورَةٍ. (۱)

وكذا في الهندية:

وَإِذَا جَمَعَ بَيْنَ سُورَتَيْنِ بَيْنَهُمَا سُوَرٌ أَوْ سُورَةٌ وَاحِدَةٌ فِي رَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ يُكْرَهُ وَأَمَّا فِي رَكْعَتَيْنِ إنْ كَانَ بَيْنَهُمَا سُوَرٌ لَا يُكْرَهُ وَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا سُورَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ بَعْضُهُمْ: يُكْرَهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إنْ كَانَتْ السُّورَةُ طَوِيلَةً لَا يُكْرَهُ. هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ كَمَا إذَا كَانَ بَيْنَهُمَا سُورَتَانِ قَصِيرَتَانِ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ... وَإِذَا جَمَعَ بَيْنَ آيَتَيْنِ بَيْنَهُمَا آيَاتٌ أَوْ آيَةٌ وَاحِدَةٌ فِي رَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ أَوْ فِي رَكْعَتَيْنِ فَهُوَ عَلَى مَا ذَكَرْنَا فِي السُّوَرِ. (۲)

==================

(۱) كتاب الصلاة، ۱/ ۵٤٦، ۵٤۷، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، الفصل الرابع في القراءة، ۱/ ۷۸، ط: رشيديه

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

إذا جمع بين السورتين بينهما سورة واحدة في ركعة واحدة فإنه يكره وفي الذخيرة بالاتفاق وإن كان في الركعتين فإن كان بينهما سور لا يكره وإن كانت سورة واحدة قال بعضهم يكره وقال بعضهم إن كانت السورة طويلة لا يكره... وإذا جمع بين آيتين بينهما آيات أو آية واحدة في ركعة واحدة أو في ركعتين فهو على ما ذكرنا في السور أيضا.[1]

نماز میں فرض قرات کی مقدار، سورہ فاتحہ اوراس کے بعد سورت کا حکم

سوال: (۱) کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز میں قرات کی کتنی مقدار فرض ہے کہ جس سے فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے؟

(۲) سورہ فاتحہ اوراس کے بعد ملائی جانے والی سورت کا حکم علی الانفراد کیا ہے؟

(۳) اور یہ حکم کن کن رکعات میں ہے؟

جواب: (۱) نماز میں مطلقاً قرات فرض ہے جس کی فرض مقدار تین چھوٹی آیات ہیں یا بڑی ایک آیت جو چھوٹی تین آیات کے بقدر ہو۔

(۲) سورہ فاتحہ اوراس کے ساتھ ملائی جانے والی سورت دونوں مستقل طور پر واجب ہیں۔

(۳) فرائض کی پہلی دو رکعات میں اور بقیہ ہر قسم کی نماز کی تمام رکعات میں مطلقاً قرات فرض اور سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت ملانا واجب ہے۔

كذا شرح فتح القدير:

وأدنى ما يجزي من القراءة في الصلاة آية عند أبي حنيفة رحمه الله وقالا ثلاث آيات قصار أو آية طويلة (لأن الرجل لا يسمى قارئا بدونه) أي مدهامتان، ص، ق، ن، فإن هذه آيات عند بعض القراء اختلف فيه على قوله والأصح أنه لا يجوز لأنه يسمى عاذا لا قارئا.

قال ابن الهمام: ثم عنده (أي أبي حنيفة رحمه الله) لو قرأ آية هي كلمات أو كلمتان نحو فقتل كيف قدر ثم نظر، جازت الصلاة بلا خلاف بين المشائخ، أما لو كانت كلمة اسما أو حرفا نحو مدهامتان، ص، ق، ن، فإن

---

[1] كتاب الصلاة، الفصل السابع في بيان مقام الإمام والمأموم، ١/ ٤٥٣، ط:

هذه آيات عند بعض القراء اختلف فيه على قوله والأصح أنه لا يجوز لأنه يسمى عاذا لا قارئا. (۱)

وكذا في الهندية: كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول في فرائض الصلاة، ١/ ٦٩، ط: رشيدية

وفيه أيضا:

يجب قراءة الفاتحة وضم السورة أو ما يقوم مقامها من ثلاث آيات قصار أو آية طويلة في الأولين بعد الفاتحة وفي جميع ركعات النفل والوتر. (۲)

وفيه أيضا:

وَأَمَّا مَحَلُّ الْقِرَاءَةِ فَفِي الْفَرَائِضِ الرَّكْعَتَانِ هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ ثُنَائِيًا كَانَ أَوْ ثُلَاثِيًّا أَوْ رُبَاعِيًا وَسَوَاءٌ كَانَتَا أُولَيَيْنِ أَوْ أُخْرَيَيْنِ أَوْ مُخْتَلِفَتَيْنِ... حَتَّى لَوْ لَمْ يَقْرَأْ فِي وَاحِدَةٍ مِنْهُ أَوْ قَرَأَ فِي وَاحِدَةٍ فَقَطْ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ. كَذَا فِي الشُّمُنِّيِّ شَرْحِ النُّقَايَةِ وَفِي الْوِتْرِ وَالنَّفَلِ الرَّكَعَاتُ كُلُّهَا. (۳)

چار رکعات والی نماز میں قرات نہ کرسکے تو کیا کرے، فرض کی آخری دو رکعات میں سورہ فاتحہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی چار رکعات فرض نماز کی پہلی دو رکعات میں قرات نہ کرسکے تو کیا اس کی کمی کو دور کرنے کے لئے آخری دو رکعات میں قرات کر سکتا ہے؟ اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟ فرض نماز کی آخری دو رکعات میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی آدمی چار رکعات فرض نماز کی پہلی دو رکعات میں قرات نہ کرسکے تو اس کی تلافی آخری دو رکعات میں قرات کرسکتے ہیں البتہ ایسی صورت میں سجدہ سہو لازم ہوگا۔ فرض نماز کی آخری دو رکعات میں سورہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے واجب نہیں۔

كذا في الهندية:

إذا لم يقرأ بشيء في الشفع الأول يقرأ في الشفع الثاني بفاتحة الكتاب والسورة يجهر بهما في قولهم ويسجد للسهو. (٤)

====================

(۱) فصل في القراءة، ص ۳۳۹، ط: ط: دار الكتب العلمية

(۲) الفصل الثاني في واجبات الصلاة، ١/ ٧١، ط: رشيدية

(۳) الفصل الأول في فرائض الصلاة، ١/ ٦٩، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة، ١/ ٧١، ط: رشيدية

وكذا في البحر الرائق:

وَهَذَا الضَّمُّ وَاجِبٌ فِي الْأُولَيَيْنِ مِنْ الْفَرْضِ، وَفِي جَمِيعِ رَكَعَاتِ النَّفْلِ وَالْوِتْرِ كَالْفَاتِحَةِ... (قَوْلُهُ وَتَعْيِينُ الْقِرَاءَةِ فِي الْأُولَيَيْنِ) أَيْ وَتَعْيِينُ الْأُولَيَيْنِ مِنْ الثُّلَاثِيَّةِ وَالرُّبَاعِيَّةِ الْمَكْتُوبَتَيْنِ لِلْقِرَاءَةِ الْمَفْرُوضَةِ حَتَّى لَوْ قَرَأَ فِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنْ الرُّبَاعِيَّةِ دُونَ الْأُولَيَيْنِ أَوْ فِي إحْدَى الْأُولَيَيْنِ وَإِحْدَى الْأُخْرَيَيْنِ سَاهِيًا وَجَبَ عَلَيْهِ سُجُودُ السَّهْوِ بِنَاءً عَلَى أَنَّ مَحَلَّ الْقِرَاءَةِ الْمَفْرُوضَةِ الْأُولَيَانِ عَيْنًا، وَهُوَ الصَّحِيحُ. [1]

وكذا في الشامية:

وهل يكره في الأخريين أي ضم السورة قوله المختار لا أي لا يكره تحريما بل تنزيها لأنه خلاف السنة... والاقتصار على الفاتحة مسنون لا واجب. [2]

تنہا فجر کی نماز پڑھنے والے کا جہراً قرات کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص نماز فجر اکیلا پڑھ رہا ہو اور اس نے قرات جہر کے ساتھ کرلی تو آیا اس کی نماز ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی تنہا فجر کی نماز پڑھے تو اس کے لئے جہراً قرات کرنا جائز ہے۔

كذا في الدر المختار:

(ويجهر الإمام... في الفجر وأولى العشائين أداء وقضاء... ويخير المنفرد في الجهر) وهو أفضل ويكتفي بأدناه. [3]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَجَهَرَ بِقِرَاءَةِ الْفَجْرِ وَأُولَى الْعِشَاءَيْنِ، وَلَوْ قَضَاءً وَالْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ وَيُسِرُّ فِي غَيْرِهَا كَمُتَنَفِّلٍ بِالنَّهَارِ وَخُيِّرَ الْمُنْفَرِدُ فِيمَا يَجْهَرُ كَمُتَنَفِّلٍ بِاللَّيْلِ). [4]

[1] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥١٦، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٥٩، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٥٣٢، ٥٣٣، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٨٥، ط: رشيدية

وكذا في تبيين الحقائق:

قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ (وَجهَرَ بِقِرَاءَةِ الْفَجْرِ) أَيْ الإِمَامُ (وَأُولَى العِشَاءَيْنِ وَلَوْ قَضَاءً وَالْجُمُعَةِ وَالعِيدَيْنِ وَيُسِرُّ فِي غَيْرِهَا كَمُتَنَفِّلٍ بِالنَّهَارِ)... قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ (وَخُيِّرَ الْمُنْفَرِدُ فِيمَا يَجْهَرُ كَمُتَنَفِّلٍ بِاللَّيْلِ) أَيْ إِنْ شَاءَ جَهَرَ وَهُوَ أَفْضَلُ لِيَكُونَ الأَدَاءُ عَلَى هَيْئَةِ الجَمَاعَةِ. (١)

سرّی نمازوں میں مقتدی کی قراءت

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ سری نمازوں میں مقتدی قرات کرسکتاہے یانہیں؟
جواب: سری نمازوں میں بھی مقتدی کے لئے قرات کرنا مکروہ ہے۔

كذا في القرآن الكريم:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ. (سورة الأعراف: الآية ٢٠٤)

وكذا في كتاب الآثار:

عن إبراهيم قال ما قرأ علقمة بن قيس قط فيما يجهر فيه ولا فيما لا يجهر فيه... قال محمد: وبه نأخذ لا نرى القراءة خلف الإمام في شيء من الصلوة يجهر فيه أو لا يجهر فيه. (٢)

وكذا في فتح القدير:

(قَوْلُهُ عَلَى سَبِيلِ الاِحْتِيَاطِ فِيمَا يُرْوَى عَنْ مُحَمَّدٍ) تَقْتَضِي هَذِهِ الْعِبَارَةُ أَنَّهَا لَيْسَتْ ظَاهِرَ الرِّوَايَةِ عَنْهُ... وَالحَق أَنَّ قَوْلَ مُحَمَّدٍ كَقَوْلِهِمَا، فَإِنَّ عِبَارَاتِهِ فِي كُتُبِهِ مُصَرِّحَةٌ بِالتَّجَافِي عَنْ خِلَافِهِ، فَإِنَّهُ فِي كِتَابِ الآثَارِ فِي بَابِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ... قَالَ: وَبِهِ نَأْخُذُ لَا نَرَى الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الإِمَامِ فِي شَيْءٍ مِنْ الصَّلَاةِ يَجْهَرُ فِيهِ أَوْ لَا يَجْهَرُ. (٣)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَالْمُؤْتَمُّ لَا يَقْرَأُ مُطْلَقًا) وَلَا الْفَاتِحَةَ فِي السِّرِّيَّةِ اتِّفَاقًا، وَمَا نُسِبَ لِمُحَمَّدٍ ضَعِيفٌ كَمَا بَسَطَهُ الْكَمَالُ (فَإِنْ قَرَأَ كُرِهَ تَحْرِيمًا).... وَفِي الْكَافِي: وَمَنْعُ الْمُؤْتَمِّ مِنْ الْقِرَاءَةِ مَأْثُورٌ عَنْ ثَمَانِينَ نَفَرًا مِنْ كِبَارِ الصَّحَابَةِ، مِنْهُمْ الْمُرْتَضَى

==================

(١) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٣٢٧، ط: سعيد

(٢) باب القراءة خلف الإمام، ص٢٥، ط: امداديه

(٣) كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٣٤٩، ط: دار الكتب العلمية

وَالْعَبَادِلَةُ وَقَدْ دَوَّنَ أَهْلُ الْحَدِيثِ أَسَامِيَهُمْ. [١]

وكذا في البحر الرائق:

قَوْلُهُ وَلَا يَقْرَأُ الْمُؤْتَمُّ بَلْ يَسْتَمِعُ وَيُنْصِتُ... وَيُسْتَحْسَنُ عَلَى سَبِيلِ الِاحْتِيَاطِ فِيمَا يُرْوَى عَنْ مُحَمَّدٍ وَيُكْرَهُ عِنْدَهُمَا لِمَا فِيهِ مِنْ الْوَعِيدِ وَتَعَقَّبَهُ فِي غَايَةِ الْبَيَانِ بِأَنَّ مُحَمَّدًا صَرَّحَ فِي كُتُبِهِ بِعَدَمِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا يَجْهَرُ فِيهِ وَفِيمَا لَا يَجْهَرُ فِيهِ قَالَ وَبِهِ نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ... وَدَعْوَى الِاحْتِيَاطِ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَهُ مَمْنُوعَةٌ بَلْ الِاحْتِيَاطُ تَرْكُهَا؛ لِأَنَّهُ الْعَمَلُ بِأَقْوَى الدَّلِيلَيْنِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ الصَّحَابَةِ فَسَادُ الصَّلَاةِ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَهُ، فَأَقْوَاهُمَا الْمَنْعُ. [٢]

وكذا في بدائع الصنائع:

{وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ} أَمْرٌ بِالِاسْتِمَاعِ وَالْإِنْصَاتِ، وَالِاسْتِمَاعُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُمْكِنًا عِنْدَ الْمُخَافَتَةِ بِالْقِرَاءَةِ فَالْإِنْصَاتُ مُمْكِنٌ فَيَجِبُ بِظَاهِرِ النَّصِّ. [٣]

وكذا في إعلاء السنن: كتاب الصلاة، ٤/ ١٠٢، ط: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية

وكذا في فتح الملهم: المسألة الثانية، ٣/ ١٧١، ط: دار القلم

وكذا في فتاوى حقانيه: كتاب الصلاة، ٣/ ١٧١، ط: دار العلوم حقانيه

وكذا في امداد الأحكام: كتاب الصلاة، ١/ ٥٦٦، ط: دار العلوم

نماز کے دوران قرات میں ایک دو آیتوں کا چھوٹ جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ دوران نماز قرات میں ایک یا دو آیات چھوٹ جائیں تو کیا اس سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں اگر ایک آیت پر وقف کرنے کے بعد غلطی سے ایک دو آیتیں چھوٹ جائیں اور معنی میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی، مگر عمداً ایک یا چند آیات کو چھوڑ کر آگے سے پڑھنا مکروہ ہے۔

==================

[١] كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٥٤٤، ٥٤٥، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٩٩، ٦٠٠، ط: رشيدية

[٣] كتاب الصلاة، الكلام في القراءة، ١/ ٢٩٤، ط: رشيدية

كذا في الهندية:

وَمِنْهَا ذِكْرُ آيَةٍ مَكَانَ آيَةٍ، لَوْ ذَكَرَ آيَةً مَكَانَ آيَةٍ إِنْ وَقَفَ وَقْفًا تَامًّا ثُمَّ ابْتَدَأَ بِآيَةٍ أُخْرَى أَوْ بِبَعْضِ آيَةٍ لَا تَفْسُدُ كَمَا لَوْ قَرَأَ {وَالْعَصْرِ - إِنَّ الإِنْسَانَ} [الآية:١] ثُمَّ قَالَ {إِنَّ الأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ} [الانفطار: ١٣]. (١)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

جنس آخر: لو ذكر آية مكان آية إن وقف عند ذلك وقفا تاما ثم ابتدأ بآية أخرى أو ببعض آية لا تفسد كما لو قرأ... ''والتين'' إلى قوله تعالى ''وهذا البلد الأمين'' ووقف ثم قرأ ''لقد خلقنا الإنسان في كبد''. (٢)

وكذا في الدر المختار:

ولو زاد كلمة أو نقص كلمة... لم تفسد ما لم يتغير المعنى. (٣)

وكذا في حلبي كبيري:

لو انتقل في الركعة الواحدة من آية إلى آية يكره وإن كان بينهما آيات بلا ضرورة. (٤)

وكذا في التاتارخانية: كتاب الصلاة، ١/ ٣٥٤، ط: قديمي

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب في مسائل زلة القاري، ٧/ ١٢٦، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ٢/ ١٥٩٩، ط: دار الاشاعت

قرآن مجید کے حروف مشابہہ کا فرق

سوال: (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ قرآن مجید کے بعض حروف آپس میں زیادہ مشابہ ہیں مثلاً: ث، س، ص، ذ، ز، ظ، ض، ع، ء، ج، ہ، ق، ک، ان میں فرق کا کیا حکم ہے؟ وجوب یا استحباب؟

(۲) عوام وخواص میں کوئی رعایت موجود ہے؟

===================

(١) كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٨٩، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، فصل في زلة القاري، ١/ ١١٧، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، مطلب مسائل زلة القاري، ١/ ٦٣٢، ٦٣٣، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، فصل في بيان أحكام زلة القاري، ص٤٢٦، ط: نعمانيه

(۳) وقوف اور حرکات اور قلقلہ اور مدات کے بارے میں وضاحت مطلوب ہے۔

جواب: قرآن مجید میں حروف کی تبدیلی کے سلسلے میں اصول یہ ہے کہ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ لیا جائے اور اس کی وجہ سے معنی میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی، اور اگر تبدیلی حرف کی وجہ سے معنی میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہو اور وہ دونوں حرف ایسے نہ ہوں کہ ان میں فرق کرنے میں دشواری پیدا ہوتی ہو جیسے ص اور س، ض اور ظ، ط اور ت، ص اور ث، ک اور ق، کی طرح نہ ہو تو ایک دوسرے کی جگہ پر پڑھنے سے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر حروف میں فرق کی وجہ سے فساد معنی ہو تو پھر تصحیح کا حکم واجب ہوگا ورنہ مستحب۔

(۲) اور تصحیح حروف بقدر امکان ہر خاص وعام پر واجب ہے۔

(۳) وقوف اور حرکات کی وجہ سے جہاں پر معنی میں فساد پیدا ہوتا ہو وہاں ان کی رعایت رکھنا واجب اور لازمی ہے۔

اور قلقلہ اور مدات کی رعایت رکھنا مستحب اور مستحسن ہے۔

اگر کوئی بلا سعی اور کوشش کے تصحیح حروف اور وقوف وحرکات کی رعایت نہیں رکھتا تو وہ گنہگار ہوگا اور یہ بھی احتمال ہے کہ نماز فاسد ہو جائے۔ اور اگر کوئی سعی اور کوشش کے باوجود حروف کو اپنے اپنے مخارج سے ادا نہیں کر سکتا ہو تو یہ شخص معذور ہے۔

كذا في القرآن المجيد:

أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا. [المزمل: الآية ٤]

وكذا في التفسير الكبير:

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا قَالَ الزَّجَّاجُ: رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا، بَيِّنْهُ تَبْيِينًا، وَالتَّبْيِينُ لَا يَتِمُّ بِأَنْ يَعْجَلَ فِي الْقُرْآنِ، إِنَّمَا يَتِمُّ بِأَنْ يَتَبَيَّنَ جَمِيعَ الْحُرُوفِ، وَيُوَفِّيَ حَقَّهَا مِنَ الْإِشْبَاعِ. [1]

وكذا في الهندية:

وَمِنْهَا ذِكْرُ حَرْفٍ مَكَانَ حَرْفٍ إِنْ ذَكَرَ حَرْفًا مَكَانَ حَرْفٍ وَلَمْ يُغَيِّرِ الْمَعْنَى بِأَنْ قَرَأَ إِنَّ الْمُسْلِمُونَ إِنَّ الظَّالِمُونَ وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ وَإِنْ غَيَّرَ الْمَعْنَى فَإِنْ أَمْكَنَ الْفَصْلُ بَيْنَ الْحَرْفَيْنِ مِنْ غَيْرِ مَشَقَّةٍ كَالطَّاءِ مَعَ الصَّادِ فَقَرَأَ الطَّالِحَاتِ مَكَانَ الصَّالِحَاتِ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ عِنْدَ الْكُلِّ. وَإِنْ كَانَ لَا يُمْكِنُ الْفَصْلُ بَيْنَ الْحَرْفَيْنِ إِلَّا بِمَشَقَّةٍ كَالظَّاءِ مَعَ الضَّادِ وَالصَّادِ مَعَ السِّينِ وَالطَّاءِ مَعَ التَّاءِ اخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ قَالَ أَكْثَرُهُمْ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ. هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. [2]

==================

[1] سورة المزمل، ١٠/ ٦٨٣، ط: العلوم الإسلامية

[2] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٨٧، ط: قديمي

وكذا في الشامية:

إِنَّ الْخَطَأَ إِمَّا فِي الْإِعْرَابِ أَيْ الْحَرَكَاتِ وَالسُّكُونِ وَيَدْخُلُ فِيهِ تَخْفِيفُ الْمُشَدَّدِ وَقَصْرُ الْمَمْدُودِ وَعَكْسُهُمَا أَوْ فِي الْحُرُوفِ بِوَضْعِ حَرْفٍ مَكَانَ آخَرَ، أَوْ زِيَادَتِهِ أَوْ نَقْصِهِ أَوْ تَقْدِيمِهِ أَوْ تَأْخِيرِهِ أَوْ فِي الْكَلِمَاتِ أَوْ فِي الْجُمَلِ كَذَلِكَ أَوْ فِي الْوَقْفِ وَمُقَابِلِهِ. وَالْقَاعِدَةُ عِنْدَ الْمُتَقَدِّمِينَ أَنَّ مَا غَيَّرَ الْمَعْنَى تَغْيِيرًا يَكُونُ اعْتِقَادُهُ كُفْرًا يُفْسِدُ فِي جَمِيعِ ذَلِكَ. [1]

وكذا في نجم الفتاوی: كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ۲/ ۳۵٦، ط: ياسين القرآن

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب في مسائل زلة القاري، ۷/ ۱۲۸، ۱۲۹، ط: فاروقيه

نماز میں لفظ "بَرِیْئًا" کا چھوٹ جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ "وَمَن يَكْسِبْ خَطِيْئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيْئًا" میں لفظ "بَرِيْئًا" چھوڑ دے تو کیا نماز ہو جائے گی؟

جواب: صورت مسئولہ میں نماز ہو جائے گی۔

كذا في الدر المختار:

ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرفا... لم تفسد ما لم يتغير المعنى. [2]

وكذا في الهندية:

وإن لم يكن على وجه الإيجاز والترخيم فإن كان لا يغير المعنى لا تفسد صلاته... وإن غير المعنى تفسد صلاته عند عامة المشائخ. [3]

وكذا في خلاصة الفتاوى:

نقصان حرف إن كان لا يغير المعنى لا تفسد صلاته بلا خلاف... وإن غير المعنى تفسد. [4]

---

[1] كتاب الصلاة، باب زلة القاري، ۱/ ٦۳۰، ٦۳۱، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، مطلب مسائل زلة القاري، ۱/ ٦۳۲، ٦۳۳، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري، ۱/ ۸۸، ط: قديمي

[4] كتاب الصلاة، الفصل الثاني عشر في زلة القاري، ۱/ ۱۱۲، ط: رشيدية

وكذا في كبيري:

والحكم في قطع بعض الكلمة عن بعض لانقطاع نفس أو نسيان الباقي... أو لم يتذكر فترك الباقي وانتقل إلى كلمة أخرى فقد كان الشيخ الإمام شمس الأئمة الحلواني يفتي بالفساد في مثل ذلك وبه قال بعض المشائخ ولكن عامة المشائخ قالوا لا تفسد لعموم البلوى في انقطاع النفس والنسيان.[١]

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب في مسائل زلة القاري، ٧/ ١٢٤، ط: فاروقيه

وكذا في نجم الفتاوى: كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ٢/ ٣٥٨، ط: ياسين القرآن

"إليه" کی جگہ "إليكم" پڑھ لیا تو نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ امام صاحب نے جمعہ کی نماز میں "آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ" کی جگہ "إِلَيْكُمْ" پڑھ لیا تو کیا اس سے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں نماز ہو جائے گی۔

كذا في الدر المختار:

ولو زاد كلمة أو نقص حرفا أو قدمه أو بدله بآخر... لم تفسد ما لم يتغير المعنى.[٢]

وكذا في الهندية:

إن كانت الكلمة التي قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهي في القرآن لا تفسد صلاته.[٣]

وكذا في خلاصة الفتاوى:

جنس آخر في الكلمة مكان الكلمة إن كانت التي قرأها مكان الكلمة يقرب معناها لا تفسد.[٤]

وكذا في حلبي كبيري:

وإن بدل القاري في الصلاة حرفا مكان حرف كان الأصل فيه أي في ذلك التبديل أنه كان بينهما أي بين

---

[١]كتاب الصلاة، فصل في بيان أحكام زلة القاري، ص٤١٤، ط: نعمانيه

[٢]كتاب الصلاة، باب القراءة، مطلب مسائل زلة القاري، ١/ ٦٣٢، ٦٣٣، ط: سعيد

[٣]كتاب الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري، ١/ ٨٨، ط: قديمي

[٤]كتاب الصلاة، الفصل الثاني عشر في زلة القاري، ١/ ١١٥، ط: رشيدية

الحرفين المبدل والمبدل منه قرب المخرج... لا تفسد صلاته. (١)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب في مسائل زلة القاري، ٧/ ١١١، ١١٢، ط: فاروقیہ

فرض نماز کی پہلی رکعت میں سورہ ناس پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی شخص نے فرض نماز کی پہلی رکعت میں بھول کر سورہ ناس پڑھ لی تواب دوسری، تیسری رکعت میں کون سی سورت پڑھے؟

جواب: مذکورہ صورت میں اسی سورت کو بعد والی رکعتوں میں بھی پڑھ کر نماز پوری کرلی جائے۔

كذا في التاتارخانية:

وإذا قرأ في الركعة الأولى ''قل أعوذ برب الناس'' ينبغي أن يقرأ في الركعة الثانية أيضا ''قل أعوذ برب الناس''. (٢)

وكذا في الشامية:

فَإِنْ اُضْطُرَّ بِأَنْ قَرَأَ فِي الْأُولَى: قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، أَعَادَهَا فِي الثَّانِيَةِ إنْ لَمْ يَخْتِمْ نَهْرٌ لِأَنَّ التَّكْرَارَ أَهْوَنُ مِنْ الْقِرَاءَةِ مَنْكُوسًا بَزَّازِيَّةٌ. (٣)

وكذا في حلبي كبيري:

وإذا قرأ في الأولى ''قل أعوذ برب الناس'' ينبغي أن يقرأها في الثانية أيضا ''قل أعوذ برب الناس'' قال البزازي لأن التكرار أهون من القراءة منكوسا. (٤)

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، مسائل زلة القاري، ٣/ ٤٤٢، ط: سعيد

وكذا في خير الفتاوی: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بالقراءة وزلة القاري، ٢/ ٣٠٦، ط: امداديه

====================

(١) كتاب الصلاة، فصل في بيان أحكام زلة القاري، ص٤١٢، ط: نعمانيه

(٢) كتاب الصلاة، فصل في القراءة، نوع آخر، ١/ ٣٣٣، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية، ١/ ٥٤٦، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، فصل في بيان أحكام زلة القاري، تتمات فيما يكره من القراءة في الصلاة، ص٤٢٦، ط: نعمانيه

ہونٹ اور زبان ہلائے بغیر نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص ہونٹ اور زبان ہلائے بغیر نماز پڑھے تو کیا اس کی نماز ادا ہو جائے گی؟

جواب: قدرت کے باوجود اس طرح نماز پڑھنے سے نماز درست نہیں ہوگی اس لئے کہ نماز میں ہونٹ ہلا کر قرات کرنا ضروری ہے۔

كذا في الهندية:

وَأَمَّا حَدُّ الْقِرَاءَةِ فَنَقُولُ تَصْحِيحُ الْحُرُوفِ أَمْرٌ لَا بُدَّ مِنْهُ فَإِنْ صَحَّحَ الْحُرُوفَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُسْمِعْ نَفْسَهُ لَا يَجُوزُ وَبِهِ أَخَذَ عَامَّةُ الْمَشَايِخِ هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ... وَهُوَ الصَّحِيحُ. هَكَذَا فِي النُّقَايَةِ. (١)

وكذا في رد المحتار:

فَشَرَطَ الْهِنْدُوَانِيُّ وَالْفَضْلِيُّ لِوُجُودِهَا خُرُوجَ صَوْتٍ يَصِلُ إِلَى أُذُنِهِ، وَبِهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ... وَلَمْ يَشْتَرِطْ الْكَرْخِيُّ وَأَبُو بَكْرٍ الْبَلْخِيِّ السَّمَاعَ، وَاكْتَفَيَا بِتَصْحِيحِ الْحُرُوفِ. وَاخْتَارَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ وَقَاضِي خَانْ وَصَاحِبُ الْمُحِيطِ وَالْحَلْوَانِيُّ قَوْلَ الْهِنْدُوَانِيُّ، وَكَذَا فِي مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ. وَنَقَلَ فِي الْمُجْتَبَى عَنْ الْهِنْدُوَانِيِّ أَنَّهُ لَا يُجْزِيهِ مَا لَمْ تَسْمَعْ أُذُنَاهُ وَمَنْ بِقُرْبِهِ. (٢)

وكذا في منحة الخالق:

ولو قرأ بقلبه ولم يحرك لسانه فإنه لا يجوز. (٣)

وكذا في التاتارخانية:

وفي الخلاصة: والصحيح أنه لو سمع هو جاز وإلا فلا، قال شمس الأئمة الحلواني رحمه الله الأصح أنه لا يجزيه ما لم يسمع نفسه ويسمع من هو بقربه إلخ. (٤)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

حد الجهر والإسرار: قال الحنفية: أقل الجهر إسماع غيره ممن ليس بقربه كأهل الصف الأول، فلو سمع

(١) كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، فصل الأول في فرائض الصلاة، ١/ ٦٩، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٥٣٤، ط:سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٨٨، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، في فرائض الصلاة وواجباتها إلخ، فصل في القراءة، ١/ ٣٢٧، ط: قديمي

واحد أو اثنان لا يجزئ. وأقل المخافتة إسماع نفسه أو من بقربه من رجل أو رجلين. وقال المالكية: أقل جهر الرجل أن يسمع من يليه، وأقل سره: حركة اللسان. أما المرأة فجهرها إسماع نفسها. وقال الشافعية والحنابلة: أقل الجهر: أن يسمع من يليه ولو واحداً، وأقل السر أن يسمع نفسه، أما المرأة فلا تجهر بحضرة أجنبي. (١)

قرات میں ایسی غلطی جس سے معنی فاسد ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر امام جہری نماز میں سورہ نبا میں سے "لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا" کے بعد "جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا" کی جگہ "جَزَآءً وِّفَاقًا اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا" پڑھے تو اس صورت میں نماز درست ہوگی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر امام نے "جَزَآءً وِّفَاقًا" پر وقف کرکے "اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا" پڑھا ہے تو نماز درست ہے۔ اور اگر "جَزَآءً وِّفَاقًا" پر وقف کئے بغیر "اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا" پڑھا ہے تو اس صورت میں معنی فاسد ہونے کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی جو کہ واجب الاعادہ ہے۔

كذا في قاضي خان:

وإن ذكر آية مكان آية إن وقف على الأولى وقفا تاما وابتداء بالثانية لا تفسد صلاته كما لو قرأ والتين والزيتون ووقف ثم ابتدأ لقد خلقنا الإنسان في كبد لا تفسد صلاته وكذا لو قرأ إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات ووقف ثم قرأ أولئك هم شر البرية وإن لم يقف وقرأ موصولا إن لم تتغير الأولى بالثانية كما لو قرا إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات فلهم جزاء الحسنى، أو قرأ وجوه يومئذ عليها غبرة أولئك هم الكافرون حقا لا تفسد صلاته وإن تغير المعنى بأن قرأ إن الأبرار لفي جحيم وإن الفجار لفي نعيم أو قرأ إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات أولئك هم شر البرية أو قرأ وجوه يومئذ عليها غبرة أولئك هم المؤمنون حقا تفسد صلاته لأنه أخبر بخلاف ما أخبر الله تعالى به. (٢)

==================

(١) كتاب الصلاة، الفصل السادس، المبحث الأول، قراءة سورة بعد الفاتحة، ٢/ ٨٨٨، ٨٨٩، ط: طهران احسان

(٢) كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة، ١/ ٧٥، ط: اشرفيه

وفيه أيضا:

ويتجنبها الأشقى قرأ الأتقى بالتاء قال إن وصل به الذي يصلى النار الكبرى تفسد صلاته وإن لم يصل بل وقف ثم ابتدأبالذي يصلى النار الكبرى لا تفسد صلاته، وكذا لو قرأ وسيجنبها الأتقى الذي سيجنبها الأشقى الذي إن وصل به الذي يؤتى ماله يتزكى تفسد صلاته وإلا فلا. (١)

وكذا في التاتارخانية:

يجب أن يعلم بأن المتأخرين رحمهم الله اختلفوا في هذا الفصل فمنهم من قال تجوز على كل حال ومنهم من فصله تفصيلا فقال إن وقف على الآية وقفا تاما ثم ابتدأ بآية آخرى لا تفسد صلاته وإن تغير المعنى نحو أن يقرأ «والتين والزيتون وطور سينين وهذا البلد الأمين» إلخ. (٢)

وكذا في *خير الفتاوى*: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بالقراءة وزلة القاري، ٢/ ٣٠٦، ٣٠٧، ط: امداديه

وكذا في *احسن الفتاوى*: كتاب الصلاة، باب مسائل زلة القاري، ٢/ ٤٤٧، ط: سعيد

نماز میں "لِلْيُسْرَى" کی جگہ "لِلْعُسْرَى" پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر امام نے جہری نماز میں بھول کر قرآن کریم کی سورت "وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى" میں "فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى" کی جگہ "فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى" پڑھ دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں آیت کے معنی بدل گئے اور نماز فاسد ہو گئی ہے دوبارہ اعادہ کیا جائے۔

كذا في قاضيخان:

وإن تغير المعنى بأن قرأ إن الأبرار لفي جحيم وإن الفجار لفي نعيم، أو قرأ إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات أولئك هم شر البرية... تفسد صلاته لأنه أخبر بخلاف ما أخبر الله تعالى به وقال بعضهم لا تفسد صلاته لعموم البلوى والأول أصح. (٣)

==================

(١) كتاب الصلاة، فصل في قراءة خطأ إلخ، ٢/ ٧١، ط: اشرفيه

(٢) كتاب الصلاة، الفصل الرابع في ذكر آية مكان آية، ١/ ٣٥٤، ٣٥٥، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، فصل في القرآن خطأ إلخ، ١/ ٧٥، ط: اشرفيه

وكذا في الهندية:

أَمَّا إِذَا غَيَّرَ الْمَعْنَى بِأَنْ قَرَأَ " إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ " إِلَى قَوْلِهِ " خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ " تَفْسُدُ عِنْدَ عَامَّةِ عُلَمَائِنَا وَهُوَ الصَّحِيحُ.[1]

وكذا في خلاصة الفتاوى:

إذا وقف في غير موضع الوقف أو وصل في غير موضع الوصل أو ابتدأ في غير موضع الابتداء إن كان لا يغير المعنى تغيرا فاحشا لا تفسد نحو إن وقف على الشرط قبل ذكر الجزاء إلخ.[2]

وكذا في خير الفتاوى: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بالقراءة وزلة القاري، ٢/ ٣٠٠، ط: امداديه

نماز میں قرات شاذہ سے تلاوت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ قرات شاذہ سے تلاوت کرنا کیسا ہے اور اگر نماز میں پڑھے تو کیا حکم ہے؟

جواب: قرات شاذہ سے تلاوت کرنا بذات خود منع نہیں ہے اور نماز میں بھی ایسی قرات سے فرق نہیں پڑتا، البتہ عام جگہوں میں اس سے اجتناب کرنا بہتر ہے کیونکہ یہ طریقہ ناواقف لوگوں میں شکوک وشبہات کا باعث بن سکتا ہے اس لئے عام مجمعوں میں قرات حفص ہی اختیار کرنی چاہئے۔

كذا في الهندية:

فِي الْحُجَّةِ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ بِالْقِرَاءَاتِ السَّبْعَةِ وَالرِّوَايَاتِ كُلِّهَا جَائِزَةٌ وَلَكِنِّي أَرَى الصَّوَابَ أَنْ لَا يَقْرَأَ الْقِرَاءَةَ الْعَجِيبَةَ بِالْإِمَالَاتِ وَالرِّوَايَاتِ الْغَرِيبَةِ.[3]

وكذا في حاشية الطحطاوي:

(قوله ومنها القراءة) أي من القرآن المنقول عن الرسول عليه الصلاة والسلام متواترا فلا يقرأ بالشواذ وإن قرأ بها لا تفسد ولا يعتد بها بخلاف التوراة والإنجيل فيعتد بها.[4]

==================

[1] كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري، ١/ ٨١، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، الفصل الثاني عشر في زلة القاري، جنس آخر، ١/ ١١٨، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع في القراءة، ١/ ٧٩، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٢٠٣، ط: رشيدية

وكذا في الشامية:

حَاصِلُ مَعْنَى كَلَامِ هَذَيْنِ الشَّيْخَيْنِ بَيَانُ وَجْهِ الْكَرَاهَةِ فِي الْمُدَاوَمَةِ وَهُوَ أَنَّهُ إِنْ رَأَى ذَلِكَ حَتْمًا يُكْرَهُ مِنْ حَيْثُ تَغْيِيرُ الْمَشْرُوعِ وَإِلَّا يُكْرَهُ مِنْ حَيْثُ إِيهَامُ الْجَاهِلِ. (١)

وكذا في خير الفتاوى: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بالقراءة وزلة القاري، ٢/ ٣١٤، ط: امداديه

"ولا الضّآلّين" کی جگہ "ولا الدآلّین" پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی نے "ولا الضّآلّین" کے بجائے "ولا الدآلّین" پڑھ لیاتو کیا اس کی نماز ہوجائے گی؟

جواب: واضح رہے کہ "ولا الضّآلّین" میں "ض" کو اس کے مخرج سے پڑھنا ضروری ہے، جو شخص ضاد کو اس کے مخرج سے ادا کرنے پر قادر ہے پھر بھی "ولا الضّآلّین" کے بجائے "ولا الدآلّین" پڑھے تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی، البتہ اگر کوئی شخص ضاد کو اس کے مخرج سے صحیح طور پر ادا کرنے پر قادر نہیں ہے، تو وہ جس طرح بھی ادا کر کے نماز پڑھے گا نماز ہو جائے گی۔

كذا في قاضيخان:

وإن ذكر حرفا مكان حرف.وغير المعنى فإن أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد صلاته عند الكل وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ فيه قال أكثرهم لا تفسد صلاته... ولو قرأ الظالين بالظاء أو بالذال لا تفسد صلاته ولو قرأ الدالين بالدال تفسد صلاته. (٢)

وكذا في الشامية:

الْأَصْلُ فِيمَا إِذَا ذَكَرَ حَرْفًا مَكَانَ حَرْفٍ وَغَيَّرَ الْمَعْنَى إِنْ أَمْكَنَ الْفَصْلُ بَيْنَهُمَا بِلَا مَشَقَّةٍ تَفْسُدُ، وَإِلَّا يُمْكِنُ إِلَّا بِمَشَقَّةٍ كَالظَّاءِ مَعَ الضَّادِ الْمُعْجَمَتَيْنِ وَالصَّادِ مَعَ السِّينِ الْمُهْمَلَتَيْنِ وَالطَّاءِ مَعَ التَّاءِ قَالَ أَكْثَرُهُمْ لَا تَفْسُدُ. اهـ. وَفِي خِزَانَةِ الْأَكْمَلِ: قَالَ الْقَاضِي أَبُو عَاصِمٍ: إِنْ تَعَمَّدَ ذَلِكَ تَفْسُدُ، وَإِنْ جَرَى عَلَى لِسَانِهِ أَوْ لَا يَعْرِفُ التَّمْيِيزَ،

(١) كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٥٤٤، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة، ١/ ٦٩، ٧٠، ط: اشرفيه

لَا تَفْسُدُ، وَهُوَ الْمُخْتَارُ حِلْيَةٌ وَفِي الْبَزَّازِيَّةِ: وَهُوَ أَعْدَلُ الْأَقَاوِيلِ، وَهُوَ الْمُخْتَارُ. [١]

وكذا في البزازية:

وفي الخانية ولو قرأ الظالين بالظاء مكان الضاد أو بالذال لا تفسد صلاته ولو قرأ الدالين تفسد... وقالوا بعدم الفساد للضرورة في حق العامة خصوصا للعجم. [٢]

وكذا في البزازية:

والأصل أنه إن أمكن الفصل بين الحرفين بلا تكلفة كالصاد مع الطاء بأن قرأ الطالحات مكان الصالحات فسد عند الكل، وإن لم يمكن إلا بمشقة كالظاء مع الضاد... اختلفوا فالأكثر على أنه لايفسد لعموم البلوى. [٣]

وكذا في امداد الفتاوی: كتاب الصلاة، باب القراءة، ١/ ٢٢٥، ط: دار العلوم

مقتدی کا امام کے پیچھے قصداً تلاوت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی مقتدی قصداً امام کے پیچھے کوئی سورت پڑھے یا کوئی دعا پڑھے تو آیا نماز میں کوئی خرابی آئے گی یا نہیں؟

جواب: مقتدی کا قصداً امام کے پیچھے کوئی سورت یا دعا پڑھنا مکروہ ہے مقتدی کو چاہئے کہ وہ امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھے بلکہ خاموش رہ کر امام کی قرات سنے۔

كذا في الدر المختار:

والمؤتم لا يقرأ مطلقا ولا الفاتحة في السرية اتفاقا (سرا فإن قرأ كره تحريما). [٤]

وكذا في بدائع الصنائع:

فأما المقتدي فلا قراءة عليه عندنا. [٥]

====================

[١] كتاب الصلاة، مطلب إذا قرأ تعالى جد بدون ألف لا تفسد، ١/ ٦٣٣، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، الفصل الأول في ذكر حرف مكان حرف، ١/ ٤٦٥، ط: ادارة القرآن

[٣] كتاب الصلاة، الثاني عشر في زلة القاري، ١/ ٤٠، ط: قديمي

[٤] كتاب الصلاة، باب فصل في القراءة، ١/ ٥٤٤، ط: سعيد

[٥] كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٢٩٤، ط: رشيدية

وکذافي تبيين الحقائق:

قال رحمه الله ولا يقرأ المؤتم بل يستمع وينصت. [١]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَلَا يَقْرَأُ الْمُؤْتَمُّ بَلْ يَسْتَمِعُ وَيُنْصِتُ، وَإِنْ قَرَأَ آيَةَ التَّرْغِيبِ أَوْ التَّرْهِيبِ أَوْ خَطَبَ أَوْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّائِي كَالْقَرِيبِ). [٢]

وكذا في فتاویٰ محمودیہ: كتاب الصلاة، باب القراءة، ٧/ ٥٣، ط: فاروق

وكذا في امداد الفتاویٰ: كتاب الصلاة، باب القراءات، ١/ ٢٠٤، ط: دار العلوم

نماز میں قرات واجبہ کی مقدار کا بیان

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز میں کتنی سورت ملاناواجب ہے؟آیا چھوٹی آیت ملاناواجب ہے یاایک بڑی آیت بھی کافی ہے؟

جواب: نماز میں تین چھوٹی آیات جن کے الفاظ کا مجموعہ کم از کم تیس حروف ہوں جیسے "ثم نظر، ثم عبس وبسر، ثم أدبر واستکبر" یاایک بڑی آیت، جیسے آیت الکرسی وغیرہ کاپڑھنالازم ہے۔

كذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ تَعْدِلُ ثَلَاثًا قِصَارًا) أَيْ مِثْلُ {ثُمَّ نَظَرَ} إلَخْ وَهِيَ ثَلَاثُونَ حَرْفًا، فَلَوْ قَرَأَ آيَةً طَوِيلَةً قَدْرَ ثَلَاثِينَ حَرْفًا يَكُونُ قَدْ أَتَى بِقَدْرِ ثَلَاثِ آيَاتٍ... (قَوْلُهُ ذَكَرَهُ الْحَلَبِيُّ) أَيْ فِي شَرْحِهِ الْكَبِيرِ عَنْ الْمُنْيَةِ. وَعِبَارَتُهُ: وَإِنْ قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ قِصَارًا أَوْ كَانَتْ الْآيَةُ أَوْ الْآيَتَانِ تَعْدِلُ ثَلَاثَ آيَاتٍ قِصَارٍ. [٣]

وكذا في التاتارخانية:

وإذا قرأ آية في الركعتين نحو آية الكرسي... البعض في ركعة والبعض في ركعة اختلف المشائخ فيه على قول أبي حنيفة بعضهم، قالوا: لا يجوز، لأنه ما قرأ آية تامة في كل ركعة وعامتهم على أنه يجوز لأن بعض هذه

[١] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٣٣٧، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٩٩، ط: رشيدية

[٣] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٥٨، ط: سعيد

الآيات تزيد على ثلاث آيات قصار أو يعدلها فلا تكون قراءته أقل من ثلاث آيات قصار. [١]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: وَضَمُّ سُورَةٍ) وَعِنْدَ الْأَئِمَّةِ الثَّلَاثَةِ: سُنَّةٌ، وَلَنَا رِوَايَةُ التِّرْمِذِيِّ مَرْفُوعًا: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِالْحَمْدِ وَسُورَةٍ فِي فَرِيضَةٍ أَوْ غَيْرِهَا»، أَطْلَقَ السُّورَةَ وَأَرَادَ بِهَا ثَلَاثَ آيَاتٍ؛ لِأَنَّ أَقَلَّ سُورَةٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى ثَلَاثُ آيَاتٍ قِصَارٍ، كَسُورَةِ {إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ}..... (قَوْلُهُ: وَقَرَأَ الْفَاتِحَةَ وَسُورَةً أَوْ ثَلَاثَ آيَاتٍ)..... وَالثَّلَاثُ آيَاتِ الْقِصَارُ تَقُومُ مَقَامَ السُّورَةِ فِي الْإِعْجَازِ، فَكَذَا هُنَا، وَكَذَا الْآيَةُ الطَّوِيلَةُ تَقُومُ مَقَامَهَا. [٢]

وكذا في الهندية:

وَتَجِبُ قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَضَمُّ السُّورَةِ أَوْ مَا يَقُومُ مَقَامَهَا مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ أَوْ آيَةٍ طَوِيلَةٍ فِي الْأُولَيَيْنِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ. [٣]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب القراءة، ٧/ ٣٠، ط: فاروق

امام کا عشاء کی نماز میں آخری سورتوں میں سے پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ عشاء کی نماز باجماعت پڑھانے والا امام اگر اکثر عشاء کی نماز میں آخری دس سورتوں کو پڑھتا ہے تو کیا اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے؟

جواب: عشاء کی نماز میں بہتر یہ ہے کہ اوساط مفصل یعنی سورہ بروج سے سورہ لم یکن تک سورتوں میں سے پڑھا جائے، اگر مقتدی حضرات اوساط مفصل کی مقدار کے بقدر تلاوت کے متحمل نہ ہوں تو آخری سورتوں میں سے تلاوت کرنا بھی درست ہے، اس سے کوئی کراہت لازم نہیں آئے گی۔

كذا في القرآن المجيد:

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ. (المزمل: ٢٠)

وكذا في حلبي كبيري:

فالفرض أما قراءة ثلاث آيات قصار نحو (ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستكبر) أو قراءة آية طويلة

==================

[١] كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٣٢٨، ٣٢٩، ط: قديمي

[٢] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥١٦، ٥٤٦، ٥٤٧، ط: رشيدية

[٣] كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة، ١/ ٧١، ط: رشيدية

مقدار ثلاث آيات قصار لأنه لا يسمى قارئا بدون ذلك عرفا وله قوله تعالى (فاقرؤوا ما تيسر من القرآن) من غير فصل وكان مقتضاء الجواز. [١]

وكذا في بداية المبتدي:

وَمن قَرَأَ فِي الْعشَاء فِي الْأَوليين السُّورَة وَلم يقْرَأ بِفَاتِحَة الْكتاب لم يعد فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَإِن قَرَأَ الْفَاتِحَة وَلم يزدْ عَلَيْهَا قَرَأَ فِي الآخريين الْفَاتِحَة وَالسورَة وجهر ويجهر بهما وَأدنى مَا يجزىء من الْقِرَاءَة فِي الصَّلَاة آيَة عِنْد أبي حنيفَة وَقَالا ثَلَاث آيَات قصار أَو آيَة طَوِيلَة وَفِي السّفر يقْرَأ بفَاتِحَة الْكتاب وَأي سُورَة شَاءَ وَيقْرَأ فِي الْحَضَر فِي الْفجْر فِي الرَّكْعَتَيْنِ بِأَرْبَعِينَ آيَة أَو خمسين آيَة سوى فَاتِحَة الْكتاب وَفِي الظّهْر مثل ذَلِك وَالْعصر وَالْعشَاء سَوَاء يقْرَأ فيهمَا بأوساط الْمفصل وَفِي الْمغرب دون ذَلِك يقْرَأ فِيهَا بقصار الْمفصل ويطيل الرَّكْعَة الأولى من الْفجْر على الثَّانِيَة وركعتا الظّهْر سَوَاء وَلَيْسَ فِي شَيْء من الصَّلَوَات قِرَاءَة سُورَة بِعَينهَا وَيكرهُ أَن يُوَقت بِشَيْء من الْقُرْآن لشَيْء من الصَّلَوَات وَلَا يقْرَأ الْمُؤْتَم خلف الإِمَام ويستمع وينصت وَإِن قَرَأَ الإِمَام آيَة التَّرْغِيب والترهيب وَكَذَلِكَ فِي الْخطْبَة وَكَذَلِكَ أَن صلى على النَّبِي عَلَيْهِ السَّلَام. [٢]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب القراءة، ٧/ ٨١، ط: فاروقيه

طوالِ مفصل، اوساطِ مفصل اور قصارِ مفصل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ فجر اور ظہر میں طوال مفصل عصر اور عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھنا سنت ہے یا مستحب؟

جواب: مقیم ہونے کی حالت میں فجر اور ظہر میں طوال مفصل، عصر اور عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھنا سنت ہے، اگر کوئی عذر ہو تو مغرب کے علاوہ اوقات کی نمازوں میں بھی قصار مفصل پر عمل کیا جاسکتا ہے اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

كذا في رد المحتار:

أَنَّ السُّنَّةَ لِلْمُقِيمِ فِي قِرَاءَةِ الْفَجْرِ أَنْ تَكُونَ مِنْ طِوَالِ الْمُفَصَّلِ... (قَوْلُهُ أَيْ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ سُورَةٌ مِمَّا ذُكِرَ) أَيْ

==================

[١] كتاب الصلاة، باب القراءة، ١/ ٢٤٣، ط: نعمانيه

[٢] كتاب الصلوات، فصل في القراءة، ١/ ١٦، ط: القاهرة

مِنْ الطِّوَالِ وَالْأَوْسَاطِ وَالْقِصَارِ، وَمُقْتَضَاهُ أَنَّهُ لَا نَظَرَ إلَى مِقْدَارٍ مُعَيَّنٍ مِنْ حَيْثُ عَدَدُ الْآيَاتِ مَعَ أَنَّهُ ذَكَرَ فِي النَّهْرِ أَنَّ الْقِرَاءَةَ مِنْ الْمُفَصَّلِ سُنَّةٌ وَالْمِقْدَارُ الْمُعَيَّنُ سُنَّةٌ أُخْرَى... بَلْ تَارَةً يَقْتَصِرُ عَلَى أَدْنَى مَا وَرَدَ كَأَقْصَرِ سُورَةٍ مِنْ طِوَالِ الْمُفَصَّلِ فِي الْفَجْرِ، أَوْ أَقْصَرِ سُورَةٍ مِنْ قِصَارِهِ عِنْدَ ضِيقِ وَقْتٍ أَوْ نَحْوِهِ مِنْ الْأَعْذَارِ، «لِأَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَرَأَ فِي الْفَجْرِ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ لَمَّا سَمِعَ بُكَاءَ صَبِيٍّ خَشْيَةَ أَنْ يَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ».[۱]

وکذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَسُنَّتُهَا فِي السَّفَرِ الْفَاتِحَةُ وَأَيُّ سُورَةٍ شَاءَ) لِحَدِيثِ أَبِي دَاوُد وَغَيْرِهِ «أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فِي السَّفَرِ» وَلِأَنَّ السَّفَرَ أَثَّرَ فِي إسْقَاطِ شَطْرِ الصَّلَاةِ فَلَأَنْ يُؤَثِّرَ فِي تَخْفِيفِ الْقِرَاءَةِ أَوْلَى أَطْلَقَهُ فَشَمِلَ حَالَةَ الضَّرُورَةِ وَالِاخْتِيَارِ وَحَالَةَ الْعَجَلَةِ وَالْقَرَارِ... (قَوْلُهُ وَفِي الْحَضَرِ طِوَالُ الْمُفَصَّلِ لَوْ فَجْرًا أَوْ ظُهْرًا وَأَوْسَاطُهُ لَوْ عَصْرًا أَوْ عِشَاءً وَقِصَارُهُ لَوْ مَغْرِبًا) وَالْأَصْلُ فِيهِ كِتَابُ عُمَرَ إلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ اقْرَأْ فِي الْفَجْرِ وَالظُّهْرِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ، وَفِي الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ بِأَوْسَاطِ الْمُفَصَّلِ، وَفِي الْمَغْرِبِ قِصَارُ الْمُفَصَّلِ.[۲]

وکذا في الهندية:

وَحَالَةَ الِاضْطِرَارِ فِي الْحَضَرِ وَهُوَ ضِيقُ الْوَقْتِ أَوْ الْخَوْفُ عَلَى نَفْسٍ أَوْ مَالٍ أَنْ يَقْرَأَ قَدْرَ مَا لَا يَفُوتُهُ الْوَقْتُ أَوْ الْأَمْنُ. وَسُنَّتُهَا فِي الْحَضَرِ أَنْ يَقْرَأَ فِي الْفَجْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بِأَرْبَعِينَ أَوْ خَمْسِينَ آيَةً سِوَى فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَفِي الظُّهْرِ ذُكِرَ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ مِثْلُ الْفَجْرِ وَذَكَرَ فِي الْأَصْلِ أَوْ دُونَهُ وَفِي الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ عِشْرِينَ آيَةً سِوَى فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَفِي الْمَغْرِبِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ سُورَةً قَصِيرَةً. هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ.[۳]

وکذا في الجوهرة النيرة:

والمسنون أن يقرأ في الفجر والظهر بطوال المفصل... وفي العصر والعشاء بأوساطه... وفي المغرب بقصاره.[٤]

===================

[۱] کتاب الصلاة، باب آداب الصلاة، مطلب السنة تكون سنة عين وسنة كفاية، ۱/ ۵۳۹ تا ۵٤۱، ط: سعيد

[۲] کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۵۹۲، ۵۹۳، ط: رشيدية

[۳] کتاب الصلاة، الفصل الرابع في القراءة، ۱/ ۷۷، ط: رشيديه

[٤] کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ٦۹، ط: قديمي

وكذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاة، باب القراءة والتجويد، ٣/ ٧٢، ط: سعيد

جہری نماز میں سورت ملانا افضل ہے یا تین آیات پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جہری نماز میں سورت کا ملانا افضل ہے یا قرآن مجید سے کہیں سے تین آیات کا پڑھنا افضل ہے؟

جواب: فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سری نماز ہو یا جہری، سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت کا ملانا یا قرآن مجید سے کہیں سے بھی تین چھوٹی آیات پڑھنا دونوں طرح درست ہے، البتہ پوری ایک سورت ملانا افضل ہے۔

كذا في رد المحتار:

وَكَذَا لَوْ قَرَأَ فِي الْأُولَى مِنْ وَسَطِ سُورَةٍ أَوْ مِنْ سُورَةٍ أَوَّلَهَا ثُمَّ قَرَأَ فِي الثَّانِيَةِ مِنْ وَسَطِ سُورَةٍ أُخْرَى أَوْ مِنْ أَوَّلِهَا أَوْ سُورَةً قَصِيرَةً الْأَصَحُّ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ، لَكِنْ الْأَوْلَى أَنْ لَا يَفْعَلَ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ. (١)

وكذا في الهندية:

الأفضل أن يقرأ في كل ركعة وسورة كاملة في المكتوبة. (٢)

وكذا في التاتارخانية:

الأفضل أن يقرأ في كل ركعة بفاتحة الكتاب وسورة تامة. (٣)

---

(١) كتاب الصلاة، باب آداب الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٥٤٦، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الفصل الرابع في القراءة، ١/ ٧٨، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، الفرائض نوع آخر الفرائض، ١/ ٤٥١، ط: ادارة القرآن

باب الإمامة

مسبوق نے غلطی سے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسبوق نے غلطی سے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر امام کے ساتھ بھولے سے اس طرح سلام پھیرا کہ امام کے لفظ سلام کے میم کے ساتھ مسبوق نے بھی سلام کی میم کہہ لی یا امام سے پہلے سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو نہیں ہے، اور اگر امام کے بعد سلام پھیر دیا تو سجدہ سہو واجب ہے، اس لئے کہ امام کے سلام سے اقتداء ختم ہو جاتی ہے اور اب مقتدی منفرد کے حکم میں ہے، عموماً مقتدی کا سلام امام کے سلام کے بعد ہوتا ہے اس لئے سجدہ سہو لازم ہے، اس طرح اگر بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا حالانکہ ابھی نماز پوری نہیں ہوئی تھی، کوئی رکعت باقی تھی، پھر جب تک قبلہ کی طرف سے سینہ نہیں پھیرا اور کسی مفسد نماز کا ارتکاب نہیں کیا اور اسے یاد آگیا یا کسی کے یاد دلانے سے یاد آگیا اور بقیہ نماز سجدہ سہو کے ساتھ پوری کر لی تو نماز درست ہو گئی۔

كذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ وَالْمَسْبُوقُ يَسْجُدُ مَعَ إمَامِهِ) قَيَّدَ بِالسُّجُودِ لِأَنَّهُ لَا يُتَابِعُهُ فِي السَّلَامِ، بَلْ يَسْجُدُ مَعَهُ وَيَتَشَهَّدُ فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَامَ إلَى الْقَضَاءِ، فَإِنْ سَلَّمَ فَإِنْ كَانَ عَامِدًا فَسَدَتْ وَإِلَّا لَا، وَلَا سُجُودَ عَلَيْهِ إنْ سَلَّمَ سَهْوًا قَبْلَ الْإِمَامِ أَوْ مَعَهُ؛ وَإِنْ سَلَّمَ بَعْدَهُ لَزِمَهُ لِكَوْنِهِ مُنْفَرِدًا حِينَئِذٍ بَحْرٌ. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

وَمِنْ أَحْكَامِهِ أَنَّهُ لَوْ سَلَّمَ مَعَ الْإِمَامِ سَاهِيًا أَوْ قَبْلَهُ لَا يَلْزَمُهُ سُجُودُ السَّهْوِ؛ لِأَنَّهُ مُقْتَدٍ، وَإِنْ سَلَّمَ بَعْدَهُ لَزِمَهُ، وَإِنْ سَلَّمَ مَعَ الْإِمَامِ عَلَى ظَنِّ أَنَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ مَعَ الْإِمَامِ فَهُوَ سَلَامُ عَمْدٍ فَتَفْسُدُ كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ. (۲)

وكذا في الخانية:

المسبوق بركعة إذا سلم مع الإمام ساهيا لا يلزمه سجود السهو لأنه تقتد الإمام ساهيا لا يلزمه سجود

(۱) كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ۲/ ۸۲، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ۱/ ٦٦۲، ط: رشيدية

السهو لأنه تقتد بعد وإن سلم بعد الإمام كان عليه السهو لأنه صار منفردا. [1]

وكذا في بدائع الصنائع:

وَهَلْ يَلْزَمُهُ سُجُودُ السَّهْوِ لِأَجْلِ سَلَامِهِ؟ يَنْظُرُ إنْ سَلَّمَ قَبْلَ تَسْلِيمِ الْإِمَامِ أَوْ سَلَّمَا مَعًا لَا يَلْزَمُهُ؛ لِأَنَّ سَهْوَهُ سَهْوُ الْمُقْتَدِي، وَسَهْوُ الْمُقْتَدِي مُتَعَطِّلٌ، وَإِنْ سَلَّمَ بَعْدَ تَسْلِيمِ الْإِمَامِ لَزِمَهُ؛ لِأَنَّ سَهْوَهُ سَهْوُ الْمُنْفَرِدِ فَيَقْضِي مَا فَاتَهُ ثُمَّ يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ. [2]

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: ۳/ ۲۵۱، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوی محمودیہ: باب المسبوق واللاحق، ٦/ ٥٥٠، ط: فاروقیہ

صف اول میں جگہ خالی ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد میں جماعت کی نماز ہو رہی ہو اور صف اول میں جگہ خالی ہو اور بعض لوگ دوسری صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر باجماعت نماز ہو رہی ہو اور صف اول میں جگہ خالی ہو تو دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے کہ جب تک پہلی صف میں جگہ خالی ہو تو دوسری صف نہ بنائی جائے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنِ الحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ أَن يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: زَادَكَ اللهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ. [3]

وكذا في صحيح مسلم:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ: «تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِي، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ». [4]

---

[1] كتاب الصلاة، باب فصل في المسبوق، ١/ ٤٩، ط: اشرفيه

[2] كتاب الصلاة، باب من يجب عليه السهو، ١/ ٤٢٢، ط: رشيدية

[3] كتاب الأذان، باب إذا ركع دون الصف، ١/ ١٠٨، ط: قديمي

[4] كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول، ١/ ٨٣، ط: قديمي

وكذا في سنن أبي داود:

عَن أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤخرِ».(١)

وكذا في رد المحتار:

وخير صفوف الرجال أولها إلخ فلو وقف في الصف الثاني داخلها قبل استكمال الصف الأول من خارجها يكون مكروها. (٢)

وكذا في فتاوی رحیمیہ: مکروہاتِ صلاۃ، ٥/ ١٣٦، ط: دار الاشاعت

ایک مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر محلّہ کی ایک مسجد میں جماعت ہو گئی کچھ لوگ جماعت کے بعد آ گئے اور دوبارہ اپنی جماعت کرائی تو کیا ان کی نماز درست ہو گی یا نہیں؟

جواب: اگر محلّہ کی مسجد میں ایک بار جماعت ہو گئی ہو تو بعد میں آنے والوں کا حدود مسجد کے اندر جماعت ثانیہ کرنا مکروہ ہے تاہم ان کی نماز ہو جاتی ہے، اور اگر مسجد کے باہر برآمدے میں جماعت ثانیہ کرائی جائے تو بلا کراہت ادا ہو جاتی ہے۔

كذا في التنوير مع الدر:

ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق او مسجد لا إمام له ولا مؤذن. (٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

روي عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا إذا فاتتهم الجماعة صلوا في المسجد فرادى. (٤)

=====================

(١) كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف، ١/ ١٠٧، ط: رحمانيه

(٢) كتاب الصلاة، مطلب في الكلام على الصف الأول، ١/ ٥٦٩، ٥٧٠، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٥٢، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، فصل في بيان محل وجوب الأذان، ١/ ٣٧٩، ط: رشيدية

وكذا في البحر الرائق:

ويكره تكرارها في مسجد بأذان وإقامة. [1]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الجماعة، الفصل الثالث في الجماعة الثانية، ٦/ ٤٣٣، ط: فاروقیہ

وكذا في فتاوی رحیمیہ: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٤/ ١٣٤، ط: دار الاشاعت

متعین مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی محلّہ کی مسجد میں جب ایک مرتبہ لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر چلے جائیں تو بعض محلے والے دوسری مرتبہ بعض لوگوں کو جمع کر کے نماز باجماعت پڑھتے ہیں تو کیا شرعاً جماعتِ ثانیہ محلّہ کی مسجد میں کوئی جواز ہے؟

جواب: فقہاء احناف کے نزدیک محلّہ کی ایسی مسجد جس کا امام اور مؤذن مقرر ہو اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے، البتہ ایسی مسجد جس میں امام یا مؤذن مقرر نہ ہو یا راستہ کی مسجد ہو تو اس میں جماعتِ ثانیہ جائز ہے، البتہ اگر مسجد کے ساتھ ملحقہ کوئی حجرہ یا مدرسہ یا حدودِ مسجد سے باہر صحن ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس میں جماعتِ ثانیہ کی جائے۔

كذا في الشامية:

يُكْرَهُ تَكْرَارُ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدِ مَحَلَّةٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، إِلَّا إِذَا صَلَّى بِهِمَا فِيهِ أَوَّلًا غَيْرُ أَهْلِهِ، لَوْ أَهْلُهُ لَكِنْ بِمُخَافَتَةِ الْأَذَانِ، وَلَوْ كَرَّرَ أَهْلُهُ بِدُونِهِمَا أَوْ كَانَ مَسْجِدَ طَرِيقٍ جَازَ إِجْمَاعًا؛ كَمَا فِي مَسْجِدٍ لَيْسَ لَهُ إِمَامٌ وَلَا مُؤَذِّنٌ وَيُصَلِّي النَّاسُ فِيهِ فَوْجًا فَوْجًا، فَإِنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يُصَلِّيَ كُلُّ فَرِيقٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ عَلَى حِدَةٍ كَمَا فِي أَمَالِي قَاضِي خَانْ. [2]

وكذا في الهندية:

الْمَسْجِدُ إِذَا كَانَ لَهُ إِمَامٌ مَعْلُومٌ وَجَمَاعَةٌ مَعْلُومَةٌ فِي مَحَلِّهِ فَصَلَّى أَهْلُهُ فِيهِ بِالْجَمَاعَةِ لَا يُبَاحُ تَكْرَارُهَا فِيهِ بِأَذَانٍ ثَانٍ أَمَّا إِذَا صَلَّوْا بِغَيْرِ أَذَانٍ يُبَاحُ إِجْمَاعًا وَكَذَا فِي مَسْجِدِ قَارِعَةِ الطَّرِيقِ. كَذَا فِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ لِلْمُصَنِّفِ. [3]

ومثله في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٠٥، ط: رشيدية

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٠٥، ط: رشيدية

[2] باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ١/ ٥٥٢، ٥٥٣، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب الخامس في الإمامة، الفصل الأول في الجماعة، ١/ ٩٢، ط: قديمي

وكذا في فتاوى حقانية: ٣/ ١٢٥، ١٢٦، ط: دار العلوم حقانية

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، ٣/ ٣٨، ط: دار الاشاعت

نابینا شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک نابینا شخص ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: نابینا شخص اگر نجاست سے بچتا ہو، پاکی اور طہارت کا خیال رکھتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت درست ہے، البتہ اگر اس نابینا میں مذکورہ امور نہ پائے جاتے ہوں تو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

كذا في تبيين الحقائق:

قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ: (وَكُرِهَ إِمَامَةُ الْعَبْدِ) (وَالْمُبْتَدِعِ) (وَالْأَعْمَى) لِأَنَّهُ لَا يَتَوَقَّى النَّجَاسَةَ وَلَا يَهْتَدِي إِلَى الْقِبْلَةِ بِنَفْسِهِ وَلَا يَقْدِرُ عَلَى اسْتِيعَابِ الْوُضُوءِ غَالِبًا وَفِي الْبَدَائِعِ إِذَا كَانَ لَا يُوَازِيهِ غَيْرُهُ فِي الْفَضِيلَةِ فِي مَسْجِدِهِ فَهُوَ أَوْلَى وَمِثْلُهُ فِي الْمُحِيطِ وَقَدْ اسْتَخْلَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ وَعِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ عَلَى الْمَدِينَةِ وَكَانَا أَعْمَيَيْنِ. (١)

وكذا في الدر المختار:

(وَيُكْرَهُ) تَنْزِيهًا (إِمَامَةُ عَبْدٍ) وَلَوْ مُعْتَقًا قُهُسْتَانِيٌّ. عَنْ الْخُلَاصَةِ، وَلَعَلَّهُ لِمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ تَقَدُّمِ الْحُرِّ الْأَصْلِيِّ، إِذْ الْكَرَاهَةُ تَنْزِيهِيَّةٌ فَتَنَبَّهْ (وَأَعْرَابِيٍّ) وَمِثْلُهُ تُرْكُمَانٌ وَأَكْرَادٌ وَعَامِّيٌّ (وَفَاسِقٌ وَأَعْمَى) وَنَحْوُهُ الْأَعْشَى نَهْرٌ (إِلَّا أَنْ يَكُونَ) أَيْ غَيْرُ الْفَاسِقِ (أَعْلَمَ الْقَوْمِ) فَهُوَ أَوْلَى. (٢)

وكذا في التاتارخانية:

ولا بأس بأن يؤم الأعمي، والبصر أولى، وفي الخلاصة: يكره إمامة الأعمى، وفي الأنفع: ذكر الإمام المعروف بخواهر زاده في (مبسوطه) إنما يكره تقديم الأعمى إذا كان غيره أفضل منه أما إذا كان الأعمى أفضل من غيره وهو أولى. (٣)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب الإمام والحدث في الصلاة، ١/ ٣٤٥، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٥٩، ٥٦٠، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، الفصل السادس، أما الكلام في بيان من هو أحق بالإمامة، ١/ ٤٣٨، ط: قديمي

وكذا في فتاوى رحيميه: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٤/ ١٨٢، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، ٣: ٨٠، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوى محمودية: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٦/ ٢٩٤، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: ٣/ ٨٠، ط: دار الاشاعت

مقتدی کے لئے ثناء پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ثناء کب پڑھی جائے؟ اور مسبوق ثناء کب پڑھے؟ اور امام کے پیچھے ثناء پڑھنے اور نہ پڑھنے کی ممکنہ کتنی صورتیں ہیں؟ نیز سرّی نمازوں کی پہلی رکعت میں مقتدی کب تک ثناء پڑھ سکتا ہے؟

جواب (ا): صورتِ مسئولہ کے جوابات ترتیب وار دیئے جاتے ہیں:

تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھی جائے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد۔

كذا في البحر الرائق:

قال في البحر: أطلقه فأفاد أنه يأتي به كل مصلٍ، إماما كان أو مأموما أو منفردا. [١]

(۲) مسبوق کے بارے میں تفصیل ہے کہ اگر جہری نماز میں مسبوق ہو تو بعد میں جب اپنی رکعتوں کی قضاء لوٹائیں تو پہلی رکعت میں سب سے پہلے ثناء پڑھے اور سرّی نماز میں امام کے ساتھ بھی پڑھے اور بعد میں جب اپنی رکعت کی قضاء لوٹائے تو اس وقت ثناء دوبارہ پڑھ لے۔

كذا في الهندية:

الْمَسْبُوقُ مَنْ لَمْ يُدْرِكْ الرَّكْعَةَ الْأُولَى مَعَ الْإِمَامِ وَلَهُ أَحْكَامٌ كَثِيرَةٌ... (مِنْهَا) أَنَّهُ إذَا أَدْرَكَ الْإِمَامَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي يَجْهَرُ فِيهَا لَا يَأْتِي بِالثَّنَاءِ... فَإِذَا قَامَ إلَى قَضَاءِ مَا سَبَقَ يَأْتِي بِالثَّنَاءِ. [٢]

وكذا في التنوير:

إلا إذا كان مسبوقا وإمامه يجهر بالقراءة فلا يأتي به... وفي الشامية: وينبغي التفصيل أن الإمام يجهر لا يثنى وإن كان يسر يثنى فكان المعتمد ما مشى عليه المصنف. [٣]

==================

[١] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٤٠، ط: رشيدية

[٢] كتاب الصلاة، باب الإمام، الفصل السابع في المسبوق واللاحق، ١/ ١٠٠، ط: قديمي

[٣] كتاب الصلاة، مطلب في بيان المتواتر والشاذ، ١/ ٤٨٨، ٤٨٩، ط: سعيد

وكذا في غنية المستملي:

وقال الحلبي رحمه الله تعالى في الغنية: والمسبوق يأتي بالثناء إذا أدرك الإمام حالة المخافتة ثم إذا قام إلى قضاء ما سبق به يأتي به أيضا ووجهه أن القيام إلى قضاء ما سبق كتحريمه أخرى للخروج به فأحكم الاقتداء إلى حكم الانفراد. (۱)

وكذا في امداد الفتاوی: كتاب الصلاة، باب في أحكام اللاحق والمسبوق، ۱/ ۴۰۳، ط: دار العلوم کراچی

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب المسبوق واللاحق، ۳/ ۳۸۲، ط: سعيد

(۳) اگر امام کو حالتِ رکوع میں پالے اور ظن غالب ہو کہ اگر ثناء پڑھوں گا تو رکوع نہیں ملے گا تو ایسی صورت میں ثناء نہیں پڑھی جائے گی، بلکہ تکبیر کہہ کہ امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے، اسی طرح اگر امام کو قعدہ میں پالے تب بھی ثناء نہ پڑھنا اولی ہے۔

كذا في فتاوى الهندية:

وَإِنْ أَدْرَكَ الْإِمَامَ فِي الرُّكُوعِ أَوْ السُّجُودِ يَتَحَرَّى إنْ كَانَ أَكْبَرُ رَأْيِهِ أَنَّهُ لَوْ أَتَى بِهِ أَدْرَكَهُ فِي شَيْءٍ مِنْ الرُّكُوعِ أَوْ السُّجُودِ يَأْتِي بِهِ قَائِمًا وَإِلَّا يُتَابِعُ الْإِمَامَ وَلَا يَأْتِي بِهِ وَإِذَا لَمْ يُدْرِكْ الْإِمَامَ فِي الرُّكُوعِ أَوْ السُّجُودِ لَا يَأْتِي بِهِمَا وَإِنْ أَدْرَكَ الْإِمَامَ فِي الْقَعْدَةِ لَا يَأْتِي بِالثَّنَاءِ بَلْ يُكَبِّرُ لِلِافْتِتَاحِ ثُمَّ لِلِانْحِطَاطِ ثُمَّ يَقْعُدُ. (۲)

وكذا في الدر مع الرد:

وَلَوْ أَدْرَكَهُ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، إنْ أَكْبَرُ رَأْيِهِ أَنَّهُ يُدْرِكُهُ أَتَى بِهِ.

وفي الشامية: (قَوْلُهُ أَوْ سَاجِدًا) أَيْ السَّجْدَةَ الْأُولَى كَمَا فِي الْمُنْيَةِ، وَأَشَارَ بِالتَّقْيِيدِ بِرَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا إلَى أَنَّهُ لَوْ أَدْرَكَهُ فِي إحْدَى الْقَعْدَتَيْنِ فَالْأَوْلَى أَنْ لَا يُثْنِيَ لِتَحْصِيلِ فَضِيلَةِ زِيَادَةِ الْمُشَارَكَةِ فِي الْقُعُودِ وَكَذَا لَوْ أَدْرَكَهُ فِي السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ. (۳)

(۴) سری نماز میں مقتدی کو پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے آکر ملنے تک ثناء پڑھنے کی گنجائش ہے۔

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ص۲٦٥، ط: نعمانيه

(۲) كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق، ۱/ ۱۰۰، ۱۰۱، ط: قديمي

(۳) كتاب الصلاة، مطلب في بيان المتواتر والشاذ، ۱/ ۴۸۸، ۴۸۹، ط: سعيد

كذا في الشامية:

وَعَلَّلَهُ فِي الذَّخِيرَةِ بِمَا حَاصِلُهُ أَنَّ الِاسْتِمَاعَ فِي غَيْرِ حَالَةِ الْجَهْرِ لَيْسَ بِفَرْضٍ بَلْ يُسَنُّ تَعْظِيمًا لِلْقِرَاءَةِ فَكَانَ سُنَّةً غَيْرَ مَقْصُودَةٍ لِذَاتِهَا وَعَدَمُ قِرَاءَةِ الْمُؤْتَمِّ فِي غَيْرِ حَالَةِ الْجَهْرِ لَا لِوُجُوبِ الْإِنْصَاتِ بَلْ لِأَنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ. وَأَمَّا الثَّنَاءُ فَهُوَ سُنَّةٌ مَقْصُودَةٌ لِذَاتِهَا وَلَيْسَ ثَنَاءُ الْإِمَامِ ثَنَاءً لِلْمُؤْتَمِّ، فَإِذَا تَرَكَهُ يَلْزَمُ تَرْكُ سُنَّةٍ مَقْصُودَةٍ لِذَاتِهَا لِلْإِنْصَاتِ الَّذِي هُوَ سُنَّةٌ تَبَعًا بِخِلَافِ تَرْكِهِ حَالَةَ الْجَهْرِ. (۱)

فرقہ مبتدعہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل کے فرقہ مبتدعہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی بدعتی کے عقائد شرک تک پہنچتے ہوں تو ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، البتہ اگر کوئی بدعتی شرکیہ عقائد نہ رکھتا ہو بلکہ موحد ہو، صرف تیجہ، چالیسواں وغیرہ جیسی بدعات میں مبتلا ہو تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، کوئی صحیح العقیدہ امام مل جائے تو بدعتی کی اقتداء میں نماز نہ پڑھے، اگر کوئی صحیح عقیدہ رکھنے والا امام نہ ملے تو اسی کے پیچھے نماز پڑھ لے جماعت نہ چھوڑے، بدعتی کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز اگرچہ مکروہ تحریمی ہے مگر واجب الاعادہ نہیں، یہ ایسے بدعتی کا حکم ہے جو مشرک نہ ہو، شرکیہ عقائد رکھنے والے کا حکم اوپر لکھا جا چکا ہے کہ اس کے پیچھے نماز قطعاً نہیں ہوتی۔ (۲)

كذا في الشامية:

فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال. (۳)

وكذا في غنية المستملي:

وقال العلامة الحلبي رحمه الله: ويكره تقديم المبتدع أيضا لأنه فاسق من حيث الاعتقاد وهو أشد من الفسق من حيث العمر إلا أن الفاسق من حيث العمل يعترف بأنه فاسق ويخاف ويستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف ما يعتقده أهل السنة والجماعة وإنما يجوز الاقتداء به مع الكراهة إذا لم يكن ما يعتقده يؤدي إلى الكفر عند أهل السنة أما لو كان مؤديا إلى الكفر فلا يجوز أصلا. (٤)

==================

(۱) كتاب الصلاة، مطلب في بيان المتواتر والشاذ، ۱/ ٤٨٨، ٤٨٩، ط: سعيد

(۲) احسن الفتاوی: ۳/ ۲۹۰

(۳) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ۱/ ٥٦٠، ط: سعيد

(٤) فصل في الإمامة، ص٤٤٣، ط: نعمانية

وکذا في البحر الرائق:

وَذَكَرَ فِي غَايَةِ الْبَيَانِ مَعْزِيًّا إِلَى الْأَجْنَاسِ أَنَّ تَارِكَ الْجَمَاعَةِ يَسْتَوْجِبُ إِسَاءَةً وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَتُهُ إِذَا تَرَكَهَا اسْتِخْفَافًا بِذَلِكَ وَمَجَانَةً، أَمَّا إِذَا تَرَكَهَا سَهْوًا أَوْ تَرَكَهَا بِتَأْوِيلٍ بِأَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ مِنْ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ أَوْ مُخَالِفًا لِمَذْهَبِ الْمُقْتَدِي لَا يُرَاعِي مَذْهَبَهُ فَلَا يَسْتَوْجِبُ الْإِسَاءَةَ وَتُقْبَلُ شَهَادَتُهُ. (١)

وکذا في بدائع الصنائع:

وَإِمَامَةُ صَاحِبِ الْهَوَى وَالْبِدْعَةِ مَكْرُوهَةٌ، نَصَّ عَلَيْهِ أَبُو يُوسُفَ فِي الْأَمَالِي فَقَالَ: أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ صَاحِبَ هَوًى وَبِدْعَةٍ؛ لِأَنَّ النَّاسَ لَا يَرْغَبُونَ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَهُ، وَهَلْ تَجُوزُ الصَّلَاةُ خَلْفَهُ؟ قَالَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا: إِنَّ الصَّلَاةَ خَلْفَ الْمُبْتَدِعِ لَا تَجُوزُ، وَذُكِرَ فِي الْمُنْتَقَى رِوَايَةٌ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى الصَّلَاةَ خَلْفَ الْمُبْتَدِعِ، وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ إِنْ كَانَ هَوًى يُكَفِّرُهُ لَا تَجُوزُ، وَإِنْ كَانَ لَا يُكَفِّرُهُ تَجُوزُ مَعَ الْكَرَاهَةِ. (٢)

وکذا في الهندية:

قَالَ الْمَرْغِينَانِيُّ تَجُوزُ الصَّلَاةُ خَلْفَ صَاحِبِ هَوًى وَبِدْعَةٍ... وَحَاصِلُهُ إِنْ كَانَ هَوًى لَا يَكْفُرُ بِهِ صَاحِبُهُ تَجُوزُ الصَّلَاةُ خَلْفَهُ مَعَ الْكَرَاهَةِ وَإِلَّا فَلَا. هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ وَالْخُلَاصَةِ وَهُوَ الصَّحِيحُ، هَكَذَا فِي الْبَدَائِعِ. (٣)

وکذا في الدر مع الرد:

قال العلامة الحصکفي رحمه الله: وَفِي النَّهْرِ عَنِ الْمُحِيطِ: صَلَّى خَلْفَ فَاسِقٍ أَوْ مُبْتَدِعٍ نَالَ فَضْلَ الْجَمَاعَةِ... أَفَادَ أَنَّ الصَّلَاةَ خَلْفَهُمَا أَوْلَى مِنَ الِانْفِرَادِ، لَكِنْ لَا يَنَالُ كَمَا يَنَالُ خَلْفَ تَقِيٍّ وَرَعٍ. (٤)

کذا في امداد الفتاوی:

اور اعادہ ہر چند کہ وقت ترک سنت کے مستحب ہے لیکن بشرطیکہ اعادہ میں ترک سنت لازم نہ آئے، اور یہاں اعادہ میں ترک جماعت کہ سنت ہے لازم آتا ہے، بس اعادہ کچھ ضروری نہیں۔ (۵)

===================

(١) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٠٣، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، بيان من يصلح للإمامة، ١/ ٣٨٧، ط: رشيديه

(٣) كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ١/ ٩٣، ط: قديمي

(٤) كتاب الصلاة، مطلب البدعة خمسة أقسام، ١/ ٥٦٢، ط: سعيد

(٥) كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ١/ ٣٠٤، ط: دار العلوم کراچی

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند:

جو شخص علم غیب کا قائل ہو اور احمد رضا سے عقیدت رکھتا ہو یا مرید ہو وہ شخص مبتدع ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، لیکن اگر اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو یا جماعت فوت ہوتی ہو تو اسی کے پیچھے نماز پڑھے جیسا کہ در مختار میں ہے۔[1]

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل:

فاسق، مبتدع اور ولد الحرام کی امامت مکروہ تحریمی ہے، بشرطیکہ بدعتی کی بدعت حدِ کفر تک پہنچی ہوئی نہ ہو، ورنہ اس کے پیچھے نماز ادا ہی نہیں ہوگی۔[2]

وكذا في کفایت المفتی:

بدعتی شخص کی اقتداء کا حکم: ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے مگر بکراہت، ایسی نماز واجب الاعادہ نہیں ہے۔[3]

امام سے ذاتی اختلافات کے پیش نظر ترک جماعت کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مقتدی امام سے ذاتی ناراضگی کی وجہ سے جماعت کی نماز سے ہٹ کر جماعت کے وقت میں اپنی نماز انفرادی طور پر ادا کرتا ہے تو کیا مقتدی کی اس طرح علیحدہ نماز قائم کرنے سے اس کی نماز درست ہو جائے گی؟

جواب: کسی مقتدی کا اپنی ذاتی ناراضگی کی بنیاد پر باجماعت نماز کو چھوڑ کر علیحدہ نماز پڑھنا سخت گناہ ہے شرعاً ایسا شخص قابل تعزیر اور مردود الشادہ ہے، لہٰذا اس شخص پر لازم ہے کہ اپنی اس حرکت پر توبہ کرے اور آئندہ کے لئے نماز باجماعت کا اہتمام کرے۔

كذا في الدر المختار:

(ولو أم قوما وهم له كارهون، إن) الكراهة (لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره) له ذلك تحريما (وإن هو أحق لا) والكراهة عليهم.[4]

وكذا في الهندية: كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ١/ ٨٦، ٨٧، ط: رشيديه

==================

[1] باب الإقامة والجماعة، ٣/ ١٨٩، ط: دار الاشاعت

[2] امام کے مسائل، ولد الحرام اور بدعتی کی امامت، ٢/ ٣٤٦، ط: لدھیانوی

[3] الفصل الثالث فيما يتعلق بإمامة المبتدع، ٤/ ٢٤٣، ٢٤٤، ط: دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

[4] باب الإمامة، ١/ ٥٥٩، ط: سعيد

وكذا في غنية المستملي:

أن تاركها من غير عذر يعزر وترد شهادته ويأثم الجيران بالسكوت عنه. (۱)

وكذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، ۶/ ۷۹، ط: فاروقیہ

وكذا في کفایت المفتی: کتاب الصلاۃ، تیسرا باب امامت اور جماعت کے بیان میں، ۳/ ۷۹، ط: دار الاشاعت

جماعت کی نماز میں صفوں کے اتصال کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جماعت کی نماز میں صفوں کے اتصال کی کیا حد ہے جبکہ تمام نمازی مسجد میں ہوں اور اگر کچھ باہر ہوں تو اس کی کیا حد ہے؟

جواب: صورت مذکورہ میں اگر امام کی حالت مقتدیوں پر مشتبہ نہ ہو اور درمیان میں کوئی ایسا حائل بھی نہ ہو جو امام کی حالت میں اشتباہ پیدا کرے تو اقتداء درست ہے اور اگر مسجد سے باہر صفیں بنی ہوئی ہوں اور متصل ہوں تو یہ بحکم مسجد کے ہو کر اقتداء درست ہوگی، اگر صفیں متصل نہ ہوں تو اقتداء درست نہ ہوگی، اتصال کی حد یہ ہے کہ فاصلہ دو (۲) صفوں سے زیادہ نہ ہو۔

كذا في بدائع الصنائع:

أَنَّ السَّطْحَ إِذَا كَانَ مُتَّصِلًا بِسَطْحِ الْمَسْجِدِ كَانَ تَبَعًا لِسَطْحِ الْمَسْجِدِ، وَتَبَعُ سَطْحِ الْمَسْجِدِ فِي حُكْمِ الْمَسْجِدِ، فَكَانَ اقْتِدَاؤُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ كَاقْتِدَائِهِ وَهُوَ فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ لَا يَشْتَبِهُ عَلَيْهِ حَالُ الْإِمَامِ. وَلَوْ اقْتَدَى خَارِجَ الْمَسْجِدِ بِإِمَامٍ فِي الْمَسْجِدِ: إِنْ كَانَتْ الصُّفُوفُ مُتَّصِلَةً جَازَ، وَإِلَّا فَلَا؛ لِأَنَّ ذَلِكَ الْمَوْضِعَ بِحُكْمِ اتِّصَالِ الصُّفُوفِ يَلْتَحِقُ بِالْمَسْجِدِ هَذَا إِنْ كَانَ الْإِمَامُ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَأَمَّا إِذَا كَانَ يُصَلِّي فِي الصَّحْرَاءِ: فَإِنْ كَانَتْ الْفُرْجَةُ الَّتِي بَيْنَ الْإِمَامِ وَالْقَوْمِ قَدْرَ الصَّفَّيْنِ فَصَاعِدًا - لَا يَجُوزُ اقْتِدَاؤُهُمْ بِهِ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ الطَّرِيقِ الْعَامِّ أَوْ النَّهْرِ الْعَظِيمِ فَيُوجِبُ اخْتِلَافَ الْمَكَانِ. (۲)

وكذا في غنية المستملي:

وقد قالوا إن المسجد إذا كان كبيرا جدا كمسجد بيت المقدس المشتمل على المساجد الثلاثة وقام المقتدي في أقصاء من غير اتصال الصفوف لا يجوز، قال البزازي: المسجد وإن كان كبيرا يمنع الفاصل فيه إلا

==================

(۱) فصل في الإمامة، ص۴۳۹، ط: نعمانيه

(۲) كتاب الصلاة، تقدم المأموم على الإمام، ۱/ ۳۶۲، ط: رشيدية

في الجامع القديم بخوارزم وجامع القدس الشريف أعني ما يشتمل على المساجد الثلاثة الأقصى والصخرة والبيضاء، انتهى. ولو اقتدى من سطح المسجد فالكلام فيه كما لو اقتدى من وراء الجدار وكذا المازنة حينئذ ولو اقتدى على جدار بيته متصلا بالمسجد ولا يخفى عليه حال الإمام جاز بخلاف ما لو قام على سطحه حيث لا يجوز. (١)

وكذا في الدر المختار:

(وَيَمْنَعُ مِنْ الِاقْتِدَاءِ) صَفٌّ مِنْ النِّسَاءِ بِلَا حَائِلٍ قَدْرُ ذِرَاعٍ أَوْ ارْتِفَاعُهُنَّ قَدْرَ قَامَةِ الرَّجُلِ أَوْ (طَرِيقٌ تَجْرِي فِيهِ عَجَلَةٌ) أَوْ نَهْرٌ تَجْرِي فِيهِ السُّفُنُ أَوْ خَلَاءٌ فِي الصَّحْرَاءِ أَوْ فِي مَسْجِدٍ كَبِيرٍ جِدًّا كَمَسْجِدِ الْقُدْسِ (يَسَعُ صَفَّيْنِ) فَأَكْثَرَ إلَّا إذَا اتَّصَلَتْ الصُّفُوفُ فَيَصِحُّ مُطْلَقًا وَالْحَائِلُ لَا يَمْنَعُ الِاقْتِدَاءَ (إنْ لَمْ يَشْتَبِهْ حَالُ إمَامِهِ) بِسَمَاعٍ أَوْ رُؤْيَةٍ وَلَوْ مِنْ بَابٍ مُشَبَّكٍ يَمْنَعُ الْوُصُولَ فِي الْأَصَحِّ (وَلَمْ يَخْتَلِفْ الْمَكَانُ) حَقِيقَةً كَمَسْجِدٍ وَبَيْتٍ فِي الْأَصَحِّ قُنْيَةٌ، وَلَا حُكْمًا عِنْدَ اتِّصَالِ الصُّفُوفِ. (٢)

وكذا في امداد الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ١/ ٣٢٦، ط: دار العلوم كراچی

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، فصل مانع اقتداء، ٣/ ٣٠٧، ٣٠٨، ط: سعيد

مستورات کا کسی مرد امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی حافظ صاحب فرض نماز یا تراویح پڑھاتا ہو اور مقتدیوں میں سے مستورات کسی پردہ یا دیوار کے پیچھے دو صف کے فاصلے سے مقتدی بن کر نماز پڑھیں تو کیا عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں مستورات کی نماز درست ہو جائے گی۔

كذا في تنوير الأبصار مع الدر:

كما تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه كأخته أو زوجته أو أمته، أما إذا كان معهن واحد ممن ذكر أو أمهن في المسجد لا يكره. (٣)

==================

(١) فصل في الإمامة، ص٤٥١، ٤٥٢، ط: نعمانيه

(٢) كتاب الصلاة، ص٥٨٤ تا ٥٨٦، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، ١/ ٥٦٦، ط: سعيد

وكذا في التاتارخانية:

إمامة الرجل للمرأة جائزة إذا نوى الإمام إمامتها إذا لم يكن في الخلوة، أما إذا كان الإمام في الخلوة فإن كان الإمام لهن أو لبعضهن محرما فإنه يجوز ويكره. وقال زفر رحمه الله: يجوز إمامة الرجال للنساء سواءٌ نوى الإمام أو لم ينو. [1]

وكذا في الهندية: كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ١/ ٨٥، ط:

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٢٨٤، ط: سعيد

نابالغ کی اقتداء کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ تراویح میں نابالغ کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نابالغ کی اقتداء مطلقًا (خواہ فرائض میں ہو یا نوافل میں) مکروہ تحریمی ہے۔

كذا في الهندية:

وَإِمَامَةُ الصَّبِيِّ الْمُرَاهِقِ لِصِبْيَانٍ مِثْلِ يَجُوزُ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَعَلَى قَوْلِ أَئِمَّةِ بَلْخٍ يَصِحُّ الِاقْتِدَاءُ بِالصِّبْيَانِ فِي التَّرَاوِيحِ وَالسُّنَنِ الْمُطْلَقَةِ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ الْمُخْتَارُ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا. كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَهُوَ الْأَصَحُّ. هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ وَهُوَ قَوْلُ الْعَامَّةِ وَهُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ. هَكَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ. [2]

وكذا في الدر المختار:

(وَلَا يَصِحُّ اقْتِدَاءُ رَجُلٍ بِامْرَأَةٍ) وَخُنْثَى (وَصَبِيٍّ مُطْلَقًا) وَلَوْ فِي جِنَازَةٍ وَنَفْلٍ عَلَى الْأَصَحِّ. [3]

وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٢٨، ط: رشيدية

وكذا في حلبي كبيري:

ولا يصح اقتداء البالغ بغير البالغ في الفرض وغيره وهو الصحيح، لأن صلاة البالغ أقوى للزومها. [4]

==================

[1] كتاب الصلاة، الفصل السابع في بيان مقام الإمام والمأموم، ١/ ٤٥٥، ط: قديمي

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ١/ ٩٤، ٩٥، ط: قديمي

[3] باب الإمامة، ١/ ٥٧٦ تا ٥٧٨، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، فصل في الإمامة، ص٤٤٤، ط: نعمانيه

وكذا في الدر المختار: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۵۷٦ تا ۵۷۸، ط: سعيد

وكذا في حاشة الطحطاوي: باب الإمامة، ۱/ ۲٤۹، ط: رشيدية

وكذا في الهداية: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۱۲٦، ط: رحمانيه

وكذا في فتاوى محمودية: ٦/ ۳۱۱، ۳۱۲، ط: فاروقية

وكذا في فتاوى حقانية: كتاب الصلاة، باب الجماعة، نابالغ کی اقتداء کا حکم، ۳/ ۱۳۸، ط: حقانيه

وكذا في كفايت المفتى: كتاب الصلاة، تیسرا باب، امامت وجماعت فصل اول امامت، ۳/ ۷۲، ط: دار الاشاعت

عورتوں کے لئے صلاۃ تسبیح کی نماز جماعت سے پڑھنا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ عورتوں کے لئے صلاۃ تسبیح کی نماز جماعت سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ عورتوں کی جماعت فرض نماز میں بھی مکروہ تحریمی ہے اور صلاۃ تسبیح تو نفل ہے اس کی جماعت مردوں کے لئے بھی مکروہ ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں عورتوں کے لئے صلاۃ تسبیح کی جماعت جائز نہیں۔

كذا في الدر المختار:

ويكره تحريما جماعة النساء ولو في التراويح. [۱]

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ إِمَامَةُ الْمَرْأَةِ لِلنِّسَاءِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا مِنْ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ إلَّا فِي صَلَاةِ الْجِنَازَةِ. [۲]

وكذا في فتح القدير:

ويكره للنساء أن يصلين جماعة لأنهن في ذلك لا يخلون عن ارتكاب محرم. [۳]

وكذا في كفايت المفتى: كتاب الصلاة، الفصل الخامس فيما يتعلق بجماعة النساء، ٤/ ۳٤۰، ۳٤۱، ط: ادارة الفاروق

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ۳/ ۳۱۳، ط: سعيد

====================

[۱] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۵٦۵، ط: سعيد

[۲] كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ۱/ ۸۵، ط: رشيدية

[۳] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۳٦۲، ط: دار الكتب العلمية

داڑھی منڈے یا ایک مشت سے کم کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جو شخص داڑھی منڈوالیں یا ایک مشت سے کم کرے تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: داڑھی منڈانے یا ایک مشت سے کم کرنے والا شخص فاسق ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اگر کوئی صالح امام میسر ہو، تو (فاسق امام) کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہئے اور اگر صالح امام میسر نہ ہو تو جماعت کو ترک نہ کرے بلکہ اسی فاسق شخص کے پیچھے نماز باجماعت ادا کرے۔

كذا في الدر المختار:

صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة.

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ نَالَ فَضْلَ الْجَمَاعَةِ) أَفَادَ أَنَّ الصَّلَاةَ خَلْفَهُمَا أَوْلَى مِنْ الِانْفِرَادِ، لَكِنْ لَا يَنَالُ كَمَا يَنَالُ خَلْفَ تَقِيٍّ وَرِعٍ. [١]

وكذا في الدر:

وَأَمَّا الْأَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ دُونَ ذَلِكَ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ، وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ، وَأَخْذُ كُلِّهَا فِعْلُ يَهُودِ الْهِنْدِ وَمَجُوسِ الْأَعَاجِمِ. [٢]

وكذا في البحر:

(قَوْلُهُ وَكُرِهَ إمَامَةُ الْعَبْدِ وَالْأَعْرَابِيِّ وَالْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَالْأَعْمَى وَوَلَدِ الزِّنَا) بَيَانٌ لِلشَّيْئَيْنِ الصِّحَّةِ وَالْكَرَاهَةِ أَمَّا الصِّحَّةُ فَمَبْنِيَّةٌ عَلَى وُجُودِ الْأَهْلِيَّةِ لِلصَّلَاةِ مَعَ أَدَاءِ الْأَرْكَانِ وَهُمَا مَوْجُودَانِ مِنْ غَيْرِ نَقْصٍ فِي الشَّرَائِطِ وَالْأَرْكَانِ وَمِنْ السُّنَّةِ حَدِيثُ «صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ». [٣]

وفيه أيضا:

لَوْ صَلَّى خَلْفَ فَاسِقٍ أَوْ مُبْتَدِعٍ يَنَالُ فَضْلَ الْجَمَاعَةِ لَكِنْ لَا يَنَالُ كَمَا يَنَالُ خَلْفَ تَقِيٍّ وَرِعٍ. [٤]

====================

[١] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٦٢، ط: سعيد

[٢] كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ٢/ ٤١٨، ط: سعيد

[٣] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٠، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٠، ط: رشيدية

وكذا في كفايت المفتي: كتاب الصلاة، الباب الثاني فيما يتعلق بإمامة الفاسق، ٤/ ١٩٣، ط: ادارة الفاروق

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٢٦٠، ط: سعيد

امام کو نماز میں حدث لاحق ہونے پر اپنا نائب بنانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک امام صاحب کا جماعت کی دوسری رکعت میں وضو ٹوٹ جائے تو اس امام صاحب کے لئے کسی اور شخص کو اپنا نائب بنانا جائز ہے یا نماز کو ہی توڑ کر دوبارہ نماز پڑھائی جائے؟

جواب: صورت مسئولہ میں حدث لاحق ہونے والے امام صاحب کو قوم کی نماز فاسد ہونے سے بچانے کے لئے امام سے متصل پہلی صف میں سے کسی شخص کو اپنا نائب بنالینا چاہئے۔

كذا في التنوير مع الدر:

سبق الإمام حدث غير مانع للبناء ولو بعد التشهد استخلف أي جاز له ذلك.

وكذا في الشامية:

قوله: (استخلف) أشار إلى أن الاستخلاف حق الإمام أن الاستخلاف أفضل في حق الكل كما في شرح المجمع لابن الملك من أنه يجب على الإمام الاستخلاف صيانة لصلاة القوم.[1]

وكذا في البدائع:

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ} [الحجرات: ١] فَصَارَ هَذَا أَصْلًا فِي حَقِّ كُلِّ إمَامٍ عَجَزَ عَنْ الْإِتْمَامِ أَنْ يَتَأَخَّرَ وَيَسْتَخْلِفَ غَيْرَهُ، وَعَنْ عُمَرَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَنَّهُ سَبَقَهُ الْحَدَثُ فَتَأَخَّرَ وَقَدَّمَ رَجُلًا، وَعَنْ عُثْمَانَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - مِثْلُهُ؛ وَلِأَنَّ بِهِمْ حَاجَةً إلَى إتْمَامِ صَلَاتِهِمْ بِالْإِمَامِ وَقَدْ الْتَزَمَ الْإِمَامُ ذَلِكَ فَإِذَا عَجَزَ عَنْ الْوَفَاءِ بِمَا الْتَزَمَ بِنَفْسِهِ يَسْتَعِينُ بِمَنْ يَقْدِرُ عَلَيْهِ نَظَرًا لَهُمْ كَيْ لَا تَبْطُلَ عَلَيْهِمْ الصَّلَاةُ بِالْمُنَازَعَةِ.[2]

وكذا في فتاوى دار العلوم: كتاب الصلاة، فصل ہشتم، حدث اور استخلاف کے مسائل، ٢/ ٣٠٨، ط: زمزم

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ١/ ٦٠٠، ٦٠١، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، فصل في الاستخلاف، ١/ ٥٢٣، ط: رشيدية

نماز کے دوران مرگی والے شخص کا زور سے قہقہہ مارنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص پر مرگی بیماری کے دورے پڑتے ہیں، جس کی وجہ سے کبھی نماز کی حالت میں زور سے قہقہہ غیر اختیاری طور پر نکل جاتا ہے تو کیا اس قہقہہ سے اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں مذکور شخص کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

كذا في الهندية:

(ثُمَّ لِجَوَازِ الْبِنَاءِ شُرُوطٌ): (مِنْهَا) أَنْ يَكُونَ الْحَدَثُ مُوجِبًا لِلْوُضُوءِ وَلَا يَنْدُرُ وُجُودُهُ وَأَنْ يَكُونَ سَمَاوِيًّا لَا اخْتِيَارَ لِلْعَبْدِ فِيهِ وَلَا فِي سَبَبِهِ. هَكَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ. إِذَا أُغْمِيَ فِي صَلَاتِهِ أَوْ جُنَّ أَوْ قَهْقَهَ يَتَوَضَّأُ وَيَسْتَقْبِلُ الصَّلَاةَ. (۱)

وكذا في التنوير مع الدر:

ويتعين الاستئناف لجنون أو حدث عمدا أو احتلام أو إغماء أو قهقهة لندرتها. (۲)

وكذا في البحر الرائق:

الثَّالِثُ: أَنْ لَا يَكُونَ الْحَدَثُ يَنْدُرُ وُجُودُهُ فَلَا يَبْنِي بِإِغْمَاءٍ وَقَهْقَهَةٍ... وَأَمَّا فَسَادُهَا بِمَا ذُكِرَ مِنْ الْجُنُونِ وَالْإِغْمَاءِ وَالِاحْتِلَامِ فَلِأَنَّهُ يَنْدُرُ وُجُودُ هَذِهِ الْعَوَارِضِ فَلَمْ تَكُنْ فِي مَعْنَى مَا وَرَدَ بِهِ النَّصُّ مِنْ الْقَيْءِ وَالرُّعَافِ، وَكَذَلِكَ إِذَا قَهْقَهَ؛ لِأَنَّهُ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ وَهُوَ قَاطِعٌ لِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «وَلْيَبْنِ عَلَى صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ». (۳)

وكذا في نجم الفتاوی: كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۲/ ۳۷۱، ط: یاسین القرآن

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: کتاب الصلاۃ، کن چیزوں سے نماز فاسد یا مکروہ ہو جاتی ہے، ۳/ ۵۶۳، ۵۶۴، ط: لدھیانوی

نماز میں "لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ" کی جگہ "غُرُوْر" پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی امام نماز میں "لا یغرنکم باللہ الغرور" میں "غرور" بفتح الغین

(۱) کتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ۱/ ۱۰٤، ط: قديمي

(۲) كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ۱/ ٦۰۳، ٦۰٤، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ۱/ ٦٤٤، ٦٥۲، ط: رشيدية

کو بضم الغین پڑھتا ہے تو اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں اور اسی طرح اگر جمعہ کے خطبہ میں پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مذکورہ میں نماز اور خطبہ دونوں درست ہیں۔

كذا في الشامية:

وَأَمَّا الْمُتَأَخِّرُونَ كَابْنِ مُقَاتِلٍ وَابْنِ سَلَامٍ وَإِسْمَاعِيلَ الزَّاهِدِ وَأَبِي بَكْرٍ الْبَلْخِيِّ وَالْهِنْدُوَانِي وَابْنِ الْفَضْلِ وَالْحَلْوَانِيِّ، فَاتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ الْخَطَأَ فِي الْإِعْرَابِ لَا يُفْسِدُ مُطْلَقًا وَلَوْ اعْتِقَادُهُ كُفْرًا لِأَنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُمَيِّزُونَ بَيْنَ وُجُوهِ الْإِعْرَابِ. قَالَ قَاضِي خَانَ: وَمَا قَالَ الْمُتَأَخِّرُونَ أَوْسَعُ، وَمَا قَالَهُ الْمُتَقَدِّمُونَ أَحْوَطُ. (۱)

وكذا في قاضي خان:

أما الخطأ في الإعراب إذا لم يغير المعنى لا تفسد الصلاة عند الكل كما لو قرأ أن المؤمنين والمؤمنات أو قرأ ولم يجعل له عوجا بالنصب... فإن ذلك لا يفسد الصلاة لأن الخطأ في الإعراب مما لا يمكن الاحتراز عنه فيعذر. (۲)

وكذا في الهندية:

ومنها اللحن في الإعراب إذا لحن في الإعراب لحنا لا يغير المعنى بأن قرأ (لا ترفعوا أصواتكم) برفع التاء لا تفسد صلاته بالإجماع. (۳)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب في مسائل زلة القاري، ۷/ ۱٤۷، ۱٤۸، ط: ادارة الفاروق

شوہر اپنی بیوی کی امامت کر سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زوجہ اپنے شوہر کی اقتداء میں نماز پڑھے تو کیا حکم ہے اور عورت کو کہاں کھڑا ہونا چاہئے؟

جواب: شوہر اپنی بیوی کی امامت کر سکتا ہے، مرد عورت سے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھے تاکہ نماز میں کوئی خلل واقع نہ ہو، برابر میں شوہر سے مل کر نہ کھڑی ہو، اور یہ بھی ضروری ہے کہ امامت کرتے ہوئے شوہر عورت کی امامت کرنے کی نیت کرے کیونکہ

(۱) مطلب مسائل زلة القاري، ۱/ ٦۳۱، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة، ۱/ ٦۸، ط: اشرفيه

(۳) كتاب الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري، ۱/ ۸۱، ط: رشيدية

اقتداء کرنے والی عورتیں ہوں تو ان کی امامت کی نیت کرنا امام پر شرعاً لازم ہوتا ہے۔

کذا في الشامية:

وَقَالَ: الْمَرْأَةُ إِذَا صَلَّتْ مَعَ زَوْجِهَا فِي الْبَيْتِ، إِنْ كَانَ قَدَمُهَا بِحِذَاءِ قَدَمِ الزَّوْجِ لَا تَجُوزُ صَلَاتُهُمَا بِالْجَمَاعَةِ، وَإِنْ كَانَ قَدَمَاهَا خَلْفَ قَدَمِ الزَّوْجِ إِلَّا أَنَّهَا طَوِيلَةٌ تَقَعُ رَأْسُ الْمَرْأَةِ فِي السُّجُودِ قِبَلَ رَأْسِ الزَّوْجِ جَازَتْ صَلَاتُهُمَا لِأَنَّ الْعِبْرَةَ لِلْقَدَمِ. (۱)

وكذا في الهندية:

إمامة الرجل جائزة إذا نوى الإمام إمامتها ولم يكن في الخلوة. (۲)

وكذا في البحر الرائق:

وَالْمُحَاذَاةُ الْمُفْسِدَةُ أَنْ تَقُومَ بِجَنْبِ الرَّجُلِ مِنْ غَيْرِ حَائِلٍ أَوْ قُدَّامَهُ اهـ. فَالْحَاصِلُ أَنَّ مُمَاسَّةَ بَدَنِهَا لِبَدَنِهِ لَيْسَتْ بِشَرْطٍ بَلْ أَنْ تَكُونَ عَنْ جَنْبِهِ بِلَا حَائِلٍ وَلَا فُرْجَةٍ. (۳)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

معنى المحاذاة أن تقوم المرأة بحذاء الرجل في مكان متحد من غير أن يكون بينهما حائل. (٤)

وكذا في بدائع الصنائع:

وإذا كان مع الإمام امرأة أقامها خلفه لأن محاذاتها مفسدة. (٥)

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: كتاب الصلاة، فصل پنجم محاذات کا بیان، ۲/ ۲۷٤، ۲۷۷، ط: زمزم

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: كتاب الصلاة، نماز باجماعت، ۳/ ٤١٦، ٤١٧، ط: لدھیانوی

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الجماعة، ٦/ ۳۹۸، ط: ادارة الفاروق

====================

(۱) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول، ۱/ ٥٧٢، ط: سعيد

(۲) الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إمام لغيره، ۱/ ۸٥، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ٦٢١، ط: رشيدية

(٤) الفصل السابع في بيان مقام الإمام والمأموم، ۱/ ٤٥٤، ط: قديمي

(٥) كتاب الصلاة، فصل في بيان مقام الإمام والمأموم، ۱/ ۳۹۲، ط: رشيدية

عام شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اکثر دیہاتوں میں ایسے امام مقرر ہوتے ہیں کہ جن کو عم پارہ کی آخری دس سورتیں بغیر تلفظ کے یاد ہوتی ہیں تو ایسے عام شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: صورت مسؤلہ میں اگر مذکورہ دیہاتوں میں کوئی شخص قرآن مجید صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے والا ہو تو اسی کو امام بنایا جائے البتہ اگر کوئی ایسا صحیح قرآن پڑھنے والا حافظ وغیرہ نہ ہو تو پھر ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے لیکن ساتھ ساتھ اس کو قرآن کے تلفظ صحیح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، مستقل طور پر اسی طرح پڑھنے پر اکتفاء نہیں کرنا چاہیے۔

كذا في القدوري:

وَأَوْلَى النَّاسِ بِالإِمَامَةِ أَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ تَسَاوَوْا فَأَقْرَؤُهُمْ فَإِنْ تَسَاوَوْا فَأَوْرَعُهُمْ فَإِنْ تَسَاوَوْا فَأَسَنُّهُمْ... وَلَا الْقَارِيْ خَلْفَ الْأُمِّي. (۱)

وكذا في ملتقى الأبحر:

فصل الجَماعَة سنة مؤكدة: وأولى النَّاس بِالْإِمَامَةِ أعلمهم بِالسنةِ ثمَّ اقرؤهم ثمَّ أورعهم ثمَّ أسنهم ثمَّ أحْسنهم خلقا... وفسد اقتداء قارئ بأمي. (۲)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَلَا غَيرِ الأَلْثَغِ بِهِ) هُوَ بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ بَعْدَ اللَّامِ مِنْ اللَّثَغِ بِالتَّحْرِيكِ. قَالَ فِي الْمُغْرِبِ: هُوَ الَّذِي يَتَحَوَّلُ لِسَانُهُ مِنْ السِّينِ إلَى الثَّاءِ، وَقِيلَ مِنْ الرَّاءِ إلَى الْغَيْنِ أَوْ اللَّامِ أَوْ الْيَاءِ. زَادَ فِي الْقَامُوسِ أَوْ مِنْ حَرْفٍ إلَى حَرْفٍ (قَوْلُهُ عَلَى الْأَصَحِّ) أَيْ خِلَافًا لِمَا فِي الْخُلَاصَةِ عَنْ الْفَضْلِيِّ مِنْ أَنَّهَا جَائِزَةٌ لِأَنَّ مَا يَقُولُهُ صَارَ لُغَةً لَهُ، وَمِثْلُهُ فِي التَّتَارْخَانِيَّة. وَفِي الظَّهِيرِيَّةِ وَإِمَامَةُ الْأَلْثَغِ لِغَيْرِهِ تَجُوزُ، وَقِيلَ لَا، وَنَحْوُهُ فِي الْخَانِيَّةِ عَنْ الْفَضْلِيِّ. وَظَاهِرُهُ اعْتِمَادُهُمْ الصِّحَّةَ، وَكَذَا اعْتَمَدَهَا صَاحِبُ الْحِلْيَةِ، قَالَ لِمَا أَطْلَقَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ الْمَشَايِخِ مِنْ أَنَّهُ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ لَا يَؤُمَّ غَيْرَهُ، وَلِمَا فِي خِزَانَةِ الْأَكْمَلِ: وَتُكْرَهُ إمَامَةُ الْفَأْفَاءِ اه وَلَكِنْ الْأَحْوَطُ عَدَمُ الصِّحَّةِ كَمَا مَشَى عَلَيْهِ الْمُصَنِّفُ

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب الجماعة، ص۲۲، ۲۳، ط: قديمي

(۲) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤكدة، ۱/ ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۷، ط: الحبيبية

وَنَظَمَهُ فِي مَنْظُومَتِهِ تُحْفَةِ الْأَقْرَانِ، وَأَفْتَى بِهِ الْخَيْرُ الرَّمْلِيُّ وَقَالَ فِي فَتَاوَاهُ: الرَّاجِحُ الْمُفْتَى بِهِ عَدَمُ صِحَّةِ إمَامَةِ الْأَلْثَغِ لِغَيْرِهِ مِمَّنْ لَيْسَ بِهِ لُثْغَةٌ. (۱)

امامت کے لئے کس شخص کو مقرر کیا جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص حافظ و قاری ہو عالم نہ ہو جبکہ دوسرا شخص حافظ نہیں عالم ہے اور قرات بھی بہتر کر لیتا ہے ان میں امامت کے زیادہ لائق کون ہے؟ مسجد میں حافظ و قاری امام موجود ہے مسجد انتظامیہ کے لوگ عالم امام کو لانا چاہتے ہیں تاکہ وہ انہیں مسائل وغیرہ سے بھی آگاہ رکھے تو کیا وہ لوگ حافظ و قاری کی جگہ عالم امام کو لا سکتے ہیں، اگر اس میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو کیا کرے؟

جواب: صورت مسئولہ میں امامت کے لئے ایسے شخص کا انتخاب کیا جائے جو عالم متقی و متبع سنت ہو اور قرآن کریم بھی صحیح پڑھتا ہو، اگر ایسا امام نہیں ملتا تو یہ کوشش کی جائے کہ امام صحیح العقیدہ ہو اور نماز کے اکثر مسائل سے واقف ہو قرآن کریم صحیح پڑھ سکتا ہو۔

كذا في عمدة القاري:

حدَّثنا إسْحَاقُ بنُ نَصْرٍ قَالَ حدَّثنا حُسَيْنٌ عَن زَائِدَةَ عنْ عَبْدِ المَلِكِ بن عُمَيْرٍ قَالَ حدَّثني أَبُو بُرْدَةَ عَن أبي مُوسَى قَالَ مَرِضَ النبيُّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قالتْ عَائِشَةُ إنَّهُ رجُلٌ رَقِيقٌ إذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النبيِّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم. (۲)

وكذا في التاتارخانية:

والعالم بالسنة أولى بالتقديم إذا كان يجتنب الفواحش الظاهرة وإن كان غيره أورع منه وفي فتاوى الإرشاد يجب أن يكون إمام القوم في الصلاة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب والجمال على هذا إجماع الأمة وفي شرح المتفق قال الفقيه أبو الليث رحمه الله في مبسوط الفقه والقراءة والورع والسن إذا اجتمع في واحد فهي أفضل من غيره. (۳)

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۵۸۲، ط: سعيد

(۲) كتاب الأذان، باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة، ۵/ ۲۹۶، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، من هو أحق بالإمامة، ۱/ ۶۰۰، ط: ادارة القرآن

وكذا في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا بَيَانُ مَنْ هُوَ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ وَأَوْلَى بِهَا فَالْحُرُّ أَوْلَى بِالْإِمَامَةِ مِنْ الْعَبْدِ، وَالتَّقِيُّ أَوْلَى مِنْ الْفَاسِقِ، وَالْبَصِيرُ أَوْلَى مِنْ الْأَعْمَى، وَوَلَدُ الرِّشْدَةِ أَوْلَى مِنْ وَلَدِ الزِّنَا، وَغَيْرُ الْأَعْرَابِيِّ مِنْ هَؤُلَاءِ أَوْلَى مِنْ الْأَعْرَابِيِّ لِمَا قُلْنَا، ثُمَّ أَفْضَلُ هَؤُلَاءِ أَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ وَأَفْضَلُهُمْ وَرَعًا وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَأَكْبَرُهُمْ سِنًّا، وَلَا شَكَّ أَنَّ هَذِهِ الْمَعَانِي إذَا اجْتَمَعَتْ فِي إنْسَانٍ كَانَ هُوَ أَوْلَى، لِمَا بَيَّنَّا أَنَّ بِنَاءَ أَمْرِ الْإِمَامَةِ عَلَى الْفَضِيلَةِ وَالْكَمَالِ، وَالْمُسْتَجْمِعُ فِيهِ هَذِهِ الْخِصَالُ مِنْ أَكْمَلِ النَّاسِ، أَمَّا الْعِلْمُ وَالْوَرَعُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فَظَاهِرٌ. وَأَمَّا كِبَرُ السِّنِّ فَلِأَنَّ مَنْ امْتَدَّ عُمُرُهُ فِي الْإِسْلَامِ كَانَ أَكْثَرَ طَاعَةً وَمُدَاوَمَةً عَلَى الْإِسْلَامِ. [1]

وكذا في تبيين الحقائق:

قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ: (وَالْأَعْلَمُ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ) يَعْنِي الْأَعْلَمَ بِالسُّنَّةِ وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ الْأَقْرَأُ أَوْلَى لِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانُوا سَوَاءً فِي الْقِرَاءَةِ فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَفِي رِوَايَةٍ سِلْمًا» ؛ وَلِأَنَّ الْقِرَاءَةَ لَا بُدَّ مِنْهَا وَالْحَاجَةَ إلَى الْفِقْهِ إذَا نَابَتْ نَائِبَةٌ وَلَنَا حَدِيثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءٌ فَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى». [2]

وكذا في *امداد الاحكام*: ١/ ٥٠٥، ط: *دار العلوم کراچی*

وكذا في *كفايت المفتي*: كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الأول فيما يتعلق بأوصاف الإمام، ٤/ ١٢٣، ط: ادارة الفاروق

مستقلاً سنت ترک کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے علاقے کے لوگوں میں مشہور ہے کہ امام صاحب نے سنت مؤکدہ ادا نہ کی ہو تو وہ نہیں پڑھا سکتے اور بعض ائمہ بھی اس کا التزام کرتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو جانے کے باوجود اول سنت مؤکدہ ادا نہیں

[1] كتاب الصلاة، باب بيان من هو أحق بالإمامة، ١/ ٣٨٨، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة والحدث في الصلاة، ١/ ١٣٤، ط: سعيد

کرتے تو کسی اور شخص کو امامت کا کہتے ہیں تو وہ دوسرا شخص نماز پڑھاتا ہے تو سوال یہ ہے کہ ایسے وقت میں امام صاحب کا سنت مؤکدہ ادا کرنا ضروری ہے؟ اگر امام صاحب سنت مؤکدہ ادا نہ کرے اور نماز پڑھا دے تو کیا اس سے فرائض پر اثر پڑے گا یعنی جماعت مکروہ ہوگی یا نہیں جبکہ بعض لوگ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں کیا ان لوگوں کا یہ قول درست ہے؟

جواب: سنت مؤکدہ کا مستقلاً ترک کرنا یا ترک کی عادت ڈالنا بد نصیبی ہے بلکہ خدشہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محرومی کا سبب نہ بن جائے، ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے، سنتوں کا اہتمام کرنا چاہئے چاہے غیر مؤکدہ یا مؤکدہ ہو دونوں کی فضیلت ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کو خفیف نہ سمجھا جائے یہ عمل ایمان کے لئے بھی خطرناک ہو سکتا ہے، البتہ اگر کبھی امام سے سنتیں چھوٹ جائیں اور فرائض کے بعد انہیں باقاعدگی سے ادا کرتا ہو تو اس کی اقتداء میں بلا کراہت نماز درست ہے۔

كذا في التنوير مع الدر المختار:

(وَالْأَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ) تَقْدِيمًا بَلْ نَصْبًا مَجْمَعُ الْأَنْهُرِ (الْأَعْلَمُ بِأَحْكَامِ الصَّلَاةِ) فَقَطْ صِحَّةً وَفَسَادًا بِشَرْطِ اجْتِنَابِهِ لِلْفَوَاحِشِ الظَّاهِرَةِ، وَحِفْظِهِ قَدْرَ فَرْضٍ، وَقِيلَ وَاجِبٍ، وَقِيلَ سُنَّةٍ (ثُمَّ الْأَحْسَنُ تِلَاوَةً) وَتَجْوِيدًا (لِلْقِرَاءَةِ، ثُمَّ الْأَوْرَعُ). (۱)

وكذا في الهداية:

من ترك الأربع قبل الظهر لم تنله شفاعتي وقيل هذا في الجميع لأنه عليه السلام واظب عليها عند أداء المكتوبات بالجماعة ولا سنة دون المواظبة والأولى أن لا يتركها في الأحوال كلها لكونها مكملات للفرائض إلا إذا خاف فوت الوقت. (۲)

وكذا في حاشية فتح القدير:

«مَنْ تَرَكَ الْأَرْبَعَ قَبْلَ الظُّهْرِ لَمْ تَنَلْهُ شَفَاعَتِي» وهو وعيد عظيم ودلالته على وكادة الأربع أقوى من الأول وهذا قول فخر الإسلام وشمس الأئمة السرخسي وصاحب المحيط وقاضيخان والتمرتاشي الحلواني. (۳)

وكذا في فتاوى محموديه: ٦/ ١٥٦، ط: فاروقيه

===================

(۱) باب الإمامة، مطلب تكرار الجماعة في المسجد، ۱/ ٥٥٧، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۱/ ١٦٠، ١٦١، ط: رحمانيه

(۳) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۱/ ٤٩٨، ٤٩٩، ط: دار الكتب العلمية

نابالغ لڑکے کی امامت

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نابالغ لڑکا جو حافظ قرآن ہے تراویح میں امام بن سکتا ہے یا نہیں کیونکہ وہ تراویح میں قرآن شریف سنانا چاہتا ہے؟

جواب: اگر لڑکا نابالغ ہے تو اس کے پیچھے نہ فرض نماز صحیح ہے نہ تراویح، فرض اور تراویح سب کی امامت کے لئے بلوغت شرط ہے، تراویح میں قرآن سنانے کی خاطر نابالغ کا تراویح پڑھانا شرعادرست نہیں۔

كذا في التنوير مع الدر:

ولا يصح اقتداء رجل بامرأة... وصبي مطلقا، ولو في جنازة ونفل على الأصح.[١]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَفَسَدَ اقْتِدَاءُ رَجُلٍ بِامْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ) أَمَّا الْأَوَّلُ فَلِمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ الْحَدِيثِ وَنَقَلَ فِي الْمُجْتَبَى الْإِجْمَاعَ عَلَيْهِ، وَأَمَّا إمَامَةُ الصَّبِيِّ فَلِأَنَّ صَلَاتَهُ نَفْلٌ لِعَدَمِ التَّكْلِيفِ فَلَا يَجُوزُ بِنَاءُ الْفَرْضِ عَلَيْهِ لِمَا سَيَأْتِي.[٢]

وكذا في الهندية:

الْمُخْتَارُ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا. كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَهُوَ الْأَصَحُّ. هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ وَهُوَ قَوْلُ الْعَامَّةِ وَهُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ. هَكَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ.[٣]

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٨٩، ط: دار الاشاعت

سود کو حلال سمجھنے والے کی امامت کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایسا شخص جو دین میں ثابت شدہ مسئلہ کی نفی کرتا ہو کہ حلال کو حرام سمجھتا ہو یا حرام کو حلال، مثلا سود کو جائز کہتا ہو کیا ایسے شخص کو امام بنانا درست ہے؟

جواب: واضح رہے کہ جس چیز کی حرمت قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نصوص سے ثابت ہو اس کو حلال سمجھنا کفر ہے، اور اسی طرح جس چیز کی حلت قطعی الثبوت و قطعی الدلالت نصوص سے ثابت ہو اس کو حرام سمجھنا کفر ہے۔ سود کی حرمت نص قرآنی سے ثابت

===================

[١] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٧٦ تا ٥٧٨، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٢٨، ط: رشيدية

[٣] كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ١/ ٨٥، ط: رشيدية

ہے، سود کو حرام جاننے کے باوجود اس کو حلال وجائز سمجھنا کفر کا ارتکاب کرنا ہے، ایسے شخص کی امامت قطعاً جائز نہیں، اس امام کو برطرف کرکے متقی عالم دین اور متبع سنت شخص کو امامت کے لئے تجویز کریں۔

كذا في البحر الرائق:

وَالْأَصْلُ أَنَّ مَنْ اعْتَقَدَ الْحَرَامَ حَلَالًا فَإِنْ كَانَ حَرَامًا لِغَيْرِهِ كَمَالِ الْغَيْرِ لَا يُكَفَّرُ. وَإِنْ كَانَ لِعَيْنِهِ فَإِنْ كَانَ دَلِيلُهُ قَطْعِيًّا كَفَرَ وَإِلَّا فَلَا. (۱)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

ومنها أن من اعتقد الحرام حلالا أو على القلب يكفر... وفي الاعتقاد هذا إذا كان حراما بعينه وهو يعتقده حلالا حتى يكون كفرا... وفيما إذا كان حراما لعينه إنما يكفر إذا كانت الحرمة قامت بدليل مقطوع به أما إذا كانت بأخبار الآحاد لا يكفر. (۲)

وكذا في مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:

إن من اعتقد الحلال حراما أو على القلب يكفر إذا كان حراما لعينه وثبتت حرمته بدليل قطعي أما إذا كان حراما لغيره بدليل قطعي أو حراما لعينه بخبر الآحاد لا يكفر إذا اعتقده حلالا. (۳)

وكذا في الهندية:

ومنها ما يتعلق بالحلال والحرام. (٤)

جو شخص سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو اس کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایسا شخص جو مریض ہے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کر سکتا ہے لیکن سجدہ کرنے پر قادر نہیں اور اس کے مقتدی سجدہ کر سکتے ہوں کیا ایسا شخص امام بن سکتا ہے؟

جواب: ایسا شخص جو کہ سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا اور اس کو امام بنانا درست نہیں، لہٰذا ایسے شخص کو امام

====================

(۱) كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ٥/ ٢٠٦، ط: رشيدية

(۲) كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني في ألفاظ الكفر ما يكون كفرا وما لا يكون إلخ، ٤/ ٣٨٣، ط: رشيدية

(۳) باب الحيض والنفاس والاستحاضة، ص١٣٨، ط: دار الكتب العلمية

(٤) كتاب البيوع، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب موجبات الكفر أنواع، ٢/ ٢٧٢، ط: رشيدية

بنایاجائے جواعذار سے پاک ہو۔

كذا في مراقي الفلاح:

وشروط صحة الإمام للرجال الأصحاح ستة أشياء... والسادس السلامة من الأعذار. (١)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَلَا يَصِحُّ اقْتِدَاءُ الصَّحِيحِ بِصَاحِبِ الْعُذْرِ الدَّائِمِ... وَلَا يَجُوزُ اقْتِدَاءُ مَنْ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ بِالْمُومِئِ عِنْد أَصْحَابِنَا الثَّلَاثَة. (٢)

وكذا في الدر المختار:

ولا قادر على ركوع وسجود بعاجز عنهما لبناء القوي على الضعيف. (٣)

وكذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ وَقَائِمٍ بِقَاعِدٍ) أَيْ قَائِمٍ رَاكِعٍ سَاجِدٍ أَوْ مُومٍ، وَهَذَا عِنْدَهُمَا خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ. وَقَيَّدَ الْقَاعِدَ بِكَوْنِهِ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ مُومِيًا لَمْ يَجُزْ اتِّفَاقًا. (٤)

وكذا في الدر مع الرد:

وَكَوْنُهُ مِثْلَهُ أَوْ دُونَهُ فِيهَا... (قَوْلُهُ وَكَوْنُهُ مِثْلَهُ أَوْ دُونَهُ فِيهَا) أَيْ فِي الْأَرْكَانِ... وَاحْتَرَزَ بِهِ عَنْ كَوْنِهِ أَقْوَى حَالًا مِنْهُ فِيهَا كَاقْتِدَاءِ الرَّاكِعِ وَالسَّاجِدِ بِالْمُومِئِ بِهِمَا ح. (٥)

وكذا في مجمع الأنهر:

وَالْقَائِمِ بِالْقَاعِدِ لِأَنَّهُ عَلَيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى آخِرِ صَلَاتِهِ قَاعِدًا وَالقَومُ خَلفَهُ قِيَامٌ خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ فِيهِمَا أَيْ فِي الْمَسْأَلَتَيْنِ الْأَخِيرَتَيْنِ... وَالثَّانِيَةُ: أَنَّ حَالَ الْقَائِمِ أَوْلَى؛ لِأَنَّهُ كَامِلٌ فَلَا يَجُوزُ اقْتِدَاؤُهُ بِالنَّاقِصِ. (٦)

====================

(١) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص٢٨٧، ط: دار الكتب العلمية

(٢) كتاب الصلاة، بيان شرائط جواز الاقتداء، ١/ ٣٥٠، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٧٩، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب إذا كانت اللثغة يسيرة، ١/ ٥٨٨، ط: سعيد

(٥) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب شروط الإمامة الكبرى، ١/ ٥٥١، ط: سعيد

(٦) كتاب الصلاة، فصل في الجماعة، ١/ ١٦٩، ط: الحبيبية

امام کو کن صفات کا حامل ہونا چاہئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کن صفات کے حامل انسان کو امام بنایا جائے؟

جواب: امامت ایک اہم منصب ہے، اس کی عظمت کا لحاظ رکھتے ہوئے شریعت مطہرہ نے امام کے اوصاف بتلائے ہیں، تاہم ان سارے اوصاف کا پایا جانا ضروری نہیں، بنیادی طور پر امام کا صحیح العقیدہ مسلمان ہونا اور قرآن پاک صحیح طریقے پر پڑھنے والا ہونا ضروری ہے، اس کے علاوہ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ امام متقی عالم دین ہو اگر عالم دین امام میسر نہ ہو تو کم از کم نماز کے اکثر مسائل کا جاننے والا ہو، جسمانی عیوب مثلا اپاہج وغیرہ نہ ہو، طہارت کا خیال رکھنے والا ہو، اور اسی طرح اعذار سے مامون ہو یعنی سلس البول و ریح یا کوئی اور دائمی بیماری نہ ہو۔

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَؤُمُّ القَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي القِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الهِجْرَةِ سَوَاءً، فَأَكْبَرُهُمْ سِنًّا، وَلَا يَؤُمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ. (١)

وكذا في مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:

وشروط صحة الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء الإسلام" وهو شرط عام... والبلوغ... والعقل... والذكورة... والقراءة" بحفظ آية تصح بها الصلاة على الخلاف "و" السادس "السلامة من الأعذار... كالرعاف" الدائم وانفلات الريح ولا يصح اقتداء من به انفلات ريح ممن به سلس بول لأنه ذو عذرين "والفأفأة" بتكرار الفاء "والتمتمة" بتكرار التاء فلا يتكلم إلا به "واللثغ" بالثاء المثلثة والتحريك وهو واللثغة بضم اللام وسكون الثاء تحرك اللسان من السين إلى الثاء ومن الراء إلى الغين ونحوه لا يكون إماما... و" السلامة من "فقد شرط كطهارة" فإن عدمها بحمل خبث"لا يعفى لا تصح إمامته لطاهر "و" كذا حكم "ستر عورة" لأن العاري لا يكون إماما لمستور. (٢)

==================

(١) أبواب الصلاة، باب من احق بالإمامة، ١/ ٥٥، ط: سعيد

(٢) باب الإمامة، ص٢٨٧ تا ٢٨٩، ط: دار الكتب العلمية

وكذا في البدائع:

فَالْحُرُّ أَوْلَى بِالْإِمَامَةِ مِنَ الْعَبْدِ، وَالتَّقِيُّ أَوْلَى مِنَ الْفَاسِقِ، وَالْبَصِيرُ أَوْلَى مِنَ الْأَعْمَى، وَوَلَدُ الرِّشْدَةِ أَوْلَى مِنْ وَلَدِ الزِّنَا، وَغَيْرُ الْأَعْرَابِيِّ مِنْ هَؤُلَاءِ أَوْلَى مِنَ الْأَعْرَابِيِّ لِمَا قُلْنَا، ثُمَّ أَفْضَلُ هَؤُلَاءِ أَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ وَأَفْضَلُهُمْ وَرَعًا وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى وَأَكْبَرُهُمْ سِنًّا، وَلَا شَكَّ أَنَّ هَذِهِ المَعَانِي إِذَا اجْتَمَعَتْ فِي إِنْسَانٍ كَانَ هُوَ أَوْلَى، لِمَا بَيَّنَّا أَنَّ بِنَاءَ أَمْرِ الْإِمَامَةِ عَلَى الْفَضِيلَةِ وَالْكَمَالِ، وَالْمُسْتَجْمَعُ فِيهِ هَذِهِ الْخِصَالُ مِنْ أَكْمَلِ النَّاسِ، أَمَّا الْعِلْمُ وَالْوَرَعُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فَظَاهِرٌ. وَأَمَّا كِبَرُ السِّنِّ فَلِأَنَّ مَنِ امْتَدَّ عُمْرُهُ فِي الْإِسْلَامِ كَانَ أَكْثَرَ طَاعَةً وَمُدَاوَمَةً عَلَى الْإِسْلَامِ. [1]

وكذا في الدر المختار:

وَالْأَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ الْأَعْلَمُ بِأَحْكَامِ الصَّلَاةِ فَقَطْ صِحَّةً وَفَسَادًا بِشَرْطِ اجْتِنَابِهِ لِلْفَوَاحِشِ الظَّاهِرَةِ، وَحِفْظِهِ قَدْرَ فَرْضٍ، وَقِيلَ وَاجِبٍ، وَقِيلَ سُنَّةٍ ثُمَّ الْأَحْسَنُ تِلَاوَةً وَتَجْوِيدًا لِلْقِرَاءَةِ، ثُمَّ الْأَوْرَعُ أَيِ الْأَكْثَرُ اتِّقَاءً لِلشُّبُهَاتِ. وَالتَّقْوَى: اتِّقَاءُ الْمُحَرَّمَاتِ (ثُمَّ الْأَسَنُّ) أَيِ الْأَقْدَمُ إِسْلَامًا، فَيُقَدَّمُ شَابٌّ عَلَى شَيْخٍ أَسْلَمَ، وَقَالُوا: يُقَدَّمُ الْأَقْدَمُ وَرَعًا. وَفِي النَّهْرِ عَنِ الزَّادِ: وَعَلَيْهِ يُقَاسُ سَائِرُ الْخِصَالِ، فَيُقَالُ: يُقَدَّمُ أَقْدَمُهُمْ عِلْمًا وَنَحْوَهُ، وَحِينَئِذٍ فَقَلَّمَا يُحْتَاجُ لِلْقُرْعَةِ ثُمَّ الْأَحْسَنُ خُلُقًا بِالضَّمِّ أُلْفَةً بِالنَّاسِ ثُمَّ الْأَحْسَنُ وَجْهًا أَيْ أَكْثَرُهُمْ تَهَجُّدًا؛ زَادَ فِي الزَّادِ: ثُمَّ أَصْبَحُهُمْ: أَيْ أَسْمَحُهُمْ وَجْهًا، ثُمَّ أَكْثَرُهُمْ حَسَبًا ثُمَّ الْأَشْرَفُ نَسَبًا زَادَ فِي الْبُرْهَانِ: ثُمَّ الْأَحْسَنُ صَوْتًا. وَفِي الْأَشْبَاهِ قُبَيْلَ ثَمَنِ الْمِثْلِ: ثُمَّ الْأَحْسَنُ زَوْجَةً. ثُمَّ الْأَكْثَرُ مَالًا، ثُمَّ الْأَكْثَرُ جَاهًا ثُمَّ الْأَنْظَفُ ثَوْبًا... فَإِنِ اسْتَوَوْا يُقْرَعُ بَيْنَ الْمُسْتَوِيَيْنِ أَوِ الْخِيَارُ إِلَى الْقَوْمِ. [2]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٦/ ٣٦، ٣٧، ط: ادارة الفاروق

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، امامت اور جماعت کے مسائل، ۱/ ۴۰۵، ط: قدیمی

کافر امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی ایک مدت تک مسجد کا امام رہا، بعد میں معلوم ہوا کہ

---

[1] كتاب الصلاة، فصل وأما بيان من هو أحق بالإمامة، ١/ ٣٨٨، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٥٧، ٥٥٨، ط: سعيد

مذکورہ امام کافر ہے (یعنی عقائد کے لحاظ سے) دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ طلب امر یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کالوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں احتیاطاً وہ نمازیں دوبارہ پڑھی جائیں جو اس امام کے پیچھے پڑھی گئی ہیں۔

كذا في الهندية:

رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا شَهْرًا ثُمَّ قَالَ: كُنْت مَجُوسِيًّا، فَإِنَّهُ يُجْبَرُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَلَا يُقْبَلُ قَوْلُهُ وَصَلَاتُهُمْ جَائِزَةٌ وَيُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيدًا وَكَذَا لَوْ قَالَ: صَلَّيْت بِكُمْ الْمُدَّةَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ وَهُوَ مَاجِنٌ لَا يُقْبَلُ قَوْلُهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ وَاحْتُمِلَ أَنَّهُ قَالَ عَلَى وَجْهِ التَّوَرُّعِ وَالِاحْتِيَاطِ أَعَادُوا صَلَاتَهُمْ وَكَذَا إذَا قَالَ كَانَ فِي ثَوْبِي قَذَرٌ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ، وَكَذَا إذَا بَانَ أَنَّ الْإِمَامَ كَافِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ أَوْ امْرَأَةٌ أَوْ خُنْثَى أَو أُنثَى أَو خَلِّي بِغَيرِ إِحرَامٍ أَو مُحدِثًا أَو جُنُبًا، هَكَذَا فِي التَّبْيِين. [1]

وكذا في خلاصة الفتاوى:

رجل أم قوما شهرا ثم قال كنت مجوسيا فإنه يجبر على الإسلام ولا يقبل قوله وصلاة القوم جائزة ويضرب ضربا شديدا... والاحتياط أعادوا صلاتهم. [2]

وكذا في قاضي خان: كتاب الصلاة، فصل فيمن يصح اقتداء فيمن لا يصح، ١/ ٤٥، ط: اشرفيه

قاتل کے پیچھے نماز پڑھنے کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر بالفرض ایک پیش امام نے کسی آدمی کو قتل کیا ہو تو آیا اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

جواب: واضح رہے کہ قاتل امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر نیکو اور گناہ گار شخص کے پیچھے نماز پڑھو، البتہ اگر قاتل نے اپنے گناہ سے توبہ کر لی ہو تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے، ورنہ مکروہ ہے، اور ایسے امام کی اقتداء کرنا تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

[1] كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ١/ ٨٧، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء، ١/ ١٤٥، ١٤٦، ط: رشيدية

كذا في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا بَيَانُ مَنْ يَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ فِي الْجُمْلَةِ فَهُوَ كُلُّ عَاقِلٍ مُسْلِمٍ حَتَّى تَجُوزَ إمَامَةُ الْعَبْدِ وَالْأَعْرَابِيِّ وَالْأَعْمَى وَوَلَدِ الزِّنَا وَالْفَاسِقِ، وَهَذَا قَوْلُ الْعَامَّةِ. وَلَنَا مَا رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: صَلُّوا خَلْفَ مَنْ قَالَ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ، وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ. (١)

وكذا في الهندية:

ولو صلى خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لا ينال مثل ما ينال خلف تقي كذا في الخلاصة. (٢)

وكذا في الدر المختار:

(ويكره) تنزيها (إمامة عبد)... (وأعرابي) ومثله تركمان... (وفاسق وأعمى) ونحوه.

وفي الشامية:

(قَوْلُهُ وَيُكْرَهُ تَنْزِيهًا إلَخْ) لِقَوْلِهِ فِي الْأَصْلِ: إمَامَةُ غَيْرِهِمْ أَحَبُّ إلَيَّ بَحْرٌ عَنْ الْمُجْتَبَى وَالْمِعْرَاجِ، ثُمَّ قَالَ: فَيُكْرَهُ لَهُمْ التَّقَدُّمُ؛ وَيُكْرَهُ الِاقْتِدَاءُ بِهِمْ تَنْزِيهًا؛ فَإِنْ أَمْكَنَ الصَّلَاةُ خَلْفَ غَيْرِهِمْ فَهُوَ أَفْضَلُ وَإِلَّا فَالِاقْتِدَاءُ أَوْلَى مِنْ الِانْفِرَادِ. (٣)

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ۳/ ۸٦، ۸۷، ۱۵۲، ط: دار الاشاعت

اسکول میں پڑھانے والے معلم کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایسا شخص جو اسکول وکالج میں استاد ہو انگلش وغیرہ اسباق پڑھاتا ہو، اور احکام شرعیہ سے واقف ہو یعنی عالم ہو اسے امام بنانا کیسا ہے اور اگر وہ شخص اس نیت سے اسکول وکالج میں پڑھاتا ہو کہ وہاں کے بچوں کی اچھی اور دینی تربیت کر سکے تو اس صورت میں اس کو امام بنانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی اور مانع نہ ہو تو ایسے شخص کی امامت میں شرعا کوئی حرج نہیں ہے، البتہ امامت کے لئے متقی اور عالم باعمل کا

==================

(١) كتاب الصلاة، فصل وأما بيان من يصلح للإمامة، ١/ ٣٨٦، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إمام لغيره، ١/ ٨٤، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٥٩، ط: سعيد

انتخاب ہونا چاہئے۔مذکورہ شخص کو امام بنانا ٹھیک ہے،ان کا وہاں بچوں کی فکری و دینی تربیت کا عزم لے کر جانا مزید لائق ستائش ہے۔

كذا في التنوير:

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

والأعلم أحق بالإمامة ثم الأقرأ. (۲)

وكذا في الشامية: كتاب الصلاة، مطلب البدعة خمسة أقسام، ۱/ ۵٦۲، ط: سعيد

تیمّم اور مسح کرنے والے کی امامت وضو کرنے والوں کو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ تیمم متوضی کی امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح پٹی وغیرہ پر مسح کرنے والا عضو کو دھونے والے کی امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: تیمّم والا شخص وضو والے کی امامت کرا سکتا ہے، اسی طرح پٹی پر مسح کرنے والا شخص عضو دھونے والے کی امامت کرا سکتا ہے۔

كذا في الهندية:

ويجوز أن يؤم المتيمم المتوضئين عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله.

وفيه أيضا:

ويجوز اقتداء الغاسل بماسح الخف والماسح على الجبيرة. (۳)

وكذا في الدر المختار:

وصح اقتداء متوضئ لا ماء معه بمتيمم... وغاسل بماسح ولو على جبيرة. (٤)

====================

(۱) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۵۵۷، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ٦۰۷، ٦۰۸، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ۱/ ۸٤، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۵۸۸، ط: سعيد

وكذا في غنية المستملي:

أما اقتداء المتوضئ بالمتيمم فيجوز خلافا لمحمد رحمه الله. (۱)

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ۳/ ۲٦٥، ط: سعيد

کسی تجارت یا حقیر پیشے کو ذریعہ معاش بنانے والے کی امامت کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص اپنے ذریعہ آمدن کے لئے کوئی پیشہ یعنی تجارت وغیرہ اختیار کرلے تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے، اور اگر ایسا پیشہ اختیار کرے جو معاشرے میں گھٹیا سمجھا جاتا ہو مثلاً موچی یا نائی کا پیشہ تو اس کی امامت کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: اگر کوئی شخص فریضہ امامت کے ساتھ کوئی جائز ذریعہ معاش اختیار کرے تو یہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے، اس سے امامت پر کوئی فرق نہیں پڑتا، البتہ امام مسجد کو ایسا پیشہ اختیار کرنے سے حتی الامکان احتراز کرنا چاہئے جسے معاشرہ میں حقیر سمجھا جاتا ہو۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنِ المِقْدَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ». (۲)

وكذا في الهندية:

الأولى بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة هكذا في المضمرات. (۳)

وكذا في تنوير الأبصار:

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة. (٤)

وكذا في البحر:

والأعلم أحق بالإمامة ثم الأقرأ. (٥)

==================

(۱) فصل في الإمامة، ص٤٦٤، ط: نعمانيه

(۲) كتاب البيوع، باب كسب الرجل عمله بيديه، ۱/ ۱۷۸، ط: قديمي

(۳) الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة، ۱/ ۸۳، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ٥٥٧، ط: سعيد

(٥) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ٦٠٧، ٦٠٨، ط: رشيدية

وکذا في التاتارخانية:

والعالم بالسنة أولى بالتقديم إذا كان يجتنب الفواحش الظاهرة وإن كان غيره أورع سنة. [١]

وكذا في كفایت المفتی: كتاب الصلاة، الفصل الرابع فيما يتعلق بإمامة المحترف المتهم، ٤/ ٢٥٢، ط: ادارۃ الفاروق

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، الفصل الرابع في إمامة المحترف والمتهم، ٦/ ٢٧٠، ط: ادارۃ الفاروق

فاسد العقیدہ امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص ایسے فاسد العقیدہ امام کے پیچھے کئی سال تک نماز پڑھتا رہا جس کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ اولیاء اللہ وغیرہ کو شریک مانتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہیں مانتا ہے اور عالم الغیب مانتا ہے اور اس فاسد العقیدہ امام کا عقیدہ بالکل مشرکانہ ہے لیکن اس شخص کو پہلے اس امام کے بارے میں معلوم نہیں تھا کہ یہ امام اس طرح کے عقیدہ والا ہے بعد میں کسی کے ذریعے یا خود امام نے اپنے بارے میں کہا کہ میرا یہ عقیدہ ہے جو ما قبل میں گزرا، اب سوال یہ ہے کہ اس مقتدی کی (جو صحیح العقیدہ ہے) وہ نمازیں ادا ہوئیں جو اس فاسد العقیدہ امام کی اقتداء میں ادا کیں؟ اگر ادا نہیں ہوئیں تو ان نمازوں کی قضاء کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں حقیقت معلوم ہونے پر ان تمام نمازوں کا احتیاطا اعادہ کرلے جو اس فاسد العقیدہ امام کے پیچھے ادا کی گئی ہیں، اور ان نمازوں کا اندازے سے حساب لگا کر قضاء کرے۔

كذا في بدائع الصنائع:

والصحيح أنه إن كان هوى يكفره لا تجوز. [٢]

وكذا في الدر المختار:

وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها... فلا يصح اقتداء أصلا. [٣]

وكذا في البحر الرائق:

وأما المبتدع، فهو صاحب البدعة... بأن لا تكون بدعته تكفره، فإن كانت تكفره، فالصلاة خلفه لاتجوز. [٤]

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٩٢، ١٣٨، ط: دار الاشاعت

---

[١] كتاب الصلاة، أما الكلام مر في بيان من هو أحق بالإمامة، ١/ ٦٠٠، ط: ادارة القرآن

[٢] كتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل وأما بيان من يصلح للإمامة، ١/ ٣٧٨، ط: رشيدية

[٣] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٦١، ٥٦٢، ط: سعيد

[٤] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١١، ط: رشيدية

لواطت کرنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنے اور میل جول رکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی آدمی لواطت کرتا ہو اور اپنی زبان سے اقرار بھی کرتا ہو تو ایسے شخص کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا کیسا ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: جب کوئی آدمی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو اور اس کا اقرار بھی کرتا ہو تو اسے اس گناہ سے باز رہنے اور توبہ کرنے کی تلقین کرتے رہنا چاہئے اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے تو دینی مصلحت کی خاطر اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا ترک کر دیں، کیونکہ یہ آدمی فاسق ہے، ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا چاہئے، اگر ایسا آدمی امام ہو تو اس کو منصب امامت سے معزول کرکے کسی دیندار شخص کو امام بنانا چاہئے۔

كذا في الدر المختار:

(وَيُكْرَهُ) تَنْزِيهًا (إمَامَةُ عَبْدٍ) وَلَوْ معتقا قهُسْتَانِيٌّ عَنْ الْخُلَاصَةِ، وَلَعَلَّهُ لِمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ تَقَدُّمِ الْحُرِّ الْأَصْلِيِّ، إذْ الْكَرَاهَةُ تَنْزِيهِيَّةٌ فَتَنَبَّهْ (وَأَعْرَابِيٌّ)... (وَفَاسِقٌ وَأَعْمَى)

وتحته في الشامية: (وفاسق) من الفسق والخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك إلخ. (۱)

وكذا في فتح القدير:

ويكره تقديم العبد والأعرابي (والفاسق) لأنه لا يهتم لأمر دينه وفي حاشيته وقال مالك لا تجوز الصلاة لأنه ظهر منه حياته في الأمور الدينية لا يؤتمن في أعلم الأمور إلخ. (۲)

وكذا في الهندية:

وتجوز إمامة الأعرابي والأعمى والعبد وولد الزنا والفاسق إلا أنها تكره هكذا في المتون إلخ. (۳)

وكذا في مرقاة المفاتيح:

قَالَ الْخَطَّابِيُّ: رُخِّصَ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَغْضَبَ عَلَى أَخِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ لِقِلَّتِهِ، وَلَا يَجُوزُ فَوْقَهَا إِلَّا إِذَا كَانَ الْهِجْرَانُ

---

(۱) كتاب الصلاة، الفصل في الإمامة، ۲/ ۳۵۵، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۳٦۰، ط: دار الكتب العلمية

(۳) الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ۱/ ۸۵، ط: رشيدية

فِي حَقٍّ مِنْ حُقُوقِ اللهِ تَعَالَى، فَيَجُوزُ فَوْقَ ذَلِكَ. وَفِي حَاشِيَةِ السُّيُوطِيِّ عَلَى الْمُوَطَّأِ، قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: هَذَا مَخْصُوصٌ بِحَدِيثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَرَفِيقَيْهِ، حَيْثُ أَمَرَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ بِهَجْرِهِمْ، يَعْنِي زِيَادَةً عَلَى ثَلَاثٍ إِلَى أَنْ بَلَغَ خَمْسِينَ يَوْمًا. قَالَ: وَأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ مَنْ خَافَ مِنْ مُكَالَمَةِ أَحَدٍ وَصِلَتِهِ مَا يُفْسِدُ عَلَيْهِ دِينَهُ أَوْ يُدْخِلَ مَضَرَّةً فِي دُنْيَاهُ يَجُوزُ لَهُ مُجَانَبَتُهُ وَبُعْدُهُ، وَرُبَّ صَرْمٍ جَمِيلٍ خَيْرٌ مِنْ مُخَالَطَةٍ تُؤْذِيهِ. وَفِي النِّهَايَةِ: يُرِيدُ بِهِ الْهَجْرَ ضِدَّ الْوَصْلِ، يَعْنِي فِيمَا يَكُونُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ عَتْبٍ وَمَوْجِدَةٍ، أَوْ تَقْصِيرٍ يَقَعُ فِي حُقُوقِ الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ دُونَ مَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ فِي جَانِبِ الدِّينِ، فَإِنَّ هِجْرَةَ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ وَاجِبَةٌ عَلَى مَرِّ الْأَوْقَاتِ مَا لَمْ يَظْهَرْ مِنْهُ التَّوْبَةُ وَالرُّجُوعُ إِلَى الْحَقِّ، فَإِنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَافَ عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَأَصْحَابِهِ النِّفَاقَ حِينَ تَخَلَّفُوا عَنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَمَرَ بِهِجْرَانِهِمْ خَمْسِينَ يَوْمًا. (١)

وكذا في كفايت المفتی: الفصل السادس فيما يتعلق بعزال الإمام، ٤/ ٢٦٧، ط: ادارة الفاروق

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: فصل استحقاق امامت، ٣/ ١٥٣، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوی عثمانی: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٣٩٨، ط: معارف القرآن

لنگڑے شخص کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ لنگڑا شخص جو اچھی طرح کھڑے ہو کر نماز ادا نہ کر سکتا ہو اور مقتدی کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہوں تو ایسا لنگڑا شخص امام بن سکتا ہے؟

جواب: ایسا سالم الاعضاء شخص جو نماز پڑھا سکتا ہو اس کی موجودگی میں لنگڑے شخص کو امام بنانا خلاف اولی ہے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

وَكَذَا تُكْرَهُ خَلْفَ أَمْرَدَ وَسَفِيهٍ وَمَفْلُوجٍ، وَأَبْرَصَ شَاعَ بَرَصُهُ... (قَوْلُهُ وَمَفْلُوجٍ وَأَبْرَصَ شَاعَ بَرَصُهُ) وَكَذَلِكَ أَعْرَجُ يَقُومُ بِبَعْضِ قَدَمِهِ، فَالِاقْتِدَاءُ بِغَيْرِهِ أَوْلَى. (٢)

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٣/ ١٠٧، ط: دار الاشاعت

===================

(١) الفصل الأول باب ما ينهى عنه من التهاجر إلخ، ٩/ ٢٦٢، ط: امداديه

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٦٢، ط: رشيدية

وكذا في احسن الفتاوى: باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٢٦٩، ط: سعيد

وكذا في كتاب المسائل للمنصور پوري: باب، امامت وجماعت کے احکام، ۱/ ۴۱۲، ط: قدیمی

امام کا ٹوپی پہن کر بغیر عمامہ کے نماز پڑھانا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ امام کا مسنون عمامہ پہن کر نماز پڑھانے کا کیا حکم ہے؟ بعض لوگ اس کا التزام کرتے ہیں کہ امام کے لئے عمامہ پہننا ضروری ہے بغیر عمامہ کے نماز پڑھانا مکروہ ہے، کیاان لوگوں کا یہ قول درست ہے؟ اگر امام ٹوپی پہن کر نماز پڑھائے تو نماز درست ہو جائے گی؟ نماز میں کچھ کراہت تو نہ ہوگی؟

جواب: عمامہ پہن کر نماز پڑھانا مستحب ہے لیکن بغیر عمامہ کے ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھانا بھی درست ہے، اس سے نماز میں کسی قسم کی کراہت نہیں آئے گی، جولوگ کہتے ہیں کہ بغیر عمامہ کے نماز پڑھانا مکروہ ہے ان کی یہ بات درست نہیں ہے۔

كذا في البحر الرائق:

والمستحب أن يصلي في ثلاثة أثواب: قميص وإزار وعمامة. [١]

وكذا في الهندية:

والمستحب أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب: قميص وإزار وعمامة، أما لو صلى في ثوب واحد متوشحا تجوز صلاته من غير كراهة. [٢]

وكذا في حلبي كبيري:

والمستحب أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب: قميص وإزار وعمامة، أما لو صلى في ثوب واحد متوشحا به جميع بدنه كإزار الميت تجوز صلاته من غير كراهة. [٣]

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ١/ ٢٠٩، ط: دار الاشاعت

وكذا في كفايت المفتي: باب الإمامة، ٤/ ١٣٧، ط: ادارة الفاروق

[١] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٦٨، ط: رشيدية

[٢] كتاب الصلاة، باب في شروط الصلاة، ١/ ٥٩، ط: رشيدية

[٣] فصل فروع في الستر، ص١٩٠، ط: نعمانيه

جو شخص مسجد کے چندے کے پیسے کھاتا ہو اس کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جو شخص مسجد کے چندے کے پیسے کھاتا ہو اس کی امامت درست ہے؟ اور وہ ان پیسوں کے کھانے کو حلال کہتا ہو کہ جو رقم میرے پاس آئی ہے وہ میری ملکیت ہے، میں مرضی سے جہاں خرچ کرنا چاہوں کر سکتا ہوں، چاہوں تو مسجد میں لگاؤں یا اپنی ضروریات میں جبکہ امام مسجد کی تنخواہ مقرر ہے اور کمیٹی والے ادا کرتے ہیں، کیا اس شخص کو امامت سے معزول کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جو شخص مسجد کے چندے کے پیسے خود کھاجاتا ہو اور ان کو اپنی ملکیت سمجھ کر حلال سمجھتا ہو ایسا شخص فاسق ہے، ایسے شخص کو معزول کر کے کسی متقی، امانت دار عالم شخص کو امام منتخب کرنا چاہئے، ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے۔

كذا في الشامية.

(قوله فاسق) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك. [١]

وكذا في بدائع الصنائع:

وذلك مكروه... ولأن الإمامة أمانة عظيمة ولا يتحملها الفاسق لأنه لا يؤدي الأمانة على وجهها. [٢]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَكُرِهَ إِمَامَةُ الْعَبْدِ وَالْأَعْرَابِيِّ وَالْفاسق وَالْمُبْتَدِعِ وَالْأَعْمَى وَوَلَدِ الزِّنَا) بَيَانٌ لِلشَّيْئَيْنِ الصِّحَّةِ وَالْكَرَاهَةِ... وَالْفَاسِقُ لَا يَهْتَمُّ لِأَمْرِ دِينِهِ. [٣]

وكذا في مجمع الأنهر:

وتكره تنزيها إمامة العبد... والفاسق أي الخارج عن طاعة الله تعالى بارتكاب كبيرة لأنه لا يهم بأمر دينه. [٤]

وكذا في الطحطاوي على الدر: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٢٤٣، ط: رشيدية

---

[١] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٦٠، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، بيان من يصلح للإمامة، ١/ ٣٨٦، ٣٨٧، ط: رشيدية

[٣] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٠، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، فصل الجماعة، ١/ ١٦٢، ١٦٣، ط: الحبيبية

وكذا في كتاب المسائل: باب الإمامة، ١/ ٤٠٨، ط: قديمي

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: باب الإمامة، ٣/ ١٢٧، ط: دار الاشاعت

اثنا عشریہ کے عقیدے والے کی اقتداء میں نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ شیعہ رافضی جو اثنا عشریہ کے عقائد والا ہو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور کسی نے اقتداء کی ہو تو کیا اس کی نماز واجب الاعادہ ہوگی یا نہیں؟

جواب: شیعہ رافضی کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے پڑھی ہو تو وہ واجب الاعادہ ہے۔

كذا في الهندية:

قال المرغيناني تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن. [1]

وكذا في البحر الرائق:

وَفِي الْأَصْلِ الِاقْتِدَاءُ بِأَهْلِ الْأَهْوَاءِ جَائِزٌ إلَّا الْجَهْمِيَّةَ وَالْقَدَرِيَّةَ وَالرَّوَافِضَ الْغَالِي وَمَنْ يَقُولُ بِخَلْقِ الْقُرْآنِ وَالْخَطَّابِيَّةَ وَالْمُشَبِّهَةَ وَجُمْلَتُهُ أَنَّ مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ قِبْلَتِنَا وَلَمْ يَغْلُ فِي هَوَاهُ حَتَّى يُحْكَمَ بِكُفْرِهِ تَجُوزُ الصَّلَاةُ خَلْفَهُ وَتُكْرَهُ. [2]

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وإذا ظهر حدث امامه) وكذا كل مفسد في رأي مقتد (بطلت فيلزم إعادتها) لتضمنها صلاة المؤتم حجة وفسادا (كما يلزم الإمام أخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب أو فاقد شرط أو ركن. [3]

وكذا في كبيري:

ويكره تقديم المبتدع يتعرف أيضا لأنه فاسق من حيث الاعتقاد وهو أشد من الفسق من حيث العمر إلا أن الفاسق من حيث العمل يعترف بأنه فاسق ويخاف يستغفر، بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا

====================

[1] كتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة، ١/ ٨٤، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١١، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٩١، ط: سعيد

علی خلاف ما یعتقده أهل السنة والجماعة. [۱]

وکذا في فتاوی عثمانی: کتاب الصلاۃ، باب امامت کا حکم، ۱/ ۳۹۷، ط: معارف القرآن

وکذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: باب الإمامة، ۳/ ۱۳٤، ط: دار الاشاعت

اللہ تعالی کے لئے جسم ماننا اور اس رسول کو ایک تصور کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جس شخص کا یہ قول ہو کہ معراج کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اور اللہ کا جسم ایک ہو گیا تھا اور ایسے اشعار کہتا ہو یا کہنے والے کا ساتھ دیتا ہو:

جیڑا ایک نو دو آکھے او کافر تے مشرک ہے　　　ہک ہے، ہک ہے، ہک ہے

کیا یہ قول صحیح ہے؟ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کو امامت سے معزول کر دینا چاہئے؟

جواب: اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی جسم سے پاک ہیں، اور جو شخص اللہ تعالی کے لئے مخلوق کے جسم کی طرح جسم مانے وہ کافر ہے، اور اگر جسم تو مانے لیکن یہ کہے کہ جسم تو ہے "کما یلیق بشأنه" مخلوق کے جسم سے مشابہ نہ کہے تو وہ بدعتی ہے۔

اسی طرح اہلسنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج کرائی گئی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالی سے ملاقات ہوئی ہے لیکن اس کی کیفیت اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں، لیکن اہلسنت والجماعت میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ معراج کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اور اللہ کا جسم ایک ہو گیا تھا، یہ قول امت کے اجماعی عقیدے کے سراسر خلاف اور بدعت ہے، بلکہ یہ عقیدہ نصاری کے قول "ان الله ثالث ثلاثة" کے مشابہ ہے، یعنی عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ (اللہ، حضرت عیسی اور حضرت مریم) ان تین میں سے ایک ہے، اور اللہ ان تینوں کے مجموعہ کا نام ہے، لہذا اس قول کا کہنے والا اور اس کا ساتھ دینے والا دونوں بدعتی ہیں، بلکہ اس قول سے کفر کا بھی اندیشہ ہے لہذا ایسے بدعتی شخص کو امام بنانا درست نہیں، اس کو حکمت ومصلحت کے ساتھ امامت سے ہٹانا چاہئے کہ فتنہ بھی نہ ہو اور لوگوں کی نمازیں بھی خراب نہ ہوں۔

کذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَمُبْتَدِعٌ) أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ وَهِيَ اعْتِقَادُ خِلَافِ الْمَعْرُوفِ عَنْ الرَّسُولِ لَا بِمُعَانَدَةٍ بَلْ بِنَوْعِ شُبْهَةٍ... (وَإِنْ) أَنْكَرَ بَعْضَ مَا عُلِمَ مِنْ الدِّينِ ضَرُورَةً (كَفَرَ بِهَا) كَقَوْلِهِ: إنَّ اللَّهَ تَعَالَى جِسْمٌ كَالْأَجْسَامِ... (فَلَا يَصِحُّ

==================

[۱] فصل في الإمامة، ص۴٤۳، ط: نعمانیه

الإقْتِدَاءُ بِهِ أَصْلًا) فَلْيُحْفَظْ.

وفي الشامية: (قَوْلُهُ وَهِيَ اعْتِقَادُ إلَخ)... وَلَا يَخْفَى أَنَّ الِاعْتِقَادَ يَشْمَلُ مَا كَانَ مَعَهُ عَمَلٌ أَوْ لَا، فَإِنَّ مَنْ تَدَيَّنَ بِعَمَلٍ لَا بُدَّ أَنْ يَعْتَقِدَهُ كَمَسْحِ الشِّيعَةِ عَلَى الرِّجْلَيْنِ وَإِنْكَارِهِمْ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَذَلِكَ، وَحِينَئِذٍ فَيُسَاوِي تَعْرِيفَ الشُّمُنِّيِّ لَهَا بِأَنَّهَا مَا أُحْدِثَ عَلَى خِلَافِ الْحَقِّ الْمُتَلَقَّى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مِنْ عِلْمٍ أَوْ عَمَلٍ أَوْ حَالٍ بِنَوْعِ شُبْهَةٍ وَاسْتِحْسَانٍ، وَجُعِلَ دِينًا قَوِيمًا وَصِرَاطًا مُسْتَقِيمًا... (قَوْلُهُ كَقَوْلِهِ جِسْمٌ كَالْأَجْسَامِ) وَكَذَا لَوْ لَمْ يَقُلْ كَالْأَجْسَامِ، وَأَمَّا لَوْ قَالَ لَا كَالْأَجْسَامِ فَلَا يَكْفُرُ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ إلَّا إطْلَاقُ لَفْظِ الْجِسْمِ الْمُوهِمِ لِلنَّقْصِ فَرَفَعَهُ بِقَوْلِهِ لَا كَالْأَجْسَامِ، فَلَمْ يَبْقَ إلَّا مُجَرَّدَ الْإِطْلَاقِ وَذَلِكَ مَعْصِيَةٌ. [1]

وكذا في البحر الرائق:

(وكره إمامة العبد... والمبتدع)... وَأَمَّا الْمُبْتَدِعُ فَهُوَ صَاحِبُ الْبِدْعَةِ وَهِيَ كَمَا فِي الْمُغْرِبِ اسْمٌ مِنْ ابْتَدَعَ الْأَمْرَ إذَا ابْتَدَأَهُ وَأَحْدَثَهُ كَالرِّفْقَةِ مِنْ الِارْتِفَاقِ... ثُمَّ غَلَبَتْ عَلَى مَا هُوَ زِيَادَةٌ فِي الدِّينِ أَوْ نُقْصَانٌ مِنْهُ اهـ. وَعَرَّفَهَا الشُّمُنِّيُّ بِأَنَّهَا مَا أُحْدِثَ عَلَى خِلَافِ الْحَقِّ... وَأَطْلَقَ الْمُصَنِّفُ فِي الْمُبْتَدِعِ فَشَمِلَ كُلَّ مُبْتَدِعٍ هُوَ مِنْ أَهْلِ قِبْلَتِنَا وَقَيَّدَهُ فِي الْمُحِيطِ وَالْخُلَاصَةِ وَالْمُجْتَبَى وَغَيْرِهَا بِأَنْ لَا تَكُونَ بِدْعَتُهُ تُكَفِّرُهُ، فَإِنْ كَانَتْ تُكَفِّرُهُ فَالصَّلَاةُ خَلْفَهُ لَا تَجُوزُ... وَالْمُشَبِّهُ إنْ قَالَ إنَّ لِلَّهِ يَدًا أَوْ رِجْلًا كَمَا لِلْعِبَادِ فَهُوَ كَافِرٌ، وَإِنْ قَالَ إنَّهُ جِسْمٌ لَا كَالْأَجْسَامِ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ. [2]

وكذا بدائع الصنائع:

وَإِمَامَةُ صَاحِبِ الْهَوَى وَالْبِدْعَةِ مَكْرُوهَةٌ، نَصَّ عَلَيْهِ أَبُو يُوسُفَ فِي الْأَمَالِي فَقَالَ: أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ صَاحِبَ هَوًى وَبِدْعَةٍ؛ لِأَنَّ النَّاسَ لَا يَرْغَبُونَ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَهُ، وَهَلْ تَجُوزُ الصَّلَاةُ خَلْفَهُ؟ قَالَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا: إنَّ الصَّلَاةَ خَلْفَ الْمُبْتَدِعِ لَا تَجُوزُ، وَذُكِرَ فِي الْمُنْتَقَى رِوَايَةٌ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى الصَّلَاةَ خَلْفَ الْمُبْتَدِعِ، وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ إنْ كَانَ هَوًى يُكَفِّرُهُ لَا تَجُوزُ، وَإِنْ كَانَ لَا يُكَفِّرُهُ تَجُوزُ مَعَ الْكَرَاهَةِ. [3]

---

[1] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٥٩ تا ٥٦١، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٠، ٦١١، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب صلاة الجماعة، ١/ ٣٨٧، ط: رشيدية

وكذا في الهندية:

قَالَ الْمُرْغِينَانِيُّ تَجُوزُ الصَّلَاةُ خَلْفَ صَاحِبِ هَوًى وَبِدْعَةٍ... وَحَاصِلُهُ إِنْ كَانَ هَوًى لَا يَكْفُرُ بِهِ صَاحِبُهُ تَجُوزُ الصَّلَاةُ خَلْفَهُ مَعَ الْكَرَاهَةِ وَإِلَّا فَلَا. (۱)

وكذا في فتاوی عثمانی: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۳۹٦، ط: معارف القرآن

جس شخص کے گھر کی عورتیں بدکردار ہوں اس کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جس شخص کے گھر کی خواتین بیوی، بیٹی وغیرہ بد چلن ہوں، پردہ نہ کرتی ہوں یا حرامکاری میں مبتلا ہوں، ایسے شخص کو امام بنانا کیسا ہے؟ کیا گھر کی خواتین کی حرامکاری کی وجہ سے امام کو معزول کیا جاسکتا ہے؟

جواب: حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسلم: «أَلا كُلُّكُمْ راعٍ وكلُّكُمْ مسؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ... وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مسؤولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أهل بَيْتِ زَوْجِهَا وولدِهِ وَهِي مسؤولةٌ عَنْهُمْ إلخ. (۲)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا... مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا، اور عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آدمی اپنے گھر کا نگران ہے، اور قیامت کے دن اس سے اس کے گھر والوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا لہٰذا آدمی کو گھر کا نگران ہونے کی حیثیت سے چاہئے کہ وہ گھر کے افراد کی دیکھ بھال کرے، بالخصوص جب اس کے گھر کی خواتین بیوی، بیٹی وغیرہ بد کردار اور بد چلن ہوں تو انہیں تنبیہ کرے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہوئے انہیں بری خصلتوں سے روکے، اگر اس کے روکنے کے باوجود اس کے گھر کے افراد بدکاریوں سے باز نہ آئیں تو یہ شخص بری الذمہ ہے، قرآن میں ارشاد ہے:

(۱) الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من يصلح إماما لغيره، ۱/ ۸٤، ط: رشيدية

(۲) صحيح البخاري: كتاب الأحكام، باب قول الله (أطيعوا الله وأطيعوا الرسول) ۲/ ۱۰۵۷، ط: قديمي

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى. (سورة الأنعام الآية: ١٦٤)

کہ کوئی بھی کسی دوسرے کے گناہوں کے بوجھ کو نہیں اٹھائے گا۔

لہٰذا ایسا شخص جو خود متقی وپرہیزگار ہو اور گھر والوں کی بدکاریوں پر راضی نہ ہو بلکہ انہیں امر بالمعروف کرتا رہتا ہو اس کی امامت درست ہے، گھر کی خواتین کی حرامکاریوں کی وجہ سے اسے معزول کرنا درست نہیں۔

لیکن اگر کوئی شخص اپنے گھر والوں کی ایسی بدکاریوں پر رضامند اور خوش ہے اور انہیں منع نہیں کرتا تو یہ آدمی فاسق وفاجر ہے، ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں، مسجد کی انتظامیہ کو چاہئے کہ اس کو حکمت اور مصلحت سے سمجھائیں اور پھر بھی وہ اپنی بات پر مصر ہو اور گھر والوں کی اصلاح نہ کرے تو انتظامیہ پر لازم ہے کہ اس کو معزول کردیں۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

ويكره إمامة عبد... وفاسق) (قوله وفاسق) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك. [1]

ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعا فلا يعظم بتقديمه للإمامة.

وكذا في حاشية الطحطاوي:

قوله: "ولذا كره إمامة الفاسق... والمراد الفاسق بالجارحة لا بالعقيدة... والفسق لغة خروج عن الاستقامة وهو معنى قولهم خروج الشيء عن الشيء على وجه الفساد وشرعا خروج عن طاعة الله تعالى بارتكاب كبيرة.

وكذا في مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:

وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق إلخ. [2]

وكذا في البحر الرائق: باب الإمامة، ١/ ٦١٠، ط: رشيدية

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: ٣/ ١٠٣، ١٠٤، ط: دار الاشاعت

وكذا في كفايت المفتي: باب الإمامة، ٤/ ١٩٩، ط: ادارة الفاروق

====================

[1] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٥٩، ٥٦٠، ط: سعيد

[2] باب الإمامة، ص٣٠٢، ٣٠٣، ط: رشيدية

اپنی بیٹی کا نکاح نہ کرانے والے کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کے گھر میں اس کی جوان بیٹی بغیر نکاح کے بیٹھی ہو اور وہ شخص جان بوجھ کر یا مناسب رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے اس کا نکاح نہ کرائے تو کیا اسے امام بنایا جا سکتا ہے؟ اور اگر ایسا شخص امام ہو تو کیا اس کو امامت سے معزول کر دینا چاہئے؟

جواب: جس شخص کے گھر میں جوان بیٹی موجود ہو، اسے چاہئے کہ دیندار رشتہ ملنے پر اپنی بیٹی کی فوراً شادی کرا دے، بلاوجہ اس میں تاخیر سے کئی قسم کے فتنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر یہ خود اپنی اولاد سے ظلم کے مترادف ہے، اس لئے جان بوجھ کر نکاح نہ کرانا شرعاً کسی طرح درست نہیں اور یہ شخص گنہگار ہے، تاہم صرف اس جہالت کی وجہ سے اس کو شرعاً امامت کے لئے نااہل قرار نہیں دیا جا سکتا ہے، اس لئے اگر کوئی اور وجہ نہ ہو تو اس شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے۔

كذا في شعب الإيمان:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنِ اسْمَهُ وَأَدَبَهُ فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَإِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ إِثْمًا فَإِنَّمَا إثمه على أبيه. (١)

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کا بچہ پیدا ہو تو وہ اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے، جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کرائے، بچہ بالغ ہو جائے اور باپ اس کی شادی نہ کرائے اور وہ گناہ (زنا وغیرہ) میں مبتلا ہو گیا تو اس کا گناہ اس کے باپ کو بھی ہوگا۔

وفيه أيضا:

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوبٌ: مَنْ بَلَغَتِ ابْنَتُهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَأَصَابَتْ إِثْمًا فَإِثْمُ ذَلِكَ عَلَيْهِ. (٢)

حضرت عمر بن خطاب اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تورات میں لکھا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ سال کی ہو جائے اور وہ اس کی شادی نہ کرائے اور بچی گناہ (زنا) میں مبتلا ہو گئی تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہوگا۔

==================

(١) كتاب حسن الخلق، باب حقوق الأولاد والأهلين، ١١/ ١٣٧، رقم: ٨٢٩٩، ط: الرشد

(٢) كتاب حسن الخلق، باب حقوق الأولاد والأهلين، ١١/ ١٣٩، رقم: ٨٣٠٣، ط: الرشد

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا الصَّلَاةُ إِذَا أَتَتْ وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفُوًا. (۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزوں کو مؤخر نہ کرنا، ایک نماز جب اس کا وقت آجائے، دوسرا جنازہ جب وہ حاضر ہو اور تیسرا بے نکاحی عورت جب اس کا کفو مل جائے (تو اس کی شادی کرادو)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کی اولاد (بچہ ہو یا بچی) جب بالغ ہو جائے تو اس کا جلد از جلد نکاح کر دیا جائے، بلا وجہ اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: باب الإمامة، ۳/ ۱۵٦، ط: دار الاشاعت

گانے سننے والے کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی امام مسجد گانے سنتا ہو یا فلمیں دیکھتا ہو تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ کسی بھی مسلمان کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے مکمل تحقیق کرنا شرعاً ضروری ہے محض سنی سنائی بات پر کسی کے بارے میں بدگمانی کرنا درست نہیں، اس سے اجتناب کرنا چاہئے تاہم تحقیق یا مشاہدہ سے کسی کا قصداً گانے سننا یا فلمیں دیکھنا ثابت ہو جائے اور توبہ نہ کی ہو تو ایسا شخص فاسق ہوگا، ایسے شخص کو اپنے اختیار سے امام بنانا درست نہیں۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَيُكْرَهُ... إِمَامَةُ عَبْدٍ... وَأَعْرَابِيٍّ... وَفَاسِقٌ)... (قَوْلُهُ وَفَاسِقٌ) مِنْ الْفِسْقِ: وَهُوَ الْخُرُوجُ عَنْ الِاسْتِقَامَةِ، وَلَعَلَّ الْمُرَادَ بِهِ مَنْ يَرْتَكِبُ الْكَبَائِرَ كَشَارِبِ الْخَمْرِ، وَالزَّانِي وَآكِلِ الرِّبَا وَنَحْوِ ذَلِكَ... وَأَمَّا الْفَاسِقُ فَقَدْ عَلَّلُوا كَرَاهَةَ تَقْدِيمِهِ بِأَنَّهُ لَا يَهْتَمُّ لِأَمْرِ دِينِهِ، وَبِأَنَّ فِي تَقْدِيمِهِ لِلْإِمَامَةِ تَعْظِيمَهُ، وَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِمْ إِهَانَتُهُ شَرْعًا... بَلْ مَشَى فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ عَلَى أَنَّ كَرَاهَةَ تَقْدِيمِهِ كَرَاهَةُ تَحْرِيمٍ لِمَا ذَكَرْنَا. (۲)

وكذا في حلبي كبيري:

ومن كراهة تقديم الفاسق على ما يأتي أن العالم أولى بالتقديم إذا كان يجتنب الفواحش، وإن كان غيره

(۱) كتاب الصلاة، باب باب ما جاء في الوقت الأول من الفصل، ۱/ ٤٣، ط: قديمي

(۲) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ۱/ ٥٥٩، ٥٦٠، ط: سعيد

أورع منه ذكره في المحيط.[1]

وكذا في تبيين الحقائق:

(وَكُرِهَ إِمَامَةُ الْعَبْدِ)... (وَالْأَعْرَابِيِّ)... (وَالْفَاسِقِ) لِأَنَّهُ لَا يَهْتَمُّ لِأَمْرِ دِينِهِ؛ وَلِأَنَّ فِي تَقْدِيمِهِ لِلْإِمَامَةِ تَعْظِيمَهُ وَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِمْ إِهَانَتُهُ شَرْعًا.[2]

وكذا في مجمع الأنهر:

(وَتُكْرَهُ إِمَامَةُ الْعَبْدِ)... (وَالْأَعْرَابِيِّ)... (وَالْأَعْمَى)... (وَالْفَاسِقِ) أَيْ الْخَارِجِ عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى بِارْتِكَابِ كَبِيرَةٍ؛ لِأَنَّهُ لَا يُهِمُّ بِأَمْرِ دِينِهِ وَكَذَا إِمَامَةُ التَّمَّامِ وَالْمُرَائِي وَالْمُتَصَنِّعِ وَشَارِبِ الْخَمْرِ.[3]

وكذا في الهندية:

وَتَجُوزُ إِمَامَةُ الْأَعْرَابِيِّ وَالْأَعْمَى وَالْعَبْدِ، وَوَلَدِ الزِّنَا وَالْفَاسِقِ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ إِلَّا أَنَّهَا تُكْرَهُ. هَكَذَا فِي الْمُتُونِ.[4]

محراب خارجِ مسجد ہے یا داخلِ مسجد/ اور اس میں کھڑے ہو کر امامت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل عام طور پر محراب کو مسجد میں شامل سمجھا جاتا ہے، اگر محراب مسجد میں شامل ہو تو کیا اس صورت میں بھی امام محراب میں کھڑا نہیں ہو سکتا؟ اگر محراب میں کھڑا ہو کر جماعت کرائے تو کیا مکروہ ہوگا؟

جواب: محراب تو داخلِ مسجد ہے مگر اس کے باوجود امام کو اس طرح کھڑا ہونا چاہئے کہ اس کا پورا پیر محراب سے خارج ہو یا کچھ حصہ محراب سے خارج ہو اور اگر امام داخلِ محراب کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تب بھی نماز کراہیت کے ساتھ ادا ہو جائے گی۔

كذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ قِيَامُ الْإِمَامِ وَحْدَهُ فِي الطَّاقِ وَهُوَ الْمِحْرَابُ وَلَا يُكْرَهُ سُجُودُهُ فِيهِ إِذَا كَانَ قَائِمًا خَارِجَ الْمِحْرَابِ هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ، وَإِذَا ضَاقَ الْمَسْجِدُ بِمَنْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَقُومَ فِي الطَّاقِ. كَذَا فِي الْفَتَاوَى الْبُرْهَانِيَّةِ.[5]

---

[1] كتاب الصلاة، فصل في الإمامة، ص٤٤٢، ط: نعمانيه

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٣٤٥، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، فصل الجماعة للسنة مؤكدة وأولى الناس بالإمامة أعلمهم، ١/ ١٦١، ط: الحبيبية

[4] كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، ١/ ٨٥، ط: رشيدية

[5] كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة ما لا يكره، ١/ ١٠٨، ط: رشيدية

وكذا في البحر الرائق:

إِذَا ضَاقَ الْمَسْجِدُ بِمَنْ خَلْفَ الْإِمَامِ عَلَى الْقَوْمِ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ فِي الطَّاقِ لِأَنَّهُ تَعَذَّرَ الْأَمْرُ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَضِقِ الْمَسْجِدُ بِمَنْ خَلْفَ الْإِمَامِ لَا يَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يَقُومَ فِي الطَّاقِ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ تَبَايُنَ الْمَكَانَيْنِ اهـ. يَعْنِي: وَحَقِيقَةُ اخْتِلَافِ الْمَكَانِ تَمْنَعُ الْجَوَازَ فَشُبْهَةُ الِاخْتِلَافِ تُوجِبُ الْكَرَاهَةَ وَهُوَ وَإِنْ كَانَ الْمِحْرَابُ مِنَ الْمَسْجِدِ. (١)

وكذا في الشامية:

أَيْ لِأَنَّ الْمِحْرَابَ إِنَّمَا بُنِيَ عَلَامَةً لِمَحَلِّ قِيَامِ الْإِمَامِ لِيَكُونَ قِيَامُهُ وَسْطَ الصَّفِّ كَمَا هُوَ السُّنَّةُ، لَا لِأَنْ يَقُومَ فِي دَاخِلِهِ، فَهُوَ وَإِنْ كَانَ مِنْ بِقَاعِ الْمَسْجِدِ لَكِنْ أَشْبَهَ مَكَانًا آخَرَ فَأَوْرَثَ الْكَرَاهَةَ. (٢)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الوقف، باب أحكام المسجد، ١٤/ ٤٥٠، ط: جامعه فاروقيه

وكذا في فتاوی رحیمیہ: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ٥/ ١٥١، ط: دار الاشاعت

صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا کیسا ہے؟ کیا اس سے ثواب میں کمی آئے گی؟

جواب: صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے اس کی وجہ سے نماز کے ثواب میں کسی قسم کی کمی نہیں آئے گی۔

كذا في صحيح البخاري:

وقال الحسن كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة. (٣)

وفيه أيضا:

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: «يَسْتَعِينُ الرَّجُلُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ جَسَدِهِ بِمَا شَاءَ» وَوَضَعَ أَبُو إِسْحَاقَ: «قَلَنْسُوَتَهُ فِي الصَّلَاةِ وَرَفَعَهَا». (٤)

====================

(١) كتاب الصلاة، باب ما يفسد في الصلاة، ٢/ ٤٦، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، ١/ ٦٤٦، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب السجود على الثوب، ١/ ٥٦، ط: قديمي

(٤) كتاب التهجد، باب استعانة اليد في الصلاة، ١/ ١٥٩، ط: قديمي

وكذا في خلاصة الفتاوى:

والمستحب أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب قميص وإزار وعمامة أما لو صلى في ثوب واحد متوشحا به جميع بدنه كإزار الميت يجوز صلاته من غير كراهة. [1]

وكذا في البحر الرائق:

والمستحب أن يصلي في ثلاثة أثواب قميص وإزار وعمامة. [2]

داڑھی منڈے اور مسنون مقدار سے کم کرنے والے کی اقتداء میں نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جب امام نماز پڑھائے تو کیا یہ ضروری ہے کہ ٹوپی اور ایک مشت ڈاڑھی ہو، مقتدی کی داڑھی لمبی (ایک مشت) ہو اور امام کی داڑھی کم ہو (یعنی سنت داڑھی سے کم) ہو تو کیا وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر حافظِ قرآن جس کی داڑھی سنت کے مطابق نہ ہو، مسجد میں ہو اور دوسرے غیر حافظ جن کی داڑھی لمبی (سنت کے مطابق) ہو تو امامت کا حق دار کون ہے۔ اگر ایک آدمی کی داڑھی چھوٹی (غیر مسنون) ہو اور وہ غیر حافظ ہو لیکن قرآن کی قرات تجوید کے ساتھ جانتا ہو اور اس کے برعکس دوسرا آدمی لمبی داڑھی (مسنون) والا تجوید سے نماز کی قرات نہ جانتا ہو اور الفاظ بھی صحیح ادا نہ کر سکتا ہو تو اس صورت میں کون امامت کا مستحق ہے؟

ہماری اس نماز کی جگہ پر ہم عشاء کی نماز کے فوراً بعد حدیث پڑھ کر سناتے ہیں اور لوگ سو فیصد اس میں شریک ہو کر حدیث سن لیتے ہیں، بعض لوگ یہ کہتے ہیں یہ غلط ہے آپ کو یہ حدیث سنانے کا عمل سنتوں اور وتر کے بعد کرنا چاہئے اس صورت میں صرف امام مقتدی ہی حدیث سن سکیں گے۔ حدیث کا پڑھنا فرض کے بعد اور سنتوں سے پہلے کیا یہ سنت کے خلاف ہے؟

صورت مسئولہ میں اس بات کی وضاحت مطلوبہ ہے کہ جن کی داڑھی نہیں ہے یا داڑھی سنت کے مطابق نہیں ہے ان کے معاملات (کاروباری/ معاشرتی) صاف ہیں اور حرام سے حد درجہ بچنے کی کوشش کرتے ہیں، مزید یہ کہ ان کی قرات بھی درست ہے اور مقتدیوں میں بعض ایسے بھی ہیں جن کی داڑھی تو سنت کے مطابق ہے لیکن قرات واضح نہیں اور حرام سے بچنے کا بھی کوئی خاص اہتمام نہیں ہے۔ اب اس صورت میں نماز پڑھانے کے لئے کس کو آگے کیا جائے؟ آیا صرف داڑھی والے کو یا معاملات کی درستگی والے کو؟

جواب: (ا) نماز پڑھانے کے لئے داڑھی کا ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز مکروہ ہوگی۔ اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول سر ڈھک کر نماز پڑھنے کا تھا اس لئے ٹوپی موجود ہو اور محض از راہ سستی بغیر ٹوپی کے نماز پڑھی جائے تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

===================

[1] كتاب الصلاة، فصل في ستر العورة، ١/ ٧٣، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٦٨، ط: رشيدية

(٢، ٣) امام اگر داڑھی کاٹتا ہو تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے سوال نمبر (٢) میں مذکورہ صورت کے مطابق مقتدی جو کہ غیر حافظ ہیں اگر مسائل ضروریہ سے واقف ہوں تو امامت کے حقدار وہی ہوں گے۔

(٤) شرعی داڑھی والا مستحق امامت ہوگا جبکہ وہ قرات ایسی کر سکتا ہو کہ جس سے نماز ہو جاتی ہے۔

(٥) درس حدیث سنتوں اور وتر سے پہلے بھی کر سکتے ہیں اور بعد میں بھی۔ تاہم مقتدیوں پر کسی طرح بوجھ بنتا ہو یا کوئی اور شرعی عذر ہو تو سنتوں اور وتر کے بعد درس حدیث دینا چاہئے۔

(٦) ان دونوں قسم کے لوگوں کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ایسے شخص کو مستقل طور پر منصب امامت حوالہ کرنا شرعا درست نہیں ہے، بلکہ کسی متبع شریعت امام کا انتظام کرنا چاہئے، جب تک کوئی متبع شریعت مستقل امام میسر نہ ہو اس وقت تک ایسے باشرع شخص سے امامت کرائی جائے جو قرآن درست پڑھنا جانتا ہو، اگر کوئی بھی درست قرآن پڑھنے والا امام موجود نہ ہو تو اسی داڑھی منڈے کی اقتداء درست ہے۔

كذا في صحيح مسلم:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بشروا ولا تنفروا يسروا ولا تعسروا. [1]

وكذا في الهندية:

تكره الصلاة حاسرا رأسه إذا كان يجد العمامة وقد فعل ذلك تكاسلا أو تهاونا بالصلاة. [2]

وكذا في الدر المختار:

وأما الأخذ وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة وفخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم. [3]

وفيه أيضا:

(والأحق بالإمامة)... الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. [4]

وكذا في البحر: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٠٧، ط: رشيدية

==================

[1] كتاب الجهاد، باب تأمير الإمام، ٢/ ٨٢، ط: قديمي

[2] الفصل الثاني، ١/ ١١٨، ط: قديمي

[3] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصوم وما يفسد، ٢/ ٤١٨، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٥٧، ط: سعيد

وكذا في كبيري: كتاب الصلاة، فصل في الإمامة، ص٤٤٢، ط: نعمانيه

وكذا في البناية:

قوله عليه الصلاة والسلامصلوا خلف كل بر وفاجر. (١)

نفل پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کچھ لوگ مل کر نفل نماز باجماعت ادا کر رہے ہوں اور ایک شخص آ کر ان کے ساتھ وقتی نماز کی نیت سے شامل ہو جائے تو کیا اس شخص کی وقتی نماز نفل پڑھنے والوں کے پیچھے درست ہوگی یا واجب الاعادہ ہوگی؟

جواب: نفل نماز جماعت کے ساتھ علی سبیل التداعی پڑھنا مکروہ ہے، اگر علی سبیل التداعی نہ ہو تو جائز ہے لیکن نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہوگی، اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کو دوبارہ وہ فرض نماز ادا کرنا ضروری ہے۔

كذا في الهندية:

التطوع بالجماعة إذا كان على سبيل التداعي يكره. (٢)

وكذا في الدر المختار:

وتطوع على سبيل التداعي مكروهة. (٣)

وكذا في الشامية:

(قوله على سبيل التداعي) بأن يقتدي أربعة فأكثر بواحد. (٤)

وكذا في البحر الرائق:

وأصل هذا أن التطوع بالجماعة إذا كان على سبيل التداعي يكره في الأصل للصدر الشهيد. (٥)

===================

(١) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٢/ ٣٩٠، ط: حقانيه

(٢) كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الأول في الجماعة، ١/ ٨٣، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٥٢، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٥٣، ط: سعيد

(٥) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٠٤، ط: رشيدية

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ وَمُفْتَرِضٍ بِمُتَنَفِّلٍ وَبِمُفْتَرِضٍ آخَرَ) أَيْ وَفَسَدَ اقْتِدَاءُ الْمُفْتَرِضِ بِإِمَامٍ مُتَنَفِّلٍ أَوْ بِإِمَامٍ يُصَلِّي فَرْضًا غَيْرَ فَرْضِ الْمُقْتَدِي؛ لِأَنَّ الِاقْتِدَاءَ بِنَاءٌ، وَوَصْفُ الْفَرْضِيَّةِ مَعْدُومٌ فِي حَقِّ الْإِمَامِ فِي الْأُولَى وَهُوَ مُشَارَكَةٌ وَمُوَافَقَةٌ فَلَا بُدَّ مِنْ الِاتِّحَادِ وَهُوَ مَعْدُومٌ فِي الثَّانِيَةِ. [1]

وكذا في الهداية:

(ولا يصلي المفترض خلف المتنفل) لأن الاقتداء بناء ووصف الفرضية معدوم في حق الإمام فلا يتحقق البناء على المعدوم. [2]

وكذا في التاتارخانية:

ولا اقتداء المفترض بالمتنفل ويصح اقتداء المتنفل بالمفترض وفي جامع الجوامع وإن لم يقرأ في الأخريين، وقال الشافعي يصح الاقتداء في جميع ذلك. [3]

وكذا في فتاوى محموديہ: كتاب الصلاة، باب السنن والنفل، الفصل الخامس في صلاة النفل بالجماعة، ۷/ ۲٤۲، ط: فاروقيه

غیر مقلد امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ غیر مقلد امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غیر مقلد اگر متشدد اور متعصب نہ ہو اور نواقض وضو اور مفسدات صلاۃ میں حنفی مذہب کی رعایت کرکے نماز پڑھاتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے، اگر وہ حنفی مذہب کی رعایت نہیں کرتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں، اور جس کے متعلق رعایت وعدم رعایت کا علم نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

كذا في رد المحتار:

أن الحاصل: أنه إن علم الاحتياط منه في مذهبنا، فلا كراهة في الاقتداء، وإن علم عدمه، فلا صحة،

---

[1] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ٦۳۱، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۱۲۹، ط: رحمانيه

[3] كتاب الصلاة، الفصل السادس، ۱/ ٤٤۹، ط: قديمي

وإن لم يعلم شيئا كره. [۱]

وكذا في الخانية:

وأما الاقتداء بشفعوي المذهب قالوا لا بأس به إذا لم يكن متعصبا... وأن يكون متوضئا من الخارج النجس من غير السبيلين ولا يتوضأ بالماء القليل الذي وقعت فيه النجاسة. [۲]

وكذا في التاتارخانية:

وأما الصلاة خلف شافعي المذهب، ذكره شيخ الإسلام: إن كان منهم من يميل من القبلة، أو احتجم ولم يتوضأ، أو خرج منه شيء من غير السبيلين ولم يتوضأ، أو أصاب ثوبه من أكثر قدر الدرهم ولم يغسله، لاتجوز. [۳]

وكذا في البحر الرائق:

فَصَارَ الْحَاصِلُ أَنَّ الِاقْتِدَاءَ بِالشَّافِعِيِّ عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ الْأَوَّلُ أَنْ يَعْلَمَ مِنْهُ الِاحْتِيَاطَ فِي مَذْهَبِ الْحَنَفِيِّ فَلَا كَرَاهَةَ فِي الِاقْتِدَاءِ بِهِ الثَّانِي أَنْ يَعْلَمَ مِنْهُ عَدَمَهُ فَلَا صِحَّةَ... الثَّالِثُ أَنْ لَا يَعْلَمَ شَيْئًا فَالْكَرَاهَةُ. [٤]

وكذا في فتاوی محمودیه: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٦/ ٣٨٠، ط: فاروقيه

وكذا في احسن الفتاوی: باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٢٨٢، ط: سعيد

وكذا في كتاب الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٢/ ٣٠٨، ط: زمزم

ولد الزنا کی اذان اور امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ولد الزنا کا اذان دینا اور نماز پڑھانا کیسا ہے؟

جواب: ولد الزنا اذان دے سکتا ہے، ولد الزنا کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، اگر ولد الزنا خود صالح وعالم ہو اور فسق وفجور سے بچتا ہو

====================

(۱) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ٧، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، فصل فيمن يصح الاقتداء وفيمن لا يصح، ١/ ٤٤، ط: اشرفيه

(۳) كتاب الصلاة، الفصل السادس في بيان من هو أحق بالإمامة، ١/ ٤٣٧، ط: قديمي

(٤) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ٨١، ٨٢، ط: رشيدية

اور قراءت صحیح پڑھتا ہو اور لوگوں کی نظر میں حقیر نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔

كذا في الشامية:

ويجوز بلا كراهة أذان صبي مراهق وعبد ولا يحل إلا بإذن كأجير خاص وأعمى وولد الزنا وأعرابي إنما يستحق صوب المؤذنين إذا كان عالما بالسنة. [1]

وكذا في الهندية:

ويجوز أذان العبد والقروي وأهل المفازة وولد الزنا والأعمى ومن يؤذن في بعض الصلاة إلخ. [2]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَوَلَدُ الزِّنَا) إذْ لَيْسَ لَهُ أَبٌ يُرَبِّيهِ وَيُؤَدِّبُهُ وَيُعَلِّمُهُ فَيَغْلِبُ عَلَيْهِ الْجَهْلُ بَحْرٌ، أَوْ لِنُفْرَةِ النَّاسِ عَنْهُ (قَوْلُهُ هَذَا) أَيْ مَا ذُكِرَ مِنْ كَرَاهَةِ إمَامَةِ الْمَذْكُورِينَ (قَوْلُهُ إنْ وُجِدَ غَيْرُهُمْ) أَيْ مَنْ هُوَ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ مِنْهُمْ (قَوْلُهُ بَحْرٌ بَحْثًا) قَدْ عَلِمْت أَنَّهُ مُوَافِقٌ لِلْمَنْقُولِ عَنْ الِاخْتِيَارِ وَغَيْرِهِ (قَوْلُهُ نَالَ فَضْلَ الْجَمَاعَةِ) أَفَادَ أَنَّ الصَّلَاةَ خَلْفَهُمَا أَوْلَى مِنْ الِانْفِرَادِ، لَكِنْ لَا يَنَالُ كَمَا يَنَالُ خَلْفَ تَقِيٍّ وَرَعٍ. [3]

وكذا في البحر الرائق:

وولد الزنا إذا كان أفضل القوم فلا كراهة إذا لم يكونا محتقرين بين الناس لعدم العلة للكراهة. [4]

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ١٤٢، ط: دار الاشاعت

وكذا في قاموس الفقه: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٢/ ٢١٩، ط: زمزم

یتیموں کا مال کھانے والے کی امامت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ یتیموں کا مال کھانے والے کو امام بنانا کیسا ہے؟

===================

[1] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٩٢، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٦٠، ط: قديمي

[3] كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الإمامة، ١/ ٥٦٢، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٠، ط: رشيدية

جواب: یتیموں کا مال کھانا ظلم ہے، اور قرآن کریم واحادیث مبارکہ میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں ایسا شخص فاسق ہے، اور اس کی امامت مکروہ ہے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى. (قوله وفاسق) من الفسق وهو الخروج من الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك. [1]

وكذا في البحر الرائق:

قوله وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع والأعمى وولد الزنا، ومن السنة حديث ''صلوا خلف كل بر وفاجر'' وإن ابن عمر رضي الله عنه كان يصلي خلف الحجاج وكفى به فاسقا كما قاله الشافعي رحمه الله، وقال المصنف: إنه أفسق أهل زمانه... والفاسق لا يهتم لأمر دينه. [2]

وكذا في تبيين الحقائق:

وكره إمامة العبد والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه ولأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا. [3]

وكذا في الهداية:

ويكره تقديم العبد والأعرابي والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه. [4]

وكذا في مجمع الأنهر:

وتكره إمامة العبد والأعرابي والأعمى والفاسق أي الخارج عن طاعة الله تعالى بارتكاب كبيرة لأنه لا يهم لأمر دينه. [5]

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٥٩، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٠، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب الإمامة والحدث في الصلاة، ١/ ٣٤٥، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ١٢٤، ط: رحمانيه

[5] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ١٦٣، ط: الحبيبية

شافعی امام کے پیچھے حنفی مقتدی کی نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ شافعی امام جب فجر میں قنوت پڑھے تو اس صورت میں حنفی مقتدی کے لئے کیا حکم ہے، پڑھے یا خاموش رہے؟

جواب: شافعی امام جب فجر میں قنوت پڑھے تو حنفی مقتدی کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ ہاتھ چھوڑ کر خاموش کھڑا رہے اور پھر جب امام سجدے میں جائے تو اس کے ساتھ سجدے میں چلا جائے۔

كذا في الشامية:

وَلَوْ زَادَ تَابِعُهُ إِلَى سِتَّةَ عَشَرَ (وفي الشامية) (قَوْلُهُ: وَلَوْ زَادَ تَابِعُهُ إِلَخْ) لِأَنَّهُ تَبَعٌ لِإِمَامِهِ فَتَجِبُ عَلَيْهِ مُتَابَعَتُهُ وَتَرْكُ رَأْيِهِ بِرَأْيِ الْإِمَامِ لِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ» فَمَا لَمْ يَظْهَرْ خَطَؤُهُ بِيَقِينٍ كَانَ اتِّبَاعُهُ وَاجِبًا وَلَا يَظْهَرُ الْخَطَأُ فِي الْمُجْتَهَدَاتِ فَأَمَّا إذَا خَرَجَ عَنْ أَقْوَالِ الصَّحَابَةِ فَقَدْ ظَهَرَ خَطَؤُهُ بِيَقِينٍ فَلَا يَلْزَمُهُ اتِّبَاعُهُ وَلِهَذَا لَوْ اقْتَدَى بِمَنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوعِ أَوْ بِمَنْ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ أَوْ بِمَنْ يَرَى تَكْبِيرَاتِ الْجِنَازَةِ خَمْسًا لَا يُتَابِعُهُ لِظُهُورِ خَطَئِهِ بِيَقِينٍ لِأَنَّ ذَلِكَ كُلَّهُ مَنْسُوخٌ. [1]

وكذا في بدائع الصنائع:

لو اقتدى بمن يرفع يديه عند الركوع ورفع الرأس منه أو بمن يقنت في الفجر أو بمن يرى خمس تكبيرات في صلاة الجنازة لا يتابعه لظهور خطئه بيقين لأن ذلك كله منسوخ. [2]

وكذا في الهندية:

إن قنت الإمام في صلاة الفجر يسكن من خلفه كذا في الهداية ويقف قائما وهو الصحيح. [3]

وكذا في الهداية:

فإن قنت الإمام في صلاة الفجر يسكت من خلفه. [4]

---

[1] كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب أمر الخليفة لا يبقى بعد موته، ٢/ ١٧٢، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٢١، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ١/ ١٢٤، ط: قديمي

[4] كتاب الصلاة، باب الوتر، ١/ ١٥٠، ط: رحمانيه

وكذا في آپ کا مسائل اور ان کا حل: كتاب الصلاة، مسائل مقتدی، ۳/ ۲۴۷، ط: لدھیانوی

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٦/ ٣٧٠، ٣٧١، ط: فاروقيه

فاسق کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ فاسق کی تعریف اور اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: فاسق وہ شخص ہے جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو، نیک اور صالح شخص کی موجودگی میں فاسق کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، ایسے شخص کو از خود امام بنانے والے گنہگار ہوں گے۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَفَاسِقٌ) مِنْ الْفِسْقِ: وَهُوَ الْخُرُوجُ عَنْ الِاسْتِقَامَةِ، وَلَعَلَّ الْمُرَادَ بِهِ مَنْ يَرْتَكِبُ الْكَبَائِرَ كَشَارِبِ الْخَمْرِ، وَالزَّانِي وَآكِلِ الرِّبَا وَنَحْوِ ذَلِكَ... وَأَمَّا الْفَاسِقُ فَقَدْ عَلَّلُوا كَرَاهَةَ تَقْدِيمِهِ بِأَنَّهُ لَا يَهْتَمُّ لِأَمْرِ دِينِهِ، وَبِأَنَّ فِي تَقْدِيمِهِ لِلْإِمَامَةِ تَعْظِيمَهُ، وَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِمْ إهَانَتُهُ شَرْعًا، وَلَا يَخْفَى أَنَّهُ إذَا كَانَ أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهِ لَا تَزُولُ الْعِلَّةُ، فَإِنَّهُ لَا يُؤْمَنُ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ بِغَيْرِ طَهَارَةٍ فَهُوَ كَالْمُبْتَدِعِ... بَلْ مَشَى فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ عَلَى أَنَّ كَرَاهَةَ تَقْدِيمِهِ كَرَاهَةُ تَحْرِيمٍ لِمَا ذَكَرْنَا. (١)

وكذا في بدائع الصنائع:

ولأن الإمامة أمانة عظيمة فلا يتحملها الفاسق لأنه لا يؤدي الأمانة على وجهها. (٢)

وكذا في حاشية الطحطاوي:

(قوله وفاسق) لأنه لأمر دينه بحر. والمراد الفاسق بجارحة... وتكره إمامته ولو في جمعة لوجود المندوحة بالانتقام إلى أيام أخر فيها لأن المفتى به جواز تعددها قاله أبو السعود. (٣)

وكذا في حلبي كبيري:

وفيه إشارة إلى أنهم قدموا فاسقا يأثمون بناء على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بأمور دينه

===================

(١) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٢/ ٣٥٥، ٣٥٦، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، بيان من يصلح للإمامة، ١/ ٣٨٧، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٢٤٣، ط: رشيدية

وتساهله في الإتيان بلوازمه. [١]

وكذا في البزازية: كتاب الصلاة، الخامس عشر في الإمامة والاقتداء، ١/ ٥١، ط: قديمي

وكذا في الهندية: كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الثالث، ١/ ٩٣، ط: قديمي

وكذا في البحر: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٠، ٦١١، ط: رشيدية

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ١/ ٤٠٨، ط: قديمی

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٦/ ٩٥، ط: فاروقيه

خصی آدمی کی امامت کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ خصی آدمی کی امامت شرعا درست ہے یا نہیں؟

جواب: خصی آدمی کی امامت مکروہ تنزیہی ہے البتہ اگر اس سے زیادہ دیندار پابند شریعت آدمی میسر نہ ہو تو اس کی امامت بلا کراہت درست ہے۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَكَذَا تُكْرَهُ خَلْفَ أَمْرَدَ) الظَّاهِرُ أَنَّهَا تَنْزِيهِيَّةٌ... (قَوْلُهُ وَسَفِيهٍ)... (قَوْلُهُ وَمَفْلُوجٍ وَأَبْرَصَ شَاعَ بَرَصُهُ) وَكَذَلِكَ أَعْرَجُ يَقُومُ بِبَعْضِ قَدَمِهِ، فَالِاقْتِدَاءُ بِغَيْرِهِ أَوْلَى تَتَارْخَانِيَّةٌ، وَكَذَا أَجْذَمُ بُرْجُنْدِيٌّ، وَمَجْبُوبٌ وَحَاقِنٌ، وَمَنْ لَهُ يَدٌ وَاحِدَةٌ فَتَاوَى الصُّوفِيَّةِ عَنْ التُّحْفَةِ. [٢]

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٦/ ٣٤، ط: فاروقيه

وكذا في احسن الفتاوی: باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٢٨٦، ط: سید احمد شہید

وكذا في مسائل رفعت قاسمی: مسائل امامت، ٢/ ٥٠، ط: سید احمد شہید

سر اور داڑھی پر خضاب لگانے والے کی امامت کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ سر اور داڑھی کو خضاب لگانے والے شخص کی

==================

[١] كتاب الصلاة، فصل في الإمامة، / ٤٤٢، ط: نعمانيه

[٢] كتاب الصلاة، مطلب في إمامة الأمرد، ١/ ٥٦٢، ط: سعيد

امامت کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: سر اور داڑھی کو خالص سیاہ خضاب لگانے والے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر کوئی شخص خالص سیاہ خضاب کے علاوہ کوئی اور رنگ کا خضاب لگائے تو اس کی اقتداء میں نماز بلا کراہت درست ہے۔

كذا في الشامية:

ومذهبنا استحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة بصفرة أو حمرة وتحريم خضابه بالسواد على الأصح لقوله عليه السلام ''غيروا هذا الشيب واجتنبوا السواد''.[1]

وفيه أيضا:

أما فاسق فقد عللو كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا إلى أن قال فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تحريم لما في ذكرنا.[2]

وكذا في الهندية:

وَأَمَّا الْخِضَابُ بِالسَّوَادِ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مِنْ الْغُزَاةِ لِيَكُونَ أَهْيَبَ فِي عَيْنِ الْعَدُوِّ فَهُوَ مَحْمُودٌ مِنْهُ، اتَّفَقَ عَلَيْهِ الْمَشَايِخُ رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ لِيُزَيِّنَ نَفْسَهُ لِلنِّسَاءِ وَلِيُحَبِّبَ نَفْسَهُ إلَيْهِنَّ فَذَلِكَ مَكْرُوهٌ وَعَلَيْهِ عَامَّةُ الْمَشَايِخِ وَبَعْضُهُمْ جَوَّزَ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - أَنَّهُ قَالَ كَمَا يُعْجِبُنِي أَنْ تَتَزَيَّنَ لِي يُعْجِبُهَا أَنْ أَتَزَيَّنَ لَهَا كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ.[3]

وكذا في التاتارخانية:

ويكره أن يكون الإمام فاسقا ويكره للرجال أن يصلوا خلفه.[4]

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٤٠٩، ط: قديمي

===================

[1] كتاب الصلاة، مسائل شتى، ٦/ ٧٥٦، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٦٠، ط: سعيد

[3] كتاب الكراهية، الباب العشرون في الزينة واتخاذ الخادم للخدمة، ٥/ ٣٥٩، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، الفصل السادس الكلام في بيان من هو أحق، ١/ ٦٠٣، ط:

وكذا في كتاب الفتاوى: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ٢/ ٢٤٨، ط: زمزم

اگر امام نے فجر کی نماز نہ پڑھی ہو تو ظہر کی نماز پڑھا سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر امام نے فجر کی نماز نہ پڑھی ہو تو ظہر کی نماز پڑھا سکتا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ امام اگر صاحبِ ترتیب ہے تو پھر ظہر کی نماز اس وقت تک نہیں پڑھا سکتا کہ جب تک فجر کی نماز نہ پڑھ لے، اور اگر صاحب ترتیب نہیں ہے تو پھر پڑھا سکتا ہے۔

كذا في غنية المستملي:

لو صلى فرضا ذاكرا أن عليه فائتة قبله فسد فرضه فسادا موقوفا عند أبي حنيفة وباتا عندهما. [١]

وكذا في ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر:

الترتيب بين الفائتة والوقتية... شرط فلو صلى فرضا ذاكرا فائتة فسد فرضه موقوفا عنده وعندهما باتا فلو قضاها قبل أداء ست بطلت فرضية ما صلى وإلا صحت عنده لا عندهما. [٢]

وكذا في البحر الرائق:

التَّرْتِيبُ بَيْنَ الْفَائِتَةِ وَالْوَقْتِيَّةِ... وَاجِبٌ عِنْدَنَا يَفُوتُ الْجَوَازُ بِفَوْتِهِ فَهُوَ شَرْطٌ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي الْمُحِيطِ لَكِنَّهُ لَيْسَ بِشَرْطٍ حَقِيقَةً لِأَنَّ بِتَرْكِهِ لَا تَفُوتُ الصِّحَّةُ أَصْلًا بَلْ الْأَمْرُ مَوْقُوفٌ. [٣]

وكذا في الجوهرة النيرة:

الترتيب بين الفوائت وفرض الوقت عندنا شرط مستحق. [٤]

وفيه أيضا: باب قضاء الفوائت، ١/ ١٢٢، ١٢٣، ط: حقانيه

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٢/ ٣٢٤، ط: زمزم

====================

[١] كتاب الصلاة، فصل في قضاء الفوائت، ص٤٥٦، ط: نعمانيه

[٢] كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ١/ ٢١٤، ٢١٥، ط: الحبيبية

[٣] كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ٢/ ١٤١، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ١/ ٨٠، ط: قديمي

وكذا في دار العلوم ديوبند: كتاب الصلاة، باب في قضاء الفوائت، ٤/ ٢٤٤، ط: دار الاشاعت

امام وقت مکروہ سے پہلے تک مقتدیوں کا انتظار کر سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی مسجد میں اگر کوئی نمازی نہ ہو اور امید ہو کہ تھوڑی دیر میں کوئی آئے تو کیا امام صاحب اخیر وقت تک مصلیوں کا انتظار کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں وقت مکروہ شروع ہونے سے پہلے تک انتظار کرے اگر امام صاحب نے وقت مقررہ پر نماز پڑھ لی تو بھی اسے جماعت کی نماز کا ثواب ملے گا۔

كذا في التنوير مع الدر المختار:

(وَيَجْلِسُ بَيْنَهُمَا) بِقَدْرِ مَا يَحْضُرُ الْمُلَازِمُونَ مُرَاعِيًا لِوَقْتِ النَّدْبِ (إلَّا فِي الْمَغْرِبِ). (١)

وكذا في الشامية:

أَقُولُ: وَمَا نَقَلَهُ عَنْ السُّبْكِيِّ مَأْخُوذٌ مِنْ حَدِيثِ «إنَّ الْمُسَافِرَ إذَا أَذَّنَ وَأَقَامَ صَلَّى خَلْفَهُ مِنْ جُنُودِ اللَّهِ مَا لَا يُرَى طَرَفَاهُ». (٢)

وكذا في التاتارخانية:

قال في الجامع: ويجلس بين الأذان والإقامة... يجب أن يعلم بأن الفصل بين الأذان والإقامة في سائر الصلوات مستحب، والأصل في ذلك قوله عليه السلام لبلال: اجعل بين أذانك وإقامتك مقدار ما يفرغ الآكل من أكله والشارب من شربه. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

ويجلس المؤذن بين الأذان والإقامة على وجه السنية إلا في المغرب. (٤)

وكذا في الهندية:

فَقَدْ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ الْفَصْلَ لَا بُدَّ مِنْهُ فِيهِ أَيْضًا... يَنْبَغِي أَنْ يُؤَذِّنَ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ وَيُقِيمَ فِي وَسَطِهِ، حَتَّى

(١) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٨٩، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ١/ ٥٥٤، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب الأذان، نوع آخر في فصل بين الأذان والإقامة، ١/ ٥٢١، ط: ادارة القرآن

(٤) كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٤٥٤، ط: رشيدية

يَفْرُغَ الْمُتَوَضِّئُ مِنْ وُضُوئِهِ وَالْمُصَلِّي مِنْ صَلَاتِهِ وَالْمُعْتَصِرُ مِنْ قَضَاءِ حَاجَتِهِ. [1]

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب الجماعة، ٦/ ٤٦٠، ط: فاروقيه

امام اگر پابندی سے اپنی ذمہ داری ادا نہ کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی مسجد کے امام متعین ہے اس کے باوجود امام ذمہ داری ادا کرنے کے لئے نہیں آتے بلکہ امام صاحب کی غیر موجودگی میں کبھی کبھار کوئی نماز پڑھاتے ہیں جبکہ امام مہینے پورے ہونے پر تنخواہ مکمل لیتا ہے تو یہ تنخواہ امام کے لئے کیسا ہے؟

اسی طرح کسی مسجد کے متعین امام صاحب کے تنخواہ مثلا (۶۰۰۰) ہیں، امام صاحب کبھی کبھار صرف ایک یا دو نماز پڑھانے کے لئے تشریف لاتے ہیں، اکثر امام صاحب نماز پڑھانے کے لئے تشریف نہیں لاتے ہیں بلکہ امام صاحب نے اسی تنخواہ میں سے دوہزار روپے میں کسی اور کو مقرر کیا ہے جو اصل امام کی غیر موجودگی میں امامت کرتا ہے تو اصل امام کے لئے باقی تنخواہ لینا یا اپنی امامت کی ذمہ داری میں کمیٹی کے مشورہ کے بغیر کسی اور کو تنخواہ پر مقرر کرنے کی صورت میں اصل امام کی تنخواہ حلال ہوگی یا نہیں؟

بالکل اسی طرح مسئلہ اگر مؤذن بھی کریں تو مؤذن کی تنخواہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ جو امام تنخواہ لینے کے باوجود پابندی نہ کرے تو وہ امامت کی تنخواہ کا حقدار نہیں ایسی صورت میں مقتدیوں کو چاہئے کہ امام سے پابندی کا مطالبہ کریں اگر امام پابندی نہ کرے تو اس کی تنخواہ میں سے کاٹ لیں، اگر امام پھر بھی پابندی نہ کرے تو ان سے معذرت کرلی جائے۔

اگر کبھی اتفاقیہ طور پر امام کو ضرورت کی وجہ سے کہیں جانا ہو تو مقتدیوں کو اطلاع کرکے یا اپنا نائب مقرر کرکے جانا چاہئے۔

امام کے تقرر کے وقت اگر کمیٹی والوں نے اس کو اسی طرح امام بنایا ہو کہ خواہ خود نماز پڑھائے یا کسی دوسرے سے نماز پڑھوائے تو اصل تنخواہ کا مستحق وہ اصل امام ہے، پھر وہ اگر کسی نائب کو متعین کرکے اپنی تنخواہ میں کچھ حصہ اس کو دیدے، اور بقیہ خود رکھے تو درست ہے۔ واضح رہے کہ اس مسئلہ میں امام اور مؤذن کا حکم ایک ہے۔

كذا في القرآن المجيد:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا. (النساء: الآية ٥٨)

وكذا في صحيح البخاري:

عَن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ

---

[1] كتاب الصلاة، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما، ١/ ٥٧، ط: رشيدية

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلَى ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم فَقَالَ: «أصلى النَّاس؟» قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: «ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ» قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: «أَصَلَّى النَّاسُ؟» قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ... فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بِأَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ. (۱)

وکذا فی الھندیة:

ثُمَّ الْأُجْرَةُ تُسْتَحَقُّ بِأَحَدِ مَعَانٍ ثَلَاثَةٍ إمَّا بِشَرْطِ التَّعْجِيلِ أَوْ بِالتَّعْجِيلِ أَوْ بِاسْتِيفَاءِ الْمَعْقُودِ عَلَيْهِ فَإِذَا وُجِدَ أَحَدُ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ الثَّلَاثَةِ فَإِنَّهُ يَمْلِكُهَا. (۲)

وکذا فی الدر مع الرد:

وَلَيْسَ لِلْخَاصِّ أَنْ يَعْمَلَ لِغَيْرِهِ، وَلَوْ عَمِلَ نَقَصَ مِنْ أُجْرَتِهِ بِقَدْرِ مَا عَمِلَ... (قَوْلُهُ وَلَيْسَ لِلْخَاصِّ أَنْ يَعْمَلَ لِغَيْرِهِ) بَلْ وَلَا أَنْ يُصَلِّيَ النَّافِلَةَ. قَالَ فِي التتارخانية: وَفِي فَتَاوَى الْفَضْلِيِّ وَإِذَا اسْتَأْجَرَ رَجُلًا يَوْمًا يَعْمَلُ كَذَا فَعَلَيْهِ أَنْ يَعْمَلَ ذَلِكَ الْعَمَلَ إلَى تَمَامِ الْمُدَّةِ وَلَا يَشْتَغِلَ بِشَيْءٍ آخَرَ سِوَى الْمَكْتُوبَةِ. (۳)

وکذا فی الشامیة:

وَإِذَا عَلِمْت جَوَازَ الِاسْتِخْلَافِ لِلْخُطْبَةِ وَالصَّلَاةِ مُطْلَقًا بِعُذْرٍ وَبِغَيْرِ عُذْرٍ حَالَ الْحَضْرَةِ وَالْغَيْبَةِ وَجَوَازَ الِاسْتِخْلَافِ لِلصَّلَاةِ دُونَ الْخُطْبَةِ وَعَكْسَهُ فَاعْلَمْ أَنَّهُ إذَا اسْتَنَابَ لِمَرَضٍ وَنَحْوِهِ فَالنَّائِبُ يَخْطُبُ وَيُصَلِّي بِهِمْ، وَالْأَمْرُ فِيهِ ظَاهِرٌ. (٤)

وفیہ أیضا:

وَحَاصِلُ أَنَّ النَّائِبَ لَا يَسْتَحِقُّ شَيْئًا مِنْ الْوَقْفِ لِأَنَّ الِاسْتِحْقَاقَ بِالتَّقْرِيرِ، وَلَمْ يُوجَدْ وَيَسْتَحِقُّ الْأَصِيلُ الْكُلَّ إنْ عَمِلَ أَكْثَرَ السَّنَةِ وَسَكَتَ عَمَّا يُعَيِّنُهُ الْأَصِيلُ لِلنَّائِبِ كُلَّ شَهْرٍ فِي مُقَابَلَةِ عَمَلِهِ، وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ يَسْتَحِقُّ

---

(۱) کتاب الأذان، باب إنما جعل الإمام لیؤتم به، ۱/ ۹۵، ط: قدیمی

(۲) کتاب الإجارة، الباب الثاني في بیان أنه متی تجب الإجارة وما یتعلق به من الملك وغیره، ٤/ ٤١٣، ط: رشیدیه

(۳) کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، مطلب لیس للأجیر الخاص أن یصلي النافلة، ٦/ ٧٠، ط: سعید

(٤) کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في جواز استنابة الخطیب، ۲/ ١٤٠، ط: سعید

لِأَنَّهَا إِجَارَةٌ وَقَدْ وَفَّى الْعَمَلَ بِنَاءً عَلَى قَوْلِ الْمُتَأَخِّرِينَ الْمُفْتَى بِهِ مِنْ جَوَازِ الِاسْتِئْجَارِ عَلَى الْإِمَامَةِ وَالتَّدْرِيسِ وَتَعْلِيمِ الْقُرْآنِ. (۱)

وكذا في شرح المجلة:

لو أطلق العقد حين الاستجارة فللأجير أن يستعمل غيره لأنه بالإطلاق رضي بوجود عمل غيره. (۲)

وكذا في فتاوى محموديه: باب الإمامة، ٦/ ٩١، ٩٢، ط: فاروقيه

قاتل کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ قاتل کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قاتل نے توبہ کرنے کے ساتھ اگر مقتول کے ورثاء سے راضی نامہ حاصل کرلیا یا صلح ہوچکی ہو تو اس کی امامت درست ہے ورنہ اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

كذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ وَفَاسِقٌ) مِنْ الْفِسْقِ: وَهُوَ الْخُرُوجُ عَنْ الِاسْتِقَامَةِ، وَلَعَلَّ الْمُرَادَ بِهِ مَنْ يَرْتَكِبُ الْكَبَائِرَ كَشَارِبِ الْخَمْرِ، وَالزَّانِي وَآكِلِ الرِّبَا وَنَحْوِ ذَلِكَ. (۳)

وكذا في الهندية:

وَتَجُوزُ إمَامَةُ الْأَعْرَابِيِّ وَالْأَعْمَى وَالْعَبْدِ، وَوَلَدِ الزِّنَا وَالْفَاسِقِ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ إلَّا أَنَّهَا تُكْرَهُ. هَكَذَا فِي الْمُتُونِ. (٤)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

ويكره أن يكون الإمامة فاسقا ويكره للرجال أن يصلوا خلفه. (٥)

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: باب الإمامة والجماعة، ۳/ ۸۷، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوی حقانیہ: قاتل کی اقتداء کا حکم، ۳/ ۱۳۷، ۱۳۸، ط: حقانیه

====================

(۱) كتاب الوقف، مطلب في الاستنابة في الوظائف، ٤/ ٤٢٠، ط: سعيد

(۲) الفصل الرابع في إجارة الآدمي، المادة: ٥٧٢، ٢/ ٦٧٣، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ١/ ٥٦٠، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ١/ ٨٥، ط: رشيدية

(٥) كتاب الصلاة، من هو أحق بالإمامة، ١/ ٦٠٣، ط: ادارة القرآن

وكذا في فتاوى رشيديه: كتاب الصلاة، قاتل کی امامت، ص٤٣٨، ط: اشاعت اکیڈمی

وكذا في روح المعاني: سورة النساء، الآية ٩٣، ٥/ ١٥٢، ط:

وكذا في بيان القرآن: ١/ ٣٩١، ط: اشرفيه

وكذا في خیر الفتاوی: قاتل عمد کی امامت، ٢/ ٣٥٣، ط: امداديه

متیمم کے پیچھے وضو کرنے والوں کی اقتداء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ تیمّم کرکے نماز پڑھنے والے امام کے پیچھے وضو کرکے نماز پڑھنے والوں کی اقتداء درست ہے یا نہیں؟

جواب: تیمّم کرکے نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے وضو کرکے نماز پڑھنے والوں کی اقتداء درست ہے۔

كذا في حلبي كبيري:

وأما اقتداء المتوضئ بالمتيمم فيجوز خلافا لمحمد بناء على أنه طهارة ضرورية عنده وعندهما هو بمنزلة الماء عند عدمه في حق جواز الصلاة. (١)

وكذا في الرد:

(وصح اقتداء متوضئ) بمتيمم أي عندهما بناء على أن الخليفة عندهما بين الآلتين وهما الماء والتراب والطهارتان سواء. (٢)

وكذا في الهندية:

ويجوز أن يؤم المتيمم المتوضئين عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله هكذا في الهداية. (٣)

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٢٦٥، ط: سعيد

وكذا في امداد الاحکام: كتاب الصلاة، فصل في الإمامة والجماعة، ١/ ٥٤١، ط: دار العلوم کراچی

==================

(١) فصل في الإمامة وفيها مباحث، ص٤٤٦، ط: نعمانيه

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب الكافي للحكم جمع كلام في كتبه التي هي ظاهر الرواية، ١/ ٥٨٨، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ١/ ٨٤، ط: رشيدية

غیر مختون امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک امام کا ابھی تک ختنہ نہیں ہوا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ختنہ شعائر اسلام میں سے ہے جو شخص بلاعذر اس کو چھوڑ دے وہ تارک سنت ہے اگر ایسا شخص اپنی پاکی کا خیال رکھتا ہے تو اس کی امامت درست ہے اور اگر باوجود قدرت وسعت کے بدن کو غسل واستنجاء میں پاک نہیں رکھتا ہے تو اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔

كذا في سنن الترمذي:

وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ: الْحَيَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ. (۱)

وكذا في الدر مع التنوير:

(وَ) الْأَصْلُ أَنَّ (الْخِتَانَ سُنَّةٌ) كَمَا جَاءَ فِي الْخَبَرِ (وَهُوَ مِنْ شَعَائِرِ الْإِسْلَامِ) وَخَصَائِصِهِ (فَلَوْ اجْتَمَعَ أَهْلُ بَلْدَةٍ عَلَى تَرْكِهِ حَارَبَهُمْ) الْإِمَامُ فَلَا يُتْرَكُ إلَّا لِعُذْرٍ. (۲)

وفيه أيضا:

(وَالْأَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ)... (الْأَعْلَمُ بِأَحْكَامِ الصَّلَاةِ) فَقَطْ صِحَّةً وَفَسَادًا بِشَرْطِ اجْتِنَابِهِ لِلْفَوَاحِشِ الظَّاهِرَةِ... (ثُمَّ الْأَحْسَنُ تِلَاوَةً) وَتَجْوِيدًا (لِلْقِرَاءَةِ، ثُمَّ الْأَوْرَعُ)... (ثُمَّ الْأَسَنُّ). (۳)

وكذا في كفايت المفتي: باب الإمامة، الفصل الأول فيما يتعلق بأوصاف الإمام، ٤/ ١٥١، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: باب الإمامة والجماعة، ۳/ ۱۳۸، ط: امداديه

دل میں کینہ رکھ کر امام کی اقتداء کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض لوگ ذاتی رنجش کی بناء پر امام کے پیچھے نماز

====================

(۱) أبواب النكاح، ۱/ ۳۳۳، ط: رحمانيه

(۲) كتاب الخنثى، مسائل شتى، ٦/ ٧٥١، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ٥٥٧، ط: سعيد

نہیں پڑھتے اور دوسرے نمازیوں کو بھی بہکاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہمارا دل صاف نہیں تو ہمارے نماز نہیں ہوتی کیا ان کا یہ فعل درست ہے؟

جواب: دل میں کینہ رکھ کر امام کی اقتداء کرنا اگرچہ بہت بری بات ہے لیکن اس امام کی اقتداء میں ان لوگوں کی نماز درست ہے، اور ذاتی رنجش کی وجہ سے جماعت میں شریک نہ ہونا اور دوسروں کو بھی بہکانا درست نہیں ہے۔

كذا في الدر المختار مع الرد:

(وَالْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلرِّجَالِ) قَالَ الزَّاهِدِي: أَرَادُوا بِالتَّأْكِيدِ الْوُجُوبَ... (وَقِيلَ وَاجِبَةٌ وَعَلَيْهِ الْعَامَّةُ)... وَقَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: وَالْأَحْكَامُ تَدُلُّ عَلَى الْوُجُوبِ، مِنْ أَنَّ تَارِكَهَا بِلَا عُذْرٍ يُعَزَّرُ وَتُرَدُّ شَهَادَتُهُ، وَيَأْثَمُ الْجِيرَانُ بِالسُّكُوتِ عَنْهُ. (١)

وفيه أيضا:

(وَلَوْ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، إنْ) الْكَرَاهَةُ (لِفَسَادٍ فِيهِ أَوْ لِأَنَّهُمْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ مِنْهُ كُرِهَ) لَهُ ذَلِكَ تَحْرِيمًا لِحَدِيثِ أَبِي دَاوُد «لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ» (وَإِنْ هُوَ أَحَقَّ لَا) وَالْكَرَاهَةُ عَلَيْهِمْ. (٢)

وكذا في التاتارخانية:

ومن أم قوما وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة كره له ذلك وإن كان هو أحق بالإمامة لم يكره. (٣)

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ والجماعۃ، ۳/ ۸۲، ط: دار الاشاعت

مسجد کے باہر لوگ کھڑے ہوں تو کھڑکی، دروازے بند کر کے نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد کے اندر جماعت ہو رہی ہو مسجد کے اوپر اور کواڑ سب بند ہیں تو مسجد سے باہر والوں کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر امام کے انتقالات کا صحیح علم ہوتا ہے تو بغیر کواڑ کھولے اور بغیر پردہ ہٹائے بھی باہر والوں کی نماز درست ہو جائے گی بہتر

(١) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب شروط الإمامة الكبرى، ١/ ٥٥٢، ٥٥٤، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٥٩، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب من يصلح إماما لغيره ومن لا يصلح، ١/ ٦٠٣، ٦٠٤، ط: ادارة القرآن

یہ ہے کہ پردہ اٹھایا جائے یا کواڑ کھولا جائے تاکہ انتقالات کا مشاہدہ ہوتا رہے۔

كذا في منحة الخالق:

(قَوْلُهُ أَطْلَقَ فِي الحَائِطِ إلَخْ) قَالَ فِي شَرْحِ المُنْيَةِ لَوْ كَانَ بَيْنَهُمَا حَائِطٌ، فَإِنْ كَانَ قَصِيرًا ذَلِيلًا بِأَنْ كَانَ طُولُهُ دُونَ الْقَامَةِ وَعَرْضُهُ غَيْرَ زَائِدٍ عَلَى مَا بَيْنَ الصَّفَّيْنِ لَا يَمْنَعُ لِعَدَمِ الاشْتِبَاهِ وَإِلَّا فَإِنْ كَانَ فِيهِ بَابٌ أَوْ كُوَّةٌ يُمْكِنُ الْوُصُولُ إِلَى الْإِمَامِ مِنْهُ وَهُوَ مَفْتُوحٌ فَكَذَلِكَ لَا يَمْنَعُ، وَإِنْ كَانَ الْبَابُ مَسْدُودًا أَوْ الْكُوَّةُ صَغِيرَةً لَا يُمْكِنُ النُّفُوذُ مِنْهَا أَوْ مُشَبَّكَةً، فَإِنْ كَانَ لَا يَشْتَبِهُ عَلَيْهِ حَالُ الْإِمَامِ بِرُؤْيَةٍ أَوْ سَمَاعٍ لَا يَمْنَعُ عَلَى مَا اخْتَارَهُ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الحَلْوَانِيُّ. قَالَ فِي المُحِيطِ: وَهُوَ الصَّحِيحُ، وَكَذَا اخْتَارَهُ قَاضِي خَانْ وَغَيْرُهُ وَإِنْ كَانَ الحَائِطُ عَلَى خِلَافِ مَا ذُكِرَ بِأَنْ كَانَ عَرِيضًا طَوِيلًا وَلَيْسَ فِيهِ ثُقْبٌ مَنَعَ اهـ.[1]

وكذا في الهندية:

وَإِنْ كَانَ فِي الحَائِطِ بَابٌ مَسْدُودٌ قِيلَ: لَا يَصِحُّ الِاقْتِدَاءُ؛ لِأَنَّهُ يَمْنَعُهُ مِنْ الْوُصُولِ وَقِيلَ: يَصِحُّ؛ لِأَنَّ وَضْعَ الْبَابِ لِلْوُصُولِ فَيَكُونُ المَسْدُودُ كَالمَفْتُوحِ. هَكَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ.[2]

وكذا في الدر مع الرد:

(وَالحَائِلُ لَا يَمْنَعُ) الِاقْتِدَاءَ (إنْ لَمْ يَشْتَبِهْ حَالُ إمَامِهِ) بِسَمَاعٍ أَوْ رُؤْيَةٍ وَلَوْ مِنْ بَابٍ مُشَبَّكٍ يَمْنَعُ الْوُصُولَ فِي الْأَصَحِّ (وَلَمْ يَخْتَلِفْ المَكَانُ) حَقِيقَةً كَمَسْجِدٍ وَبَيْتٍ فِي الْأَصَحِّ قُنْيَةٌ، وَلَا حُكْمًا عِنْدَ اتِّصَالِ الصُّفُوفِ... (قَوْلُهُ بِسَمَاعٍ) أَيْ مِنْ الْإِمَامِ أَوْ المُكَبِّرِ تَتَارْخَانِيَّةٌ (قَوْلُهُ أَوْ رُؤْيَةٍ) يَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ الرُّؤْيَةُ كَالسَّمَاعِ، لَا فَرْقَ فِيهِمَا بَيْنَ أَنْ يَرَى انْتِقَالَاتِ الْإِمَامِ أَوْ أَحَدَ المُقْتَدِينَ.[3]

وكذا في *فتاوی محمودیہ*: كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وترتيبها، فصل في الفصل بين الإمام والمقتدي والاتصال بين الصفوف، ٦/ ٥٢٦، ط: فاروقيه

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٣٤، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، الفصل الرابع في بيان ما يمنع صحة الاقتداء وما لا يمنع، ١/ ٨٨، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه التي هي ظاهر الرواية، ١/ ٥٨٦، ط: سعيد

مسجد میں جماعت چھوٹ جائے تو گھر میں جماعت کرانا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی سے مسجد میں جماعت چھوٹ گئی ہو تو وہ گھر پر جماعت کراسکتا ہے، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے وہ جماعت کرے یا منفرد نماز پڑھے؟

جواب: مردوں کو گھر میں جماعت کرنے کی عادت نہیں بنانی چاہئے بلکہ مسجد میں نماز پڑھنا چاہئے، اگر اتفاق سے مسجد کی جماعت نہ ملی تو گھر میں عورتوں اور بچوں کو شامل کرکے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی جائے۔

كذا في فتح القدير:

وَإِذَا فَاتَتْهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الطَّلَبُ فِي الْمَسَاجِدِ بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَصْحَابِنَا، بَلْ إنْ أَتَى مَسْجِدًا آخَرَ لِلْجَمَاعَةِ فَحَسَنٌ، وَإِنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِ حَيِّهِ مُنْفَرِدًا فَحَسَنٌ. وَذَكَرَ الْقُدُورِيُّ يَجْمَعُ بِأَهْلِهِ وَيُصَلِّي بِهِمْ، يَعْنِي وَيَنَالُ ثَوَابَ الْجَمَاعَةِ. (١)

وكذا في البحر الرائق:

وَإِذَا فَاتَتْهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الطَّلَبُ فِي الْمَسَاجِدِ بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَصْحَابِنَا، بَلْ إنْ أَتَى مَسْجِدًا لِلْجَمَاعَةِ آخَرَ فَحَسَنٌ، وَإِنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِ حَيِّهِ مُنْفَرِدًا فَحَسَنٌ، وَذَكَرَ الْقُدُورِيُّ يَجْمَعُ بِأَهْلِهِ وَيُصَلِّي بِهِمْ، يَعْنِي وَيَنَالُ ثَوَابَ الْجَمَاعَةِ. (٢)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَلَوْ فَاتَتْهُ نُدِبَ طَلَبُهَا) فَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ الطَّلَبُ فِي الْمَسَاجِدِ بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَصْحَابِنَا، بَلْ إنْ أَتَى مَسْجِدًا لِلْجَمَاعَةِ آخَرَ فَحَسَنٌ، وَإِنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِ حَيِّهِ مُنْفَرِدًا فَحَسَنٌ. وَذَكَرَ الْقُدُورِيُّ: يَجْمَعُ بِأَهْلِهِ وَيُصَلِّي بِهِمْ. (٣)

وكذا في فتاوی محموديه: كتاب الصلاة، باب الجماعة، ٦/ ٤٢٣، ط: فاروقيه

رشوت لینے والے کو اپنے اختیار سے امام بنانا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ رشوت لینے والے کا خود کو امام بنانا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: رشوت لینے والا فاسق ہے اور فاسق کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے رشوت لینے والے کو اپنے اختیار سے امام بنانا جائز نہیں۔

===================

(١) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٣٥٣، ط: دار الكتب العلمية

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٠٦، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ١/ ٥٥٥، ط: سعيد

كذا في التاتارخانية:

ويكره أن يكون الإمام فاسقا ويكره للرجال أن يصلوا خلفه.[۱]

وكذا في الهندية:

وتجوز إمامة الأعرابي والأعمى والعبد وولد الزنا والفاسق كذا في الخلاصة إلا أنها تكره هكذا في المتون.[۲]

وكذا في تبيين الحقائق:

وكره إمامة العبد... والأعرابي... والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه ولأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا.[۳]

وكذا في رد المحتار مع التنوير:

وَيُكْرَهُ... إمَامَةُ عَبْدٍ... وَأَعْرَابِيٍّ وَفَاسِقٌ... وَأَعْمَى (قَوْلُهُ وَفَاسِقٌ) مِنْ الْفِسْقِ: وَهُوَ الْخُرُوجُ عَنْ الِاسْتِقَامَةِ، وَلَعَلَّ الْمُرَادَ بِهِ مَنْ يَرْتَكِبُ الْكَبَائِرَ كَشَارِبِ الْخَمْرِ، وَالزَّانِي وَآكِلِ الرِّبَا وَنَحْوِ ذَلِكَ.[٤]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٦/ ١٣٢، ط: فاروقيه

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٢٨٨، ط: سعيد

مقتدی کا امام سے آگے کھڑے ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جماعت کی نماز میں امام سے آگے کھڑا ہونے سے نماز ہوگی یا نہیں اور اگر جگہ تنگ ہو تو امام کے ساتھ ایک ہی صف میں کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں مقتدی کا امام سے آگے کھڑے ہونے سے مقتدی کی نماز نہیں ہوگی البتہ اگر جگہ تنگ ہو تو امام اور مقتدیوں کا ایک صف میں اس طرح کھڑا ہونا درست ہے کہ امام مقتدیوں سے تھوڑا آگے کھڑا ہو۔

==================

[۱] كتاب الصلاة، باب ما هو أحق بالإمامة، ١/ ٦٠٣، ط: ادارة القرآن

[۲] كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ١/ ٨٥، ط: رشيديه

[۳] كتاب الصلاة، باب الإمامة والحدث في الصلاة، ١/ ٣٤٥، ط: سعيد

[٤] كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ١/ ٥٦٠، ط: سعيد

كذا في الشامية:

(قوله وعدم تقدمه عليه بعقبه)... وتقدم الإمام بعقبه عن عقب المقتدي شرط لصحة اقتدائه. (١)

وكذا في الهندية:

ولو تقدم على الإمام من غير عذر فسدت صلاته. (٢)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

وإن كان القوم كثيرا إن قام في ميمنة الصف أو في ميسرة الصف أو في وسطهم وقد أساء وصلاتهم تامة. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

وَذَكَرَ الْإِسْبِيجَابِيُّ أَنَّهُ لَوْ كَانَ مَعَهُ رَجُلَانِ فَإِمَامُهُمْ بِالْخِيَارِ إنْ شَاءَ تَقَدَّمَ، وَإِنْ شَاءَ أَقَامَ فِيمَا بَيْنَهُمَا، وَلَوْ كَانُوا جَمَاعَةً فَيَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يَتَقَدَّمَ، وَلَوْ لَمْ يَتَقَدَّمْ إلَّا أَنَّهُ أَقَامَ عَلَى مَيْمَنَةِ الصَّفِّ أَوْ عَلَى مَيْسَرَتِهِ أَوْ قَامَ فِي وَسَطِ الصَّفِّ فَإِنَّهُ يَجُوزُ وَيُكْرَهُ... إنَّمَا هُوَ لِلْقَدَمِ لَا لِلرَّأْسِ فَلَوْ كَانَ الْإِمَامُ أَقْصَرَ مِنْ الْمُقْتَدِي تَقَعُ رَأْسُ الْمُقْتَدِي قُدَّامَ الْإِمَامِ يَجُوزُ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ مُحَاذِيًا بِقَدَمِهِ أَوْ مُتَأَخِّرًا قَلِيلًا. (٤)

وكذا في الشامية:

فَلَوْ كَانَ الْإِمَامُ أَقْصَرَ مِنْ الْمُقْتَدِي يَقَعُ رَأْسُ الْمُقْتَدِي قُدَّامَ الْإِمَامِ يَجُوزُ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ مُحَاذِيًا بِقَدَمِهِ أَوْ مُتَأَخِّرًا قَلِيلًا... وَإِنْ تَفَاوَتَتْ الْأَقْدَامُ صِغَرًا وَكِبَرًا فَالْعِبْرَةُ لِلسَّاقِ وَالْكَعْبِ وَالْأَصَحُّ مَا لَمْ يَتَقَدَّمْ أَكْثَرُ قَدَمِ الْمُقْتَدِي لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ. (٥)

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٢٩٨، ط: سعيد

---

(١) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب شروط الإمامة الكبرى، ١/ ٥٥١، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٠٣، ط: رشيديه

(٣) كتاب الصلاة، الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء جنس آخر في صحة الاقتداء، ١/ ١٥٧، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٧، ط: رشيدية

(٥) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب إذا صلى الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل الصلاة مع الشافعي أم لا، ١/ ٥٦٧، ط: سعيد

ابرص اور جذامی شخص کی امامت

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص ابرص اور جذامی کی بیماری میں مبتلا ہوتواس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں یہ شخص اگر پاکی کا صحیح طور پر اہتمام نہ کرسکتا ہو تواس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں اور اگر پاکی کا پورا اہتمام کرسکتا ہو تو اس کو امام بنانا مکروہ ہے۔

كذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

وتكره إمامة السفيه (وهو الذي لا يحسن التصرف على مقتضى الشرع أو العقل) والمفلوج، والأبرص الذي انتشر برصه، والمجذوم، والمجبوب، والحاقن بالبول، والأعرج الذي يقوم ببعض قدمه، ومقطوع اليد، وشارب الخمر وآكل الربا والنمام. [1]

وكذا في الدر المختار:

وَكَذَا تُكْرَهُ خَلْفَ أَمْرَدَ وَسَفِيهٍ وَمَفْلُوجٍ، وَأَبْرَصَ شَاعَ بَرَصُهُ، وَشَارِبِ الْخَمْرِ وَآكِلِ الرِّبَا وَنَمَّامٍ. (قَوْلُهُ وَمَفْلُوجٍ وَأَبْرَصَ شَاعَ بَرَصُهُ) وَكَذَلِكَ أَعْرَجُ يَقُومُ بِبَعْضِ قَدَمِهِ، فَالِاقْتِدَاءُ بِغَيْرِهِ أَوْلَى تَتَارْخَانِيَّةٌ، وَكَذَا أَجْذَمُ بُرْجُنْدِيٌّ، وَمَجْبُوبٌ وَحَاقِنٌ، وَمَنْ لَهُ يَدٌ وَاحِدَةٌ فَتَاوَى الصُّوفِيَّةِ عَنْ التُّحْفَةِ. وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْعِلَّةَ النُّفْرَةُ، وَلِذَا قَيَّدَ الْأَبْرَصَ بِالشُّيُوعِ لِيَكُونَ ظَاهِرًا. [2]

وكذا في حاشية الطحطاوي:

وَكَذَا تُكْرَهُ خَلْفَ أَمْرَدَ وَسَفِيهٍ وَمَفْلُوجٍ، وَأَبْرَصَ شَاعَ بَرَصُهُ، وَشَارِبِ الْخَمْرِ وَآكِلِ الرِّبَا. [3]

وكذا في کتاب الفتاوی: نماز کے متعلق سوالات، ۲/ ۳۰۲، ۳۰۳، ط: زمزم پبلشرز

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٦/ ٣٠٦-٣٠٨، ط: فاروقيه

===================

[1] كتاب الصلاة، الفصل العاشر، أنواع الصلاة، المطلب الثاني الإمامة، مكروهات الإمامة في المذاهب، ٢/ ١٢١٠، ١٢١١، ط: نشر احسان

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد، ١/ ٥٦٢، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٢٤٤، ط: رشيدية

صحیح قرات کرنے والے کی موجودگی میں واضح قرات نہ کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کوئی شخص قرات صاف ادانہ کرسکتا ہو یعنی الفاظ واضح نہ پڑھ سکتا ہو تو اس کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟

جواب: نماز کی امامت بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے اس لئے ہمیشہ امام ایسے شخص کو بنانا چاہیے جو نماز کے مسائل سے واقف ہو اور قرآن کریم صحیح پڑھنے والا ہو، صورت مسئولہ میں اگرچہ نماز ہو جائے گی لیکن صحیح قرات کرنے والا موجود ہو تو ایسی قرات کرنے والے کو امام نہیں بنانا چاہئے۔

وكذا في سنن الترمذي:

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَؤُمُّ القَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي القِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ. (١)

وكذا في صحيح مسلم:

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا، وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ» قَالَ الْأَشَجُّ فِي رِوَايَتِهِ: مَكَانَ سِلْمًا سِنًّا. (٢)

كذا في الدر المختار:

(وَالْأَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ) (الْأَعْلَمُ بِأَحْكَامِ الصَّلَاةِ) فَقَطْ صِحَّةً وَفَسَادًا بِشَرْطِ اجْتِنَابِهِ لِلْفَوَاحِشِ الظَّاهِرَةِ... (ثُمَّ الْأَحْسَنُ تِلَاوَةً) وَتَجْوِيدًا (لِلْقِرَاءَةِ، ثُمَّ الْأَوْرَعُ). (٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا بَيَانُ مَنْ هُوَ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ وَأَوْلَى بِهَا فَالْحُرُّ أَوْلَى بِالْإِمَامَةِ مِنْ الْعَبْدِ، وَالتَّقِيُّ أَوْلَى مِنْ الْفَاسِقِ، وَالْبَصِيرُ

=================

(١) أبواب الصلاة، باب من أحق بالإمامة، ١/ ٥٥، ط: قديمي

(٢) كتاب المساجد، باب من أحق بالإمامة، ١/ ٢٣٦، ط: قديم

(٣) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٥٧، ط: سعيد

أَوْلَى مِنَ الْأَعْمَى، وَوَلَدُ الرِّشْدَةِ أَوْلَى مِنْ وَلَدِ الزِّنَا، وَغَيْرُ الْأَعْرَابِيِّ مِنْ هَؤُلَاءِ أَوْلَى مِنَ الْأَعْرَابِيِّ لِمَا قُلْنَا، ثُمَّ أَفْضَلُ هَؤُلَاءِ أَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ وَأَفْضَلُهُمْ وَرَعًا وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ - تَعَالَى - وَأَكْبَرُهُمْ سِنًّا، وَلَا شَكَّ أَنَّ هَذِهِ الْمَعَانِي إِذَا اجْتَمَعَتْ فِي إِنْسَانٍ كَانَ هُوَ أَوْلَى، لِمَا بَيَّنَّا أَنَّ بِنَاءَ أَمْرِ الْإِمَامَةِ عَلَى الْفَضِيلَةِ وَالْكَمَالِ، وَالْمُسْتَجْمَعُ فِيهِ هَذِهِ الْخِصَالُ مِنْ أَكْمَلِ النَّاسِ، أَمَّا الْعِلْمُ وَالْوَرَعُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فَظَاهِرٌ. (١)

جریان میں مبتلا شخص کی امامت

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص جریان کی بیماری میں مبتلا ہو تو اس کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر اس شخص کی یہ بیماری اس حد تک پہنچی ہو کہ اسے مسلسل قطرات آتے رہتے ہیں تو اس کی امامت درست نہیں۔

كذا في الهندية:

وَلَا يُصَلِّي الطَّاهِرُ خَلْفَ مَنْ بِهِ سَلَسُ الْبَوْلِ وَلَا الطَّاهِرَاتُ خَلْفَ الْمُسْتَحَاضَةِ وَهَذَا إِذَا قَارَنَ الْوُضُوءُ الْحَدَثَ أَوْ طَرَأَ عَلَيْهِ. هَكَذَا فِي الزَّاهِدِيِّ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَطَاهِرٍ بِمَعْذُورٍ) أَيْ وَفَسَدَ اقْتِدَاءُ طَاهِرٍ بِصَاحِبِ الْعُذْرِ الْمُفَوِّتِ لِلطَّهَارَةِ؛ لِأَنَّ الصَّحِيحَ أَقْوَى حَالًا مِنَ الْمَعْذُورِ وَالشَّيْءُ لَا يَتَضَمَّنُ مَا هُوَ فَوْقَهُ وَالْإِمَامُ ضَامِنٌ بِمَعْنَى تَضْمَنُ صَلَاتُهُ صَلَاةَ الْمُقْتَدِي. (٣)

وكذا في تنوير الأبصار:

(وَلَا طَاهِرٍ بِمَعْذُورٍ) هَذَا (إِنْ قَارَنَ الْوُضُوءُ الْحَدَثَ أَوْ طَرَأَ عَلَيْهِ) بَعْدَهُ (وَصَحَّ لَوْ تَوَضَّأَ عَلَى الِانْقِطَاعِ وَصَلَّى كَذَلِكَ). (٤)

===================

(١) كتاب الصلاة، فصل في بيان من أحق بالإمامة، ١/ ٣٨٨، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، ١/ ٨٤، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٣٠، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٧٨، ط: سعيد

وكذا في مجمع الأنهر:

وفسد اقتداء رجل بامرأة أو صبي وطاهر بمعذور.[۱]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الخامس في إمامة المعذور، ٦/ ٢٨٨، ط: فاروقيه

نابینا شخص کی امامت کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نابینا شخص جو نماز کے مسائل سے واقف ہے اور بدن اور کپڑے کو نجاست سے محفوظ رکھتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔

كذا في تبيين الحقائق:

(وَكُرِهَ إِمَامَةُ الْعَبْدِ وَالْأَعْرَابِيِّ وَالْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَالْأَعْمَى) لِأَنَّهُ لَا يَتَوَقَّى النَّجَاسَةَ وَلَا يَهْتَدِي إِلَى الْقِبْلَةِ بِنَفْسِهِ وَلَا يَقْدِرُ عَلَى اسْتِيعَابِ الْوُضُوءِ غَالِبًا وَفِي الْبَدَائِعِ إِذَا كَانَ لَا يُوَازِيهِ غَيْرُهُ فِي الْفَضِيلَةِ فِي مَسْجِدِهِ فَهُوَ أَوْلَى وَمِثْلُهُ فِي الْمُحِيطِ وَقَدْ «اسْتَخْلَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ وَعِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ عَلَى الْمَدِينَةِ وَكَانَا أَعْمَيَيْنِ».[۲]

وكذا في مجمع الأنهر:

وتكره إمامة العبد والأعرابي والأعمى والفاسق والمبتدع وولد الزنا فإن تقدموا جاز.[۳]

وكذا في البحر الرائق:

وكره إمامة العبد والأعرابي والأعمى والفاسق والمبتدع وولد الزنا.[٤]

وكذا في الدر المختار:

وَيُكْرَهُ إِمَامَةُ عَبْدٍ وَأَعْرَابِيٍّ وَفَاسِقٍ وَأَعْمَى. قَالَ ابنُ عَابِدِينَ: فَإِنْ أَمْكَنَ الصَّلَاةُ خَلْفَ غَيْرِهِمْ فَهُوَ أَفْضَلُ

[۱] كتاب الصلاة، ١/ ١٦٨، ط: الحبيبية

[۲] كتاب الصلاة، باب الإمام والحدث في الصلاة، ١/ ٣٤٥، ٣٤٦، ط: سعيد

[۳] كتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤكدة، ١/ ١٦٣، ط: الحبيبية

[٤] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٠، ط: رشيدية

وَإِلَّا فَالِاقْتِدَاءُ أَوْلَى مِنْ الِانْفِرَادِ. [۱]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الخامس في إمامة المعذور، ٦/ ٢٩١، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب الجماعة، ٣/ ١٤٤، ط: دار العلوم حقانيه

مقتدی کی التحیات پوری ہونے سے پہلے امام کا کھڑا ہو جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جماعت کی نماز میں امام دوسری رکعت کی تشہد میں التحیات پوری پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور مقتدی نے التحیات پوری نہیں پڑھی ہو تو اس صورت میں مقتدی تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے امام کی متابعت کرتے ہوئے یا التحیات پوری پڑھ کر کھڑا ہو جائے؟

جواب: صورت مسئولہ میں مقتدی کو التحیات پوری پڑھنی چاہئے اگر پوری نہیں پڑھی اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو بھی نماز درست ہو جائے گی۔

كذا في الهندية:

إِذَا أَدْرَكَ الْإِمَامَ فِي التَّشَهُّدِ وَقَامَ الْإِمَامُ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْمُقْتَدِي أَوْ سَلَّمَ الْإِمَامُ فِي آخِرِ الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْمُقْتَدِي التَّشَهُّدَ فَالْمُخْتَارُ أَنْ يُتِمَّ التَّشَهُّدَ. كَذَا فِي الْغِيَاثِيَّةِ وَإِنْ لَمْ يُتِمَّ أَجْزَأَهُ. [۲]

وكذا في الدر المختار:

(لَوْ رَفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهُ) مِنْ الرُّكُوعِ أَوْ السُّجُودِ (قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْمَأْمُومُ التَّسْبِيحَاتِ) الثَّلَاثَ (وَجَبَ مُتَابَعَتُهُ) وَكَذَا عَكْسُهُ فَيَعُودُ وَلَا يَصِيرُ ذَلِكَ رُكُوعَيْنِ (بِخِلَافِ سَلَامِهِ) أَوْ قِيَامِهِ لِثَالِثَةٍ (قَبْلَ تَمَامِ الْمُؤْتَمِّ التَّشَهُّدَ) فَإِنَّهُ لَا يُتَابِعُهُ بَلْ يُتِمُّهُ لِوُجُوبِهِ، وَلَوْ لَمْ يُتِمَّ جَازَ. [۳]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٢٨٩، ط: سعيد

وكذا في فتاوی رحیمیہ: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ٥/ ٧٧، ط: دار الاشاعت

==================

[۱] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٩٩، ٦٠٠، ط: سعيد

[۲] كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السادس، ١/ ٩٠، ط: رشيدية

[۳] كتاب الصلاة، ١/ ٤٩٥، ٤٩٦، ط: سعيد

گھر میں اپنے محارم عورتوں کی امامت کرانا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اپنی محرم عورتوں کے ساتھ جماعت کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی شخص گھر میں محارم کی امامت کرائے تو جائز ہے اس صورت میں امام کو آگے کھڑا ہونا چاہئے۔

كذا في الدر المختار:

(كَمَا تُكْرَهُ إِمَامَةُ الرَّجُلِ لَهُنَّ فِي بَيْتٍ لَيْسَ مَعَهُنَّ رَجُلٌ غَيْرُهُ وَلَا مَحْرَمٌ مِنْهُ) كَأُخْتِهِ (أَوْ زَوْجَتِهِ أَوْ أَمَتِهِ، أَمَّا إِذَا كَانَ مَعَهُنَّ وَاحِدٌ مِمَّنْ ذُكِرَ أَوْ أَمَّهُنَّ فِي الْمَسْجِدِ لَا) يُكْرَهُ... أَمَّا الْوَاحِدَةُ فَتَتَأَخَّرُ. (١)

وكذا في الهندية:

إِمَامَةُ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ جَائِزَةٌ إِذَا نَوَى الْإِمَامُ إِمَامَتَهَا وَلَمْ يَكُنْ فِي الْخَلْوَةِ أَمَّا إِذَا كَانَ الْإِمَامُ فِي الْخَلْوَةِ فَإِنْ كَانَ الْإِمَامُ لَهُنَّ أَوْ لِبَعْضِهِنَّ مُحْرِمًا فَإِنَّهُ يَجُوزُ. (٢)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

وإما إذا أم الرجل النساء في مسجد بجماعة ليس معهن رجل لا بأس به وفي غير المسجد من البيوت ونحوها يكره إلا أن يكون معه ذات رحم محرم منه. (٣)

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٢٨٤، ط: سعيد

وكذا في فتاوى رحيميه: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٤/ ١٣٤، ط: دار الاشاعت

قاری کی اقتداء ان پڑھ کے پیچھے درست نہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ پڑھے لکھے قاری کی اقتداء ان پڑھ امی کے پیچھے درست ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ قاری کی اقتداء (ایسے) ان پڑھ امی (جو قرات پر بالکل قادر نہ ہو) کے پیچھے درست نہیں۔

===================

(١) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٦٦، ط: سعيد

(٢) الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إمام لغيره، والفصل الخامس في بيان الإمام والمأموم، ١/ ٨٥، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء، ١/ ١٥٥، ط: رشيدية

كذا في الهندية:

وَلَا يَصِحُّ اقْتِدَاءُ الْقَارِئِ بِالْأُمِّيِّ وَبِالْأَخْرَسِ وَكَذَا لَا يَصِحُّ اقْتِدَاءُ الْأُمِّيِّ بِالْأَخْرَسِ وَالْكَاسِي بِالْعَارِي وَالْمَسْبُوقِ فِي قَضَاءِ مَا سَبَقَ بِمِثْلِهِ. كَذَا فِي فَتَاوَىٰ قَاضِي خَانْ. (۱)

وكذا في الدر المختار:

(حَافِظِ آيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ بِغَيْرِ حَافِظٍ لَهَا) وَهُوَ الْأُمِّيُّ، وَلَا أُمِّيٍّ بِأَخْرَسَ لِقُدْرَةِ الْأُمِّيِّ عَلَى التَّحْرِيمَةِ فَصَحَّ عَكْسُهُ. (۲)

وكذا في التاتارخانية:

وههنا بخلافه قال محمد في الجامع الصغير أيضا في أمي صلى بقوم أميين وبقوم قارئين فصلاتهم جميعا فاسدة عند أبي حنيفة وقال أبو يوسف ومحمد صلاة الإمام ومن هو بمثله تامة وصلاة القارئين فاسدة. (۳)

وكذا في الهداية:

(وَإِذَا صَلَّى أُمِّيٌّ بِقَوْمٍ يَقْرَءُونَ وَبِقَوْمٍ أُمِّيِّينَ فَصَلَاتُهُمْ فَاسِدَةٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ) وَقَالَا: صَلَاةُ الْإِمَامِ وَمَنْ لَا يَقْرَأُ تَامَّةٌ. (٤)

وكذا في كفايت المفتی: كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الأول فيما يتعلق بأوصاف الإمام، ٤/ ١٢٥، ط: الفاروق

امام کا اپنی امامت کے لئے نائب بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ امام مسجد ایک ماہ کی چھٹی پر جاتا ہے اور امامت کے لئے نائب بناتا ہے تو کیا نائب بنانا جائز ہے، اور جتنے دن امام صاحب نے چھٹیاں کی ہیں کیا ان دنوں کی اجرت کا مستحق امام صاحب ہے یا نائب؟

==================

(۱) كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ١/ ٨٦، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٧٩، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، من يصلح إماما لغيره ومن لا يصلح، ١/ ٦٠٥، ط: ادارة القرآن

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ١٣٠، ط: رحمانيه

جواب: واضح رہے کہ امامت میں نائب مقرر کرنا جائز ہے لیکن اجرت کا مستحق امام صاحب ہے البتہ اگر امام صاحب نے نائب کے لئے کچھ اجرت مقرر کی ہو تو نائب اسی کا مستحق ہوگا اور اگر مقرر نہیں ہیں تو اس صورت میں نائب اجر مثل کا مستحق ہوگا۔

كذا في البحر الرائق:

وَحَاصِلُهُ أَنَّ النَّائِبَ لَا يَسْتَحِقُّ مِنْ الْوَقْفِ شَيْئًا لِأَنَّ الِاسْتِحْقَاقَ بِالتَّقْرِيرِ لَمْ يُوجَدْ وَيَسْتَحِقُّ الْأَصِيلُ الْكُلَّ إنْ عَمِلَ أَكْثَرَ السَّنَةِ وَسَكَتَ عَمَّا يُعَيِّنُهُ الْأَصِيلُ لِلنَّائِبِ كُلَّ شَهْرٍ فِي مُقَابَلَةِ عَمَلِهِ هَلْ يَسْتَحِقُّهُ النَّائِبُ عَلَيْهِ أَوْ لَا وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ يَسْتَحِقُّهُ لِأَنَّهَا إجَارَةٌ وَقَدْ وَفَّى الْعَمَلَ بِنَاءً عَلَى قَوْلِ الْمُتَأَخِّرِينَ الْمُفْتَى بِهِ مِنْ جَوَازِ الِاسْتِئْجَارِ عَلَى الْإِمَامَةِ وَالتَّدْرِيسِ وَتَعْلِيمِ الْقُرْآنِ. (۱)

وكذا في الدر المختار:

قَالَ فِي الْبَحْرِ: وَحَاصِلُ مَا فِي الْقُنْيَةِ: أَنَّ النَّائِبَ لَا يَسْتَحِقُّ شَيْئًا مِنْ الْوَقْفِ لِأَنَّ الِاسْتِحْقَاقَ بِالتَّقْرِيرِ، وَلَمْ يُوجَدْ وَيَسْتَحِقُّ الْأَصِيلُ الْكُلَّ إنْ عَمِلَ أَكْثَرَ السَّنَةِ وَسَكَتَ عَمَّا يُعَيِّنُهُ الْأَصِيلُ لِلنَّائِبِ كُلَّ شَهْرٍ فِي مُقَابَلَةِ عَمَلِهِ وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ يَسْتَحِقُّ لِأَنَّهَا إجَارَةٌ وَقَدْ وَفَّى الْعَمَلَ بِنَاءً عَلَى قَوْلِ الْمُتَأَخِّرِينَ الْمُفْتَى بِهِ مِنْ جَوَازِ الِاسْتِئْجَارِ عَلَى الْإِمَامَةِ وَالتَّدْرِيسِ وَتَعْلِيمِ الْقُرْآنِ. (۲)

وكذا في كفايت المفتی: كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل السابع فيما يتعلق بالنيابة عن الإمامة، ٤/ ٢٧٥، ط: الفاروق

ظہر کی چار سنتیں پڑھے بغیر فرض کی امامت کرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ امام نمازِ ظہر کی سنتیں پڑھنے سے پہلے فرض نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس صورت میں نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں نماز ہو جائے گی لیکن بلا عذر ایسا کرنا خلافِ سنت ہے، کیونکہ ظہر کی پہلی چار سنتیں مؤکدہ ہیں اور ان کا وقت فرض سے پہلے ہے، اگر کبھی ظہر سے پہلے کی چار سنتیں وقت کی تنگی کی وجہ سے رہ جائیں تو ظہر کی نماز کے بعد پڑھ لیں۔

==================

(۱) كتاب الوقف، ٥/ ٣٨٥، ط: رشيدية

(۲) كتاب الوقف، مطلب مهم في الاستنابة في الوظائف، ٤/ ٤٢٠، ط: سعيد

كذا في صحيح مسلم:

عَن عبد الله بن شَقِيق قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهِ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.[۱]

وكذا في الدر المختار:

(وسنن) مؤكدا (أربع قبل الظهر) وأربع قبل (الجمعة) إلخ.[۲]

وكذا في الهندية:

أَقْوَى السُّنَنِ رَكْعَتَا الْفَجْرِ ثُمَّ سُنَّةُ الْمَغْرِبِ ثُمَّ الَّتِي بَعْدَ الظُّهْرِ ثُمَّ الَّتِي بَعْدَ الْعِشَاءِ ثُمَّ الَّتِي قَبْلَ الظُّهْرِ... وَأَمَّا الْأَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ إِذَا فَاتَتْهُ وَحْدَهَا بِأَنْ شَرَعَ فِي صَلَاةِ الْإِمَامِ وَلَمْ يَشْتَغِلْ بِالْأَرْبَعِ فَعَامَّتُهُمْ عَلَى أَنَّهُ يَقْضِيهَا بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ الظُّهْرِ مَادَامَ الْوَقْتُ بَاقِيًا وَهُوَ الصَّحِيحُ.[۳]

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ۳/ ۲۸۶، ط: سعيد

وكذا في كفايت المفتى: باب السنن والنوافل، ۴/ ۵۶۸، ط: ادارة الفاروق

تراویح میں عورت کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ طالبات اور معلمات اگر تراویح ادا کرنا چاہیں تو وہ جماعت میں امامت کرا سکتی ہیں یا نہیں؟

جواب: شرعاً عورت کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے عورت تراویح میں بھی امامت نہیں کرا سکتی۔

كذا في فتح القدير:

(ويكره للنساء أن يصلين جماعة لأنهن في ذلك لا يخلون عن ارتكاب محرم) أي مكروه لأن إمامتهن إما

===================

[۱] كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب جواز النافلة، ۱/ ۱۰۴، ط: سعيد

[۲] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في القنوت للنازلة، ۲/ ۱۲، ط: سعيد

[۳] كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ۱/ ۱۱۲، ط: رشيدية

أن تتقدم على القوم إلخ. [١]

وكذا في الهندية:

ويكره إمامة المرأة للنساء في الصلوات كلها من الفرائض والنوافل، إلا في صلاة الجنازة، هكذا في النهاية. [٢]

وكذا في بدائع الصنائع:

المرأة تصلح للإمامة في الجملة إلخ إلا أن جماعتهن مكروهة عندنا. [٣]

وكذا في تبيين الحقائق:

قال رحمه الله (وجماعة النساء) أي كره جماعة النساء وحدهن إلخ وهو أيضا مكروه في حقهن فصرن كالعراة لم يشرع في حقهن الجماعة أصلا. [٤]

وكذا في البحر الرائق:

قوله (وجماعة النساء) أي كره جماعة النساء إلخ فيكره كالعراة. [٥]

وكذا في الهداية: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٤، ط: رشيدية

وكذا في فتاوی محمودیه: كتاب الصلاة، باب التراويح، ٧/ ٢٨٠، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوى حقانيه: كتاب الصلاة، باب الجماعة، ٣/ ١٥٢، ط: دار العلوم حقانيه

---

[١] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٣٦٢، ط: دار الكتب العلمية

[٢] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٩٤، ط: قديمي

[٣] كتاب الصلاة، بيان من هو أحق بالإمامة، ١/ ٣٨٧، ٣٨٨، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، باب الإمام والحدث في الصلاة، ١/ ٣٤٨، ط: سعيد

[٥] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٤، ط: رشيدية

باب الجماعة

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل چونکہ فتنہ اور فساد کا زمانہ ہے اور خصوصاً علمائے کرام کو چن چن کر شہید کیا جارہا ہے اس خطرے کے پیش نظر آج کل علمائے کرام اپنے ساتھ گارڈ رکھتے ہیں جو نماز کے وقت بھی محراب وغیرہ کے اندر کھڑے رہتے ہیں اور جماعت میں شامل نہیں ہوتے، تو مفتی صاحب آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ کیا ان کے لئے گنجائش ہے کہ علمائے کرام کی حفاظت کی خاطر جماعت کی نماز میں شریک نہ ہوں؟

نیز جمعہ اور عیدین کا کیا حکم ہے جبکہ جمعہ اور عیدین کا تو بغیر جماعت کے تصور ہی نہیں ہے؟

جواب: ترک جماعت کے شرعی اعذار میں سے جان ومال کا خطرہ بھی ہے یعنی دشمنوں اور چوروں کی طرف سے جان ومال کا خطرہ ہو اوران کی حفاظت کی ضرورت ہو تو ایسی صورت میں جماعت ترک کرنے کی اجازت ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں علمائے کرام اور مساجد میں نمازیوں کی حفاظت کے لئے گارڈ، محافظ وغیرہ اگر سیکیورٹی کے پیش نظر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں تو ان کے لئے جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے بعد میں اگر جماعت ہو سکے تو جماعت کرکے نماز پڑھیں گے ورنہ اکیلے پڑھ لیں گے، اور عیدین کا بھی یہی حکم ہے، البتہ جمعہ کی نماز چونکہ جماعت کے ساتھ پڑھنا ہی ضروری ہوتی ہے بعد میں پڑھنے کی کوئی صورت نہیں لہٰذا جمعہ کی نماز کو حتی الامکان جماعت کے ساتھ پڑھا جائے، انتہائی مجبوری کے علاوہ ترک نہ کیا جائے یا علیحدہ سارے گارڈز اپنی جماعت کرالیں، مگر پڑھیں ضرور، لیکن اگر بہت ہی سخت مجبوری ہو اور کوئی صورت جماعت میں شرکت کی نہ ہو تو جمعہ کو چھوڑا جاسکتا ہے، اگر وقت نکل جائے تو بعد میں انفرادی طور پر ظہر کی نماز پڑھ لیں۔

كذا في سنن أبي داود:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ اتِّبَاعِهِ، عُذْرٌ، قَالُوا: وَمَا الْعُذْرُ؟، قَالَ: خَوْفٌ أَوْ مَرَضٌ، لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّى. (1)

وكذا في تاريخ المدينة المنورة لابن شبه:

عَنْ إِدْرِيسَ الْأَوْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى فِي الْحِجْرِ قَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى رَأْسِهِ بِالسَّيْفِ. (2)

==================

(1) كتاب الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة، ١/ ٩٢٧، رقم الحديث: ٥١

(2) باب ذكر حرس رسول الله صلى الله عليه وسلم، ١/ ٣٠٠، ط: سيد حبيب محمود جده

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

يسقط حضور الجماعة بواحد من ثمانية عشر... منها وخوف ظالم أي على نفسه أو ماله أو خوف ضياع ماله... وقيامه بمريض يستضر بغيبته. (١)

وكذا في الدر المختار مع الشامية:

(قَوْلُهُ وَخَوْفٌ عَلَى مَالِهِ) أَيْ مِنْ لِصٍّ وَنَحْوِهِ إذَا لَمْ يُمْكِنْهُ غَلْقُ الدُّكَّانِ أَوْ الْبَيْتِ مَثَلًا، وَمِنْهُ خَوْفُهُ عَلَى تَلَفِ طَعَامٍ فِي قِدْرٍ أَوْ خُبْزٍ فِي تَنُّورٍ تَأَمَّلْ، وَانْظُرْ هَلْ التَّقْيِيدُ بِمَالِهِ لِلِاحْتِرَازِ عَنْ مَالِ غَيْرِهِ؟ وَالظَّاهِرُ عَدَمُهُ: لِأَنَّ لَهُ قَطْعَ الصَّلَاةِ لَهُ وَلَا سِيَّمَا إنْ كَانَ أَمَانَةً عِنْدَهُ كَوَدِيعَةٍ أَوْ عَارِيَّةٍ أَوْ رَهْنٍ مِمَّا يَجِبُ عَلَيْهِ حِفْظُهُ... (قَوْلُهُ أَوْ ظَالِمٍ) يَخَافُهُ عَلَى نَفْسِهِ أَوْ مَالِهِ. (٢)

وفيه أيضا:

(هِيَ فَرْضٌ) عَيْنٍ (يَكْفُرُ جَاحِدُهَا) لِثُبُوتِهَا بِالدَّلِيلِ الْقَطْعِيِّ كَمَا حَقَّقَهُ الْكَمَالُ وَهِيَ فَرْضٌ مُسْتَقِلٌّ آكَدُ مِنْ الظُّهْرِ. (٣)

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ بِالدَّلِيلِ الْقَطْعِيِّ) وَهُوَ قَوْله تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا} [الجمعة: ٩] الْآيَةَ، وَبِالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ... (قَوْلُهُ آكَدُ مِنْ الظُّهْرِ) أَيْ لِأَنَّهُ وَرَدَ فِيهَا مِنْ التَّهْدِيدِ مَا لَمْ يَرِدْ فِي الظُّهْرِ، مِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ» رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ، فَيُعَاقَبُ عَلَى تَرْكِهَا أَشَدَّ مِنْ الظُّهْرِ وَيُثَابُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ وَلِأَنَّ لَهَا شُرُوطًا لَيْسَتْ لِلظُّهْرِ. (٤)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

فلا تجب الجماعة والجمعة بسبب خوف ظالم، وحبس معسر، أو ملازمة غريم معسر، وعُرْي، وخوف

===================

(١) كتاب الصلاة، فصل يسقط حضور الجماعة، ١/ ٢٩٨، ط: دار الكتب العلمية

(٢) كتاب الصلاة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ١/ ٥٥٦، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب الجمعة، ٢/ ١٣٦، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب الجمعة، ٢/ ١٣٦، ط:

عقوبة يرجى تركها كتعزير لله تعالى، أو لآدمي، وقَوَد. (۱)

کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے صف میں کرسی رکھنے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں قیام ور کوع کر رہے ہیں تو اس صورت میں کرسی کا پچھلا پایا صف میں رکھیں تو قیام ور کوع کرتے وقت دوسرے نمازیوں سے آگے کھڑے ہوں گے، اور اگر کرسی کے اگلے پائے کو صف میں رکھیں تو پچھلی صف والوں کو سجدہ میں مشکل ہو گی، اب کرسی کس طریقہ پر رکھی جائے؟

جواب: صورت مذکورہ میں جو حضرات شرعی عذر کی بناء پر کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں تو جماعت میں شرکت کے وقت کرسی اس طرح رکھی جائے کہ اس کے پچھلے پائے صف میں کھڑے نمازیوں کی ایڑیوں کے برابر ہوں تاکہ بیٹھنے کی صورت میں ان معذور حضرات کا کندھا دوسرے نمازیوں کے کندھے کے برابر میں ہو، لیکن اگر یہ حضرات رکوع اور سجدہ بیٹھ کر ادا کریں اور صرف قیام کھڑے ہو کر یا قیام اور رکوع با قاعدہ طور پر ادا کریں اور صرف سجدہ بیٹھ کر ادا کریں تو اس صورت میں کرسی کے اگلے پائے صف میں کھڑے نمازیوں کی ایڑیوں کے برابر رکھیں تاکہ حالتِ قیام میں ان حضرات کا کندھا دوسرے نمازیوں کے کندھے کے برابر ہو، کیونکہ احادیث میں صف کو برابر رکھنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

بہر حال دوسری صورت جائز ہے مگر افضل اور بہتر صورت پہلی ہی ہے، کیونکہ دوسری صورت میں پچھلی صف میں کھڑے نمازیوں کو سجدہ ادا کرنے میں مشکل پیش آئے گی اور پچھلی صف میں اس کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے خلا پیدا ہو سکتا ہے اس لئے ان حضرات کو پہلی صورت پر عمل کرنا چاہئے تاکہ مذکورہ بالا قباحتیں لازم نہ آئیں۔

كذا في صحيح البخاري:

وعن أنس، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ من إِقَامَة الصَّلَاة». (۲)

وكذا في سنن أبي داود:

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَقِيمُوا الصُّفُوفَ، وَحَاذُوا بَين المناكب، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوا فرجات لِلشَّيْطَان، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَ

(۱) الفصل العاشر: أنواع الصلاة، المطلب الثاني عشر أعذار ترك الجماعة والجمعة، ۲/ ۱۱۸٦، ط: نشر احسان

(۲) كتاب الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، ۱/ ۱۰۰، ط: قديمي

صَفًّا قَطَعَهُ اللهُ». (١)

وكذا في الهندية:

وَإِنْ عَجَزَ عَنْ الْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَقَدَرَ عَلَى الْقُعُودِ يُصَلِّي قَاعِدًا بِإِيمَاءٍ... وَكَذَا لَوْ عَجَزَ عَنْ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَقَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ فَالْمُسْتَحَبُّ أَنْ يُصَلِّيَ قَاعِدًا بِإِيمَاءٍ وَإِنْ صَلَّى قَائِمًا بِإِيمَاءٍ جَازَ عِنْدَنَا، هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. (٢)

وكذا في الدر:

وإن تعذرا ليس تعذرهما شرطا بل تعذر السجود كاف. (٣)

اسی طرح کا مضمون کتاب "کرسی پر نماز پڑھنے کے شرعی احکام" میں بھی موجود ہے۔(ط: دار العلوم کراچی)

شارع عام پر واقع مسجد میں جماعت ثانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جس محلے اور بازار کی مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہوں اور باجماعت نماز مقررہ وقت پر ادا ہوتی ہو وہاں جماعت ثانیہ کرانا مکروہ ہے تو کیا بس اسٹاپ اور شارع کی جہاں امام اور مؤذن مقرر ہوں وہاں بھی جماعت ثانیہ کرانا مکروہ ہے جبکہ ان مساجد میں مسافروں کا آنا جانا لگا رہتا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ جس محلے اور بازار کی مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہوں وہاں جماعت ہو جانے کے بعد دوبارہ جماعت کرانا مکروہ ہے جبکہ شارع عام اور اسٹاپ وغیرہ کی مسجدوں میں اگر امام اور مؤذن مقرر ہوں تب بھی جماعت ثانیہ جائز ہے۔

كذا في البزازية:

تكرار الجماعة يكره إلا إذا كان المسجد على قارعة الطريق. (٤)

وكذا في الدر المختار:

ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن. (٥)

====================

(١) كتاب الصلاة، باب تسوية الصف، ١/ ١٠٧، ط: رحمانيه

(٢) كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ١/ ١٣٦، ط: رشيدية

(٣) باب صلاة المريض، ٢/ ٩٧، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في الإمامة والاقتداء، ١/ ٥٢، ط: قديمي

(٥) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٥٢، ط: سعيد

وكذا في الشامية:

يُكْرَهُ تَكْرَارُ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدِ مَحَلَّةٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، إِلَّا إِذَا صَلَّى بِهِمَا فِيهِ أَوَّلًا غَيْرُ أَهْلِهِ، أَوْ أَهْلُهُ لَكِنْ بِمُخَافَتَةِ الْأَذَانِ، وَلَوْ كَرَّرَ أَهْلُهُ بِدُونِهِمَا أَوْ كَانَ مَسْجِدَ طَرِيقٍ جَازَ إِجْمَاعًا؛ كَمَا فِي مَسْجِدٍ لَيْسَ لَهُ إِمَامٌ وَلَا مُؤَذِّنٌ وَيُصَلِّي النَّاسُ فِيهِ فَوْجًا فَوْجًا، فَإِنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يُصَلِّيَ كُلُّ فَرِيقٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ عَلَى حِدَةٍ كَمَا فِي أَمَالِي قَاضِي خَانْ اه وَنَحْوُهُ فِي الدُّرَرِ، وَالْمُرَادُ بِمَسْجِدِ الْمَحَلَّةِ مَا لَهُ إِمَامٌ وَجَمَاعَةٌ مَعْلُومُونَ كَمَا فِي الدُّرَرِ وَغَيْرِهَا. قَالَ فِي الْمَنْبَعِ: وَالتَّقْيِيدُ بِالْمَسْجِدِ الْمُخْتَصِّ بِالْمَحَلَّةِ احْتِرَازٌ مِنَ الشَّارِعِ، وَبِالْأَذَانِ الثَّانِي احْتِرَازًا عَمَّا إِذَا صَلَّى فِي مَسْجِدِ الْمَحَلَّةِ جَمَاعَةٌ بِغَيْرِ أَذَانٍ حَيْثُ يُبَاحُ إِجْمَاعًا. [1]

وكذا في الهندية:

الْمَسْجِدُ إِذَا كَانَ لَهُ إِمَامٌ مَعْلُومٌ وَجَمَاعَةٌ مَعْلُومَةٌ فِي مَحَلِّهِ فَصَلَّى أَهْلُهُ فِيهِ بِالْجَمَاعَةِ لَا يُبَاحُ تَكْرَارُهَا فِيهِ بِأَذَانٍ ثَانٍ أَمَّا إِذَا صَلَّوْا بِغَيْرِ أَذَانٍ يُبَاحُ إِجْمَاعًا وَكَذَا فِي مَسْجِدِ قَارِعَةِ الطَّرِيقِ. كَذَا فِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ لِلْمُصَنِّفِ. [2]

وكذا في البحر الرائق:

أَمَّا إِذَا كَانَ خُفْيَةً فِي زَاوِيَةِ الْمَسْجِدِ لَا بَأْسَ بِهِ، وَقَالَ الْقُدُورِيُّ لَا بَأْسَ بِهَا فِي مَسْجِدٍ فِي قَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَفِي أَمَالِي قَاضِي خَانْ مَسْجِدٌ لَيْسَ لَهُ إِمَامٌ وَلَا مُؤَذِّنٌ وَيُصَلِّي النَّاسُ فِيهِ فَوْجًا فَوْجًا فَالْأَفْضَلُ أَنْ يُصَلِّيَ كُلُّ فَرِيقٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ عَلَى حِدَةٍ، وَلَوْ صَلَّى بَعْضُ أَهْلِ الْمَسْجِدِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ مُخَافَتَةً ثُمَّ ظَهَرَ بَقِيَّتُهُمْ فَلَهُمْ أَنْ يُصَلُّوا جَمَاعَةً عَلَى وَجْهِ الْإِعْلَانِ. [3]

وكذا في فتاوی حقانیہ: باب الجماعة، ٣/ ١٢٥، ط: حقانیہ

وكذا في فتاوی دار العلوم: باب الإمام والجماعة، ٣/ ٥٧، ط: دار الاشاعت

عورتوں کے حق میں باجماعت نماز کا ثواب

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مردوں کو باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب ستائیس درجہ ملتا ہے تو کیا یہ

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الجماعة، ١/ ٥٥٢، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، ١/ ٨٣، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٠٥، ط: رشيدية

ثواب عورتوں کے لئے بھی ہے حالانکہ عورتوں کے لئے جماعت سے نماز پڑھنا مشروع ہی نہیں ہے؟

جواب: مرد جماعت کی نماز کا مکلّف ہے اس لئے ستائیس درجہ کا ثواب مردوں کے ساتھ خاص ہے اور احادیث میں بھی جماعت کی نماز کو مرد کے حق میں افضل قرار دیا گیا ہے جبکہ عورتیں جماعت کی نماز کی مکلّف نہیں ہیں اور احادیث میں گھر کے کونے میں عورت کے نماز پڑھنے کو بنسبت جماعت سے پڑھنے کے زیادہ افضل بتایا گیا ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلاَةُ الجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاَةَ الفَذ بِسبع وَعشْرين دَرَجَةً».(۱)

وكذا في سنن أبي داود:

«لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ».(۲)

وفيه أيضا:

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا».

وكذا في المرقاة:

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعَنَّهَا» ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعَنَّهَا) : بِالنُّونِ الثَّقِيلَةِ الْمُؤَكِّدَةِ، قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ: النَّهْيُ عَنْ مَنْعِهِنَّ عَنِ الْخُرُوجِ مَحْمُولٌ عَلَى كَرَاهَةِ التَّنْزِيهِ، قَالَ الْبَيْهَقِيُّ: وَبِهِ قَالَ كَافَّةُ الْعُلَمَاءِ، قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: وَقَضِيَّةُ كَلَامِ النَّوَوِيِّ فِي تَحْقِيقِهِ، وَالزَّرْكَشِيِّ فِي أَحْكَامِ الْمَسَاجِدِ، أَنَّهُ حَيْثُ كَانَ فِي خُرُوجِهِنَّ اخْتِلَاطٌ بِالرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ، أَوْ طَرِيقِهِ، أَوْ قَوِيَتْ خَشْيَةُ الْفِتْنَةِ عَلَيْهِنَّ لِتَزَيُّنِهِنَّ وَتَبَرُّجِهِنَّ حُرِّمَ عَلَيْهِنَّ الْخُرُوجُ، وَعَلَى الْحَلِيلِ الْإِذْنُ لَهُنَّ، وَوَجَبَ عَلَى الْإِمَامِ أَوْ نَائِبِهِ مَنْعُهُنَّ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ الْمُظْهِرُ: فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ خُرُوجِهِنَّ إِلَى الْمَسْجِدِ لِلصَّلَاةِ، لَكِنْ فِي زَمَانِنَا مَكْرُوهٌ، قَالَ ابْنُ الْمَلَكِ: لِلْفِتْنَةِ. (۳)

==================

(۱) كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، ۱/ ۸۹، ط: قديمي

(۲) كتاب الصلاة، باب ما جاء في خروج النساء إلى المسجد، ۱/ ۹۴، ط: رحمانيه

(۳) كتاب الصلاة، باب الجماعة، ۳/ ۵۶، ط: امداديه

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

الجماعة في المسجد لغير المرأة أو الخنثى أفضل منها في غير المسجد، كالبيت وجماعة المرأة، لخبر الصحيحين: «صلوا أيها الناس في بيوتكم، فإن أفضل صلاة المرء في بيته إلا المكتوبة» أي فهي في المسجد أفضل؛ لأن المسجد مشتمل على الشرف والطهارة وإظهار الشعائر وكثرة الجماعة. (۱)

وكذا في إعلاء السنن:

قوله: عن أم حميد إلى عن أبي عمر إلخ، قال الشيخ دل الحديثان الأولان على كون صلاة المرأة في غير المسجد أفضل منها في المسجد وعلت احتمال الفتنة ولو بعيدا فلو كان الاحتمال قريبا متوقعا أو حاصلا واقعا كان الأمر أشد ويكون ذلك الأفضل متعينا واجبا. ومن ثم منع الصحابة رضي الله عنهم خروجهن كما في حديث عائشة وأبي عمرو، وسيأتي دليل استثناء العجائز من ذلك. (۲)

مقتدی کے تشہد مکمل کرنے سے پہلے امام سلام پھیر دے تو نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر دو رکعت والی نماز میں مقتدی نے تشہد پورا نہیں کیا تھا امام نے سلام پھیر دیا تو کیا ایسی صورت میں مقتدی تشہد نامکمل چھوڑ کر سلام پھیرے گا یا تشہد مکمل کرے گا؟

جواب: ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ مقتدی تشہد مکمل کر کے سلام پھیر دے اور اگر تشہد نامکمل چھوڑ کر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔

كذا في الهندية:

إذا أدرك الإمام في التشهد وقام الإمام قبل أن يتم المقتدي أو سلم الإمام في آخر الصلاة قبل أن يتم المقتدي التشهد فالمختار أن يتم التشهد كذا في الغياثية. (۳)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

وفي القعدة الثانية إذا سلم الإمام وهو في التشهد يتم وإذا لم يتم أجزأه. (٤)

====================

(۱) كتاب الصلاة، حكم صلاة الجماعة، ۲/ ۱۱۷۰، ط: احسان

(۲) كتاب الصلاة، باب منع النساء عن الحضور في المساجد، ٤/ ۲٦۰، ط: ادارة القرآن

(۳) الباب الخامس في الإمامة، الفصل السادس فيما يتابع الإمام وفيما لا يتابع، ۱/ ۹۰، ط: رشيدية

(٤) ۱/ ۱۵۹، ط: رشيدية

وکذا في الشامية:

وَالْحَاصِلُ أَنَّ مُتَابَعَةَ الْإِمَامِ فِي الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ مِنْ غَيْرِ تَأْخِيرٍ وَاجِبَةٌ، فَإِنْ عَارَضَهَا وَاجِبٌ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَفُوتَهُ بَلْ يَأْتِي بِهِ ثُمَّ يُتَابِعُ، كَمَا لَوْ قَامَ الْإِمَامُ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْمُقْتَدِي التَّشَهُّدَ فَإِنَّهُ يُتِمُّهُ ثُمَّ يَقُومُ. (۱)

وکذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: کتاب الصلاة، باب الإمامة، ۳/ ۲٤٥، ط: دار الاشاعت

موجودہ زمانے میں عورتوں کا مسجد میں آنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے محلے کی مسجد میں خواتین بھی جماعت میں شامل ہو جاتی ہیں ان کے لئے وہاں پردے کا انتظام بھی ہے، مقامی مرد حضرات اپنی خواتین کے اس عمل کی نہ صرف اجازت دیتے ہیں بلکہ ان کی ہمت افزائی بھی کرتے ہیں از روئے شرع واضح کریں کیا عورتیں نماز پڑھنے کے لئے مسجد جا سکتی ہیں؟

جواب: خیر القرون کے ابتداء میں اگرچہ خواتین کو مسجد کی جماعت میں شرکت کی اجازت تھی لیکن خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے زمانے میں عورتوں کو مسجد کی جماعت میں آنے سے منع کیا گیا اور وجہ یہ بتائی گئی کہ اس سے سخت فتنے کا اندیشہ ہے، تو جب اسی زمانے میں فتنے کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہو جو کہ خیر القرون کا حصہ تھا تو انصاف کیجئے آج کا دور اور ماحول کیا اس وقت سے زیادہ پاکیزہ ہے؟ چنانچہ اسی لئے جمہور امت نے یہ موقف اختیار کیا ہے جو قرآن وسنت ہی سے ماخوذ ہے کہ آج کے دور میں خواتین کا جماعت میں شریک ہونے کے لئے مسجد میں جانا درست نہیں ہے۔

مذکورہ محلے کی خواتین کو چاہئے کہ مسجد جانے کے بجائے اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھ لیں، گھر میں بھی اندرونی کمرے میں ان کا نماز پڑھنا بیرونی کمرے میں پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے جیسا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

کذا في صحیح مسلم:

عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: «لَوْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ» قَالَ: فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ: أَنِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُنِعْنَ الْمَسْجِدَ؟ قَالَتْ: «نَعَمْ». (۲)

==================

(۱) کتاب الصلاة، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام، ۱/ ٤٧٠، ط: سعيد

(۲) کتاب الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد، ۱/ ۱۸۳، ط: قديمي

وكذا في الدر المختار:

ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة... وعيد ووعظ مطلقا ولو عجوزا ليلا على المذهب المفتى به لفساد الزمان. [1]

وكذا في البحر:

قوله (ولا يحضرن الجماعة) لقوله تعالى ''وقرن في بيوتكن'' الأحزاب: ۳۳، وقال صلى الله عليه وسلم: صلاتها في قعر بيتها أفضل من صلاتها في صحن دارها... وبيوتهن خيولهن، ولأنه لا يؤمن الفتنة من خروجهن. [2]

وكذا في البدائع:

أما النساء فلأن خروجهن إلى الجماعات فتنة. [3]

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل: جماعت اور اس کی اہمیت، ۳/ ۴۷، ط: دار الاشاعت

اذان کے بعد مسجد میں انفرادی طور پر نماز پڑھ کر جانے کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہم جس فیکٹری میں کام کرتے ہیں وہاں پر عشاء کی جماعت ۷:۴۵ پر ہوتی ہے، اور ہماری چھٹی ساڑھے سات بجے ہوتی ہے، اگر ہم جماعت کی نماز کے لئے رکتے ہیں تو فیکٹری کی گاڑی نکل جاتی ہے اور اپنے محلے میں پہنچتے پہنچتے محلے کی جماعت بھی نکل جاتی ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ اگر ہم اذان کے بعد اسی مسجد میں عشاء کی نماز انفرادا پڑھیں تو اس میں کراہت تو نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ نماز اسلام کا ایک اہم ترین رکن ہے اور نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے، اور بلا شرعی عذر کے نماز چھوڑنا گناہ ہے، اس لئے آپ گاڑی والے سے بات کریں کہ وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے تک گاڑی روکے، یا امام مسجد سے بات کریں کہ وہ جماعت کو مقدم کرے، یا اذان کے بعد فیکٹری کے کسی الگ کمرے میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں، تو یہ زیادہ بہتر ہے، البتہ ضرورت کی وجہ سے اسی مسجد میں اذان کے بعد انفرادی نماز پڑھ کر جانے کی بھی گنجائش ہے، مگر اس کا معمول نہ بنائیں۔

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۵۶۶، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۶۲۷، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب صلاة الجماعة، ص۳۸۵، ط: رشيدية

كذا في صحيح البخاري:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ صَلاَةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الفَجْرِ وَالعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ المُؤَذِّنَ، فَيُقِيمَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ، فَأُحَرِّقَ عَلَى مَنْ لاَ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلاَةِ بَعْدُ».[١]

وفيه أيضا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «صَلاَةُ الرَّجُلِ تَفْضُلُ صَلاَةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً».[٢]

وكذا في بدائع الصنائع:

قَالَ عَامَّةُ مَشَايِخِنَا: إنَّهَا وَاجِبَةٌ، وَذَكَرَ الْكَرْخِيُّ أَنَّهَا سُنَّةٌ، (وَاحْتَجَّ) بِمَا رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ: «صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الْفَرْدِ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، وَفِي رِوَايَةٍ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً» ، جَعَلَ الْجَمَاعَةَ لِإِحْرَازِ الْفَضِيلَةِ وَذَا آيَةُ السُّنَنِ.[٣]

وفيه أيضا:

فالجماعة إنما تجب على الرجال العاقلين الأحرار القادرين عليها من غير حرج.[٤]

وكذا في فتح القدير:

(الجماعة سنة مؤكدة) لقوله عليه الصلاة والسلام: الجماعة سنة من سنن الهدى لا يتخلف عنها إلا منافق.[٥]

وكذا في البحر الرائق:

الْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ، أَيْ قَوِيَّةٌ تُشْبِهُ الْوَاجِبَ فِي الْقُوَّةِ وَالرَّاجِحُ عِنْدَ أَهْلِ الْمَذْهَبِ الْوُجُوبُ، وَنَقَلَهُ فِي

=================

[١] كتاب الصلاة، باب فضل صلاة العشاء في الجماعة، ١/ ٩٠، ط: قديمي

[٢] كتاب الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة، ١/ ٨٩، ط: قديمي

[٣] كتاب الصلاة، باب صلاة الجماعة، ١/ ٣٨٤، ط: رشيدية

[٤] ١/ ٣٨٤، ط: رشيدية

[٥] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٣٥٣، ط: بيروت

الْبَدَائِعِ عَنْ عَامَّةِ مَشَايِخِنَا. [1]

وفيه أيضا:

ومنها أنها لا تجب إلا على الرجال البالغين العاقلين الأحرار القادرين عليها من غير حرج. [2]

مسجد کی جماعت سے پہلے اپنی جماعت کروانے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے ہاں پنجاب کے مدارس میں بعض طلبہ جماعت کے قیام سے پندرہ بیس منٹ قبل عصر کی نماز اپنی علیحدہ جماعت کمرہ کے اندر پڑھ کر نکل جاتے ہیں کیاان کا یہ فعل شریعت کی رو سے درست ہے؟ اگر بوجہ ضرورت کے نکلے تو کیا حکم ہے؟ اور اگر بلاضرورت محض تفریح وغیرہ کے لئے کھیتوں اور بازاروں کا رخ کریں تو کیا حکم ہے؟

جواب: سوال میں مذکور بعض طلبہ کا طرزِ عمل اگر کبھی کبھار کسی عذر کی وجہ سے ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کی عادت بنالینا کسی طرح بھی درست نہیں، اس میں تقلیل جماعت کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ مسجد کی باجماعت نماز کے ثواب سے محرومی بھی لازم آتی ہے لہٰذا منتظمین مدرسہ کو چاہئے کہ طلبہ کو اس سے روکیں۔

كذا في شرح التنوير:

(وَكُرِهَ) تَحْرِيمًا لِلنَّهْيِ (خُرُوجُ مَنْ لَمْ يُصَلِّ مِنْ مَسْجِدٍ أُذِّنَ فِيهِ) جَرَى عَلَى الْغَالِبِ وَالْمُرَادُ دُخُولُ الْوَقْتِ أُذِّنَ فِيهِ أَوْ لَا (إِلَّا لِمَنْ يَنْتَظِمُ بِهِ أَمْرُ جَمَاعَةٍ أُخْرَى) أَوْ كَانَ الْخُرُوجُ لِمَسْجِدِ حَيِّهِ وَلَمْ يُصَلُّوا فِيهِ، أَوْ لِأُسْتَاذِهِ لِدَرْسِهِ، أَوْ لِسَمَاعِ الْوَعْظِ أَوْ لِحَاجَةٍ وَمِنْ عَزْمِهِ أَنْ يَعُودَ نَهْرٌ (وَ) إِلَّا (لِمَنْ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعِشَاءَ) وَحْدَهُ (مَرَّةً) فَلَا يُكْرَهُ خُرُوجُهُ بَلْ تَرْكُهُ لِلْجَمَاعَةِ (إِلَّا عِنْدَ) الشُّرُوعِ فِي (الْإِقَامَةِ) فَيُكْرَهُ لِمُخَالَفَتِهِ الْجَمَاعَةَ بِلَا عُذْرٍ. بَلْ يَقْتَدِي مُتَنَفِّلًا لِمَا مَرَّ (وَ) إِلَّا (لِمَنْ صَلَّى الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ مَرَّةً) فَيَخْرُجُ مُطْلَقًا (وَإِنْ أُقِيمَتْ) لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَ الْأُولَيَيْنِ، وَفِي الْمَغْرِبِ أَحَدُ الْمَحْظُورَيْنِ الْبُتَيْرَاءُ أَوْ مُخَالَفَةُ الْإِمَامِ بِالْإِتْمَامِ. [3]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَكُرِهَ تَحْرِيمًا لِلنَّهْيِ) وَهُوَ مَا فِي ابْنِ مَاجَهْ «مَنْ أَدْرَكَ الْأَذَانَ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَهُوَ

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٠٢، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٠٥، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب في كراهة الخروج من المسجد بعد الأذان، ٢/ ٥٤، ٥٥، ط: سعيد

لَا يُرِيدُ الرُّجُوعَ فَهُوَ مُنَافِقٌ» وَأَخْرَجَ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيَّ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ كُنَّا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ رَجُلٌ حِينَ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلْعَصْرِ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ وَالْمَوْقُوفُ فِي مِثْلِهِ كَالْمَرْفُوعِ... وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ الْخُرُوجُ بَعْدَ الْأَذَانِ لِمَنْ كَانَ صَلَّى وَحْدَهُ فِي جَمِيعِ الصَّلَوَاتِ إِلَّا فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ فَإِنَّهُ يُكْرَهُ الْخُرُوجُ عِنْدَ الشُّرُوعِ فِي الْإِقَامَةِ فَقَطْ لَا قَبْلَهُ. (١)

كذا في البحر:

(قَوْلُهُ وَكُرِهَ خُرُوجُهُ مِنْ مَسْجِدٍ أُذِّنَ فِيهِ حَتَّى يُصَلِّيَ وَإِنْ صَلَّى لَا إِلَّا فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ إِنْ شُرِعَ فِي الْإِقَامَةِ)... وَقَوْلُهُ وَإِنْ صَلَّى لَا أَيْ وَإِنْ صَلَّى الْفَرْضَ وَحْدَهُ لَا يُكْرَهُ خُرُوجُهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ مَعَ الْجَمَاعَةِ لِأَنَّهُ قَدْ أَجَابَ دَاعِيَ اللَّهِ مَرَّةً فَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ ثَانِيًا. وَالظَّاهِرُ أَنَّ مُرَادَهُمْ عَدَمُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ لَا عَدَمُهَا مُطْلَقًا لِأَنَّ مَنْ صَلَّى وَحْدَهُ فَقَدْ ارْتَكَبَ الْمَكْرُوهَ وَهُوَ تَرْكُ الْجَمَاعَةِ لِأَنَّهَا عَلَى الصَّحِيحِ إِمَّا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ أَوْ وَاجِبَةٌ... وَاسْتَثْنَى الْمُصَنِّفُ الظُّهْرَ وَالْعِشَاءَ عِنْدَ الشُّرُوعِ فِي الْإِقَامَةِ فَإِنَّهُ يُكْرَهُ لِمَنْ صَلَّى وَحْدَهُ أَنْ يَخْرُجَ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَعَ الْجَمَاعَةِ لِأَنَّهُ يُتَّهَمُ بِمُخَالَفَةِ الْجَمَاعَةِ عِيَانًا وَالنَّفْلُ بَعْدَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ لَيْسَ بِمَكْرُوهٍ وَأَمَّا فِي الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ فَلَا يُكْرَهُ لَهُ الْخُرُوجُ لِكَرَاهَةِ التَّنَفُّلِ بَعْدَهُمَا وَأَمَّا فِي الْمَغْرِبِ فَلِمَا فِيهِ مِنَ التَّنَفُّلِ بِالثَّلَاثِ أَوْ مُخَالَفَةِ الْإِمَامِ إِنْ أَتَمَّهَا أَرْبَعًا وَكُلٌّ مِنْهُمَا مَكْرُوهٌ كَمَا سَبَقَ. (٢)

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب الجماعة، ٦/ ٤١٨، ط: فاروقيه

گھر میں نماز پڑھنے کے بعد مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر ایک شخص فرض نماز گھر میں پڑھ چکا ہے اور بعد میں پتہ چلا کہ مسجد میں نماز نہیں ہوئی ہے تو یہ شخص کیا کرے دوبارہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے؟

جواب: صورت مسئولہ میں ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ امام کے پیچھے نفل نماز کی نیت کرکے نماز پڑھے البتہ فجر، عصر اور مغرب میں نفل کی نیت سے جماعت میں شرکت درست نہیں۔

=====================

(١) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب في كراهة الخروج من المسجد بعد الأذان، ٢/ ٥٤، ٥٥، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ١٢٨، ط: رشيدية

كذا في الشامية:

(ثُمَّ اقْتَدَى) بِالْإِمَامِ (مُتَنَفِّلًا، وَيُدْرِكُ) بِذَلِكَ (فَضِيلَةَ الْجَمَاعَةِ) حَاوِي (إِلَّا فِي الْعَصْرِ) فَلَا يَقْتَدِي لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَهُ (وَالشَّارِعُ فِي نَفْلٍ لَا يَقْطَعُ مُطْلَقًا)... وَأُورِدَ أَنَّ التَّنَفُّلَ بِجَمَاعَةٍ مَكْرُوهٌ خَارِجَ رَمَضَانَ. وَأُجِيبَ بِنَعَمْ إِذَا كَانَ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ مُتَطَوِّعِينَ، أَمَّا إِذَا أَدَّى الْإِمَامُ الْفَرْضَ وَالْقَوْمُ النَّفْلَ فَلَا «لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِلرَّجُلَيْنِ إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا صَلَاةَ قَوْمٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ وَاجْعَلَا صَلَاتَكُمَا مَعَهُمْ سُبْحَةً» أَيْ نَافِلَةً. (١)

وكذا في الهندية:

وَإِذَا قَيَّدَهَا بِهَا لَمْ يَقْطَعْهَا وَإِذَا أَتَمَّهَا لَمْ يَشْرَعْ مَعَ الْإِمَامِ لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَلِمَا فِيهِ مِنْ الْإِتْيَانِ بِالْوِتْرِ فِي النَّفْلِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَوْ مُخَالَفَةِ إمَامِهِ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَالظَّاهِرُ أَنَّ مُرَادَهُمْ عَدَمُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ لَا عَدَمُهَا مُطْلَقًا لِأَنَّ مَنْ صَلَّى وَحْدَهُ فَقَدْ ارْتَكَبَ الْمَكْرُوهَ وَهُوَ تَرْكُ الْجَمَاعَةِ لِأَنَّهَا عَلَى الصَّحِيحِ إمَّا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ أَوْ وَاجِبَةٌ وَلَمْ أَرَ مَنْ نَبَّهَ عَلَيْهِ وَاسْتَثْنَى الْمُصَنِّفُ الظُّهْرَ وَالْعِشَاءَ عِنْدَ الشُّرُوعِ فِي الْإِقَامَةِ فَإِنَّهُ يُكْرَهُ لِمَنْ صَلَّى وَحْدَهُ أَنْ يَخْرُجَ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَعَ الْجَمَاعَةِ لِأَنَّهُ يُتَّهَمُ بِمُخَالَفَةِ الْجَمَاعَةِ عِيَانًا وَالنَّفْلُ بَعْدَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ لَيْسَ بِمَكْرُوهٍ وَأَمَّا فِي الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ فَلَا يُكْرَهُ لَهُ الْخُرُوجُ لِكَرَاهَةِ التَّنَفُّلِ بَعْدَهُمَا وَأَمَّا فِي الْمَغْرِبِ فَلِمَا فِيهِ مِنْ التَّنَفُّلِ بِالثَّلَاثِ أَوْ مُخَالَفَةِ الْإِمَامِ إنْ أَتَمَّهَا أَرْبَعًا وَكُلٌّ مِنْهُمَا مَكْرُوهٌ كَمَا سَبَقَ. (٣)

وكذا في فتح القدير:

(ويدخل مع القوم) الدخول ليس بختم لأن الذي يصلي معهم نافلة وإلا لقام فيها، والأفضل الدخول لأنه في وقت مشروع ويندفع عنه تيممه أنه من لا يرى الجماعة فإن قيل يلزم أداء النفل مع الجماعة خارج رمضان وهو مكروه أجيب بأن الكراهة إذا كان الإمام والقوم متنفلين وإذا كان الإمام مفترضا فلا كراهة روي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم فرغ من الظهر إلخ. (٤)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب صلاة ركعة واحدة، ٢/ ٥٣، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ١/ ١٣٢، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ١٢٨، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ١/ ٤٩١، ط: بيروت

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الصلاۃ، باب الجماعۃ، ٦/ ٣٩٧، ط: فاروقیہ

وکذا في کتاب المسائل: کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ والجماعۃ، ١/ ٤١٧، ط: قدیمی

تکبیر اولی کے لئے فجر کی سنتوں کو چھوڑنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی جو تکبیر اولی کا اہتمام کرتا ہے اور وہ آدمی صبح کی نماز میں ایسے وقت پر پہنچا کہ اس نے فجر کی سنتیں ادا نہیں کی تھیں اب اگر وہ آدمی سنتیں پڑھنا شروع کردے تو تکبیر اولی فوت ہو جاتی ہے تو پھر یہ آدمی نماز میں داخل ہو گیا اور نماز پڑھ لی تو یہ آدمی فجر کی سنتیں نماز کے فوراً بعد ادا کرے یا سورج کے نکلنے کے بعد؟

جواب: واضح رہے کہ اس شخص کا محض تکبیر اولی کے لئے سنتوں کو چھوڑ دینا درست نہیں تھا، تاہم صورت مسئولہ میں فجر کی سنت زوال سے پہلے سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے۔

کذا في صحیح مسلم:

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «إِنَّكُمْ تَسِيرُونَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ... حَتَّى اجْتَمَعْنَا فَكُنَّا سَبْعَةَ رَكْبٍ، قَالَ: فَمَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّرِيقِ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ: «احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا» ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِي ظَهْرِهِ، قَالَ: فَقُمْنَا فَزِعِينَ، ثُمَّ قَالَ: «ارْكَبُوا» ، فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ... ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ، فَصَنَعَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ. (١)

وکذا في سنن أبي داود:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ - وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ - أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ». (٢)

وکذا في مجمع الأنهر:

(تُقْضَى) إِذَا فَاتَتْ بِلَا فَرْضٍ (بَعْدَ الطُّلُوعِ) إِلَى الزَّوَالِ اسْتِحْسَانًا لِأَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَضَاهَا

(١) کتاب الصلاۃ، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ واستحباب تعجیل قضائها، ١/ ٢٣٨، ٢٣٩، ط: قدیمي

(٢) کتاب الصلاۃ، باب من رخص فیها إذا کانت الشمس مرتفعۃ، ١/ ١٨٩، ط: رحمانیه

مَعَ الْفَرْضِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ. [١]

وكذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ وَلَا يَقْضِيهَا إِلَّا بِطَرِيقِ التَّبَعِيَّةِ إِلَخْ)... وَمَا إِذَا فَاتَتْ وَحْدَهَا فَلَا تُقْضَى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ بِالْإِجْمَاعِ، لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَ الصُّبْحِ. وَأَمَّا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَكَذَلِكَ عِنْدَهُمَا. وَقَالَ مُحَمَّدٌ: أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَقْضِيَهَا إِلَى الزَّوَالِ كَمَا فِي الدُّرَرِ... وَقَالَا: لَا يَقْضِي، وَإِنْ قَضَى فَلَا بَأْسَ بِهِ. [٢]

وكذا في بدائع الصنائع:

أَمَّا سُنَّةُ الْفَجْرِ فَإِنْ فَاتَتْ مَعَ الْفَرْضِ تُقْضَى مَعَ الْفَرْضِ اسْتِحْسَانًا لِحَدِيثِ لَيْلَةِ التَّعْرِيسِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَمَّا نَامَ فِي ذَلِكَ الْوَادِي ثُمَّ اسْتَيْقَظَ بِحَرِّ الشَّمْسِ فَارْتَحَلَ مِنْهُ ثُمَّ نَزَلَ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ فَصَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ» . وَأَمَّا إِذَا فَاتَتْ وَحْدَهَا لَا تُقْضَى... وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ لَيْلَةِ التَّعْرِيسِ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «قَضَاهُمَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ قَبْلَ الزَّوَالِ» فَصَارَ ذَلِكَ وَقْتَ قَضَائِهِمَا. [٣]

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، امامت اور جماعت کے مسائل، ۱/ ۴۸۴، ط: قدیمی

وكذا في كفايت المفتي: كتاب الصلاة، باب السنن والنوافل، الفصل الأول فيما يتعلق بالسنن المؤكدة، ٤/ ٥٥٣، ط: ادارة الفاروق

منفرد شخص کا جماعت مل جانے پر نماز توڑنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی فجر اور مغرب کی نماز تنہا ادا کر رہا تھا تو اس نے ایک رکعات ادا کر لیا تھا کہ جماعت کی نماز کھڑی ہو گئی کیا اس کے لئے جائز ہے کہ نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے کیونکہ قرآن مجید میں ہے "ولا تبطلوا اعمالکم" لہٰذا جو نماز شروع کی ہے اس کو نہیں توڑنا چاہیئے؟

جواب: اگر کوئی شخص مغرب یا فجر کی نماز الگ پڑھ رہا تھا اگر دوسری رکعت کے سجدے سے پہلے جماعت شروع ہو جائے تو نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہونا چاہیئے تاکہ جماعت کا ثواب مل جائے، اور سوال میں مذکور شبہ کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں اس شخص

==================

[١] كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ١/ ٢١١، ط: الحبيبية

[٢] كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ٥٧، ط: سعيد

[٣] كتاب الصلاة، السنن هل تقضى أم لا، ١/ ٦٤٣، ط: رشيدية

نے شروع کی ہوئی نماز کو کامل طور پر ادا کرنے کے لئے توڑا ہے نہ کہ مکمل چھوڑنے کی نیت سے اور ایسا کرنا نہ صرف جائز بلکہ بہتر ہے۔
كذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ فَإِنْ صَلَّى رَكْعَةً مِنْ الْفَجْرِ أَوْ الْمَغْرِبِ فَأُقِيمَ يَقْطَعُ وَيَقْتَدِي) لِأَنَّهُ لَوْ أَضَافَ إلَيْهَا أُخْرَى لَفَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ لِوُجُودِ الْفَرَاغِ حَقِيقَةً فِي الْفَجْرِ أَوْ شَبَهِهِ فِي الْمَغْرِبِ لِأَنَّ لِلْأَكْثَرِ حُكْمَ الْكُلِّ، وَشَمَلَ كَلَامُهُ مَا إذَا قَامَ إلَى الثَّانِيَةِ وَلَمْ يُقَيِّدْهَا بِالسَّجْدَةِ، وَقَيَّدَ بِالرَّكْعَةِ احْتِرَازًا عَمَّا إذَا قَيَّدَ الثَّانِيَةَ بِسَجْدَةٍ فَإِنَّهُ لَا يَقْطَعُهَا وَيُتِمُّهَا وَلَا يَشْرَعُ مَعَ الْإِمَامِ لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَ الْفَجْرِ، وَكَذَا بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ. (١)

وكذا في الهندية:

إنْ صَلَّى رَكْعَةً مِنْ الْفَجْرِ أَوْ الْمَغْرِبِ فَأُقِيمَ يَقْطَعُ وَيَقْتَدِي وَكَذَا يَقْطَعُ الثَّانِيَةَ مَا لَمْ يُقَيِّدْهَا بِالسَّجْدَةِ وَإِذَا قَيَّدَهَا بِهَا لَمْ يَقْطَعْهَا وَإِذَا أَتَمَّهَا لَمْ يَشْرَعْ مَعَ الْإِمَامِ لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَلِمَا فِيهِ مِنْ الْإِتْيَانِ بِالْوِتْرِ فِي النَّفْلِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَوْ مُخَالَفَةِ إمَامِهِ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ. (٢)

وكذا في الشامية:

(وَيَقْتَدِي بِالْإِمَامِ) وَهَذَا (إنْ لَمْ يُقَيِّدْ الرَّكْعَةَ الْأُولَى بِسَجْدَةٍ أَوْ قَيَّدَهَا) بِهَا (فِي غَيْرِ رُبَاعِيَّةٍ أَوْ فِيهَا)، (قَوْلُهُ وَهَذَا إنْ لَمْ يُقَيِّدْ إلَخْ) حَاصِلُ هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ: شَرَعَ فِي فَرْضٍ فَأُقِيمَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ لِلْأُولَى قَطَعَ وَاقْتَدَى، فَإِنْ سَجَدَ لَهَا، فَإِنْ فِي رُبَاعِيٍّ أَتَمَّ شَفْعًا وَاقْتَدَى مَا لَمْ يَسْجُدْ لِلثَّالِثَةِ، فَإِنْ سَجَدَ أَتَمَّ وَاقْتَدَى مُتَنَفِّلًا إلَّا فِي الْعَصْرِ، وَإِنْ فِي غَيْرِ رُبَاعِيٍّ قَطَعَ وَاقْتَدَى مَا لَمْ يَسْجُدْ لِلثَّانِيَةِ، فَإِنْ سَجَدَ لَهَا أَتَمَّ وَلَمْ يَقْتَدِ. اهـ ح (قَوْلُهُ أَوْ قَيَّدَهَا)... أَيْ وَإِنْ قَيَّدَهَا بِسَجْدَةٍ فِي غَيْرِ رُبَاعِيَّةٍ كَالْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ وَيَقْتَدِي أَيْضًا مَا لَمْ يُقَيِّدْ الثَّانِيَةَ بِسَجْدَةٍ. (٣)

وفيه أيضا:

والمستحب القطع لإكمال. (٤)

====================

(١) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ١٢٧، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراك الفريضة، ١/ ١١٩، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب قطع الصلاة يكون حراما ومباحا ومستحبا وواجبا، ٢/ ٥٢، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب قطع الصلاة يكون حراما ومباحا ومستحبا وواجبا، ٢/ ٥٢، ط: سعيد

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

فإن كان في صلاة صبح أو مغرب، فأقيمت، قطع صلاته، ودخل مع الإمام، لئلا يصير متنفلاً بوقت نهي. وإن أتم ثانية المغرب، أو الثالثة، أو ثانية الصبح، كملها بنية الفريضة. (١)

وكذا في البحر الرائق:

لِأَنَّ الْأَصْلَ أَنَّ نَقْضَ الْعِبَادَةِ قَصْدًا بِلَا عُذْرٍ حَرَامٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى {وَلا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ} [محمد: ٣٣] وَلِإِفْضَائِهِ إلَى السَّفَهِ خُصُوصًا إذَا كَانَتْ فَرْضًا، وَأَنَّ النَّقْضَ لِلْإِكْمَالِ إكْمَالٌ مَعْنًى فَيَجُوزُ كَنَقْضِ الْمَسْجِدِ لِلْإِصْلَاحِ وَكَنَقْضِ الظُّهْرِ لِلْجُمُعَةِ... وَلِلْجَمَاعَةِ مَزِيَّةٌ عَلَى الصَّلَاةِ مُنْفَرِدًا بِالْحَدِيثِ فَجَازَ نَقْضُ الصَّلَاةِ مُنْفَرِدًا لِإِحْرَازِ الْجَمَاعَةِ. (٢)

وكذا في *امداد الفتاوى*: كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة وقضاء الفوائت، ١/ ٤٠٠، ط: *دار العلوم كراچی*

طواف یا سعی کے دوران جماعت کھڑی ہو جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص طواف یا سعی شروع کرے لیکن مکمل کرنے سے پہلے جماعت کھڑی ہو جائے تو اس شخص کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: طواف اور سعی کے دوران جماعت کھڑی ہو جائے تو دیکھا جائے اگر طواف اور سعی مکمل کرنے سے جماعت کی رکعت چھوٹنے کا اندیشہ نہ ہو تو طواف اور سعی مکمل کرلے ورنہ طواف اور سعی کو ترک کرکے نماز باجماعت میں شامل ہو جائے، بعد میں جہاں سے چھوڑا تھا وہیں سے اسے مکمل کرے از سر نو دوبارہ شروع کرنا ضروری نہیں۔

كذا في الهندية:

وَلَوْ أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ وَالرَّجُلُ يَطُوفُ أَوْ يَسْعَى، يَتْرُكُ الطَّوَافَ وَالسَّعْيَ، وَيُصَلِّي، ثُمَّ يَبْنِي بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ الصَّلَاةِ. (٣)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب المبادرة للاقتداء مع الأم، ٢/ ١١٧٨، ط: نشر احسان

(٢) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ١٢٣، ١٢٤، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، الباب الخامس في كيفية أداء الحج، ١/ ٢٢٧، ط: رشيدية

وكذا في الدر المختار:

وَلَوْ خَرَجَ مِنْهُ أَوْ مِنَ السَّعْيِ إِلَى جِنَازَةٍ أَوْ مَكْتُوبَةٍ أَوْ تَجْدِيدِ وُضُوءٍ ثُمَّ عَادَ بَنَى وَجَازَ فِيهِمَا أَكْلٌ وَبَيْعٌ. (١)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ بَنَى) أَيْ عَلَى مَا كَانَ طَافَهُ، وَلَا يَلْزَمُهُ الِاسْتِقْبَالُ... بَقِيَ مَا إِذَا حَضَرَتْ الْجِنَازَةُ أَوْ الْمَكْتُوبَةُ فِي أَثْنَاءِ الشَّوْطِ هَلْ يُتِمُّهُ أَوْ لَا؟ لَمْ أَرَ مَنْ صَرَّحَ بِهِ عِنْدَنَا وَيَنْبَغِي عَدَمُ الْإِتْمَامِ إِذَا خَافَ فَوْتَ الرَّكْعَةِ مَعَ الْإِمَامِ وَإِذَا عَادَ لِلْبِنَاءِ هَلْ يَبْنِي مِنْ مَحَلِّ انْصِرَافِهِ أَوْ يَبْتَدِئُ الشَّوْطَ مِنْ الْحَجَرِ؟ وَالظَّاهِرُ الْأَوَّلُ قِيَاسًا عَلَى مَنْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ فِي الصَّلَاةِ. (٢)

گھر میں فرض نماز پڑھنے والے کا مسجد کی جماعت میں شریک ہونا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگرایک شخص فرض نماز گھر میں پڑھ چکا ہے، اور بعد میں پتہ چلاکہ مسجد میں نماز نہیں ہوئی ہے تواس صورت میں یہ شخص کیادوبارہ نماز پڑھے گایانہیں؟

جواب: مذکورہ شخص عشاء اور ظہر کی نماز میں نفل کی نیت سے امام کے ساتھ کھڑا ہوسکتا ہے بقیہ نمازوں میں کھڑا نہیں ہوسکتا۔

كذا في الدر المختار مع الشامية:

(ثُمَّ اقْتَدَى) بِالْإِمَامِ (مُتَنَفِّلًا، وَيُدْرِكُ) بِذَلِكَ (فَضِيلَةَ الْجَمَاعَةِ) حَاوِي (إلَّا فِي الْعَصْرِ) فَلَا يَقْتَدِي لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَهُ (وَالشَّارِعُ فِي نَفْلٍ لَا يَقْطَعُ مُطْلَقًا)... وَأُورِدَ أَنَّ التَّنَفُّلَ بِجَمَاعَةٍ مَكْرُوهٌ خَارِجَ رَمَضَانَ. وَأُجِيبَ بِنَعَمْ إذَا كَانَ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ مُتَطَوِّعِينَ، أَمَّا إذَا أَدَّى الْإِمَامُ الْفَرْضَ وَالْقَوْمُ النَّفْلَ فَلَا «لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِلرَّجُلَيْنِ إذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَتَيْتُمَا صَلَاةَ قَوْمٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ وَاجْعَلَا صَلَاتَكُمَا مَعَهُمْ سُبْحَةً» أَيْ نَافِلَةً. (٣)

وكذا في الهندية:

وَإِذَا قَيَّدَهَا بِهَا لَمْ يَقْطَعْهَا وَإِذَا أَتَمَّهَا لَمْ يَشْرَعْ مَعَ الْإِمَامِ لِكَرَاهَةِ النَّفْلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَلِمَا فِيهِ مِنْ الْإِتْيَانِ

==================

(١) كتاب الحج، ٢/ ٤٩٧، ط: سعيد

(٢) كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ٢/ ٤٩٧، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب صلاة ركعة واحدة باطلة لا صحيحة مكروهة، ٢/ ٥٣، ط: سعيد

بِالْوِتْرِ فِي النَّفْلِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَوْ مُخَالَفَةِ إِمَامِهِ. (۱)

وکذا في البحر الرائق:

وَالظَّاهِرُ أَنَّ مُرَادَهُمْ عَدَمُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ لَا عَدَمُهَا مُطْلَقًا لِأَنَّ مَنْ صَلَّى وَحْدَهُ فَقَدْ ارْتَكَبَ الْمَكْرُوهَ وَهُوَ تَرْكُ الْجَمَاعَةِ لِأَنَّهَا عَلَى الصَّحِيحِ إمَّا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ أَوْ وَاجِبَةٌ وَلَمْ أَرَ مَنْ نَبَّهَ عَلَيْهِ وَاسْتَثْنَى الْمُصَنِّفُ الظُّهْرَ وَالْعِشَاءَ عِنْدَ الشُّرُوعِ فِي الْإِقَامَةِ فَإِنَّهُ يُكْرَهُ لِمَنْ صَلَّى وَحْدَهُ أَنْ يَخْرُجَ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَعَ الْجَمَاعَةِ لِأَنَّهُ يُتَّهَمُ بِمُخَالَفَةِ الْجَمَاعَةِ عِيَانًا وَالنَّفْلُ بَعْدَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ لَيْسَ بِمَكْرُوهٍ وَأَمَّا فِي الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ فَلَا يُكْرَهُ لَهُ الْخُرُوجُ لِكَرَاهَةِ التَّنَفُّلِ بَعْدَهُمَا وَأَمَّا فِي الْمَغْرِبِ فَلِمَا فِيهِ مِنْ التَّنَفُّلِ بِالثَّلَاثِ أَوْ مُخَالَفَةِ الْإِمَامِ إنْ أَتَمَّهَا أَرْبَعًا. (۲)

وکذا في خیر الفتاوی: کتاب الصلاۃ، ما یتعلق بالإمامة والجماعة، ۲/ ۳۵۸، ط: امدادیه

وکذا في امداد الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب الإمامة والجماعة، ۱/ ۳۱۱، ط: دار العلوم کراچی

مقتدی کی تکبیر تحریمہ کے بعد امام نے سلام پھیرا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کوئی مسبوق آدمی نماز میں شامل ہوتے وقت تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد امام نے سلام پھیر دیا قعدہ نہیں پایا تو آیا اس صورت میں نئی تکبیر تحریمہ کہے گا یا یہ والی تکبیر تحریمہ کافی ہوگی جو امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کہی ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں جو تکبیر تحریمہ کہی ہے وہی کافی ہے، از سرنو تکبیر تحریمہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

کذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ نِيَّةُ الْمُؤْتَمِّ) أَيْ الِاقْتِدَاءِ بِالْإِمَامِ، أَوْ الِاقْتِدَاءِ بِهِ فِي صَلَاتِهِ أَوْ الشُّرُوعِ فِيهَا أَوْ الدُّخُولِ فِيهَا بِخِلَافِ نِيَّةِ صَلَاةِ الْإِمَامِ. وَشَرْطُ النِّيَّةِ أَنْ تَكُونَ مُقَارِنَةً لِلتَّحْرِيمَةِ أَوْ مُتَقَدِّمَةً عَلَيْهَا بِشَرْطِ أَنْ لَا يَفْصِلَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ التَّحْرِيمَةِ فَاصِلٌ أَجْنَبِيٌّ كَمَا تَقَدَّمَ فِي النِّيَّةِ. (۳)

==================

(۱) کتاب الصلاۃ، الباب العاشر في إدراك الفريضة، ۱/ ۱۱۹، ط: قدیمي

(۲) کتاب الصلاۃ، باب إدراك الفريضة، ۲/ ۱۲۸، ط: رشيدية

(۳) کتاب الصلاۃ، مطلب شروط الإمامة الكبرى، ۱/ ۵۵۰، ط: سعيد

وفیه أیضا:

فَإِذَا كَبَّرَ قَائِمًا يَنْوِي الشُّرُوعَ فِي صَلَاةِ الْإِمَامِ تَنْقَطِعُ الْأُولَى فِي ضِمْنِ شُرُوعِهِ فِي صَلَاةِ الْإِمَامِ. (۱)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَقَوْلُهُمْ التَّحْلِيلُ يَحْصُلُ بِالْأُولَى فَكَذَلِكَ، وَلَكِنَّ الثَّانِيَةَ لَيْسَتْ لِلتَّحْلِيلِ بَلْ لِلتَّسْوِيَةِ بَيْنَ الْقَوْمِ فِي التَّسْلِيمِ عَلَيْهِمْ وَالتَّحِيَّةِ، وَبِهِ تَبَيَّنَ أَنَّهُ لَا حَاجَةَ إِلَى التَّسْلِيمَةِ الثَّالِثَةِ؛ لِأَنَّهُ لَا يَحْصُلُ بِهَا التَّحْلِيلُ وَلَا التَّسْوِيَةُ بَيْنَ الْقَوْمِ، فِي التَّحِيَّةِ وَرَدُّ السَّلَامِ عَلَى الْإِمَامِ يَحْصُلُ بِالتَّسْلِيمَتَيْنِ، إِلَيْهِ أَشَارَ أَبُو حَنِيفَةَ حِينَ سَأَلَهُ أَبُو يُوسُفَ هَلْ يَرُدُّ عَلَى الْإِمَامِ السَّلَامَ مَنْ خَلْفَهُ فَيَقُولُ وَعَلَيْكَ. (۲)

وكذا في خير الفتاوى: كتاب الصلاة، ما جاء في المسبوق، ۲/ ۴۰۸، ط: امداديه

مقتدی کے تشہد مکمل ہونے سے پہلے امام کا کھڑا ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص امام کے ساتھ قعدہ اولیٰ میں شریک ہوا لیکن ابھی تشہد شروع ہی کی تھی کہ امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو اب ایسی صورت میں تشہد کو پورا کرنا ضروری ہے یا امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے؟

جواب: مذکورہ صورت میں تشہد کو پورا کر کے اٹھنا افضل ہے کیونکہ قعدہ اولی میں تشہد پڑھنا واجب ہے، اور امام کی اتباع بھی واجب ہے اور ایک واجب کی وجہ سے دوسرے واجب کو ترک نہیں کرنا چاہئے تاہم اگر وہ تشہد کو پورا کئے بغیر اٹھ جائے تب بھی نماز بلا کراہت درست ہے۔

كذا في الهندية:

إِذَا أَدْرَكَ الْإِمَامَ فِي التَّشَهُّدِ، وَقَامَ الْإِمَامُ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْمُقْتَدِي، أَوْ سَلَّمَ الْإِمَامُ فِي آخِرِ الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ

(۱) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب قطع الصلاة يكون حراما ومباحا، ۲/ ۵۲، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، كيفية وسنن التسليم، ۱/ ۴۵۷

الْمُقْتَدِي التَّشَهُّدَ فَالْمُخْتَارُ أَنْ يُتِمَّ التَّشَهُّدَ. كَذَا فِي الْغِيَاثِيَّةِ وَإِنْ لَمْ يُتِمَّ أَجْزَأَهُ. [۱]

وکذا في الدر مع الرد:

أَوْ قِيَامِهِ لِثَالِثَةٍ (قَبْلَ تَمَامِ الْمُؤْتَمِّ التَّشَهُّدَ) فَإِنَّهُ لَا يُتَابِعُهُ بَلْ يُتِمُّهُ لِوُجُوبِهِ... وَمُقْتَضَاهُ أَنَّهُ يُتِمُّ التَّشَهُّدَ ثُمَّ يَقُومُ وَلَمْ أَرَهُ صَرِيحًا، ثُمَّ رَأَيْته فِي الذَّخِيرَةِ نَاقِلًا عَنْ أَبِي اللَّيْثِ: الْمُخْتَارُ عِنْدِي أَنَّهُ يُتِمُّ التَّشَهُّدَ وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ أَجْزَأَهُ اهـ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ (قَوْلُهُ لِوُجُوبِهِ) أَيْ لِوُجُوبِ التَّشَهُّدِ كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ وَغَيْرِهَا. [۲]

وکذا في فتاوی قاضي خان:

إذا قام الإمام إلى الثالثة قبل أن يفرغ المقتدي من التشهد فإن المقتدي يتم التشهد ثم يقوم وكذل لو سلم الإمام قبل أن يفرغ المقتدي من التشهد فإنه يتم التشهد. [۳]

وکذا في الفتاوی التاتارخانية:

وإذا فرغ الإمام من التشهد والمؤتم لم يفرغ بعد، ففي القعدة الأولى لا يتابع الإمام ما لم يتشهد، وفي فتاوى الحجة: يتابعه، لأن المتابعة فرض، وقال الفقيه أبو الليث رحمه الله: الصحيح أن المقتدي يتم التشهد، لأنه من الواجبات. [۴]

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الثالث في واجبات الصلاة، ۵/ ۵۷۵، ط: فاروقيه

وکذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ۳/ ۲۸۹، ط: سعيد

امام کی اقتداء میں مخالفت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ رمضان المبارک میں وتر کی نماز پڑھاتے ہوئے تیسری رکعت میں بجلی چلی گئی، اس دوران امام صاحب تکبیر کہہ کر بجائے دعائے قنوت پڑھنے کے رکوع میں چلے گئے اور بجلی نہ ہونے کی وجہ سے کچھ

---

[۱] کتاب الصلاة، الفصل السادس، ۱/ ۹۰، ط: رشيدية

[۲] کتاب الصلاة، ۱/ ۴۹۶، ط: سعيد

[۳] کتاب الصلاة، فصل فيمن يصح الاقتداء وفيمن لا يصح، ۱/ ۴۷، ط: اشرفيه

[۴] کتاب الصلاة، ۱/ ۴۰۴، ط: قديمي

لوگ امام کے ساتھ رکوع میں نہیں گئے بلکہ دعائے قنوت پڑھتے رہے حالانکہ امام سمیت باقی لوگ رکوع میں جا چکے تھے، امام نے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا تو دعائے قنوت میں کھڑے رہنے والے جلدی سے رکوع کرکے امام کے ساتھ شریک ہو گئے، آیا ان لوگوں کی نماز ہو گئی یا نہیں، اور ان پر قضاء لازم ہے یا نہیں حالانکہ امام صاحب نے سجدہ سہو بھی کیا تھا؟

جواب: مذکورہ صورت میں جو لوگ امام کے ساتھ رکوع میں شریک نہ ہو سکے اور امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد رکوع کر لیا تو ان کی نماز ہو گئی البتہ وہ لوگ جنہوں نے سرے سے رکوع ہی کو ترک کر دیا ان کی نماز ترکِ فرض کی وجہ سے باطل ہو گئی، یہ لوگ وتر دوبارہ پڑھیں۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَإِنَّمَا تَفْسُدُ) أَيْ الصَّلَاةُ بِمُخَالَفَتِهِ فِي الْفُرُوضِ الْمُرَادُ بِالْمُخَالَفَةِ هُنَا عَدَمُ الْمُتَابَعَةِ أَصْلًا بِأَنْوَاعِهَا الثَّلَاثِ الْمَارَّةِ، وَالْفَسَادُ فِي الْحَقِيقَةِ إنَّمَا هُوَ بِتَرْكِ الْفَرْضِ لَا بِتَرْكِ الْمُتَابَعَةِ. (۱)

وكذا في الهندية:

خَمْسَةُ أَشْيَاءَ إذَا تَرَكَ الْإِمَامُ تَرَكَ الْمُقْتَدِي أَيْضًا وَتَابَعَ تَكْبِيرَاتُ الْعِيدِ، وَالْقَعْدَةُ الْأُولَى، وَسَجْدَةُ التِّلَاوَةِ، وَالسَّهْوُ، وَالْقُنُوتُ إذَا خَافَ فَوْتَ الرُّكُوعِ. هَكَذَا فِي الْوَجِيزِ لِلْكَرْدَرِيِّ. (۲)

وكذا في البدائع:

فإن كان المتروك فرضا تفسد الصلاة، وإن كان واجبا لا تفسد ولكن تنقص وتدخل في حد الكراهة. (۳)

وكذا في فتاوی رحیمیہ: كتاب الصلاة، باب السنن والنوافل، صلاة الوتر، ٥/ ٢٣٠، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٦/ ٦٣٨، ط: فاروقيه

مقتدی کا تشہد ادھورا چھوڑ کر امام کی متابعت میں سلام پھیرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مقتدی کے تشہد مکمل کرنے سے پہلے امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا یا قعدہ اخیرہ میں مقتدی ابھی تشہد مکمل نہیں کر پایا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو اب مقتدی اپنا تشہد پوری کرکے امام کی

(۱) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب المراد بالمجتهد فيه، ١/ ٤٧٢، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السادس فيما يتابع الإمام وفيما لا يتابعه، ١/ ٩٠، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، بيان المتروك ساهيا، ١/ ٤٠٨، ط: رشيدية

متابعت کرے گا یا تشہد نامکمل چھوڑ کر امام کی متابعت کرے گا؟

جواب: مذکور دونوں صورتوں میں بہتر یہی ہے کہ مقتدی اپنا تشہد مکمل کرکے امام کی متابعت کرے، اگر تشہد نامکمل چھوڑ کر امام کی متابعت کرے تب بھی جائز ہے۔

كذا في الهندية:

إِذَا أَدْرَكَ الْإِمَامَ فِي التَّشَهُّدِ وَقَامَ الْإِمَامُ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْمُقْتَدِي أَوْ سَلَّمَ الْإِمَامُ فِي آخِرِ الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْمُقْتَدِي التَّشَهُّدَ فَالْمُخْتَارُ أَنْ يُتِمَّ التَّشَهُّدَ. كَذَا فِي الْغِيَاثِيَّةِ وَإِنْ لَمْ يُتِمَّ أَجْزَأَهُ. [1]

وكذا في الشامية:

كما لو قام الإمام قبل أن يتم المقتدي التشهد فإنه يتمه ثم يقوم. [2]

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

ومن أدرك الإمام في التشهد فقام الإمام أو سلم في آخر الصلاة قبل أن يتم المقتدي تشهده قال الفقيه أبو الليث المختار عندي أنه يتم تشهده لأن التشهد من الواجبات وإن لم يفعل أجزأه. [3]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٢٨١، ط: سعيد

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، الفصل الثالث في واجبات الصلاة، ٥/ ٥٧٥، ط: فاروقيه

مقتدی کا ارکان نماز میں امام سے پہلے جانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مقتدی اگر امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کے لئے جائے یا اٹھے یا سلام امام سے قبل پھیرے تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: امام سے پہلے رکوع یا سجدہ وغیرہ کے لئے جانا اور امام سے قبل سلام پھیرنا مکروہ تحریمی ہے، احادیث میں اس طرح کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

[1] كتاب الصلاة، الفصل السادس فيما يتابع الإمام وفيما لا يتابعه، ١/ ٩٠، ط: رشيدية

[2] باب صفة الصلاة، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام، ١/ ٤٧٠، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان ما يفعله المصلي في صلاته بعد الافتتاح، ١/ ٤٠٥، ط: قديمي

كذا في صحيح مسلم:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي إِمَامُكُمْ، فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ، وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالِانْصِرَافِ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا» قَالُوا: وَمَا رَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ».[1]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَجَبَ مُتَابَعَتُهُ)... وَهُوَ أَنْ يَرْفَعَ الْمَأْمُومُ رَأْسَهُ مِنْ الرُّكُوعِ أَوْ السُّجُودِ قَبْلَ أَنْ يُتِمَّ الْإِمَامُ التَّسْبِيحَاتِ ح (قَوْلُهُ فَيَعُودُ) أَيْ الْمُقْتَدِي لِوُجُوبِ مُتَابَعَتِهِ لِإِمَامِهِ فِي إكْمَالِ الرُّكُوعِ وَكَرَاهَةِ مُسَابَقَتِهِ لَهُ: فَلَوْ لَمْ يُعِدْ ارْتَكَبَ كَرَاهَةَ التَّحْرِيمِ.[2]

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ لِلْمَأْمُومِ أَنْ يَسْبِقَ الْإِمَامَ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَأَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فِيهِمَا قَبْلَ الْإِمَامِ.[3]

وكذا في كفايت المفتی: كتاب الصلاة، ما يفسد الصلاة، ٤/ ٤٤٠، ط: فاروقيه

وكذا في خير الفتاوی: كتاب الصلاة، ما يتعلق بالإمامة والجماعة، ٢/ ٣٩٣، ط: امداديه

اگلی صف میں سنت پڑھتے ہوئے جماعت کھڑی ہو جائے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص اگلی صف میں سنت پڑھ رہا ہو اور فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو اس صورت میں وہ نماز پوری کرے یا نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جانا چاہیے؟

جواب: نماز کو توڑ نا درست نہیں بلکہ ایسی صورت میں جلدی فارغ ہو کر جماعت میں شریک ہونا چاہیے۔

كذا في الدر المختار:

(وَكَذَا سُنَّةُ الظُّهْرِ وَ) سُنَّةُ (الْجُمُعَةِ إذَا أُقِيمَتْ أَوْ خَطَبَ الْإِمَامُ) يُتِمُّهَا أَرْبَعًا (عَلَى) الْقَوْلِ (الرَّاجِحِ) لِأَنَّهَا

=====================

[1] كتاب الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما، ١/ ١٨٠، ط: قديمي

[2] كتاب الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي، ١/ ٤٩٦، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٠٧، ط: رشيدية

صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَيْسَ الْقَطْعُ لِلْإِكْمَالِ بَلْ لِلْإِبْطَالِ خِلَافًا لِمَا رَجَّحَهُ الْكَمَالُ.(۱)

وكذا في البحر الرائق:

وَاخْتَلَفُوا فِي السُّنَّةِ قَبْلَ الظُّهْرِ أَوْ الْجُمُعَةِ إذَا أُقِيمَتْ أَوْ خَطَبَ الْإِمَامُ فَالصَّحِيحُ أَنَّهُ يُتِمُّهَا أَرْبَعًا كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْوَلْوَالِجِيُّ وَصَاحِبُ الْمُبْتَغَى وَالْمُحِيطِ ثُمَّ الشُّمُنِّيِّ لِأَنَّهَا صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ وَلَيْسَ الْقَطْعُ لِلْإِكْمَالِ بَلْ لِلْإِبْطَالِ صُورَةً وَمَعْنًى.(۲)

وكذا في الهندية:

وَلَوْ شَرَعَ فِي التَّطَوُّعِ ثُمَّ أُقِيمَتْ الْمَكْتُوبَةُ أَتَمَّ الشَّفْعَ الَّذِي فِيهِ وَلَا يَزِيدُ عَلَيْهِ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ. وَلَوْ كَانَ فِي السُّنَّةِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَالْجُمُعَةِ فَأُقِيمَ أَوْ خَطَبَ يَقْطَعُ عَلَى رَأْسِ الرَّكْعَتَيْنِ يُرْوَى ذَلِكَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى، وَقَدْ قِيلَ: يُتِمُّهَا، كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَهُوَ الْأَصَحُّ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ.(۳)

وكذا في مجمع الأنهر:

من شرع فِي فرض فأقيم إِن لم يسْجد للأولي بِقطع ويقتدي وَإِن سجد وَهُوَ فِي الرباعي يتم شفعاً وَلَو سجد للثالثة يتم ويقتدي مُتطوعا إِلَّا فِي الْعَصْر وَلَو فِي الْفجْر أَو الْمغرب يقطع ويقتدي مَا لم يُقيد الثَّانِيَة بِسَجْدَة فَإِن قيد يتم وَلَا يَقْتَدِي وَلَو كَانَ فِي سنّة الظّهْر أَو الْجُمُعَة فأقيم أَو خطب يقطع على شفع وَقيل يُتمهَا... (وَقِيلَ) إنَّهُ (يُتِمُّهَا) أَرْبَعًا وَصَحَّحَهُ أَكْثَرُ الْمَشَايِخِ لِأَنَّهَا صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ وَلَيْسَ الْقَطْعُ لِلْإِكْمَالِ بَلْ لِلْإِبْطَالِ صُورَةً وَمَعْنًى وَيَشْهَدُ لَهُمْ إثْبَاتُ أَحْكَامِ الصَّلَاةِ الْوَاحِدَةِ لِلْأَرْبَعِ مِنْ عَدَمِ الِاسْتِفْتَاحِ وَالتَّعَوُّذِ فِي الشَّفْعِ الثَّانِي إلَى غَيْرِ ذَلِكَ.(٤)

جماعت سے فراغت کے بعد سنتوں کے لئے جگہ تبدیل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد اپنی بقیہ نماز

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب إدارك الفريضة، ۲/ ۵۳، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۲/ ۱۲۵، ط: رشيديه

(۳) كتاب الصلاة، باب العاشر في إدراك الفريضة، ۱/ ۱۲۰، ط: رشيديه

(٤) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۱/ ۲۰۸– ۲۱۰، ط: الحبيبية

سنتیں وغیرہ اپنی جگہ پر پڑھی جائیں یا اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ پر نماز پڑھیں؟

جواب: باجماعت نماز پڑھنے کے بعد اپنی جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ سنتیں پڑھنا مستحب ہے، احادیث میں اس کی فضیلت وارد ہوئی ہے، اور امام کو خاص طور پر اس کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ بعد میں آنے والوں کو اشتباہ نہ ہو۔

كذا في أبي داود:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ - قَالَ: عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ - أَنْ يَتَقَدَّمَ، أَوْ يَتَأَخَّرَ، أَوْ عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ. (۱)

وفيه أيضا:

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يُصَلِّ الْإِمَامُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ حَتَّى يَتَحَوَّلَ». (۲)

وكذا في الدر المختار:

وَيُكْرَهُ لِلْإِمَامِ التَّنَفُّلُ فِي مَكَانِهِ لَا لِلْمُؤْتَمِّ، وَقِيلَ يُسْتَحَبُّ كَسْرُ الصُّفُوفِ. وَفِي الْخَانِيَةِ يُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ التَّحَوُّلُ لِيَمِينِ الْقِبْلَةِ يَعْنِي يَسَارَ الْمُصَلِّي لِتَنَفُّلٍ أَوْ وِرْدٍ. وَخَيَّرَهُ فِي الْمُنْيَةِ بَيْنَ تَحْوِيلِهِ يَمِينًا وَشِمَالًا وَأَمَامًا وَخَلْفًا وَذَهَابِهِ لِبَيْتِهِ. (۳)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَعَنْ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَرِهَ لِلْإِمَامِ أَنْ يَتَنَفَّلَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي أَمَّ فِيهِ؛ وَلِأَنَّ ذَلِكَ يُؤَدِّي إِلَى اشْتِبَاهِ الْأَمْرِ عَلَى الدَّاخِلِ فَيَنْبَغِي أَنْ يَتَنَحَّى إِزَالَةً لِلِاشْتِبَاهِ، أَوْ اسْتِكْثَارًا مِنْ شُهُودِهِ عَلَى مَا رُوِيَ أَنَّ مَكَانَ الْمُصَلِّي يَشْهَدُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (وَأَمَّا) الْمَأْمُومُونَ فَبَعْضُ مَشَايِخِنَا قَالُوا: لَا حَرَجَ عَلَيْهِمْ فِي تَرْكِ الِانْتِقَالِ لِانْعِدَامِ الِاشْتِبَاهِ عَلَى الدَّاخِلِ... وَرُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ: يُسْتَحَبُّ لِلْقَوْمِ أَيْضًا أَنْ يَنْقُضُوا الصُّفُوفَ وَيَتَفَرَّقُوا لِيَزُولَ الِاشْتِبَاهُ عَلَى الدَّاخِلِ الْمُعَايِنِ الْكُلَّ فِي الصَّلَاةِ الْبَعِيدِ عَنْ الْإِمَامِ. (٤)

==================

(۱) باب في الرجل يتطوع في مكانه الذي صلى المكتوبة، ۱/ ۱۵۱، ط: حقانيه

(۲) كتاب الصلاة، باب الإمام يتطوع في مكانه، ۱/ ۱۰۰، ط: رحمانيه

(۳) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۵۳۱، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، بيان ما يستحب للإمام، ۱/ ۳۹٤، ط: رشيدية

وكذا في التاتارخانية:

وأما السنن التي بعد الفرائض فلا بأس بالإتيان بها في مسجده في المكان الذي يصلي فيه الفريضة، والأولى أن يتخطى خطوة أو خطوتين والإمام يتأخر عن المكان الذي يصلي فيه الفريضة لا محالة، وفي المتفق والأفضل النقل لأجل النفل للمقتدي والمقتدي بالنقل. [1]

وكذا في قاضي خان:

لو أراد أن يتطوع بعد المكتوبة لا يصلي في مكان المكتوبة كي لا يشتبه على القوم. [2]

اگلی صف میں سنن ونوافل کے دوران اگر جماعت کھڑی ہو جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص اگلی صف میں سنت یا نفل پڑھ رہا ہو اور فرضوں کی جماعت کھڑی ہو جائے اب پوچھنا یہ ہے کہ جماعت کے قائم ہونے کے باوجود اس کا نفل یا سنت نماز پڑھنے سے اس کی نماز کے اندر کوئی فساد تو نہیں آئے گی؟

جواب: نماز تو فاسد نہیں ہوگی لیکن اس کو چاہئے کہ تخفیف کے ساتھ اپنی سنت پوری کر کے جماعت میں شریک ہو جائے۔

كذا في الدر المختار:

(وَكَذَا سُنَّةُ الظُّهْرِ و) سُنَّةُ (الْجُمُعَةِ إذَا أُقِيمَتْ أَوْ خَطَبَ الْإِمَامُ) يُتِمُّهَا أَرْبَعًا (عَلَى) الْقَوْلِ (الرَّاجِحِ) لِأَنَّهَا صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَيْسَ الْقَطْعُ لِلْإِكْمَالِ بَلْ لِلْإِبْطَالِ خِلَافًا لِمَا رَجَّحَهُ الْكَمَالُ. [3]

وكذا في البحر الرائق:

وَاخْتَلَفُوا فِي السُّنَّةِ قَبْلَ الظُّهْرِ أَوْ الْجُمُعَةِ إذَا أُقِيمَتْ أَوْ خَطَبَ الْإِمَامُ فَالصَّحِيحُ أَنَّهُ يُتِمُّهَا أَرْبَعًا كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْوَلْوَالِجِيُّ وَصَاحِبُ الْمُبْتَغَى وَالْمُحِيطِ ثُمَّ الشُّمُنِّيِّ لِأَنَّهَا صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ وَلَيْسَ الْقَطْعُ لِلْإِكْمَالِ بَلْ لِلْإِبْطَالِ صُورَةً وَمَعْنًى وَقِيلَ يَقْطَعُ عَلَى رَأْسِ الرَّكْعَتَيْنِ. [4]

==================

[1] كتاب الصلاة، الفصل الحادي عشر في التطوع قبل الفرض وبعده إلخ، ومما يتصل بهذا الفصل بيان الأماكن التي يؤتى فيها بالسنن، ١/ ٤٦٩، ط: قديمي

[2] فصل فيمن يصح الاقتداء به وفيمن لا يصح، ١/ ٤٩، ط: اشرفيه

[3] كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ٥٣، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ١٢٥، ط: رشيدية

وکذا في تبیین الحقائق:

ذَكَرَهُ الْمُرْغِينَانِيُّ وَلَوْ كَانَ فِي النَّفْلِ لَا يَقْطَعُ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ لِلْإِكْمَالِ وَلَوْ كَانَ فِي سُنَّةِ الظُّهْرِ أَوْ الْجُمُعَةِ فَأُقِيمَ أَوْ خَطَبَ قِيلَ يَقْطَعُ عَلَى رَأْسِ الرَّكْعَتَيْنِ يُرْوَى ذَلِكَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ وَقِيلَ يُتِمُّهَا أَرْبَعًا؛ لِأَنَّهَا بِمَنْزِلَةِ صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ عَلَى مَا مَرَّ فِي النَّوَافِلِ. (۱)

مسجد کی چھت پر جماعت کرانا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ گرمی کے موسم میں بوجہ گرمی مسجد کی چھت پر جماعت کرانادرست ہے یانہیں؟

جواب: اصل مسجد نیچے کاحصہ ہےاور چھت تابع ہے مسجد کی چھت پر بلاضرورت چڑھنامکروہ ہے۔اصل مسجد چھوڑ کر مسجد کی چھت پر نمازپڑھناخلاف سنت ہے،البتہ اگر جگہ کی قلّت ہو تو چھت پر کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرانامکروہ ہے،البتہ اگر شدید گرمی ہواور ناقابل برداشت ہو تو چھت پر جماعت کرانے کی اجازت ہے۔

کذا في الهندیة:

الصُّعُودُ عَلَى سَطْحِ كُلِّ مَسْجِدٍ مَكْرُوهٌ، وَلِهَذَا إذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ يُكْرَهُ أَنْ يُصَلُّوا بِالْجَمَاعَةِ فَوْقَهُ إلَّا إذَا ضَاقَ الْمَسْجِدُ فَحِينَئِذٍ لَا يُكْرَهُ الصُّعُودُ عَلَى سَطْحِهِ لِلضَّرُورَةِ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ. (۲)

وکذا في رد المحتار:

لقولهم بكراهة الصلاة فوقها ثم رأيت القهستاني نقل عن المفيد كراهة الصعود على سطح المسجد ويلزمه كراهة الصلاة أيضا فوقه فليتأمل. (۳)

وکذا في التاتارخانیة:

الصلاة على الرفوف في المسجد الجامع من غير ضرورة مكروهة، وعند الضرورة بأن امتلا المسجد ولم يجد موضعا يصلى فيه فلا بأس به. (٤)

===================

(۱) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۱/ ٤٤٨، ط: سعيد

(۲) كتاب الكراهية، باب آداب المسجد والقبلة، ٥/ ۳۹۷، ط: قديمي

(۳) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد، ۱/ ٦٥٦، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، الفصل الرابع في بيان ما يكره للمصلي أن يفعل في صلاته وما لا يكره ومما يتصل بهذا الفصل، ۱/ ٤١٤، ط: قديمي

وكذا في فتاوى رحيميه: باب الإمامة، ٤/ ١٤٢، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوى ديوبند: كتاب الصلاة، ٤/ ١٠٠، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوى محموديه: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٦/ ٦٨٦، ط: فاروقيه

وكذا في آپ کے مسائل اوران کا حل: مقتدی، ۳/ ۷۰۴، ط: لدھیانوی

جامع مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہیں اور جماعت ہوجانے کے بعد کچھ لوگ آکر دوسری جماعت کرتے ہیں تو آیا ان لوگوں کا دوسری جماعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فقہائے احناف کے نزدیک ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے جس کا امام اور مؤذن مقرر ہوں لہٰذا بعد میں آنے والوں کو چاہئے کہ وہ مسجد سے ہٹ کر جماعت ثانیہ کرائیں یا انفرادی نماز پڑھیں۔

كذا في الهندية:

الْمَسْجِدُ إذَا كَانَ لَهُ إمَامٌ مَعْلُومٌ وَجَمَاعَةٌ مَعْلُومَةٌ فِي مَحِلِّهِ فَصَلَّى أَهْلُهُ فِيهِ بِالْجَمَاعَةِ لَا يُبَاحُ تَكْرَارُهَا فِيهِ بِأَذَانٍ ثَانٍ أَمَّا إذَا صَلَّوْا بِغَيْرِ أَذَانٍ يُبَاحُ إجْمَاعًا وَكَذَا فِي مَسْجِدِ قَارِعَةِ الطَّرِيقِ. كَذَا فِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ لِلْمُصَنِّفِ. (١)

وكذا في الشامية:

يُكْرَهُ تَكْرَارُ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدِ مَحَلَّةٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، إلَّا إذَا صَلَّى بِهِمَا فِيهِ أَوَّلًا غَيْرُ أَهْلِهِ، لَوْ أَهْلَهُ لَكِنْ بِمُخَافَتَةِ الْأَذَانِ، وَلَوْ كَرَّرَ أَهْلُهُ بِدُونِهِمَا أَوْ كَانَ مَسْجِدَ طَرِيقٍ جَازَ إجْمَاعًا؛ كَمَا فِي مَسْجِدٍ لَيْسَ لَهُ إمَامٌ وَلَا مُؤَذِّنٌ وَيُصَلِّي النَّاسُ فِيهِ فَوْجًا فَوْجًا، فَإِنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يُصَلِّيَ كُلُّ فَرِيقٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ عَلَى حِدَةٍ كَمَا فِي أَمَالِي قَاضِي خَانْ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَمِنْهَا حُكْمُ تَكْرَارِهَا فِي مَسْجِدٍ وَاحِدٍ فَفِي الْمَجْمَعِ وَلَا نُكَرِّرُهَا فِي مَسْجِدِ مَحَلَّةٍ بِأَذَانٍ ثَانٍ، وَفِي الْمُجْتَبَى وَيُكْرَهُ تَكْرَارُهَا فِي مَسْجِدٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ إنَّمَا يُكْرَهُ تَكْرَارُهَا بِقَوْمٍ كَثِيرٍ أَمَّا إذَا صَلَّى وَاحِدٌ

==================

(١) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٩٢، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ١/ ٥٥٢، ٥٥٣، ط: سعيد

بِوَاحِدٍ وَاثْنَيْنِ فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَعَنْهُ لَا بَأْسَ بِهِ مُطْلَقًا إِذَا صَلَّى فِي غَيْرِ مَقَامِ الْإِمَامِ. وَعَنْ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا يُكْرَهُ تَكْرَارُهَا عَلَى سَبِيلِ التَّدَاعِي... لَا بَأْسَ بِهَا فِي مَسْجِدٍ فِي قَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَفِي أَمَالِي قَاضِي خَانْ. (۱)

وکذا في فتاوی حقانیہ: باب الجماعة، ۳/ ۱۲۵، ط: حقانیہ

وکذا في کتاب المسائل: کتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ۱/ ۴۲۰، ط: قدیمی

بالغ امام کے پیچھے ایک نابالغ کی اقتداء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک بالغ امام کے پیچھے ایک نابالغ لڑکے نے جو بارہ تیرہ سال کا ہے اقتداء کی تو آیا جماعت ادا ہو جائے گی اور اس کو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں بالغ امام کی اقتداء کرنے والا بچہ اگر عاقل تھا تو جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

کذا في الشامي:

(قَوْلُهُ وَأَقَلُّهَا اثْنَانِ) لِحَدِيثِ «اثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ» أَخْرَجَهُ السُّيُوطِيّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ، وَرَمَزَ لِضَعْفِهِ. قَالَ فِي الْبَحْرِ: لِأَنَّهَا مَأْخُوذَةٌ مِنْ الِاجْتِمَاعِ، وَهُمَا أَقَلُّ مَا تَتَحَقَّقُ بِهِ، وَهَذَا فِي غَيْرِ جُمُعَةٍ اهـ أَيْ فَإِنَّ أَقَلَّهَا فِيهَا ثَلَاثَةٌ صَالِحُونَ لِلْإِمَامَةِ سِوَى الْإِمَامِ، مِثْلُهَا الْعِيدُ لِقَوْلِهِمْ: يُشْتَرَطُ لَهَا مَا يُشْتَرَطُ لِلْجُمُعَةِ صِحَّةً وَأَدَاءً سِوَى الْخُطْبَةِ فَافْهَمْ (قَوْلُهُ وَلَوْ مُمَيِّزًا) أَيْ وَلَوْ كَانَ الْوَاحِدُ الْمُقْتَدِي صَبِيًّا مُمَيِّزًا. قَالَ فِي السِّرَاجِ: لَوْ حَلَفَ لَا يُصَلِّي جَمَاعَةً وَأَمَّ صَبِيًّا يَعْقِلُ حَنِثَ اهـ وَلَا عِبْرَةَ بِغَيْرِ الْعَاقِلِ بَحْرٌ. قَالَ ط: وَيُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّهُ يَحْصُلُ ثَوَابُ الْجَمَاعَةِ بِاقْتِدَاءِ الْمُتَنَفِّلِ بِالْمُفْتَرِضِ لِأَنَّ الصَّبِيَّ مُتَنَفِّلٌ. (۲)

وکذا في البحر الرائق:

أَنَّ أَقَلَّهَا اثْنَانِ وَاحِدٌ مَعَ الْإِمَامِ فِي غَيْرِ الْجُمُعَةِ؛ لِأَنَّهَا مَأْخُوذَةٌ مِنْ الِاجْتِمَاعِ وَهُمَا أَقَلُّ مَا يَتَحَقَّقُ بِهِمَا الِاجْتِمَاعُ وَلِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «الِاثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ» وَهُوَ ضَعِيفٌ كَمَا فِي شَرْحِ مُنْيَةِ الْمُصَلِّي وَسَوَاءٌ كَانَ ذَلِكَ الْوَاحِدُ رَجُلًا أَوْ امْرَأَةً حُرًّا أَوْ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا يَعْقِلُ وَلَا عِبْرَةَ بِغَيْرِ الْعَاقِلِ. (۳)

==================

(۱) کتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۶۰۵، ط: رشيدية

(۲) کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ۱/ ۵۵۳، ط: سعيد

(۳) کتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۶۰۴، ط: رشيدية

وكذا في بدائع الصنائع:

فَصْلٌ: وَأَمَّا بَيَانُ مَنْ تَنْعَقِدُ بِهِ الْجَمَاعَةُ فَأَقَلُّ مَنْ تَنْعَقِدُ بِهِ الْجَمَاعَةُ اثْنَانِ، وَهُوَ أَنْ يَكُونَ مَعَ الْإِمَامِ وَاحِدٌ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الِاثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ» ؛ وَلِأَنَّ الْجَمَاعَةَ مَأْخُوذَةٌ مِنْ مَعْنَى الِاجْتِمَاعِ، وَأَقَلُّ مَا يَتَحَقَّقُ بِهِ الِاجْتِمَاعُ اثْنَانِ، وَسَوَاءٌ كَانَ ذَلِكَ الْوَاحِدُ رَجُلًا، أَوْ امْرَأَةً، أَوْ صَبِيًّا يَعْقِلُ؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّى الِاثْنَيْنِ مُطْلَقًا جَمَاعَةً، وَلِحُصُولِ مَعْنَى الِاجْتِمَاعِ بِانْضِمَامِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ هَؤُلَاءِ إلَى الْإِمَامِ. [1]

وكذا في الهندية:

إذَا كَانَ مَعَ الْإِمَامِ رَجُلٌ وَاحِدٌ أَوْ صَبِيٌّ يَعْقِلُ الصَّلَاةَ قَامَ عَنْ يَمِينِهِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ... وَإِذَا كَانَ مَعَهُ اثْنَانِ قَامَا خَلْفَهُ وَكَذَلِكَ إذَا كَانَ أَحَدُهُمَا صَبِيًّا وَإِنْ كَانَ مَعَهُ رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ أَقَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَمِينِهِ وَالْمَرْأَةُ خَلْفَهُ وَإِنْ كَانَ رَجُلَانِ وَامْرَأَةٌ أَقَامَ الرَّجُلَيْنِ خَلْفَهُ وَالْمَرْأَةُ وَرَاءَهُمَا وَإِنْ كَانَ مَعَهُ رَجُلَانِ وَقَامَ الْإِمَامُ وَسَطَهُمَا فَصَلَاتُهُمْ جَائِزَةٌ. [2]

وكذا في احسن الفتاوى: باب الإمامة والجماعة، ۳/ ۲۹۸، ط: سعيد

پہلی صف چھوڑ کر دوسری صف میں کھڑا ہونا نیز امام کی ایک جانب اگر مقتدی کم ہوں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر ایک صف میں ایک یا دو آدمیوں کی جگہ ہو اور لوگوں نے دوسری صف میں آ کر نماز شروع کر دی یا امام کے بائیں جانب دس آدمی اور دائیں جانب پانچ آدمی کھڑے ہو گئے تو ان کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: پہلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، اسی طرح یہ بھی مکروہ ہے کہ امام کے ایک جانب زیادہ نمازی ہوں اور دوسری جانب کم، کیونکہ یہ خلاف سنت ہے، جس سے اجتناب ضروری ہے، البتہ مذکورہ دونوں صورتوں میں نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی۔

كذا في أبي داود:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ، فَمَا كَانَ

[1] كتاب الصلاة، صلاة الجماعة، ۱/ ۳۸۵، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم، ۱/ ۹۸، ط: قديمي

مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ»... حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَسِّطُوا الْإِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ».(١)

وكذا في صحيح مسلم:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ: «تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِي، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ».(٢)

وكذا في الشامية:

وَيَنْبَغِي أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِأَنْ يَتَرَاصُّوا وَيَسُدُّوا الْخَلَلَ وَيُسَوُّوا مَنَاكِبَهُمْ وَيَقِفُ وَسَطًا... (قَوْلُهُ وَيَقِفُ وَسَطًا) قَالَ فِي الْمِعْرَاجِ: وَفِي مَبْسُوطِ بَكْرٍ: السُّنَّةُ أَنْ يَقُومَ فِي الْمِحْرَابِ لِيَعْتَدِلَ الطَّرَفَانِ، وَلَوْ قَامَ فِي أَحَدِ جَانِبَيِ الصَّفِّ يُكْرَهُ... وعليه فلو وقف الأول من خارجها يكون مكروها.(٣)

وكذا في الهندية:

وَيَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يَقِفَ بِإِزَاءِ الْوَسَطِ فَإِنْ وَقَفَ فِي مَيْمَنَةِ الْوَسَطِ أَوْ فِي مَيْسَرَتِهِ فَقَدْ أَسَاءَ لِمُخَالَفَةِ السُّنَّةِ. وَالْقِيَامُ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ أَفْضَلُ مِنَ الثَّانِي وَفِي الثَّانِي أَفْضَلُ مِنَ الثَّالِثِ وَإِنْ وَجَدَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فُرْجَةً دُونَ الصَّفِّ الثَّانِي يَخْرِقُ الصَّفَّ الثَّانِيَ.(٤)

جماعت میں شرکت کے لئے دوڑنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جماعت میں شرکت کے لئے دوڑنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: جماعت میں شرکت کے لئے دوڑنا شرعاً درست نہیں، بلکہ جماعت میں شریک ہونے کے لئے اطمینان اور سکون کے ساتھ آنا چاہئے، اگرچہ رکعت فوت ہوجائے۔

===================

(١) كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف، باب مقام الإمام من الصف، ١/ ١٠٧، ١٠٨، ط: رحمانيه

(٢) كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها، ١/ ١٨٢، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، ٢/ ٣٧١، ٣٧٣، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٩٨، ط: قديمي

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الإِقَامَةَ، فَامْشُوا إِلَى الصَّلاَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالوَقَارِ، وَلاَ تُسْرِعُوا، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا».[١]

وكذا في صحيح مسلم:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ، وَأْتُوهَا تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا».[٢]

وكذا في مسند أحمد:

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا سمع أحدكم الإقامة فليأت عليه السكينة فما أدرك فليصل وما فاته فليتم.[٣]

وكذا في عمدة القاري:

ومما يستفاد من الحديث الحث في الإتيان إلى الصلاة بالسكينة والوقار، وسواء فيه سائر الصلوات سواء خاف فوت تكبيرة الإحرام أم لا.[٤]

وكذا في الفقه الحنفي وأدلته:

عن أبي قتادة رضي الله عنه قال بينما نحن فصلى مع النبي صلى الله عليه وسلم إذ سمع جلبة رجال، فلما صلى قال: ما شأنكم؟ قالوا استعجلنا إلى الصلاة، قال فلا تفعلوا، إذا أتيتم الصلاة فعليكم بالسكينة فما أدركتم فصلوا وما فاتكم فأتموا. ويكره لمن أتى الإمام وهو راكع أن يركع دون الصف وإن خاف الفوت.[٥]

==================

[١] كتاب الأذان، باب ما أدركتم فصلوا وما فاتكم فاتموا، ١/ ٨٨، ط: قديمي

[٢] كتاب المساجد، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة والنهي عن إتيانها سعيا، ١/ ٢٢٠، ط: قديمي

[٣] مسند أبي هريرة، ٤/ ٤٩٥، ط: رحمانيه

[٤] كتاب الأذان، باب (٢١) ٥/ ٢٢١، ط: رشيدية

[٥] كتاب الصلاة، باب صلاة الجماعة، كيف يمشي إلى الصلاة، ١/ ٢٠٥، ط: وحيدي

میاں بیوی کی جماعت میں اذان واقامت کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ میاں بیوی دونوں مل کر جماعت کر رہے ہوں اس صورت میں آیا اذان واقامت ہوگی؟ اور جماعت کے لئے اقامت شوہر کہے گا یا بیوی بھی کہہ سکتی ہے؟

جواب: عورت کے لئے اذان واقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے اور کبھی کسی ضرورت کی بناء پر گھر میں میاں بیوی جماعت سے نماز پڑھیں تو محلّہ کی مسجد میں کہی گئی اذان پر اکتفاء کرلینا جائز ہے، البتہ اگر اذان واقامت کہنا چاہیں تو صرف شوہر ہی کہے۔

كذا في معارف السنن:

ثم من فاتته الجماعة في مسجده له أن يصلي في مسجد حية منفردا أو يأتي بيته فيجمع بأهله ويصلي بهم. [١]

وكذا في الشامية:

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ ذَكَرَ فِي الْحَاوِي الْقُدْسِيِّ مِنْ سُنَنِ الْمُؤَذِّنِ: كَوْنُهُ رَجُلًا عَاقِلًا، صَالِحًا، عَالِمًا بِالسُّنَنِ وَالْأَوْقَاتِ... وَأَنَّهُ يُكْرَهُ أَذَانُ الْمَرْأَةِ وَالصَّبِيِّ الْعَاقِلِ، وَيُجْزِي حَتَّى لَا يُعَادَ لِحُصُولِ الْمَقْصُودِ وَهُوَ الْإِعْلَامُ. وَرُوِيَ عَنْ الْإِمَامِ أَنَّهُ تُسْتَحَبُّ إعَادَةُ أَذَانِ الْمَرْأَةِ. [٢]

وكذا في خلاصة الفتاوى:

وليس على النساء أذان ولا إقامة... وللرجال يكره أداء المكتوبة بالجماعة في المسجد بغير أذان وإقامة ولا يكره في البيوت والكروم والضياع فإن تركوا الأذان والإقامة جاز. [٣]

وكذا في نجم الفتاوى: فصل في الأذان، ٢/ ٢٥٦، ط: ياسين القرآن

فوج کے ملازمین کے لئے کمرے میں باجماعت نماز پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص فوج میں ملازم ہے عموماً عصر کی نماز کے وقت افسران کی جانب سے میدان میں حاضر ہونے کا حکم ہوتا ہے اگر دیکھا جائے تو ایک طرف جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت اور دوسری طرف افسروں کا حکم ہے اور کبھی کبھی تو عصر کی نماز سے پہلے میدان میں پہنچنے کا حکم ہوتا ہے اس صورت میں اگر چند فوجی مل کر

---

[١] أبواب الصلاة، مسألة من فاتته الجماعة هل يصلي منفردا أو يأتي مسجدا آخر، ٢/ ٢٨٧، ط: مجلس الدعوة

[٢] كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه، ١/ ٣٩٣، ٣٩٤، ط: سعيد

[٣] كتاب الصلاة، الفصل الأول في الأذان، ١/ ٤٨، ط: رشيديه

کمرے میں جماعت سے نماز پڑھ لیں تو کیا اللہ کے ہاں گنہگار ہوں گے یا نہیں؟

جواب: مذکور صورت میں جب بھی جماعت کے وقت میدان میں حاضر ہونے کا حکم ہو تو چند افراد مل کر کمرے ہی میں جماعت سے نماز پڑھ لیں اس سے جماعت کا ثواب بھی ملے گا اور افسران کی بات پر بھی عمل ہوگا، اور اس سے یہ لوگ گنہگار نہیں ہوں گے بلکہ اجر وثواب کے مستحق ہوں گے۔

كذا في الهندية:

وَفِي فَتَاوَى الْفَضْلِيِّ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى -: إذَا اسْتَأْجَرَ رَجُلًا يَوْمًا لِيَعْمَلَ كَذَا فَعَلَيْهِ أَنْ يَعْمَلَ ذَلِكَ الْعَمَلَ إلَى تَمَامِ الْمُدَّةِ وَلَا يَشْتَغِلُ بِشَيْءٍ آخَرَ سِوَى الْمَكْتُوبَةِ وَفِي فَتَاوَى أَهْلِ سَمَرْقَنْدَ قَدْ قَالَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا رَحِمَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى: إنَّ لَهُ أَنْ يُؤَدِّيَ السُّنَّةَ أَيْضًا وَاتَّفَقُوا أَنَّهُ لَا يُؤَدِّي نَفْلًا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ. [1]

وكذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ وَلَيْسَ لِلْخَاصِّ أَنْ يَعْمَلَ لِغَيْرِهِ) بَلْ وَلَا أَنْ يُصَلِّيَ النَّافِلَةَ. قَالَ فِي التاتارخانية: وَفِي فَتَاوَى الْفَضْلِيِّ وَإِذَا اسْتَأْجَرَ رَجُلًا يَوْمًا يَعْمَلُ كَذَا فَعَلَيْهِ أَنْ يَعْمَلَ ذَلِكَ الْعَمَلَ إلَى تَمَامِ الْمُدَّةِ وَلَا يَشْتَغِلَ بِشَيْءٍ آخَرَ سِوَى الْمَكْتُوبَةِ وَفِي فَتَاوَى سَمَرْقَنْدَ: وَقَدْ قَالَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا لَهُ أَنْ يُؤَدِّيَ السُّنَّةَ أَيْضًا. وَاتَّفَقُوا أَنَّهُ لَا يُؤَدِّي نَفْلًا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. [2]

وكذا في فتاوى حقانيه: كتاب الإجارة، ٦/ ٢٥١، ط: حقانيه

متنفل کے پیچھے مفترض کی اقتداء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر مسافر امام عصر کی نماز دو رکعات کے بجائے چار رکعات پڑھیں تو آیا ان کے پیچھے مقیم مقتدی کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں مقتدی کی نماز درست نہیں ہوگی کیونکہ امام کی آخری دو رکعتیں نفل ہیں اور مقتدی کی فرض اور فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں ہوتی۔

==================

[1] كتاب الإجارة، الباب الثالث في الأوقات التي يقع عليها عقد الإجارة، ٤/ ٤١٦، ٤١٧، ط: رشيدية

[2] كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، مطلب ليس للأجير الخاص أن يصلي النافلة، ٦/ ٧٠، ط: سعيد

كذا في الشامي:

يُؤْخَذُ مِنْ هَذَا أَنَّهُ لَوْ اقْتَدَى مُقِيمُونَ بِمُسَافِرٍ وَأَتَمَّ بِهِمْ بِلَا نِيَّةِ إِقَامَةٍ وَتَابَعُوهُ فَسَدَتْ صَلَاتُهُمْ لِكَوْنِهِ مُتَنَفِّلًا فِي الْأُخْرَيَيْنِ. [١]

وكذا في الهندية:

وَفَرْضُ الْمُسَافِرِ فِي الرُّبَاعِيَّةِ رَكْعَتَانِ، كَذَا فِي الْهِدَايَةِ، وَالْقَصْرُ وَاجِبٌ عِنْدَنَا، كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ فَإِنْ صَلَّى أَرْبَعًا وَقَعَدَ فِي الثَّانِيَةِ قَدْرَ التَّشَهُّدِ أَجْزَأَتْهُ وَالْأُخْرَيَانِ نَافِلَةٌ وَيَصِيرُ مُسِيئًا لِتَأْخِيرِ السَّلَامِ وَإِنْ لَمْ يَقْعُدْ فِي الثَّانِيَةِ قَدْرَهَا بَطَلَتْ، كذا في الهداية. [٢]

وكذا في الفقه الإسلامي:

وإذا قام الإمام للإتمام سهواً أو جهلاً بعد نية القصر، سبّح له المأموم، بأن يقول: سبحان الله، فإن رجع سجد لسهوه، وإن لم يرجع فلا يتبعه بل يجلس حتى يسلم إمامه. [٣]

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٢٦٤، ط: سعيد

ترک واجب کی وجہ سے اعادہ کی جانے والی نماز میں نئے شخص کا شریک ہونا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی مسجد میں امام نے فرض نماز پڑھائی اور نماز کے اندر کسی واجب عمل کو ترک کر دیا، اور آخر میں سجدہ سہو بھی نہیں کیا، اب ترک واجب کی وجہ سے نماز کا جو اعادہ کیا جائے گا اس نماز میں وہ شخص بھی شامل ہو سکتا ہے جس نے پہلے فرض نماز نہیں پڑھی تھی؟ اور اگر وہ شریک ہو گیا اور نماز ادا کر لی تو آیا اس کی یہ نماز درست ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ ترک واجب کی وجہ سے جو نماز دوبارہ پڑھی جائے وہ نقصان کی تلافی کے لئے نفل کے حکم میں ہے۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں عام فرض پڑھنے والے شخص کا اعادہ کی جانے والی نماز میں شامل ہونے سے فرض ادا نہیں ہوگا۔

كذا في الدر المختار مع الشامية:

(وَلَهَا وَاجِبَاتٌ) لَا تَفْسُدُ بِتَرْكِهَا وَتُعَادُ وُجُوبًا فِي الْعَمْدِ وَالسَّهْوِ إِنْ لَمْ يَسْجُدْ لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعِدْهَا يَكُونُ فَاسِقًا

==================

[١] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٨١، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ١/ ١٣٩، ط: رشيديه

[٣] المبحث الثالث باب صلاة المسافر، ٢/ ١٣٥٩، ط: نشر احسان

آنِيًا وَكَذَا كُلُّ صَلَاةٍ أُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ تَجِبُ إِعَادَتُهَا. وَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ جَابِرٌ لِلْأَوَّلِ، لِأَنَّ الْفَرْضَ لَا يَتَكَرَّرُ. (قَوْلُهُ وَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ) أَيْ الْفِعْلَ الثَّانِيَ جَابِرٌ لِلْأَوَّلِ بِمَنْزِلَةِ الْجَبْرِ بِسُجُودِ السَّهْوِ وَبِالْأَوَّلِ يَخْرُجُ عَنْ الْعُهْدَةِ وَإِنْ كَانَ عَلَى وَجْهِ الْكَرَاهَةِ عَلَى الْأَصَحِّ، كَذَا فِي شَرْحِ الْأَكْمَلِ عَلَى أُصُولِ الْبَزْدَوِيِّ. [1]

وكذا في البحر الرائق:

وَلَا إِشْكَالَ فِي وُجُوبِ الْإِعَادَةِ إِذْ هُوَ الْحُكْمُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ أُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ وَيَكُونُ جَابِرًا لِلْأَوَّلِ؛ لِأَنَّ الْفَرْضَ لَا يَتَكَرَّرُ. [2]

وكذا في حاشية الطحطاوي:

والمختار أن المعادة لترك واجب نفل جابر، والفرض سقط بالأولى، لأن الفرض لا يتكرر كما في الدر وغيره. [3]

وكذا في رد المحتار:

وأما المعادة لترك واجب فلا شك أنها جابرة لا فرض، فعليه ينوي كونها جابرة. [4]

وكذا في فتح القدير:

وَلَا إِشْكَالَ فِي وُجُوبِ الْإِعَادَةِ إِذْ هُوَ الْحُكْمُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ أُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ وَيَكُونُ جَابِرًا لِلْأَوَّلِ لِأَنَّ الْفَرْضَ لَا يَتَكَرَّرُ. [5]

وكذا في *فتاوى محموديه*: كتاب الصلاة، الفصل الثالث في الجماعة الثانية، ٦/ ٤٤٥، ط:

وكذا في *امداد الاحكام*: فصل فيما يفسد الصلاة، ١/ ٥٦٣، ط:

وكذا في *كفايت المفتى*: كتاب الصلاة، الفصل الثالث فيما يتعلق بالجماعة الثانية، ٤/ ٣٣١، ط: الفاروق

====================

[1] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب أكل صلاة أديت مع كراهة التحريم، ١/ ٤٥٦، ٤٥٧، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٢٣، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، فصل في بيان واجب الصلاة، ١/ ٢٤٨، ط: دار الكتب العلمية

[4] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ١/ ٤١٨، ط: سعيد

[5] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٣٠٨، ط: دار الكتب العلمية

مقتدیوں میں سے ایک بالغ اور نابالغ ہو تو دونوں امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک امام کو صرف دو ہی مقتدی میسر ہیں اور ان میں سے بھی ایک نابالغ اور دوسرا بالغ ہے، پوچھنا یہ ہے کہ ان کو امام صاحب کہاں کھڑا کرے؟

جواب: امام صاحب کو چاہئے کہ ان دونوں کو اپنے پیچھے کھڑا کرے کیونکہ جب مقتدی دو ہوں تو ان کو امام کے پیچھے کھڑا کرنا چاہئے۔

كذا في الدر المختار:

قَالَ: وَكَذَا لَوْ كَانَ الْمُقْتَدِي رَجُلًا وَصَبِيًّا يَصُفُّهُمَا خَلْفَهُ لِحَدِيثِ أَنَسٍ «فَصَفَفْت أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا» وَهَذَا بِخِلَافِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ فَإِنَّهَا تَتَأَخَّرُ مُطْلَقًا كَالْمُتَعَدِّدَاتِ لِلْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

وَلَمْ أَرَ صَرِيحًا حُكْمَ مَا إذَا صَلَّى وَمَعَهُ رَجُلٌ وَصَبِيٌّ، وَإِنْ كَانَ دَاخِلًا تَحْتَ قَوْلِهِ وَالِاثْنَانِ خَلْفَهُ وَظَاهِرُ حَدِيثِ أَنَسٍ أَنَّهُ يُسَوِّي بَيْنَ الرَّجُلِ وَالصَّبِيِّ وَيَكُونَانِ خَلْفَهُ فَإِنَّهُ قَالَ فَصَفَفْت أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا وَيَقْتَضِي أَيْضًا أَنَّ الصَّبِيَّ الْوَاحِدَ لَا يَكُونُ مُنْفَرِدًا عَنْ صَفِّ الرِّجَالِ بَلْ يَدْخُلُ فِي صَفِّهِمْ. (۲)

وكذا في الهندية:

وإذا كان معه اثنان قاما خلفه وكذلك إذا كان أحدهما صبيا. (۳)

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ۳/ ۲۹۹، ط: سعيد

حافظہ عورت کا تراویح کی جماعت کروانا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک حافظہ عورت رمضان شریف کے مہینہ میں تراویح کی جماعت کراتی ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ رمضان شریف میں عورتوں کا آپس میں جماعت نفل تراویح کا کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ حافظہ عورتوں کے لئے رمضان المبارک میں تراویح کی جماعت کرانا مکروہ ہے؛ اگر قرآن مجید کے بھول

====================

(۱) کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول، ۱/ ۵۷۱، ط: سعيد

(۲) کتاب الصلاة، باب الإمامة، ۱/ ۶۱۸، ط: رشيدية

(۳) کتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس في بيان مقام الإمام، ۱/ ۸۸، ط: رشيديه

جانے کا ڈر ہو تو کسی کو منزل سنا کر دور کر لینا بہتر ہے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَ) يُكْرَهُ تَحْرِيمًا (جَمَاعَةُ النِّسَاءِ) وَلَوْ التَّرَاوِيحَ. (قَوْلُهُ وَلَوْ فِي التَّرَاوِيحِ) أَفَادَ أَنَّ الْكَرَاهَةَ فِي كُلِّ مَا تُشْرَعُ فِيهِ جَمَاعَةُ الرِّجَالِ فَرْضًا أَوْ نَفْلًا. (١)

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ إمَامَةُ الْمَرْأَةِ لِلنِّسَاءِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا مِنْ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ إلَّا فِي صَلَاةِ الْجِنَازَةِ. هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ. (٢)

وكذا في النهر الفائق:

(و) كره أيضا تحريما (جماعة النساء) للزوم أحد المكروهن أعني قيام الإمام وسط الصف أو تقديمه لا فرق في ذلك بين الفرائض وغيرها كالتراويح إلا الجنازة فإنها غير مكروهة. (٣)

وكذا في فتاوی رحیمیہ: كتاب الصلاة، تراویح اور حفاظت قرآن، ٦/ ٢٣٣، ط: دار الاشاعت

مقتدی اور امام کے درمیان اگر کئی صفوں کا فاصلہ ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر امام مسجد کے اندر نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی شخص مسجد کے صحن میں اس کی اقتدا کرے تو اس کی نماز درست ہوگی یا نہیں جبکہ اس مقتدی اور امام کے درمیان کئی صفوں کا فاصلہ ہو؟

جواب: مذکورہ مسئلہ میں مقتدی کا امام کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست نہیں ہوگی اقتدا کے درست ہونے کے لئے صفوں کا اتصال ضروری ہے، مذکورہ صورت میں چونکہ صفیں متصل نہیں ہیں اس لئے صحن میں نماز پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہوگی۔

كذا في رد المحتار:

فَقَدْ تَحَرَّرَ بِمَا تَقَرَّرَ أَنَّ اخْتِلَافَ الْمَكَانِ مَانِعٌ مِنْ صِحَّةِ الِاقْتِدَاءِ وَلَوْ بِلَا اشْتِبَاهٍ، وَأَنَّهُ عِنْدَ الِاشْتِبَاهِ لَا يَصِحُّ الِاقْتِدَاءُ وَإِنْ اتَّحَدَ الْمَكَانُ. (٤)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٦٥، ط: سعيد

(٢) الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة، ١/ ٨٥، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الإمامة والحدث في الصلاة، ١/ ٢٤٣، ط: دار الكتب العلمية

(٤) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب إذا كانت اللثغة يسيرة، ١/ ٥٨٨، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

وَلَوْ قَامَ عَلَى دُكَّانٍ خَارِجَ الْمَسْجِدِ مُتَّصِلٍ بِالْمَسْجِدِ، يَجُوزُ الاقْتِدَاءُ لَكِنْ بِشَرْطِ اتِّصَالِ الصُّفُوفِ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. (۱)

وكذا في التاتارخانية:

إذا صلى الرجل في سوق الصيارفة صلاة الجمعة مقتديا بإمام المسجد جاز إذا كانت الصفوف متصلة بصفوف المسجد اعتبر اتصال الصفوف ولم يعتبر كون المسجد ملآن. (۲)

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ۳/ ۳۰۷، ط: سعيد

وكذا في خیر الفتاوی: كتاب الصلاة، ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۲/ ٤٦٠، ط: امدادیه

نماز میں صفوں کا اتصال ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ امام کے پیچھے مسجد سے تقریباً پندرہ بیس صفوں کے فاصلے پر اور چھت کے اوپر بیمار یا کوئی اور قسم کا معذور جو مسجد تک نہیں جا سکتا ہو، ایسا کوئی مقتدی اقتداء کر سکتا ہے یا نہیں جبکہ امام کی آواز لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ پہنچ سکتی ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر صفوں کا اتصال نہیں ہے تو اقتداء صحیح نہیں ہو گی۔

كذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَيَمْنَعُ مِنَ الاقْتِدَاءِ)... تَجْرِي فِيهِ عَجَلَةٌ) آلَةٌ يَجُرُّهَا الثَّوْرُ (أَوْ نَهْرٌ تَجْرِي فِيهِ السُّفُنُ)... (أَوْ خَلَاءٌ) أَيْ فَضَاءٌ (فِي الصَّحْرَاءِ) أَوْ فِي مَسْجِدٍ كَبِيرٍ جِدًّا كَمَسْجِدِ الْقُدْسِ (يَسَعُ صَفَّيْنِ) فَأَكْثَرَ إِلَّا إِذَا اتَّصَلَتْ الصُّفُوفُ. (۳)

وكذا في الهندية:

الْمَانِعُ مِنَ الاقْتِدَاءِ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ. (مِنْهَا) طَرِيقٌ عَامٌ يَمُرُّ فِيهِ الْعَجَلَةُ وَالْأَوْقَارُ... إِذَا كَانَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَبَيْنَ الْمُقْتَدِي طَرِيقٌ إِنْ كَانَ ضَيِّقًا لَا يَمُرُّ فِيهِ الْعَجَلَةُ وَالْأَوْقَارُ لَا يَمْنَعُ... وَالْمَانِعُ مِنَ الاقْتِدَاءِ فِي الْفَلَوَاتِ قَدْرُ مَا

====================

(۱) كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع في بيان ما يمتنع صحة الاقتداء وما لا يمنع، ۱/ ۸۸، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، الفصل السادس، مطلب وأما بيان ما يمنع صحة الاقتداء وما لا يمنع، ۱/ ٤٤٧، ط: قديمي

(۳) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام إلخ، ۱/ ٥٨٤، ٥٨٥، ط: سعيد

يَسَعُ فِيهِ صَفَّيْنِ وَفِي مُصَلَّى الْعِيدِ الْفَاصِلُ لَا يَمْنَعُ الِاقْتِدَاءَ وَإِنْ كَانَ يَسَعُ فِيهِ الصَّفَّيْنِ أَوْ أَكْثَرَ وَفِي الْمُتَّخَذِ لِصَلَاةِ الْجِنَازَةِ اخْتِلَافُ الْمَشَايِخِ وَفِي النَّوَازِلِ جَعَلَهُ كَالْمَسْجِدِ. (١)

وكذا في البحر الرائق:

وَلَوْ اقْتَدَى بِالْإِمَامِ فِي الصَّحْرَاءِ وَبَيْنَهُم مَا قَدْرُ صَفَّيْنِ فَصَاعِدًا لَا يَصِحُّ الِاقْتِدَاءُ وَدُونَهُ يَصِحُّ وَصَحَّحَ أَنَّ النَّهْرَ الْعَظِيمَ مَا تَجْرِي فِيهِ السُّفُنُ. وَفِي الْمُجْتَبَى وَفِنَاءُ الْمَسْجِدِ لَهُ حُكْمُ الْمَسْجِدِ يَجُوزُ الِاقْتِدَاءُ فِيهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ الصُّفُوفُ مُتَّصِلَةً وَلَا تَصِحُّ فِي دَارِ الضِّيَافَةِ إِلَّا إِذَا اتَّصَلَتْ الصُّفُوفُ. (٢)

وكذا في *احسن الفتاوى*: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٣٠٧، ط: سعيد

وكذا في *خير الفتاوى*: كتاب الصلاة، ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٤٥٠، ط: امداديه

قصداً جماعت کو چھوڑنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد میں جماعت کا وقت پورا ہو جائے اور کوئی شخص تنہا نماز پڑھنا شروع کردے جماعت کو چھوڑ کر قصداً، اب پوچھنا یہ ہے کہ یہ شخص جماعت کے چھوڑنے کی وجہ سے گناہگار ہوگا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں یہ شخص جماعت کو چھوڑنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

كذا في الدر المختار:

والجماعة سنة مؤكدة للرجال... وقيل واجبة... ثمرته تظهر في الإثم بتركها مرة. (٣)

وكذا في الهندية:

الْجَمَاعَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ. كَذَا فِي الْمُتُونِ وَالْخُلَاصَةِ وَالْمُحِيطِ وَمُحِيطِ السَّرْخَسِيِّ وَفِي الْغَايَةِ قَالَ عَامَّةُ مَشَايِخِنَا: إِنَّهَا وَاجِبَةٌ... تَجِبُ عَلَى الرِّجَالِ الْعُقَلَاءِ الْبَالِغِينَ الْأَحْرَارِ الْقَادِرِينَ عَلَى الصَّلَاةِ بِالْجَمَاعَةِ مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ. (٤)

==================

(١) كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع، ١/ ٨٧، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٣٥، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ١/ ٥٥٢، ٥٥٤، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الأول في الجماعة، ١/ ٨٢، ط: رشيدية

وكذا في البحر الرائق:

وَمِنْهَا أَنَّهَا لَا تَجِبُ إِلَّا عَلَى الرِّجَالِ الْبَالِغِينَ العاقلين الْأَحْرَارِ الْقَادِرِينَ عَلَيْهَا مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ. (۱)

وكذا في بدائع الصنائع:

فالجماعة إنما تجب على الرجال والعاقلين الأحرار القادرين عليها من غير حرج. (۲)

وكذا في امداد الفتاوی: کتاب الصلاة، مسائل منثورہ متعلقہ کتاب الصلاۃ، ۱/ ۶۳۴، ط: دار العلوم کراچی

وكذا في فتاوی رشیدیہ: کتاب الصلاۃ، ص ۴۴۰، ط: اشاعت اکیڈمی

عورتوں کی جماعت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک ہی گھر کی عورتیں گھر میں کسی کمرے کو مخصوص کر کے اس میں جماعت کا اہتمام کر سکتی ہیں یا نہیں؟ عورتوں کی جماعت عورت امام کی اقتداء میں درست ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: خواتین کی جماعت خاتون امام کے پیچھے مکروہ ہے خواتین کے لئے انفرادی نماز پڑھنا با جماعت پڑھنے سے افضل ہے۔

كذا في الهندية:

ويكره إمامة المرأة للنساء في الصلوات كلها من الفرائض والنوافل إلا في صلاة الجنازة. (۳)

وكذا في الدر المختار:

ويكره تحريما جماعة النساء ولو التراويح في غير صلاة جنازة. (٤)

وكذا في البدائع:

ولأن مبنى حالهن على الستر، وهذا أستر لها إلا أن جماعتهن مكروهة عندنا. (٥)

وكذا في كفایت المفتی: باب عورتوں کی جماعت کا بیان، ۴/ ۳۴۰، ط: ادارۃ الفاروق

====================

(۱) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٠٥، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب صلاة الجماعة، فصل أما بيان من تجب عليه الجماعة، ١/ ٣٨٤، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، الفصل الثاني من هو أحق بالإمامة، ١/ ٨٥، ط: رشيدية

(٤) ١/ ٥٦٥، ط: سعيد

(٥) كتاب الصلاة، صلاة الجماعة، ١/ ٣٨٨، ط: رشيدية

عورتوں کا نمازِ تراویح کے لئے مسجد جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز تراویح کے لئے عورتوں کا مسجد میں جانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ عورتوں کا نماز تراویح کے لئے مسجد جانا مکروہ ہے۔

كذا في صحيح مسلم:

عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: «لَوْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ».[1]

وكذا في سنن أبي داود:

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا».[2]

وكذا في بذل المجهود:

والفتوى اليوم على الكراهة في الصلوات كلها لظهور الفساد.[3]

وكذا في تنوير الأبصار:

(و) يكره تحريما (جماعة النساء) ولو التراويح في غير صلاة جنازة... (ويكره حضورهن الجماعة) ولو لجمعة وعيد ووعظ (مطلقا) ولو عجوزا ليلا (على المذهب) المفتى به لفساد الزمان.[4]

وكذا في مجمع الأنهر:

(وَلَا يَحْضُرْنَ الْجَمَاعَاتِ) فِي كُلِّ الصَّلَاةِ نَهَارِيَّةً أَوْ لَيْلِيَّةً لِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «صَلَاتُهَا فِي قَعْرِ بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي صَحْنِ دَارِهَا، وَصَلَاتُهَا فِي صَحْنِ دَارِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي مَسْجِدِهَا، وَبُيُوتُهُنَّ

---

[1] كتاب الصلاة، باب خروج النساء إلى المسجد، ١/ ١٨٣، ط: قديمي

[2] كتاب الصلاة، باب ما جاء في خروج النساء إلى المسجد، ١/ ٩٤، ط: رحمانيه

[3] كتاب الصلاة، باب ما جاء في خروج النساء إلى المسجد، ١/ ٣١٩، ط: امداديه

[4] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٦٥، ٥٦٦، ط: سعيد

خَيْرٌ لَهُنَّ» وَلِأَنَّهُ لَا تُؤْمَنُ الْفِتْنَةُ مِنْ خُرُوجِهِنَّ... وَأَمَّا فِي زَمَانِنَا فَيُمْنَعْنَ عَنْ حُضُورِ الْجَمَاعَاتِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. (١)

وكذا في بدائع الصنائع:

أما النساء فلأن خروجهن إلى الجماعات فتنة. (٢)

وكذا في الهندية:

وَكُرِهَ لَهُنَّ حُضُورُ الْجَمَاعَةِ... وَالْفَتْوَى الْيَوْمُ عَلَى الْكَرَاهَةِ فِي كُلِّ الصَّلَوَاتِ لِظُهُورِ الْفَسَادِ. كَذَا فِي الْكَافِي وَهُوَ الْمُخْتَارُ. (٣)

وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٢٧، ٦٢٨، ط: رشيدية

وكذا في فتح القدير: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٣٧٥، ط: دار الكتب العلمية

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٦/ ٤٧٤، ط: الجامعة الفاروقية

معذور شخص کا گھر بیٹھ کر لاؤڈا سپیکر پر امام کی اقتداء کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ معذور شخص کا گھر بیٹھ کر لاؤڈا سپیکر پر امام کی اقتداء کرنا شرعادرست ہے یا نہیں جبکہ گھر اور مسجد کے درمیان فاصلہ ہو؟

جواب: لاؤڈا سپیکر پر امام کی اقتداء شرعا اس وقت درست ہے جبکہ امام اور مقتدی کے درمیان خلل نہ ہو اور مکان متحد ہو۔ صورت مسئولہ میں گھر بیٹھ کر اقتداء سے اتحاد مکان یا اتصال صفوف کا تحقق چونکہ نہیں ہو سکتا اس لئے یہ اقتداء شرعادرست نہیں۔

كذا في الشامية:

إِذَا قَامَ عَلَى الْجِدَارِ الَّذِي يَكُونُ بَيْنَ دَارِهِ وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ وَلَا يُشْتَبَهُ حَالُ الْإِمَامِ يَصِحُّ الِاقْتِدَاءُ، وَإِنْ قَامَ عَلَى سَطْحِ دَارِهِ وَدَارُهُ مُتَّصِلَةٌ بِالْمَسْجِدِ لَا يَصِحُّ اقْتِدَاؤُهُ وَإِنْ كَانَ لَا يَشْتَبِهُ عَلَيْهِ حَالُ الْإِمَامِ لِأَنَّ بَيْنَ الْمَسْجِدِ وَبَيْنَ سَطْحِ دَارِهِ كَثِيرَ التَّخَلُّلِ فَصَارَ الْمَكَانُ مُخْتَلِفًا. أَمَّا فِي الْبَيْتِ مَعَ الْمَسْجِدِ لَمْ يَتَخَلَّلْ إِلَّا الْحَائِطُ وَلَمْ يَخْتَلِفِ الْمَكَانُ، وَعِنْدَ اتِّحَادِ الْمَكَانِ يَصِحُّ الِاقْتِدَاءُ إِلَّا إِذَا اشْتَبَهَ عَلَيْهِ حَالُ الْإِمَامِ. اهـ. أَقُولُ: حَاصِلُ كَلَامِ الدُّرَرِ أَنَّ اخْتِلَافَ

==================

(١) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ١٦٤، ١٦٥، ط: الحبيبية

(٢) كتاب الصلاة، ١/ ٣٨٥، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الخامس، ١/ ٩٨، ط: قديمي

الْمَكَانِ مَانِعٌ مُطْلَقًا. وَأَمَّا إِذَا اتَّحَدَ، فَإِنْ حَصَلَ اشْتِبَاهٌ مَنَعَ وَإِلَّا فَلَا. [(١)]

وكذا في قاضي خان:

وإن قام على الجدار الذي يكون بين داره وبين المسجد لم يشتبه عليه حال الإمام يصح الاقتداء وإن قام على سطح داره وداره متصل بالمسجد لا يصح اقتداؤه وإن كان لا يشتبه عليه حال الإمام لأن بين المسجد وبين سطح الدار كثير التخلل فصار المكان مختلفا أما في البيت مع المسجد لم يتخلل إلا الحائط فلم يختلف المكان وعند اتحاد المكان يصح الاقتداء إلا إذا اشتبه عليه حال الإمام. [(٢)]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وترتيبها، ٦/ ٥٢٦ - ٥٢٨، ط: فاروقيه

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: نماز کے مسائل، مقتدی، ۴/ ۲۸۲، ط: لدھیانوی

وكذا في کتاب المسائل: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ١/ ٤٠٥، ط: قدیمی

تنہا عورتوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ عورتوں کی باجماعت تراویح کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ جبکہ امام بھی عورت اور خالص عورتوں کی جماعت ہو؟

جواب: تنہا عورتوں کی باجماعت نماز مکروہ تحریمی ہے، عورتوں کے لئے جماعت کے بغیر نماز پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے۔

كذا في الدر المختار:

(وَيُكْرَهُ حُضُورُهُنَّ الْجَمَاعَةَ) وَلَوْ لِجُمُعَةٍ وَعِيدٍ وَوَعْظٍ (مُطْلَقًا) وَلَوْ عَجُوزًا لَيْلًا (عَلَى الْمَذْهَبِ) الْمُفْتَى بِهِ لِفَسَادِ الزَّمَانِ... (كَمَا تُكْرَهُ إِمَامَةُ الرَّجُلِ لَهُنَّ فِي بَيْتٍ لَيْسَ مَعَهُنَّ رَجُلٌ غَيْرُهُ وَلَا مَحْرَمٌ مِنْهُ) كَأُخْتِهِ أَوْ زَوْجَتِهِ أَوْ أَمَتِهِ. أَمَّا إِذَا كَانَ مَعَهُنَّ وَاحِدٌ مِمَّنْ ذُكِرَ أَوْ أَمَّهُنَّ فِي الْمَسْجِدِ لَا) يُكْرَهُ بَحْرٌ. [(٣)]

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ إِمَامَةُ الْمَرْأَةِ لِلنِّسَاءِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ إِلَّا فِي صَلَاةِ الْجِنَازَةِ. هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ فَإِنْ

==================

[(١)] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٨٧، ط: سعيد

[(٢)] كتاب الصلاة، فصل في من يصح الاقتداء، ١/ ٤٦، ط: اشرفيه

[(٣)] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٦٦، ط: سعيد

فَعَلْنَ وَقَفَتْ الْإِمَامُ وَسَطَهُنَّ وَبِقِيَامِهَا وَسَطَهُنَّ لَا تَزُولُ الْكَرَاهَةُ.. وَصَلَاتُهُنَّ فُرَادَى أَفْضَلُ هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. (١)

وكذا في البحر الرائق:

وَكُرِهَ جَمَاعَةُ النِّسَاءِ؛ لِأَنَّهَا لَا تَخْلُو عَنْ ارْتِكَابِ مُحَرَّمٍ وَهُوَ قِيَامُ الْإِمَامِ وَسَطَ الصَّفِّ فَيُكْرَهُ كَالْعُرَاةِ كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَهُوَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا كَرَاهَةُ تَحْرِيمٍ؛ لِأَنَّ التَّقَدُّمَ وَاجِبٌ عَلَى الْإِمَامِ لِلْمُوَاظَبَةِ مِنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَلَيْهِ وَتَرْكُ الْوَاجِبِ مُوجِبٌ لِكَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ الْمُقْتَضِيَةِ لِلْإِثْمِ وَيَدُلُّ عَلَى كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ فِي جَمَاعَةِ الْعُرَاةِ بِالْأَوْلَى... وَكَذَلِكَ يُكْرَهُ أَنْ يَؤُمَّ النِّسَاءَ فِي بَيْتٍ وَلَيْسَ مَعَهُنَّ رَجُلٌ وَلَا مَحْرَمٌ مِنْهُ. (٢)

وکذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الجماعة، الفصل الخامس في جماعة النساء، ٦/ ٤٧٢، ط: فاروقيه

وکذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٣١٣، ط: سعيد

نماز سکھانے کی غرض سے عورتوں کی جماعت

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک عورت دینی تعلیم دیتی ہےاور جب ظہر کی نماز کا وقت آتا ہے تووہ عورتوں کی صف بنا کران کو جماعت کے ساتھ جہر اًقرات کے ساتھ نماز پڑھاتی ہے جب انہیں ان سے منع کیا گیا تووہ اس کے جواب میں کہتی ہے کہ میں نماز کا طریقہ سکھاتی ہوں۔

جواب: واضح رہے کہ عورتوں کا جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، نیز ظہر میں جہر اًقرات سرے سے مشروع ہی نہیں ہے پھر عورتوں کے لئے توجہری نمازوں میں بھی جہر اتلاوت کرنا درست نہیں ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں اس عورت کو نماز پڑھانے سے منع کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ آپ کا یہ عمل اگر نماز سکھانے کی غرض سے کرنا ہے تواس کو نماز کی ادائیگی کے لئے کافی نہ سمجھا جائے بلکہ اس کے بعد نماز ظہر الگ سے پڑھنا ضروری ہے کیونکہ ظہر کی نماز میں قرات سراً کرنا واجب ہےاور عمداً واجب کو ترک کرنے سے نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔

كذا في القرآن المجيد:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ. (سورة الأحزاب: الآية ٣٣)

(١) كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره، ١/ ٨٥، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٤، ٦١٦، ط: رشيدية

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَلَا يَحْضُرْنَ الْجَمَاعَاتِ) لِقَوْلِهِ تَعَالَى {وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ} وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «صَلَاتُهَا فِي قَعْرِ بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي صَحْنِ دَارِهَا وَصَلَاتُهَا فِي صَحْنِ دَارِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي مَسْجِدِهَا وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ» وَلِأَنَّهُ لَا يُؤْمَنُ الْفِتْنَةُ مِنْ خُرُوجِهِنَّ.(١)

وفيه أيضا:

وَكُرِهَ إمَامَةُ الْعَبْدِ... وَجَمَاعَةُ النِّسَاءِ. (قَوْلُهُ وَجَمَاعَةُ النِّسَاءِ) أَيْ وَكُرِهَ جَمَاعَةُ النِّسَاءِ؛ لِأَنَّهَا لَا تَخْلُو عَنْ ارْتِكَابِ مُحَرَّمٍ وَهُوَ قِيَامُ الْإِمَامِ وَسَطَ الصَّفِّ فَيُكْرَهُ كَالْعُرَاةِ كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَهُوَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا كَرَاهَةُ تَحْرِيمٍ؛ لِأَنَّ التَّقَدُّمَ وَاجِبٌ عَلَى الْإِمَامِ لِلْمُوَاظَبَةِ مِنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَلَيْهِ وَتَرْكُ الْوَاجِبِ مُوجِبٌ لِكَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ الْمُقْتَضِيَةِ لِلْإِثْمِ وَيَدُلُّ عَلَى كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ فِي جَمَاعَةِ الْعُرَاةِ بِالْأَوْلَى.(٢)

وكذا في العناية:

(ويكره للنساء أن يصلين جماعة لأنهن في ذلك لا يخلون عن ارتكاب محرم)... (وحمل فعلها الجماعة على ابتداء الإسلام) جواب عما يقال إذا كانت إمامتهن مكروهة فكيف فعلت عائشة ووجهه أنها فعلت ذلك في ابتداء الإسلام وكانت جائزة ستة تقف الإمام وسطهن فنسخت سنيتها دون الجواز.(٣)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر:

(قوله ويكره تحريما جماعة النساء) لأن الإمام إن تقدمت لزم زيادة الكشف وإن وقفت وسط الصف لزم ترك الإمام مقامه وكل منهما مكروه كما في العناية... (قوله لفساد الزمان) ولذا قالت عائشة للنساء حين شكون إليها من عمر لنهيه لهن عن الخروج إلى المساجد لو علم النبي صلى الله عليه وسلم ما علم عمر ما أذن

==================

(١) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٢٧، ط: رشيديه

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦١٤، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٣٥٢، ٣٥٣، ط: بيروت

لَكِنَّ فِي الخروج، قهستاني. [1]

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ إِمَامَةُ الْمَرْأَةِ لِلنِّسَاءِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ... فَإِنْ فَعَلْنَ وَقَفَتِ الإِمَامُ وَسَطَهُنَّ وَبِقِيَامِهَا وَسَطَهُنَّ لَا تَزُولُ الْكَرَاهَةُ. [2]

وكذا في رد المحتار:

وَلَا تَجْهَرُ فِي الْجَهْرِيَّةِ، بَلْ لَوْ قِيلَ بِالْفَسَادِ بِجَهْرِهَا لَأَمْكَنَ بِنَاءً عَلَى أَنَّ صَوْتَهَا عَوْرَةٌ. [3]

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ وَصَوْتِهَا)... نَغْمَةُ الْمَرْأَةِ عَوْرَةٌ، وَتَعَلُّمُهَا الْقُرْآنَ مِنَ الْمَرْأَةِ أَحَبُّ. قَالَ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ» فَلَا يَحْسُنُ أَنْ يَسْمَعَهَا الرَّجُلُ. اهـ. وَفِي الْكَافِي: وَلَا تُلَبِّي جَهْرًا لِأَنَّ صَوْتَهَا عَوْرَةٌ... وَعَلَى هَذَا لَوْ قِيلَ إِذَا جَهَرَتْ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ فَسَدَتْ كَانَ مُتَّجِهًا، وَلِهَذَا مَنَعَهَا - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - مِنَ التَّسْبِيحِ بِالصَّوْتِ لِإِعْلَامِ الْإِمَامِ. [4]

وكذا في الدر المختار:

(وَالْجَهْرِ فِيمَا يُخَافَتُ فِيهِ) لِلْإِمَامِ (وَعَكْسُهُ) لِكُلِّ مُصَلٍّ فِي الْأَصَحِّ وَالْأَصَحُّ تَقْدِيرُهُ (بِقَدْرِ مَا تَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ فِي الْفَصْلَيْنِ. وَقِيلَ) قَائِلُهُ قَاضِي خَانْ يَجِبُ السَّهْوُ (بِهِمَا) أَيْ بِالْجَهْرِ وَالْمُخَافَتَةِ (مُطْلَقًا) أَيْ قَلَّ أَوْ كَثُرَ. [5]

====================

[1] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٢٤٥، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، فصل ثالث، ١/ ٨٥، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٠٤، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، ١/ ٤٠٦، ط: سعيد

[5] كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٢/ ٨١، ط: سعيد

باب السترة

سترہ کی لمبائی اور موٹائی کتنی ہو اور کن کن چیزوں کو سترہ بنا سکتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کو بطور سترہ استعمال کرتے تھے؟ اگر آج کل وہ چیز دستیاب نہ ہو تو کوئی اور چیز سترہ کے طور پر رکھی جائے جیسا کہ مسجدوں میں جنگلہ وغیرہ بنا کر رکھ دیتے ہیں تو کیا ان کو بطور سترہ استعمال کرنا درست ہے؟ اور کیا ہر چیز کو سترہ بنایا جاسکتا ہے؟ جیسا کہ سواری کو سترہ بنالے، یا کسی جانور کو سامنے باندھ کر نماز پڑھ لے، یا درخت وغیرہ کو سترہ بنالے، تو کیا ان کے سامنے ہوتے ہوئے نمازی کے سامنے سے گزرا جاسکتا ہے؟ نماز پر کوئی فرق تو نہیں پڑے گا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سترہ کے طور پر ایک چھوٹا نیزہ جیسے "عنزہ" کہتے ہیں استعمال کرتے تھے۔

واضح رہے کہ سترہ کی لمبائی ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ اور موٹائی کم از کم ایک انگلی کے بقدر ہو تو اس کے ہوتے ہوئے نمازی کے سامنے سے گزرا جاسکتا ہے، اور اگر سترہ کی لمبائی ایک ہاتھ سے کم ہو تو نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز نہیں۔

اسی طرح سترہ ہر چیز کو بنایا جاسکتا ہے، خواہ سواری ہو یا درخت یا دویار یا کوئی جانور، ان چیزوں کے ہوتے ہوئے نمازی کے سامنے سے گزرا جاسکتا ہے، چاہے سترہ ہو یا نہ ہو نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنے پر نماز کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، تاہم بغیر سترہ کے گزرنے والے پر حدیث شریف میں سخت وعید وارد ہے، اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: «خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالهَاجِرَةِ، فَصَلَّى بِالْبَطْحَاءِ الظُّهْرَ وَالعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَنَصَبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةً وَتَوَضَّأَ» ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوئِهِ. [1]

وفيه أيضا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْدُو إِلَى الْمُصَلَّى وَالْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلَّى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيصَلي إِلَيْهَا. [2]

==================

[1] كتاب الصلاة، باب السترة بمكة وغيرها، ۱/ ۷۲، ط: قديمي

[2] كتاب العيدين، باب حمل العنزة والحربة بين يدي الإمام يوم الجمعة، ۱/ ۱۳۳، ط: قديمي

وفيه أيضا:

وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَهُ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا. (١)

وفيه أيضا:

وَعَن أبي جهيم قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم: «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ». (٢)

وكذا في المرقاة:

مَا يُسْتَتَرُ بِهِ كَائِنًا مَا كَانَ، وَقَدْ غَلَبَ عَلَى مَا يَنْصِبُهُ الْمُصَلِّي قُدَّامَهُ مِنْ عَصًا أَوْ سَجَّادَةٍ أَوْ سَوْطٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ، مِنْ آدَمِيٍّ أَوْ شَجَرَةٍ أَوْ دَابَّةٍ مِمَّا يَظْهَرُ بِهِ مَوْضِعُ سُجُودِ الْمُصَلِّي كَيْلَا يَمُرَّ مَارٌّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَوْضِعِ سُجُودِهِ، وَيَكْفِي قَدْرُ ذِرَاعٍ فِي غِلَظِ أُصْبُعٍ... فَإِنْ لَمْ يَجِدْ عَصًا وَنَحْوَهَا جَمَعَ حِجَارَةً أَوْ تُرَابًا، وَإِلَّا فَلْيَبْسُطْ مُصَلًّى وَإِلَّا فَلْيَخُطَّ خَطًّا، وَسُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةُ الْمَأْمُومِ إِلَّا أَنْ يَجِدَ الدَّاخِلُ فُرْجَةً فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ، فَلَهُ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيِ الصَّفِّ الثَّانِي لِتَقْصِيرِ أَهْلِ الصَّفِّ الثَّانِي، ذَكَرَهُ الطِّيبِيُّ، وَفِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ يَجُوزُ تَرْكُ السُّتْرَةِ فِي مَوْضِعٍ يَأْمَنُ الْمُرُورَ فِيهِ. (٣)

وكذا في الدر المختار:

ويغزر الْإِمَامُ وَكَذَا الْمُنْفَرِدُ... سُتْرَةً بِقَدْرِ ذِرَاعٍ طُولًا وَغِلَظِ أُصْبُعٍ لِتَبْدُوَ لِلنَّاظِرِ. قوله (بِقَدْرِ ذِرَاعٍ) بيان لأقلها والظاهر أن المراد به ذراع اليد كما صرح به الشافعية وهو شبران. (٤)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

مروره" أي المار "يستحب له" أي مريد الصلاة "أن يغرز سترة" لما روينا ولقوله صلى الله عليه وسلم "ليستتر أحدكم ولو بسهم" "وأن تكون طول ذراع فصاعدا... ثم قال: وفسرت بأنها ذراع، فما فوقه في غلظ

====================

(١) كتاب الصلاة، باب الصلاة إلى الراحلة والبعير والشجر والرحل، ١/ ٧٢، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ١/ ٧٣، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب السترة، ٢/ ٢٤٠، ط: امدادیه

(٤) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٣٧، ط: سعيد

الإصبع وذلك أدناه لأن ما دونه ربما لا يظهر للناظر فلا يحصل المقصود منها.[۱]

نمازی کے سامنے سے گزرنا اور سترہ کی مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نمازی کے سامنے جو سترہ ہونا چاہیئے اس کی مقدار کیا ہے؟ اور نمازی کے سامنے سے گزرنا ہو تو کتنے دور فاصلہ رکھنا چاہیئے؟ اور وہ حدیث شریف جس میں نمازی کے سامنے سے گزرنے پر وعید آئی ہے وہ کون سی ہے؟

جواب: سترہ کم از کم ایک ذراع شرعی (تقریباً ڈیڑھ فٹ) اونچا ہونا چاہیئے، اگر بقدر ذراع سترہ میسر نہ ہو تو اس سے کم بھی کافی ہے، بوقت ضرورت سترہ کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً:

۱) کوئی ایسی چیز جو ایک ذراع سے کم بلند ہو۔

۲) چھڑی وغیرہ لٹا لینا، اگر کھڑی نہ ہو سکے۔

۳) سامنے خط کھینچ لینا (لمبائی یا چوڑائی یا محراب کی شکل میں وغیرہ) اگر اتنی چھوٹی مسجد یا کمرے یا صحن میں نماز پڑھ رہا ہو کہ چالیس چالیس ذراع شرعی سے کم ہے تو نمازی کے سامنے سے گزرنا مطلقاً ناجائز ہے خواہ قریب سے گزرے یا دور سے، البتہ اگر کھلی فضاء میں یا ۴۵۱ء ۳۳۴ مربع میٹر یا اس سے بڑی مسجد یا بڑے کمرے یا بڑے صحن میں نماز پڑھ رہا ہو تو سجدہ کی جگہ پر نظر جمانے سے آگے جہاں تک بالتبع نظر پہنچتی ہو وہاں تک گزرنا جائز نہیں، اس سے ہٹ کر گزرنا جائز ہے، تقریباً اس کا فاصلہ سجدہ کی جگہ سے ایک صف کے قریب ہوتا ہے، لہٰذا نمازی کے موضع قیام سے دو صف کی مقدار (تقریباً آٹھ فٹ ۴۴ء ۲ میٹر) چھوڑ کر گزرنا جائز ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

وَعَن أبي جهيم قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسلم: «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ» قَالَ أَبُو النَّضر: لَا أَدْرِي قَالَ: «أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَو سنة».[۲]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا یہ جان لے کہ اس پر اس گزرنے کا کیا گناہ ہے تو

---

[۱] كتاب الصلاة، فصل في اتخاذ السترة ورفع المار بين يدي... إلخ، ص۳۶۵، ۳۶۶، ط: رشيدية

[۲] كتاب الصلاة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ۱/ ۷۰، ط: قديمي

وہ اس کے لئے چالیس (دن یا مہینے یا سال) کھڑا رہنا بہتر ہے اس سے کہ وہ نمازی کے سامنے سے گزرے۔

وکذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ وَمَسْجِدِ صَغِيرٍ) هُوَ أَقَلُّ مِنْ سِتِّينَ ذِرَاعًا، وَقِيلَ مِنْ أَرْبَعِينَ، وَهُوَ الْمُخْتَارُ كَمَا أَشَارَ إلَيْهِ فِي الْجَوَاهِرِ قُهُسْتَانِيٌّ (قَوْلُهُ فَإِنَّهُ كَبُقْعَةٍ وَاحِدَةٍ) أَيْ مِنْ حَيْثُ إنَّهُ لَمْ يَجْعَلْ الْفَاصِلَ فِيهِ بِقَدْرِ صَفَّيْنِ مَانِعًا مِنْ الِاقْتِدَاءِ تَنْزِيلًا لَهُ مَنْزِلَةَ مَكَان وَاحِدٍ، بِخِلَافِ الْمَسْجِدِ الْكَبِيرِ فَإِنَّهُ جُعِلَ فِيهِ مَانِعًا فَكَذَا هُنَا يُجْعَلُ جَمِيعُ مَا بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي إلَى حَائِطِ الْقِبْلَةِ مَكَانًا وَاحِدًا، بِخِلَافِ الْمَسْجِدِ الْكَبِيرِ وَالصَّحْرَاءِ فَإِنَّهُ لَوْ جُعِلَ كَذَلِكَ لَزِمَ الْحَرَجُ عَلَى الْمَارَّةِ، فَاقْتُصِرَ عَلَى مَوْضِعِ السُّجُودِ، هَذَا مَا ظَهَرَ لِي فِي تَقْرِيرِ هَذَا الْمَحَلِّ. (۱)

وکذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(سُتْرَةً بِقَدْرِ ذِرَاعٍ) طُولًا (وَغِلَظِ أُصْبُعٍ) لِتَبْدُوَ لِلنَّاظِرِ (بِقُرْبِهِ) دُونَ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ (عَلَى) حِذَاءِ (أَحَدِ حَاجِبَيْهِ) مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَالْأَيْمَنُ أَفْضَلُ (وَلَا يَكْفِي الْوَضْعُ وَلَا الْخَطُّ) وَقِيلَ يَكْفِي فَيَخُطُّ طُولًا، وَقِيلَ كَالْمِحْرَابِ (وَيَدْفَعُهُ) هُوَ رُخْصَةٌ، فَتَرْكُهُ أَفْضَلُ بَدَائِعُ.

(قَوْلُهُ بِقَدْرِ ذِرَاعٍ) بَيَانٌ لِأَقَلِّهَا. وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ ذِرَاعُ الْيَدِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الشَّافِعِيَّةُ، وَهُوَ شِبْرَانِ. (۲)

وکذا في مجمع الأنهر:

(وَإِنْ مَرَّ مَارٌّ فِي مَوْضِعِ سُجُودِهِ إذَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ أَوْ حَاذَى الْأَعْضَاءُ الْأَعْضَاءَ إذَا كَانَ عَلَى الدُّكَّانِ أَثِمَ الْمَارُّ وَلَا تَفْسُدُ)... وَفِي تَفْسِيرِ مَوْضِعِ السُّجُودِ تَفْصِيلٌ، فَاعْلَمْ أَنَّ الصَّلَاةَ إنْ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ الصَّغِيرِ هُوَ أَقَلُّ مِنْ سِتِّينَ ذِرَاعًا، وَقِيلَ مِنْ أَرْبَعِينَ فَالْمُرُورُ أَمَامَ الْمُصَلِّي حَيْثُ كَانَ يُوجِبُ الْإِثْمَ لِأَنَّ الْمَسْجِدَ الصَّغِيرَ مَكَانٌ وَاحِدٌ فَأَمَامُ الْمُصَلِّي حَيْثُ كَانَ فِي حُكْمِ مَوْضِعِ سُجُودِهِ، وَإِنْ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ الْكَبِيرِ أَوْ فِي الصَّحْرَاءِ فَعِنْدَ بَعْضِ الْمَشَايِخِ إنْ مَرَّ فِي مَوْضِعِ السُّجُودِ يَأْثَمُ وَإِلَّا فَلَا، وَعِنْدَ الْبَعْضِ الْمَوْضِعُ الَّذِي يَقَعُ عَلَيْهِ النَّظَرُ إذَا كَانَ الْمُصَلِّي نَاظِرًا فِي مَوْضِعِ سُجُودِهِ. (۳)

==================

(۱) کتاب الصلاة، مطلب إذا قرأ تعالى جد بدون ألف لا تفسد، ۱/ ۶۳۴، ط: سعيد

(۲) کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ۶۳۷، ط: سعيد

(۳) کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ۱۸۳، ط: الحبيبية

وكذا في كفايت المفتي: كتاب الصلاة، ٤/ ٤٥٨، ط: الفاروق

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤٠٩، ٤١٠، ط: سعيد

وكذا في فتاوى زكريا: كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٣٥١، ط: زمزم پبلشرز

نمازی کے آگے سے گزرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہو اگر کوئی بھول کر اس کے آگے سے گزر جائے تو کیا وہ گناہ گار ہوگا اور اسی طرح اگر کوئی قصداً نمازی کے آگے سے گزر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نمازی کے آگے سے قصداً گزر جانا سخت گناہ ہے، حدیث مبارک میں نمازی کے آگے سے گزرنے والے پر سخت وعید آئی ہے تاہم کوئی بھول کر یا معلوم نہ ہونے پر گزر جائے تو گناہ گار نہ ہوگا۔

كذا في صحيح البخاري:

إِثْمِ المَارِّ بَيْنَ يَدَيِ المُصَلِّي: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ، أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ: مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي المَارِّ بَيْنَ يَدَيِ المُصَلِّي؟ فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ يَعْلَمُ المَارُّ بَيْنَ يَدَيِ المُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ، لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».(١)

وكذا في در المختار:

(إن إثم المار) لِحَدِيثِ الْبَزَّارِ «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ مَاذَا عَلَيْهِ مِنْ الْوِزْرِ لَوَقَفَ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا» (فِي ذَلِكَ) الْمُرُورِ لَوْ بِلَا حَائِلٍ وَلَوْ سِتَارَةً تَرْتَفِعُ إذَا سَجَدَ وَتَعُودُ إذَا قَامَ وَلَوْ كَانَ فُرْجَةً فَلِلدَّاخِلِ أَنْ يَمُرَّ عَلَى رَقَبَةِ مَنْ لَمْ يَسُدَّهَا لِأَنَّهُ أَسْقَطَ حُرْمَةَ نَفْسِهِ فَتَنَبَّهْ.(٢)

وكذا في الفتاوى الهندية:

ولو مر مار في موضع سجوده لا تفسد وإن أثم.(٣)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ١/ ٧٣، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما لا يكره فيها، ١/ ٦٣٦، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٠٤، ط: رشيدية

وكذا في التاتارخانية:

الثالث أن المرور بين يدي المصلي مكروه والمار آثم. (١)

وکذا في آپ کے مسائل اوران کا حل: کتاب الصلاۃ، مسبوق ولاحق کے مسائل، نمازی کے سامنے سے گزرنا، ۳/ ۵۲۷، ط: لدھیانوی

امام کا سترہ مقتدی کے لئے کافی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہے یا مقتدی حضرات علیحدہ اپنا سترہ بنائیں؟ اگر امام کا سترہ مقتدیوں کی طرف سے کافی ہوجاتا تو پھر ان مقتدیوں کے سامنے سے گزرنے پر گناہ ہوگا یا نہیں؟ اگر گناہ ہوتا ہے تو امام کا سترہ مقتدیوں کی طرف سے کافی ہونے کا مطلب کیا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہوتا ہے مقتدیوں کے لئے الگ سترے کی ضرورت نہیں لہٰذا مقتدیوں کے سامنے سے بلاسترہ اگر کوئی شخص گزر جائے تو اس کو گناہ نہیں ہوگا، البتہ یہ ادب کے خلاف ہے، اس لئے بلاضرورت شدیدہ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

كذا في الدر المختار:

وَكَفَتْ سُتْرَةُ الْإِمَامِ (قَوْلُهُ لِلْكُلِّ) أَيْ لِلْمُقْتَدِينَ بِهِ كُلِّهِمْ؛ وَعَلَيْهِ فَلَوْ مَرَّ مَارٌّ فِي قِبْلَةِ الصَّفِّ فِي الْمَسْجِدِ الصَّغِيرِ لَمْ يُكْرَهْ إذَا كَانَ لِلْإِمَامِ سُتْرَةٌ وَظَاهِرُ التَّعْمِيمِ شُمُولُ الْمَسْبُوقِ وَبِهِ صَرَّحَ الْقُهُسْتَانِيُّ. (٢)

وكذا في الهندية:

وسترة الإمام سترة للقوم ويدر المار إذا لم تكن بين أيديه سترة أو مر بينه وبين السترة بالإشارة أو بالتسبيح كذا في الهداية. (٣)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار:

قوله (الإمام) وسترته سترة مأمومه. (٤)

===================

(١) كتاب الصلاة، الفصل التاسع في المار بين يدي المصلي، ١/ ٤٥٨، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب ما يفسده وما لا يكره، ١/ ٦٣٨، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره وفيه فصلان، ١/ ١٠٤، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ٢٦٩، ط: رشيدية

وكذا في التاتارخانية:

سترة الإمام تجزي أصحابه.[1]

وكذا في كفايت المفتی: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثالث فيما يتعلق بالسترة، ٤/ ٤٥٧، ط: الفاروق

وكذا في فتاوی زکریا: كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل سوم سترہ کے احکام، ۲/ ٣٤٧، ط: زمزم پبلشرز

نمازی کے آگے سے چادر یا رومال وغیرہ لٹکا کر گزرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بسا اوقات ایک شخص کو جلدی اپنی نماز پڑھ کر جانا ہوتا ہے اور اس کے پیچھے دوسری صفوں میں لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں تو یہ شخص رومال یا چادر وغیرہ کو لٹکا کر گزر جاتا ہے تو کیا گزرنے والے شخص کا اس طرح گزرنا درست ہے وہ اس طرح کرنے سے گنہگار تو نہیں ہوگا؟

جواب: واضح رہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے، البتہ اگر گزرنا ناگزیر ہو تو نمازی کے آگے کوئی چیز بطور سترہ رکھ کر گزرنا چاہئے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں نمازی کے آگے کوئی سترہ نہ ہو تو رومال یا چادر وغیرہ نمازی کے سامنے لٹکا کر گزرنے کی گنجائش ہے، البتہ اس کو عادت نہیں بنانا چاہئے۔

وكذا في الدر المختار:

وإن إثم المار لحديث البزار لو يعلم المار ماذا عليه من الوزر لوقف أربعين خريفا في ذلك المرور لو بلا حائل ولو ستارة ترتفع إذا سجد وتعود إذا قام.[2]

وكذا في الشامية:

أراد المرور بين يدي المصلي فإن كان معه شيء يضعه بين يديه ثم يمر ويأخذه.[3]

---

[1] كتاب الصلاة، المرور بين يدي المصلي، ١/ ٦٣١، ط: ادارة القرآن

[2] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٣٦، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، ١/ ٦٣٦، ط: سعيد

وفيه أيضا:

لم يذكروا ما إذا لم يكن معه سترة ومعه ثوب أو كتاب مثلا هل يكفي وضعه بين يديه والظاهر نعم كما يؤخذ من تعليل ابن الهمام المار آنفا. [۱]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ۳/ ۴۱۰، ط: سعيد

وكذا في امداد الفتاوی: مسائل منثورہ متعلقہ کتاب الصلاۃ، ۱/ ۶۴۲، ط:

وكذا في فتاوی زکریا: كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۲/ ۳۴۹، ط: زمزم پبلشرز

سترہ کے بغیر گزرگاہ میں نماز پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ پر نماز پڑھ رہاتھا جو گزرگاہ ہو اوراس کو معلوم بھی ہو اس نے سترہ بھی نہ رکھا ہوا ہو تو کیا اس شخص کی نماز قبول ہو جائے گی اور کیا وہ شخص جو نماز عام گزرگاہ پر ادا کر رہا ہے لوگ اس کے سامنے سے گزرتے ہیں تو وہ شخص گناہ گار ہوگا یا جو گزرتے ہیں اس کے سامنے سے وہ گناہ گار ہوں گے؟

جواب: صورت مسئولہ میں نماز تو ہو جائے گی البتہ بلاضرورت ایسی جگہ نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور آگے گزرنے والے کو بھی احتیاط کرنا چاہئے کیونکہ نمازی کے سامنے سے گزرنا مکروہ ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ يَعْلَمُ المَارُّ بَيْنَ يَدَيِ المُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ، لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ» قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لاَ أَدْرِي، أَقَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ شَهْرًا، أَوْ سَنَةً. [۲]

وكذا في الهندية:

لو كان يصلي في الدكان فإن كانت أعضاء المار تمازي أعضاء المصلي يكره وإلا فلا كذا في محيط السرخسي. [۳]

وكذا في الدر المختار:

أَوْ مُرُورُهُ أَسْفَلَ مِنْ الدُّكَّانِ أَمَامَ الْمُصَلِّي لَوْ كَانَ يُصَلِّي عَلَيْهَا أَيْ الدُّكَّانِ بِشَرْطِ مُحَاذَاةِ بَعْضِ أَعْضَاءِ الْمَارِّ

---

[۱] كتاب الصلاة، ۱/ ۶۳۷، ط: سعيد

[۲] كتاب الصلاة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ۱/ ۷۳، ط: قديمي

[۳] كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ۱۰۴، ط: رشيدية

بَعْضَ أَعْضَائِهِ، وَكَذَا سَطْحٌ وَسَرِيرٌ وَكُلُّ مُرْتَفِعٍ دُونَ قَامَةِ الْمَارِّ وَقِيلَ دُونَ السُّتْرَةِ كَمَا فِي غُرَرِ الْأَذْكَارِ وَإِنْ أَثِمَ الْمَارُّ لِحَدِيثِ الْبَزَّارِ «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ مَاذَا عَلَيْهِ مِنْ الْوِزْرِ لَوَقَفَ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا».[1]

وكذا في البحر الرائق:

وفي منية المصلي وتكره الصلاة في الصحراء من غبر سترة إذا خاف المرور بين يديه.[2]

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: كتاب الصلاة، نمازی کے سامنے سے گزرنا، ۳/ ۵۲۹، ط: لدھیانوی

رومال کو سترہ بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ رومال کو ہاتھ میں پکڑ کر نمازی کے سامنے سے گزرنا اور اس رومال کو سترہ بنانا شرعا کیسا ہے؟

جواب: بوقت ضرورت اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

كذا في معارف السنن:

وأما إذا أرخى أحدهم ثوبا أو منديلا بين يدي المصلي ليمر الآخر فلعله لا يأثم إذن.[3]

وكذا في الشامية:

وَإِذَا كَانَ مَعَهُ عَصًا لَا تَقِفُ عَلَى الْأَرْضِ بِنَفْسِهَا فَأَمْسَكَهَا بِيَدِهِ وَمَرَّ مِنْ خَلْفِهَا هَلْ يَكْفِي ذَلِكَ؟ لَمْ أَرَهُ... [تَنْبِيهٌ] لَمْ يَذْكُرُوا مَا إذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُ سُتْرَةٌ وَمَعَهُ ثَوْبٌ أَوْ كِتَابٌ مَثَلًا هَلْ يَكْفِي وَضْعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ؟ وَالظَّاهِرُ نَعَمْ كَمَا يُؤْخَذُ مِنْ تَعْلِيلِ ابْنِ الْهُمَامِ الْمَارِّ آنِفًا.[4]

وكذا في حاشية الطحطاوي:

روي عن محمد لما ورد فإن لم يكن معه عصا فليخط خطا... ويؤخذ منه أنه لو وضع ثوبا من ثيابه بين يديه أو نحو كتاب يكون سترا.[5]

وكذا في احسن الفتاوی: باب ما يفسد الصلاة والمكروهات، ۳/ ٤١٠، ط: سعيد

=====================

[1] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٣٤، ٦٣٥، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الأكل والشرب في الصلاة، ٢/ ٣٠، ط: رشيديه

[3] كتاب الصلاة، باب ما جاء في سترة المصلي، ٣/ ٣٥٢، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٣٦، ٦٣٧، ط: سعيد

[5] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ١/ ٢٦٩، ط: رشيدية

باب في اللاحق والمسبوق

لاحق کے لئے سجدہ سہو کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی جماعت کی نماز میں شریک ہوا، اور پھر نماز کے اندر ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وہ وضو کے لئے چلا گیا اس کے بعد امام صاحب کو نماز میں سہو ہو گیا اور اس نے سجدہ سہو کیا، امام صاحب کے سجدہ سہو کرنے کے بعد وہ لاحق نماز میں شریک ہوا، امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد جب وہ لاحق رہی ہوئی نماز پوری کرے گا تو اس پر وہ سجدہ سہو کرنا ضروری ہوگا یا نہیں جو امام صاحب پر واجب ہوا تھا؟

جواب: لاحق کے لئے امام کی متابعت لازم ہوتی ہے، وہ تمام نماز میں مقتدی کے حکم میں ہوگا لہٰذا مذکورہ صورت میں یہ شخص جب باقی رکعتیں پڑھے گا تو آخر میں سجدہ سہو کرنا بھی ضروری ہوگا۔

كذا في بدائع الصنائع:

وَكَذَلِكَ اللَّاحِقُ يَسْجُدُ لِسَهْوِ الْإِمَامِ إِذَا سَهَا فِي حَالِ نَوْمِ اللَّاحِقِ، أَوْ ذَهَابِهِ إِلَى الْوُضُوءِ؛ لِأَنَّهُ فِي حُكْمِ الْمُصَلِّي خَلْفَهُ، وَلَكِنْ لَا يُتَابِعُ الْإِمَامَ فِي سُجُودِ السَّهْوِ إِذَا انْتَبَهَ فِي حَالِ اشْتِغَالِ الْإِمَامِ بِسُجُودِ السَّهْوِ، أَوْ جَاءَ إِلَيْهِ مِنْ الْوُضُوءِ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ، بَلْ يَبْدَأُ بِقَضَاءِ مَا فَاتَهُ ثُمَّ يَسْجُدُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ... أَنَّ اللَّاحِقَ الْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْإِمَامِ فِيمَا اقْتَدَى بِهِ عَلَى نَحْوِ مَا فَصَّلَ الْإِمَامُ، وَأَنَّهُ اقْتَدَى بِهِ فِي حَقِّ جَمِيعِ الصَّلَاةِ فَيُتَابِعُهُ فِي جَمِيعِهَا عَلَى نَحْوِ مَا يُؤَدِّي الْإِمَامُ، وَالْإِمَامُ أَدَّى الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَسَجَدَ لِسَهْوِهِ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ فَكَذَا هُوَ. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

وَالْمَسْبُوقَ وَاللَّاحِقَ فَإِنَّهُ يَلْزَمُهُمْ بِسَهْوِ إِمَامِهِمْ لَكِنَّ اللَّاحِقَ لَا يُتَابِعُ الْإِمَامَ فِي سُجُودِ السَّهْوِ إِذَا انْتَبَهَ فِي حَالِ اشْتِغَالِ الْإِمَامِ بِسُجُودِ السَّهْوِ أَوْ جَاءَ إِلَيْهِ مِنْ الْوُضُوءِ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ، إِنَّمَا يَبْدَأُ بِقَضَاءِ مَا فَاتَهُ ثُمَّ يَسْجُدُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ... وَالْفَرْقُ أَنَّ اللَّاحِقَ الْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْإِمَامِ فِيمَا اقْتَدَى بِهِ عَلَى نَحْوِ مَا يُصَلِّي الْإِمَامُ وَإِنَّهُ اقْتَدَى بِهِ فِي جَمِيعِ الصَّلَاةِ فَيُتَابِعُهُ فِي جَمِيعِهَا عَلَى نَحْوِ مَا أَدَّى الْإِمَامُ وَالْإِمَامُ أَدَّى الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَسَجَدَ لِسَهْوِهِ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ. (۲)

---

(۱) كتاب الصلاة، بيان من يجب عليه سجود السهو، ۱/ ۴۲۱، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ۲/ ۱۷۶، ط: رشيدية

وكذا في الهندية:

وَاللَّاحِقُ إِذَا سَجَدَ لِلسَّهْوِ مَعَ الْإِمَامِ لَا يُعْتَدُّ بِهِ وَيَسْجُدُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ وَيَنْبَغِي لِلْمَسْبُوقِ أَنْ يَمْكُثَ سَاعَةً بَعْدَ سَلَامِ الْإِمَامِ لِجَوَازِ أَنْ يَكُونَ عَلَى الْإِمَامِ سَهْوٌ، هَكَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ.[1]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب المسبوق واللاحق، ٦/ ٥٧٠، ط: فاروقيه

مسبوق اپنی بقیہ نماز کی ادائیگی کے لئے کب کھڑا ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی آدمی امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوگیا اور امام ایک رکعت پڑھ چکا ہو تو امام جب سلام پھیرے تو مسبوق بقیہ رکعت کی ادائیگی کے لئے امام کے اول سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو یا دونوں سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے شریعت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

جواب: صورت مسئولہ میں مسبوق کے لئے بہتر یہ ہے کہ دونوں سلام پھیرنے کے بعد اُٹھے تاکہ امام اگر سجدہ سہو کرے تو مقتدی کو لوٹنا نہ پڑے لیکن اگر ایک سلام پھیرنے کے بعد اٹھ جائے تب بھی جائز ہے۔

كذا في الفتاوى التاتارخانية:

وإذا سلم الإمام فالمؤتم يتأني ولا يتعجل في القيام وينظر هل يشتعل الإمام بقضاء ما نسيه من صلاته فإذا يتقن فراغ الإمام من صلاته حينئذ يقوم المسبوق بعد سلام الإمام إلى قضائه ولا يسلم مع الإمام لأنه في وسط صلاته.[2]

وكذا في رد المحتار:

بَلْ الْمَقْصُودُ مَا يُفْهِمُ أَنْ لَا سَهْوَ عَلَى الْإِمَامِ أَوْ يُوجَدَ لَهُ مَا يَقْطَعُ حُرْمَةَ الصَّلَاةِ. اهـ. وَقَيَّدَهُ فِي الْفَتْحِ بَحْثًا بِمَا إِذَا اقْتَدَى بِمَنْ يَرَى سُجُودَ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ، أَمَّا إِذَا اقْتَدَى بِمَنْ يَرَاهُ قَبْلَهُ فَلَا. وَاعْتَرَضَهُ فِي الْبَحْرِ بِأَنَّ الْخِلَافَ بَيْنَ الْأَئِمَّةِ إِنَّمَا هُوَ فِي الْأَوْلَوِيَّةِ، فَرُبَّمَا اخْتَارَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ أَنْ يَسْجُدَ بَعْدَ السَّلَامِ عَمَلًا بِالْجَائِزِ فَلِذَا أَطْلَقُوا اسْتِنْظَارَهُ.[3]

==================

[1] كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ١/ ١٣٨، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، الفصل الثالث والثلاثون في بيان حكم المسبوق واللاحق، ٢/ ١٤٥، ط: قديمي

[3] كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع أو السجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده، ١/ ٥٩٧، ٥٩٨، ط: سعيد

وکذا في المحیط البرھاني:

وإذا سلم الإمام فالمؤتم یتأني ولا یتعجل في القیام وینظر ھل یشغل الإمام بقضاء ما نسیه من صلاته فإذا تیقن فراغ الإمام من صلاته حینئذ یقوم إلی قضاء ولا یسلم مع الإمام. (۱)

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الصلاۃ، باب المسبوق واللاحق، ٦/ ٥٦٤، ط: فاروقیہ

وکذا في کفایت المفتی: کتاب الصلاۃ، باب المسبوق واللاحق، ٤/ ٤٣٣، ط: فاروقیہ

مسبوق آخری قعدہ میں صرف تشہد پڑھے یا درود و دعا بھی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسبوق شخص آخری قعدہ میں صرف تشہد پڑھے گا یا درود و دعا بھی پڑھے گا؟

جواب: مسبوق امام کے قعدہ اخیرہ میں وسط صلوۃ کے حکم میں ہے اس لئے اسے درود شریف نہیں پڑھنا چاہئے، کیونکہ درود شریف نماز کے آخر میں پڑھا جاتا ہے اس لئے مسبوق کو قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے میں اطمینان سے کام لینا چاہئے تاکہ امام کے سلام پھیرنے تک یہ تشہد میں مشغول رہے اور اگر اس نے تشہد جلدی ختم کر دیا تو پھر بار بار شہادتین پڑھے۔

کذا في الدر المختار:

وأما المسبوق فیترسل لیفرغ عند سلام إمامه وقیل یتم وقیل یکرر کلمة الشھادة. (۲)

وکذا في الشامیة:

(قَوْلُهُ فَيَتَرَسَّلُ) أَيْ يَتَمَهَّلُ، وَهَذَا مَا صَحَّحَهُ فِي الْخَانِيَةِ وَشَرْحِ الْمُنْيَةِ فِي بَحْثِ الْمَسْبُوقِ مِنْ بَابِ السَّهْوِ وَبَاقِي الْأَقْوَالِ مُصَحَّحٌ أَيْضًا. قَالَ فِي الْبَحْرِ وَيَنْبَغِي الْإِفْتَاءُ بِمَا فِي الْخَانِيَةِ كَمَا لَا يَخْفَى، وَلَعَلَّ وَجْهَهُ كَمَا فِي النَّهْرِ أَنَّهُ يَقْضِي آخِرَ صَلَاتِهِ فِي حَقِّ التَّشَهُّدِ وَيَأْتِي فِيهِ بِالصَّلَاةِ وَالدُّعَاءِ، وَهَذَا لَيْسَ آخِرًا. قَالَ: وَهَذَا فِي قَعْدَةِ الْإِمَامِ الْأَخِيرَةِ كَمَا هُوَ صَرِيحُ قَوْلِهِ لِيَفْرُغَ عِنْدَ سَلَامِ إمَامِهِ. (۳)

==================

(۱) کتاب الصلاۃ، الفصل الثالث والثلاثون في حکم المسبوق، ۲/ ۲۱۲، ط: دار الکتب العلمیة

(۲) کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ۲/ ٥۱۱، ط: سعید

(۳) کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ۱/ ٥۱۱، ط: سعید

وكذا في الهندية:

وَالصَّحِيحُ أَنَّ الْمَسْبُوقَ يَتَرَسَّلُ فِي التَّشَهُّدِ حَتَّى يَفْرُغَ عِنْدَ سَلَامِ الْإِمَامِ. كَذَا فِي الْوَجِيزِ لِلْكَرْدَرِيِّ وَفَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَهَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَفَتْحِ الْقَدِيرِ.[1]

وكذا في فتاوى حقانيه: كتاب الصلاة، باب المسبوق واللاحق، ٣/ ١٨٧، ط: حقانيه

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب المسبوق واللاحق، ٦/ ٥٥٨، ط: فاروقيه

امام پانچویں اور چھٹی رکعت پڑھ لے تو مسبوق کی نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر امام صاحب قعدہ اخیرہ میں بقدر تشہد بیٹھے پھر قعدہ اولی سمجھ کر اٹھ جائے پھر دو رکعت مزید ملائے اب امام اور مقتدیوں کی آخری دو رکعتیں نفل ہو گئیں، اب مسئلہ مسبوق کا ہے جو مثلاً تیسری رکعت میں آکر شریک ہوا تو امام کی اضافی دو رکعتوں کے ساتھ اس کی چار رکعتیں ہو گئی لیکن امام نے آخری دو رکعتیں نفل کی پڑھی اور مسبوق نے فرض کے طور پر۔ نیز اگر مسبوق کے حق میں یہ رکعتیں بھی نفل ہوں تو پھر اس کی نماز کے درمیان فصل بالا جنبی یعنی نفل کا فصل لازم آئے گا، اس کی صحیح تسلی بخش وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں۔

جواب: صورت مسئولہ میں امام بقدر تشہد بیٹھ کر پھر پانچویں رکعت بھی ملالے تو مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی، لہٰذا مسبوق پر اپنی نماز کا اعادہ لازم ہے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار

وَلَوْ قَامَ إِمَامُهُ لِخَامِسَةٍ فَتَابَعَهُ، إِنْ بَعْدَ الْقُعُودِ تَفْسُدُ وَإِلَّا لَا حَتَّى يُقَيِّدَ الْخَامِسَةَ بِسَجْدَةٍ. (وفي الشامي) (قَوْلُهُ تَفْسُدُ) أَيْ صَلَاةُ الْمَسْبُوقِ لِأَنَّهُ اقْتِدَاءٌ فِي مَوْضِعِ الِانْفِرَادِ وَلِأَنَّ اقْتِدَاءَ الْمَسْبُوقِ بِغَيْرِهِ مُفْسِدٌ كَمَا مَرَّ (قَوْلُهُ وَإِلَّا) أَيْ وَإِنْ لَمْ يَقْعُدْ وَتَابَعَهُ الْمَسْبُوقُ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ لِأَنَّ مَا قَامَ إِلَيْهِ الْإِمَامُ عَلَى شَرَفِ الرَّفْضِ وَلِعَدَمِ تَمَامِ الصَّلَاةِ فَإِنْ قَيَّدَهَا بِسَجْدَةٍ انْقَلَبَتْ صَلَاتُهُ نَفْلًا، فَإِنْ ضَمَّ إِلَيْهَا سَادِسَةً يَنْبَغِي لِلْمَسْبُوقِ أَنْ يُتَابِعَهُ ثُمَّ يَقْضِيَ مَا سُبِقَ بِهِ وَتَكُونُ لَهُ نَافِلَةً كَالْإِمَامِ.[2]

==================

[1] كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق، ١/ ٩١، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع أو السجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده، ١/ ٥٩٩، ط: سعيد

مسبوق کی نماز کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جس شخص کی دو یا تین رکعتیں جماعت سے چھوٹ جائیں تو ان اتمام کرنے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب: جس شخص کی دو رکعتیں امام کے ساتھ فوت ہو جائیں تو یہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور اپنی ما بقی رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ پہلے ثناء و تعوذ پڑھے اس کے بعد سورہ فاتحہ اور سورت پڑھے، اسی طرح دوسری رکعت بھی مکمل کرے، البتہ اس میں ثناء وغیرہ نہ پڑھے اور قعدہ میں بیٹھ کر تشہد، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے، اسی طرح اس شخص کا حکم ہے جس کی تین رکعتیں فوت ہو جائیں، البتہ یہ شخص پہلی رکعت پڑھ کر قعدہ اولی میں بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور باقی نماز اسی طرح مکمل کرے، البتہ یہ شخص فوت شدہ تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت نہیں ملائے گا۔

كذا في الدر المختار:

(وَالْمَسْبُوقُ مَنْ سَبَقَهُ الْإِمَامُ بِهَا أَوْ بِبَعْضِهَا وَهُوَ مُنْفَرِدٌ) حَتَّى يُثْنِي وَيَتَعَوَّذَ وَيَقْرَأَ، وَإِنْ قَرَأَ مَعَ الْإِمَامِ لِعَدَمِ الِاعْتِدَادِ بِهَا لِكَرَاهَتِهَا، مِفْتَاحُ السَّعَادَةِ (فِيمَا يَقْضِيهِ) أَيْ بَعْدَ مُتَابَعَتِهِ لِإِمَامِهِ، فَلَوْ قَبْلَهَا فَالْأَظْهَرُ الْفَسَادُ، وَيَقْضِي أَوَّلَ صَلَاتِهِ فِي حَقِّ قِرَاءَةٍ، وَآخِرَهَا فِي حَقِّ تَشَهُّدٍ؛ فَمُدْرِكُ رَكْعَةٍ مِنْ غَيْرِ فَجْرٍ يَأْتِي بِرَكْعَتَيْنِ بِفَاتِحَةٍ وَسُورَةٍ وَتَشَهُّدٍ بَيْنَهُمَا، وَبِرَابِعَةِ الرُّبَاعِيِّ بِفَاتِحَةٍ فَقَطْ، وَلَا يَقْعُدُ قَبْلَهَا (إلَّا فِي أَرْبَعٍ) فَكَمُقْتَدٍ أَخْذَهَا. [1]

وكذا في بدائع الصنائع:

إِذَا أَدْرَكَ مَعَ الْإِمَامِ رَكْعَتَيْنِ مِنْهَا قَضَى رَكْعَةً بِقِرَاءَةٍ، وَلَوْ أَدْرَكَ مَعَ الْإِمَامِ رَكْعَةً فِي ذَوَاتِ الْأَرْبَعِ فَقَامَ إِلَى الْقَضَاءِ قَضَى رَكْعَةً يَقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَيَتَشَهَّدُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْضِي رَكْعَةً أُخْرَى يَقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ.

وَلَوْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي إِحْدَاهُمَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ لِمَا قُلْنَا وَفِي الثَّالِثَةِ هُوَ بِالْخِيَارِ، وَالْقِرَاءَةُ أَفْضَلُ لِمَا عُرِفَ، وَلَوْ أَدْرَكَ رَكْعَتَيْنِ مِنْهَا قَضَى رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ، وَلَوْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي إِحْدَاهُمَا فَسَدَتْ صَلَاتُهُ لِمَا ذَكَرْنَا وَيَسْتَوِي الْجَوَابُ بَيْنَ مَا إذَا قَرَأَ إمَامُهُ فِي الْأُولَيَيْنِ وَبَيْنَ مَا إذَا تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِيهِمَا، وَقَرَأَ فِي الْأُخْرَيَيْنِ قَضَاءً عَنْ الْأُولَيَيْنِ، وَأَدْرَكَهُ الْمَسْبُوقُ فِيهِمَا لِمَا ذَكَرْنَا فِيمَا تَقَدَّمَ: أَنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ فِي الْأُخْرَيَيْنِ تَلْتَحِقُ بِالْأُولَيَيْنِ

==================

[1] كتاب الصلاة، مطلب في أحكام المسبوق والمدرك، ١/ ٥٩٦، ط: سعيد

فَتَخْلُو الْأُخْرَيَانِ عَنِ الْقِرَاءَةِ فَكَأَنَّهُ لَمْ يَقْرَأْ فِيهِمَا. [1]

وكذا في فتاوی محموديه: كتاب الصلاة، باب المسبوق، ٦/ ٥٤٢، ط: فاروقيه

مسبوق کا بقیہ نماز کے لئے کھڑا ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی کی نماز میں کوئی رکعت رہ گئی ہو تو وہ اپنی بقیہ نماز کے لئے کب کھڑا ہوگا، یعنی امام کے دائیں طرف سلام پھیرنے کے بعد یا بائیں طرف سلام پھیرنے کے بعد؟

اسی طرح اگر کسی کی تین رکعتیں رہ گئی ہوں تو وہ اپنی بقیہ نماز میں کون سی اور کتنی رکعتوں میں سورت ملائے اور کون سی میں نہ ملائے؟

جواب: اگر کسی کی ایک رکعت فوت ہو گئی ہو تو وہ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کرلے، پہلے سلام کے بعد کھڑا نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ امام پر سجدہ سہو واجب ہوا ہو اور اس کے لئے سلام پھیرا ہو۔

اگر کسی کی تین رکعتیں رہ گئی ہوں تو وہ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر اپنی بقیہ نماز اس طرح ادا کرے کہ کھڑے ہونے کے بعد پہلی رکعت میں ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے پھر قعدہ کرنے کے بعد کھڑے ہو کر فاتحہ اور سورت پڑھے، پھر تیسری رکعت پڑھے لیکن اس میں صرف فاتحہ پڑھے سورت نہ ملائے اسی طرح نماز مکمل کرے۔

كذا في الهندية:

ومنها أن لا يقوم إلى القضاء بعد التسليمتين بل ينتظر فراغ الإمام... أو يمضي من الوقت مقدارا ما لو كان عليه سهو لسجد. [2]

وفيه أيضا:

فإذا قام إلى قضاء ما سبق يأتي بالثناء ويتعوذ للقراءة كذا في فتاوى قاضي خان والخلاصة. [3]

وكذا في رد المحتار:

(قوله وينبغي أن يصبر) أي لا يقوم بعد التسليمة أو تسليمتين بل ينتظر فراغ الإمام بعدها. [4]

==================

[1] كتاب الصلاة، حكم المسبوق، ١/ ٥٦٧، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق، ١/ ١٠١، ط: قديمي

[3] كتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل سابع في المسبوق، ١/ ١٠٠، ط: قديمي

[4] كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فيما أتى بالركوع أو السجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده، ١/ ٥٩٧، ط: سعيد

وكذا في خلاصة الفتاوى:

ولو أدرك ركعة مع الإمام في صلاة الظهر والعصر والعشاء وقام إلى القضاء فعليه أن يقضي ركعة ويقرأ فيها بالفاتحة وسورة ويتشهد لأنه يقضي آخر الصلاة في حق التشهد ويقضي ركعة أخرى ويقرأ فيها بالفاتحة وسورة ولا يتشهد وفي الثانية بالخيار والقراءة أفضل ولو أدرك ركعتين منها يقضي ركعتين ويقرأ فيهما ويتشهد ولو ترك القراءة فيهما أو في أحداهما فسدت صلاته لأن ما يقضي أول صلاته في حق القراءة. [1]

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، فصل سادس مدرک، لاحق اور مسبوق کے احکام، ۳/ ۲٥۹، ط: دار الاشاعت

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب المسبوق واللاحق، ۳/ ۳۷۷، ط: سعيد

امام کے پیچھے مسبوق کی نیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسبوق شخص امام کے پیچھے کتنی رکعات کی نیت کرے؟

جواب: مسبوق شخص امام کے پیچھے مطلق نماز کی نیت کرے اور جو رکعتیں چھوٹ گئی ہوں انہیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کرے۔

كذا في بدائع الصنائع:

أَمَّا الْمَسْبُوقُ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يُتَابِعَ الْإِمَامَ فِيمَا أَدْرَكَ وَلَا يُتَابِعُهُ فِي التَّسْلِيمِ فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ يَقُومُ هُوَ إلَى قَضَاءِ مَا سَبَقَ بِهِ؛ لِقَوْلِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «مَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوا». [2]

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

أما المسبوق الذي فاته ركعة أو اكثر قبل الدخول مع الإمام فحكمه أنه يجب عليه أن يقضي بعد سلام الإمام ما فاته من الصلاة. [3]

==================

[1] كتاب الصلاة، ما يتصل بمسائل الاقتداء، ١/ ١٦٦، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، كيفية القضاء، ١/ ٥٦٣، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، ثالثا أحوال المقتدي (المدرك، اللاحق، المسبوق)، ٢/ ١٢٣١، ط: احسان

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا) أَنَّ الْمَسْبُوقَ بِبَعْضِ الرَّكَعَاتِ يُتَابِعُ الْإِمَامَ فِي التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ وَإِذَا أَتَمَّ التَّشَهُّدَ لَا يَشْتَغِلُ بِمَا بَعْدَهُ مِنْ الدَّعَوَاتِ ثُمَّ مَاذَا يَفْعَلُ تَكَلَّمُوا فِيهِ وَعَنْ ابْنِ شُجَاعٍ أَنَّهُ يُكَرِّرُ التَّشَهُّدَ. [1]

وكذا في الشامية:

(وَالْمَسْبُوقُ مَنْ سَبَقَهُ الْإِمَامُ بِهَا أَوْ بِبَعْضِهَا وَهُوَ مُنْفَرِدٌ)... أَيْ بِكُلِّ الرَّكَعَاتِ، بِأَنْ اقْتَدَى بِهِ بَعْدَ رُكُوعِ الْأَخِيرَةِ، وَقَوْلُهُ أَوْ بِبَعْضِهَا: أَيْ بَعْضِ الرَّكَعَاتِ. [2]

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: مسبوق اور لاحق کے مسائل، ۳/ ۵۲۰، ط: لدھیانوی

مسبوق کے لئے قعدہ اخیرہ میں تشہد کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر مسبوق قعدہ میں امام سے پہلے تشہد پڑھ چکے تو کیا کرے؟

جواب: صورت مسئولہ میں مسبوق کو چاہئے کہ تشہد کو آہستہ آہستہ اس طرح پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے تک مسبوق بھی اپنی تشہد پوری کرلے لیکن اگر مسبوق نے تشہد کو امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ختم کردیا تو مسبوق کلمہ شہادت کو یعنی "أشهد أن لا إله إلا الله" کو بار بار پڑھے یہاں تک کہ امام سلام پھیر دے، یا پھر خاموش بیٹھ جائے، درود اور دیگر دعائیں نہ پڑھے۔

كذا في الدر المختار:

وَأَمَّا الْمَسْبُوقُ فَيَتَرَسَّلُ لِيَفْرُغَ عِنْدَ سَلَامِ إمَامِهِ، وَقِيلَ يُتِمُّ، وَقِيلَ يُكَرِّرُ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ. (وفي الشامية) (قَوْلُهُ فَيَتَرَسَّلُ) أَيْ يَتَمَهَّلُ، وَهَذَا مَا صَحَّحَهُ فِي الْخَانِيَّةِ وَشَرْحِ الْمُنْيَةِ فِي بَحْثِ الْمَسْبُوقِ مِنْ بَابِ السَّهْوِ... (قَوْلُهُ وَقِيلَ يُكَرِّرُ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ) كَذَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ. وَالَّذِي فِي الْبَحْرِ وَالْحِلْيَةِ وَالذَّخِيرَةِ يُكَرِّرُ التَّشَهُّدَ تَأَمَّلْ. [3]

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا) أَنَّ الْمَسْبُوقَ بِبَعْضِ الرَّكَعَاتِ يُتَابِعُ الْإِمَامَ فِي التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ وَإِذَا أَتَمَّ التَّشَهُّدَ لَا يَشْتَغِلُ بِمَا بَعْدَهُ

=================

[1] كتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق، ١/ ١٠١، ط: قديمي

[2] كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع أو السجود أو بهما مع الإمام أو قبله أو بعده، ١/ ٥٩٦، ط: سعيد

[3] فصل في بيان التأليف الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥١١، ط: سعيد

مِنَ الدَّعَوَاتِ ثُمَّ مَاذَا يَفْعَلُ تَكَلَّمُوا فِيهِ وَعَنْ ابْنِ شُجَاعٍ أَنَّهُ يُكَرِّرُ التَّشَهُّدَ أَيْ قَوْلَهُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَهُوَ الْمُخْتَارُ. كَذَا فِي الْغِيَاثِيَّةِ. (١)

وكذا في فتاوى حقانيه: كتاب الصلاة، باب المسبوق، ٣/ ١٨٧، ١٨٨، ط: حقانيه

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب المسبوق واللاحق، ٣/ ٣٨١، ط: سعيد

وكذا في امداد الاحكام: كتاب الصلاة، فصل في المسبوق واللاحق، ١/ ٥٥٠، ط: دار العلوم كراتشي

مسبوق کانماز پوری کرنے کے لئے امام کے سلام کے بعد کھڑا ہونا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کس وقت کھڑا ہو؟امام کے سلام پھیرتے وقت یااس سے پہلے بھی کھڑا ہو سکتا ہے؟

جواب: مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہوگا،امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کھڑا نہیں ہو سکتا۔

كذا في الدر المختار:

وينبغي أن يصبر حتى يفهم أنه لا سهو على الإمام. (٢)

وكذا في بدائع الصنائع:

أَمَّا الْمَسْبُوقُ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يُتَابِعَ الْإِمَامَ فِيمَا أَدْرَكَ وَلَا يُتَابِعُهُ فِي التَّسْلِيمِ فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ يَقُومُ هُوَ إِلَى قَضَاءِ مَا سَبَقَ بِهِ. (٣)

وكذا في الهندية:

ومنها أنه لا يقوم إلى القضاء بعد التسليمتين بل ينتظر فراغ الإمام كذا في البحر الرائق. (٤)

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب المسبوق واللاحق، ٦/ ٥٦٤، ط: فاروقيه

==================

(١) الفصل السابع في المسبوق واللاحق، الباب الخامس في الإمامة، ١/ ٩١، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٩٧، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، كيفية القضاء، ١/ ٥٦٣، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق، ١/ ٩١، ط: رشيديه

مغرب کی آخری رکعت امام کے ساتھ ادا کرنے کے بعد بقیہ دو رکعتوں کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے مغرب کی آخری رکعت امام کے ساتھ ادا کی تو بقیہ دو رکعتوں میں سورت پڑھے گا یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ اگر کسی شخص نے مغرب کی آخری رکعت امام کے ساتھ ادا کی تو بقیہ دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھے گا۔

كذا في الهندية:

لَوْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ الْمَغْرِبِ قَضَى رَكْعَتَيْنِ وَفَصَلَ بِقَعْدَةٍ فَيَكُونُ بِثَلَاثِ قَعَدَاتٍ وَقَرَأَ فِي كُلٍّ فَاتِحَةً وَسُورَةً. (١)

وكذا في الدر المختار:

فمدرك ركعة من غير فجر يأتي بركعتين بفاتحة وسورة وتشهد بينهما. (٢)

وكذا في بدائع الصنائع:

إذَا أَدْرَكَ مَعَ الْإِمَامِ رَكْعَةً مِنْ الْمَغْرِبِ ثُمَّ قَامَ إلَى الْقَضَاءِ يَقْضِي رَكْعَتَيْنِ وَيَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ. (٣)

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب المسبوق واللاحق، ٣/ ١٨٥، ط: حقانیہ

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: كتاب الصلاة، فصل مسبوق اور لاحق کا حکم، ٢/ ٣٠٤، ط: زمزم پبلشرز

==================

(١) كتاب الصلاة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق، ١/ ٩١، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٩٦، ٥٩٧، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، حكم المسبوق، ١/ ٥٢٧، ط: رشيدية

باب ما يفسد الصلاة وما لا يفسد

نماز میں "أيحسب الإنسان أن يترك سدًى" کی جگہ "لن يترك سدًى" پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص سورہ قیامہ کی آیت "أيحسب الإنسان أن يترك سدًى" کی جگہ "لن يترك سدًى" نماز میں یا غیر نماز میں پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور ان دونوں کا معنی بھی تحریر فرمائیں۔

جواب: اگر کوئی شخص نماز میں مذکورہ آیت "أن يترك" کو "لن يترك" پڑھے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ معنی اور مفہوم تبدیل ہو جاتا ہے۔

"أيحسب الإنسان أن يترك سدًى" کا معنی ہے کہ کیا کافر گمان کرتا ہے کہ اس کو بے کار چھوڑ دیا گیا ہے کہ نہ اس کو کسی چیز کا حکم دیا جائے اور نہ کسی چیز سے روکا جائے اور نہ اس کو سزا دی جائے گی۔ جبکہ حرف "لن" کی زیادتی کے ساتھ معنی ہے کیا کافر گمان کرتا ہے کہ اس کو ہرگز بے کار نہیں چھوڑا جائے گا۔

كما في تفسير المدارك: معنى هذه الآية بكلمة ''أن''

أيحسب الكافران يترك مهملاً لا يؤمر ولا ينهى ولا يبعث ولا يجازى. وبزيادة حرف ''لن'' معناها أيحسب الكافر أنه لا يترك مهملا يعني وهو يترك سدى أي مهملا. (٣/ ٥٧٤، ط: قديمي)

كذا في روح المعاني:

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدىً، معنى هذه الآية: أي مهملا فلا يكلف ولا يجزى وقيل أن يترك في قبره فلا يبعث. (١)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَلَوْ زَادَ كَلِمَةً) اعْلَمْ أَنَّ الْكَلِمَةَ الزَّائِدَةَ إمَّا أَنْ تَكُونَ فِي الْقُرْآنِ أَوْ لَا، وَعَلَى كُلٍّ إمَّا أَنْ تُغَيِّرَ أَوْ لَا، فَإِنْ غَيَّرَتْ أَفْسَدَتْ مُطْلَقًا نَحْوُ {وَعَمِلَ صَالِحًا} وَكَفَرَ {فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ} وَنَحْوُ {وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ} وَعَصَيْنَاهُمْ. (٢)

==================

(١) ٢٩، ٣٠/ ٢٣١، ط: بيروت

(٢) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٣٢، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا) زِيَادَةُ حَرْفٍ إِنْ زَادَ حَرْفًا فَإِنْ كَانَ لَا يُغَيِّرُ الْمَعْنَى لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ عِنْدَ عَامَّةِ الْمَشَايِخِ... وَإِنْ غَيَّرَ الْمَعْنَى نَحْوُ أَنْ يَقْرَأَ وَزَرَابِيبُ مَبْثُوثَةٌ مَكَانَ وَزَرَابِيُّ أَوْ مَثَانِينَ مَكَانَ مَثَانِيَ أَوْ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى وَإِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى، وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ، وَإِنَّك بِزِيَادَةِ الْوَاوِ تَفْسُدُ. هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. [1]

وكذا في فتاوى دار العلوم زكريا: كتاب الصلاة، باب القراءة، ٢/ ١٩٦، ١٩٧، ط: زمزم پبلشرز

دوران نماز کھجلانے یا ڈاڑھی سے کھیلنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ دوران نماز کوئی شخص کھجلائے یا ڈاڑھی سے کھیلے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں ڈاڑھی سے کھیلنا یا بلاضرورت ایک دفعہ بھی کھجلانا مکروہ تحریمی ہے اگر ضرورت شدیدہ ہے کہ خارش کئے بغیر یکسوئی حاصل نہ ہو تو پھر ایک دو بار کھجلانا بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ عمل کثیر تک نہ پہنچے اگر عمل کثیر ہو تو پھر نماز فاسد ہو جائے گی۔ عمل کثیر کی تعریف یہ ہے کہ ایسا عمل جس کے کرنے والے کے بارے میں دور سے دیکھنے والے کو ظن غالب یہ ہو کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے۔

كذا في التنوير مع الرد:

وَكُرِهَ كَفُّهُ أَيْ رَفْعُهُ وَلَوْ لِتُرَابٍ كَمُشَمِّرِ كُمٍّ أَوْ ذَيْلٍ وَعَبَثُهُ بِهِ أَيْ بِثَوْبِهِ وَبِجَسَدِهِ لِلنَّهْيِ إِلَّا لِحَاجَةٍ قَوْلُهُ لِلنَّهْيِ وَهُوَ مَا أَخْرَجَهُ الْقُضَاعِيُّ عَنْهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «إِنَّ اللَّهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: الْعَبَثَ فِي الصَّلَاةِ. وَالرَّفَثَ فِي الصِّيَامِ، وَالضَّحِكَ فِي الْمَقَابِرِ» وَهِيَ كَرَاهَةُ تَحْرِيمٍ كَمَا فِي الْبَحْرِ قَوْلُهُ إِلَّا لِحَاجَةٍ كَحَكِّ بَدَنِهِ لِشَيْءٍ أَكَلَهُ وَأَضَرَّهُ وَسَلْتِ عَرَقٍ يُؤْلِمُهُ وَيَشْغَلُ قَلْبَهُ. وَهَذَا لَوْ بِدُونِ عَمَلٍ كَثِيرٍ. قَالَ فِي الْفَيْضِ: الْحَكُّ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ فِي رُكْنٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُفْسِدُ الصَّلَاةَ إِنْ رَفَعَ يَدَهُ فِي كُلِّ مَرَّةٍ. [2]

وفيه أيضا:

(وَ) يُفْسِدُهَا (كُلُّ عَمَلٍ كَثِيرٍ) لَيْسَ مِنْ أَعْمَالِهَا وَلَا لِإِصْلَاحِهَا، وَفِيهِ أَقْوَالٌ خَمْسَةٌ، أَصَحُّهَا (مَا لَا يَشُكُّ

==================

[1] كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري، ١/ ٧٩، ٨٠، ط: رشيديه

[2] كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة، ١/ ٦٤٠، ط: سعيد

بِسَبَبِهِ (النَّاظِرُ) مِنْ بَعِيدٍ (فِي فَاعِلِهِ أَنَّهُ لَيْسَ فِيهَا) وَإِنْ شَكَّ أَنَّهُ فِيهَا أَمْ لَا فَقَلِيلٌ. [۱]

وكذا في الهندية:

يُكْرَهُ لِلْمُصَلِّي أَنْ يَعْبَثَ بِثَوْبِهِ أَوْ لِحْيَتِهِ أَوْ جَسَدِهِ وَأَنْ يَكُفَّ ثَوْبَهُ بِأَنْ يَرْفَعَ ثَوْبَهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ أَوْ مِنْ خَلْفِهِ إِذَا أَرَادَ السُّجُودَ. كَذَا فِي مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ. [۲]

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٦/ ٦٠٢، ط: فاروقيه

نمازی کے سامنے سے کتنی صفیں چھوڑ کر گزرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نمازی کے سامنے سے کتنی صفیں چھوڑ کر گزرنا جائز ہے؟

اگر کوئی شخص بڑی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو اور گزرنے والا اتنی دور سے گزرے کہ نماز پڑھنے والا سجدہ کی جگہ نظر رکھے تو اسے گزرنے والا نظر نہ آئے جو تقریباً سجدے کی جگہ سے دو گز یعنی دو صف کی مقدار (تقریباً آٹھ فٹ ۴۴ء۲ میٹر) بنتا ہے اتنی جگہ چھوڑ کر گزرے تو یہ صورت جائز ہے۔ لمبائی میں تقریباً چالیس ہاتھ سے کم رقبے کی مسجد شرعاً چھوٹی مسجد سمجھی جائے گی اور اس سے زائد لمبائی والی مسجد بڑی مسجد سمجھی جائے گی۔

كذا في تنوير الأبصار مع رد المحتار:

(وَمُرُورُ مَارٍّ فِي الصَّحْرَاءِ أَوْ فِي مَسْجِدٍ كَبِيرٍ بِمَوْضِعِ سُجُودِهِ) فِي الْأَصَحِّ (أَوْ) مُرُورِهِ (بَيْنَ يَدَيْهِ) إِلَى حَائِطِ الْقِبْلَةِ (فِي) بَيْتٍ و (مَسْجِدٍ) صَغِيرٍ، فَإِنَّهُ كَبُقْعَةٍ وَاحِدَةٍ. (وفي الشامية) هُوَ مَا اخْتَارَهُ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ وَقَاضِي خَانَ وَصَاحِبُ الْهِدَايَةِ وَاسْتَحْسَنَهُ فِي الْمُحِيطِ وَصَحَّحَهُ الزَّيْلَعِيُّ، وَمُقَابِلُهُ مَا صَحَّحَهُ التُّمُرْتَاشِيُّ وَصَاحِبُ الْبَدَائِعِ وَاخْتَارَهُ فَخْرُ الْإِسْلَامِ وَرَجَّحَهُ فِي النِّهَايَةِ وَالْفَتْحِ أَنَّهُ قَدْرُ مَا يَقَعُ بَصَرُهُ عَلَى الْمَارِّ لَوْ صَلَّى بِخُشُوعٍ أَيْ رَامِيًا بِبَصَرِهِ إِلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ؛ وَأَرْجَعَ فِي الْعِنَايَةِ الْأَوَّلَ إِلَى الثَّانِي بِحَمْلِ مَوْضِعِ السُّجُودِ عَلَى الْقَرِيبِ مِنْهُ.

وَخَالَفَهُ فِي الْبَحْرِ وَصَحَّحَ الْأَوَّلَ، وَكَتَبْت فِيمَا عَلَّقْته عَلَيْهِ عَنْ التَّجْنِيسِ مَا يَدُلُّ عَلَى مَا فِي الْعِنَايَةِ فَرَاجِعْهُ. (قَوْله فِي بَيْتٍ) ظَاهِرُهُ وَلَوْ كَبِيرًا. وَفِي الْقُهُسْتَانِيِّ: وَيَنْبَغِي أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ أَيْ فِي حُكْمِ الْمَسْجِدِ الصَّغِيرِ الدَّارُ

==================

[۱] كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة، ١/ ٦٢٤، ط: سعيد

[۲] كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ١/ ١١٧، ط: قديمي

وَالْبَيْتُ (قَوْلُهُ وَمَسْجِدِ صَغِيرٍ) هُوَ أَقَلُّ مِنْ سِتِّينَ ذِرَاعًا، وَقِيلَ مِنْ أَرْبَعِينَ، وَهُوَ الْمُخْتَارُ كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ فِي الْجَوَاهِرِ قُهُسْتَانِيٌّ.[1]

وكذا في تقريرات الرافعي:

(قوله ظاهره كبيرا إلخ) لكن ينبغي تقييده بالصغير كما تقدم في الإمام تقييد الدار بالصغيرة حيث لم يجعل قدر الصغين مانعا من الاقتداء بخلاف الكبيرة (قوله هو أقل من ستين ذراعا) وفي حاشية عبد الحليم الصغير ما يكون أقل من جريب كما في البرجندي، والجريب ستون ذراعا في ستين بذراع كسرى سبع قبضات تأمل (قوله بخلاف المسجد الكبير فإنه إلخ) لا يظهر إلا في نحو مسجد القدس لا في مطلق مسجد كبير فإن الفاصل لا يمنع فيه والأحسن أن يقال البيت والمسجد الصغيران جعلا هنا كبقعة واحدة بخلاف الكبير وهو ما زاد على أربعين وهذا غير ما تقدم في الإمام.[2]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤٠٩، ط: سعيد

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: كتاب الصلاة، باب السترة، ٢/ ٣٥٢، ٣٥٣، ط: زمزم پبلشرز

وكذا في فتاوی عثمانی: كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٤٢٧، ط: معارف القرآن

دوران نماز چھینک آجانے کی وجہ سے "الحمد للہ" کہے تو نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کوئی شخص نماز میں چھینک آجانے کی وجہ سے "الحمد للہ" کہے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ نماز کے دوران خود چھینکنے کی وجہ سے یا دوسرے کے چھینکنے پر صرف "الحمد للہ" کہے تو اسے اس کی نماز شرعاً فاسد نہیں ہوتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر وہ کلام جو عام بات چیت سے مشابہ ہو یا وہ کلام جو جواب تصور کیا جاتا ہو اس کی وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں جو آدمی خود چھینکنے کی وجہ سے "الحمد للہ" کہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی، کیونکہ "الحمد للہ" حمد وثناء کے کلمات پر مشتمل ہے، عام لوگوں کے کلام سے مشابہت نہیں رکھتا، اور نہ ہی کوئی جوابی کلمہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

كذا في كبيري:

ولو عطس المصلي فقال الحمد لله لا تفسد صلاته لأنه لم يتغير بعزيمه عن كونه ثناء وللخطاب فيه وعن

===================

[1] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ١/ ٦٣٤، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يفسد فيها، ١/ ٨٣، ط: سعيد

أبي حنيفة رحمه الله أن هذا إذا حمد في نفسه من غير أن يحرك شفتيه فإن حرك فسدت والأول هو الظاهر ثم الذي ينبغي للعاطس هو أن يسكت وقيل يحمد في نفسه. (١)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

وَيُفْسِدُهَا تَشْمِيتُ عَاطِسٍ لِغَيْرِهِ بِيَرْحَمُكَ اللَّهُ وَلَوْ مِنْ الْعَاطِسِ لِنَفْسِهِ لَا (قَوْلُهُ وَلَوْ مِنْ الْعَاطِسِ لِنَفْسِهِ لَا) أَيْ لَوْ قَالَ لِنَفْسِهِ يَرْحَمُكَ اللَّهُ يَا نَفْسِي لَا تَفْسُدُ لِأَنَّهُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ خِطَابًا لِغَيْرِهِ لَمْ يُعْتَبَرْ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ كَمَا إذَا قَالَ يَرْحَمُنِي اللَّهُ بَحْرٌ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

لو قال العاطس أو السامع الحمد لله لا تفسد لأنه لم يتعارف جوابا. (٣)

وكذا في الهندية:

ولو قال العاطس يرحمك الله وخاطب نفسه لا يضره كذا في الخلاصة. (٤)

وكذا في التاتارخانية:

عن أبي يوسف رحمه الله إذا عطس الرجل في الصلاة حمد الله فإن كان وحده إن شاء أسر به وحرك لسانه وإن شاء أعلى إلخ. (٥)

مقتدی کا غیر مقتدی سے لقمہ لے کرامام کو دینا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مقتدی نے غیر نمازی سے لقمہ لے کرامام کو دیااور امام نے لے لیاتو کیاحکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں مقتدی نے خارج از نماز شخص سے جو لقمہ لے کراپنے امام کو دیا ہے اس سے دونوں کی نماز شرعا

====================

(١) كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ص٣٨٠، ط: نعمانيه

(٢) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٢٠، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ٢/ ٨، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة، ١/ ١٠٩، ط: قديمي

(٥) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما لا يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ٥٧٢، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية

باطل ہو گئی ان کو چاہیے کہ از سر نو اپنی نماز کا اعادہ کریں۔

كذا في الهندية:

وَلَوْ سَمِعَهُ الْمُؤْتَمُّ مِمَّنْ لَيْسَ فِي الصَّلَاةِ فَفَتَحَ بِهِ عَلَى إِمَامِهِ يَجِبُ أَنْ تَبْطُلَ صَلَاةُ الْكُلِّ لِأَنَّ التَّلْقِينَ مِنْ خَارِجٍ كذا في البحر الرائق ناقلا عن القنية. (١)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ إِلَّا إِذَا سَمِعَهُ الْمُؤْتَمُّ إِلَخْ) فِي الْبَحْرِ عَنْ الْقُنْيَةِ: وَلَوْ سَمِعَهُ الْمُؤْتَمُّ مِمَّنْ لَيْسَ فِي الصَّلَاةِ فَفَتَحَ بِهِ عَلَى إِمَامِهِ يَجِبُ أَنْ تَبْطُلَ صَلَاةُ الْكُلِّ لِأَنَّ التَّلْقِينَ مِنْ خَارِجٍ اهـ وَأَقَرَّهُ فِي النَّهْرِ. وَوَجْهُهُ أَنَّ الْمُؤْتَمَّ لَمَّا تَلَقَّنَ مِنْ خَارِجٍ بَطَلَتْ صَلَاتُهُ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَلَوْ سَمِعَهُ الْمُؤْتَمُّ مِمَّنْ لَيْسَ فِي الصَّلَاةِ فَفَتَحَهُ عَلَى إِمَامِهِ يَجِبُ أَنْ تَبْطُلَ صَلَاةُ الْكُلِّ لِأَنَّ التَّلْقِينَ مِنْ خَارِجٍ. (٣)

وكذا في الدر المنتقى:

ولو فتح المصلي على غير إمامه مصليا كان أو غيره فسدت صلاة الفاتح إلا إذا إراة التلاوة وكذا الأخذ إلا إذا تذكر فتلا قبل تمام الفتح لا إن فتح على إمامه مطلقا بكل حال في الأصح إلا إذا سمعه المؤتم من غير مصل ففتح به تبطل صلاة الكل كما في القنية. (٤)

دو صفوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جماعت میں دو صفوں کے درمیان کس قدر فاصلہ ہونا چاہیے؟

جواب: اتصال صفوف کے متعلق احادیث مبارکہ میں بہت تاکید آئی ہے چنانچہ اسی بناء پر شراح حدیث وفقہاء کرام رحمہم اللہ

(١) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٩٩، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٢٢، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ١١، ط: رشيدية

(٤) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٨٠، ط: الحبيبية

نے وضاحت کی ہے کہ بلاعذر دو صفوں کے بیچ میں ایک صف کے بقدر بھی جگہ باقی نہ رہنی چاہئے تاکہ وہ شیطان کی گزرگاہ نہ بنے۔

كذا في مرقاة المفاتيح:

(وَقَارِبُوا بَيْنَهَا) أَيْ: بَيْنَ الصُّفُوفِ بِحَيْثُ لَا يَقَعُ بَيْنَ صَفَّيْنِ صَفٌّ آخَرُ، فَيَصِيرُ تَقَارُبُ أَشْبَاحِكُمْ سَبَبًا لِتَعَاضُدِ أَرْوَاحِكُمْ، وَلَا يَقْدِرُ الشَّيْطَانُ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ مَحَلَّهُ حَيْثُ لَا عُذْرَ كَحَرٍّ أَوْ بَرْدٍ شَدِيدٍ. (١)

وكذا في إعلاء السنن:

صرح به المحقق في الفتح حيث قال ولنسق نبذة من سنن الصف تكميلا فمن سننه التراص فيه والمقاربة بين الصف والصف والاستواء فيه. (٢)

وكذا في بذل المجهود:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «رُصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ».

(قال الشيخ الإمام المحدث خليل أحمد السهارنفوري: (قاربوا بينها) أي بين الصفوف أي لا تفصلوا بين الصفوف فصلا كثيرا وقد صرح الحنفية بشرطية اتحاد المكان لجواز الصلاة. (٣)

سجدے کی حالت میں دونوں پیروں کا زمین سے اٹھ جانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر سجدہ کی حالت میں دونوں پیر زمین سے اٹھ جائیں یا ایک پیر زمین سے اٹھ جائے تو شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ کامل سجدہ تب ہی ادا ہوگا جب دونوں پاؤں کی تمام انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو، اور دونوں پاؤں کو زمین پر رکھنا سجدے کی حالت میں واجب اور ضروری ہے، اور واجب کو قصداً چھوڑنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اور اس نماز کا اعادہ بھی شرعاً ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا پورے ایک سجدے کے دوران اگر ایک مرتبہ بھی دونوں پاؤں کا کوئی حصہ زمین پر نہیں رکھا، تو نماز فاسد ہو جائے گی، دوبارہ پڑھنا ضروری ہے لیکن اگر کسی عذر شرعی کے بغیر دونوں پاؤں کے کسی حصے کو یا دونوں پاؤں کی کسی انگلی کو ایک لمحے کے

==================

(١) كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف، ٣/ ٧١، ط: امداديه

(٢) كتاب الصلاة، باب سنية تسوية الصفوف، ٤/ ٣٥٥، ط: ادارة القرآن

(٣) كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف، ١/ ٣٦١، ط: معهد الخليل الإسلامي

لئے بھی زمین پر رکھ لیا ہے، تو اس صورت میں واجب تو ادا ہو جائے گا لیکن یہ عمل شرعاً مکروہ تحریمی ہے۔
لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر پیروں کی کوئی انگلی بھی زمین پر نہ ٹھہری ہو بلکہ دونوں پیر مکمل اٹھا لئے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر نمازی نے دوران سجدہ دونوں پیروں کو مکمل نہیں اٹھایا بلکہ بغیر عذر کے ایک پیر اٹھا لیا تو اس صورت میں نماز تو ہو جائے گی لیکن بلا عذر یہ طریقہ شرعاً مکروہ تحریمی ہے اس سے بچنا لازم ہے۔

كذا في الشامية:

(وَمِنْهَا السُّجُودُ) بِجَبْهَتِهِ وَقَدَمَيْهِ، وَوَضْعُ إِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا شَرْطٌ (قَوْلُهُ وَقَدَمَيْهِ) يَجِبُ إِسْقَاطُهُ لِأَنَّ وَضْعَ إِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا يَكْفِي وَأَفَادَ أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَضَعْ شَيْئًا مِنْ الْقَدَمَيْنِ لَمْ يَصِحَّ السُّجُودُ وَهُوَ مُقْتَضَى مَا قَدَّمْنَاهُ آنِفًا عَنْ الْبَحْرِ... وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْمَشْهُورَ فِي كُتُبِ الْمَذْهَبِ اعْتِمَادُ الْفَرْضِيَّةِ وَالْأَرْجَحُ مِنْ حَيْثُ الدَّلِيلُ وَالْقَوَاعِدُ عَدَمُ الْفَرْضِيَّةِ، وَلِذَا قَالَ فِي الْعِنَايَةِ وَالدُّرَرِ: إنَّهُ الْحَقُّ. ثُمَّ الْأَوْجَهُ حَمْلُ عَدَمِ الْفَرْضِيَّةِ عَلَى الْوُجُوبِ، وَاَللَّهُ أَعْلَمُ. (١)

وكذا في البحر الرائق:

وَإِذَا وَضَعَ قَدَمًا وَرَفَعَ آخَرَ جَازَ مَعَ الْكَرَاهَةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ... وَذَهَبَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ إلَى أَنَّ وَضْعَهُمَا سُنَّةٌ فَتَكُونُ الْكَرَاهَةُ تَنْزِيهِيَّةً وَالْأَوْجَهُ عَلَى مِنْوَالِ مَا سَبَقَ هُوَ الْوُجُوبُ فَتَكُونُ الْكَرَاهَةُ تَحْرِيمِيَّةً لِمَا سَبَقَ مِنْ الْحَدِيثِ. (٢)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

وضع القدمين على الأرض حالة السجود فرض فإن وضع إحداهما دون الأخرى لا يجوز. (وفي الخانية) ولا يسجد رافعا إحدى قدميه عن الأرض. (٣)

وكذا في الهندية:

ولو سجد ولم يضع قدميه على الأرض لا يجوز ولو وضع إحداهما جاز مع الكراهة إن بغير عذر. (٤)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٤٧، ٥٠٠، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٥٦، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، فصل السجود، ١/ ٣٧١، ط: قديمي

(٤) كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، ١/ ٧٠، ط: رشيدية

وكذا في فتاوى محموديه: باب صفة الصلاة، ٥/ ٥٥٥، ٥٦٠، ط: فاروقيه

وكذا في احسن الفتاوى: باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٣٩٨، ط: سعيد

عورت کے ساتھ دوران نماز پیمپر بندھا ہوا بچہ آکر چمٹ جائے تو اس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت کے ساتھ دوران نماز اس کا بچہ آکر لپٹ جائے یا اس کی گود میں بیٹھ جائے اور اس بچے کو پیمپر بھی بندھا ہوا ہو تو کیا اس عورت کی نماز درست رہے گی یا فاسد ہو گی؟

جواب: واضح رہے کہ نماز کے جائز ہونے کے لئے بدن، کپڑا اور جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے، اگر مذکورہ چیزوں میں سے کوئی ایک بھی ناپاک ہو جائے تو نماز شرعاً درست نہیں ہو گی۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں گود میں آکر بیٹھنے والا بچہ اگر بغیر کسی سہارے کے چل سکتا ہو یا خود بیٹھ سکتا ہو تو اس کا اپنی ماں کے ساتھ نماز میں چمٹ جانے سے یا گود میں بیٹھ جانے سے ماں کی نماز فاسد نہیں ہو گی، اور اگر بچہ بیٹھنے کے لئے ماں کے سہارے کا محتاج ہے تو ایسی صورت میں اس کے پیمپر میں اگر نجاست ہو تو ماں کی نماز شرعاً فاسد ہو جائے گی۔

كذا في الدر المختار:

هِيَ سِتَّةٌ طَهَارَةُ بَدَنِهِ أَيْ جَسَدِهِ مِنْ حَدَثٍ وَخَبَثٍ وَثَوْبِهِ وَكَذَا مَا يَتَحَرَّكُ بِحَرَكَتِهِ أَوْ يُعَدُّ حَامِلًا لَهُ كَصَبِيٍّ عَلَيْهِ نَجَسٌ إنْ لَمْ يَسْتَمْسِكْ بِنَفْسِهِ مَنَعَ وَإِلَّا لَا كَجُنُبٍ وَكَلْبٍ إنْ شَدَّ فَمَه فِي الْأَصَحِّ. (١)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَكَذَا مَا) أَيْ شَيْءٌ مُتَّصِلٌ بِهِ يَتَحَرَّكُ بِحَرَكَتِهِ كَمِنْدِيلٍ طَرَفُهُ عَلَى عُنُقِهِ وَفِي الْآخَرِ نَجَاسَةٌ مَانِعَةٌ إنْ تَحَرَّكَ مَوْضِعُ النَّجَاسَةِ بِحَرَكَاتِ الصَّلَاةِ مَنَعَ وَإِلَّا، بِخِلَافِ مَا لَمْ يَتَّصِلْ كَبِسَاطٍ طَرَفُهُ نَجَسٌ وَمَوْضِعُ الْوُقُوفِ وَالْجَبْهَةِ طَاهِرٌ فَلَا يَمْنَعُ مُطْلَقًا... (قَوْلُهُ وَإِلَّا لَا) أَيْ وَإِنْ كَانَ يَسْتَمْسِكُ بِنَفْسِهِ لَا يَمْنَعُ لِأَنَّ حَمْلَ النَّجَاسَةِ حِينَئِذٍ يُنْسَبُ إلَيْهِ لَا إلَى الْمُصَلِّي... كَمَا لَوْ صَلَّى حَامِلًا بَيْضَةً مَذِرَةً صَارَ مُحُّهَا دَمًا جَازَ لِأَنَّهُ فِي مَعْدِنِهِ، وَالشَّيْءُ مَا دَامَ فِي مَعْدِنِهِ لَا يُعْطَى لَهُ حُكْمُ النَّجَاسَةِ، بِخِلَافِ مَا لَوْ حَمَلَ قَارُورَةً مَضْمُومَةً فِيهَا بَوْلٌ فَلَا تَجُوزُ صَلَاتُهُ لِأَنَّهُ فِي غَيْرِ مَعْدِنِهِ. (٢)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٠٢، ٤٠٣، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٠٢، ٤٠٣، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

رَجُلٌ صَلَّى وَفِي كُمِّهِ قَارُورَةٌ فِيهَا بَوْلٌ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ سَوَاءٌ كَانَتْ مُمْتَلِئَةً أَوْ لَمْ تَكُنْ؛ لِأَنَّ هَذَا لَيْسَ فِي مَظَانِّهِ وَمَعْدِنِهِ بِخِلَافِ الْبَيْضَةِ الْمَذِرَةِ؛ لِأَنَّهُ فِي مَعْدِنِهِ وَمَظَانِّهِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. (١)

وفيه أيضا:

وَلَوْ كَانَ الثَّوْبُ الْمُتَنَجِّسُ مُعَلَّقًا فَوْقَ رَأْسِهِ إذَا قَامَ الْمُصَلِّي يَصِيرُ عَلَى كَتِفِهِ فَصَلَّى رُكْنًا مَعَهُ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ وَكَذَا لَوْ وُضِعَ عَلَيْهِ قَبَاءٌ نَجِسٌ. هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ: هِيَ طَهَارَةُ بَدَنِهِ مِنْ حَدَثٍ وَخَبَثٍ وَثَوْبِهِ وَمَكَانِهِ)... وَأَشَارَ بِاشْتِرَاطِ طَهَارَةِ الثَّوْبِ إلَى أَنَّهُ لَوْ حَمَلَ نَجَاسَةً مَانِعَةً فَإِنَّ صَلَاتَهُ بَاطِلَةٌ فَكَذَا لَوْ كَانَتْ النَّجَاسَةُ فِي طَرَفِ عِمَامَتِهِ أَوْ مِنْدِيلِهِ الْمَقْصُودُ ثَوْبٌ هُوَ لَابِسُهُ فَأَلْقَى ذَلِكَ الطَّرَفَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَلَّى فَإِنَّهُ إنْ تَحَرَّكَ بِحَرَكَتِهِ لَا يَجُوزُ وَإِلَّا يَجُوزُ؛ لِأَنَّهُ بِتِلْكَ الْحَرَكَةِ يُنْسَبُ لِحَمْلِ النَّجَاسَةِ. (٣)

نمازی کے سامنے تصویر ہو تو نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نمازی کے سامنے تصویر ہو تو ایسی جگہ نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ نماز کی حالت میں سامنے تصویر ہو اس میں کراہت ہے، دائیں بائیں تصویروں کا ہونا بھی کراہت سے خالی نہیں لیکن تصویر سامنے ہونے کے مقابلے میں یہ کراہت کم ہے، اس لئے نماز پڑھتے وقت ان تصویروں پر کوئی کپڑا ڈال دینا چاہئے تاکہ وہ حجاب بن جائے اور تصویروں کا سامنا نہ ہو ورنہ کراہت تحریمی لازم آئے گی۔

كذا في الفتاوى الهندية:

وَيُكْرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ فَوْقَ رَأْسِهِ أَوْ عَلَى يَمِينِهِ أَوْ عَلَى يَسَارِهِ أَوْ فِي ثَوْبِهِ تَصَاوِيرُ وَفِي الْبِسَاطِ رِوَايَتَانِ، وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ عَلَى الْبِسَاطِ إذَا لَمْ يَسْجُدْ عَلَى التَّصَاوِيرِ وَهَذَا إذَا كَانَتْ الصُّورَةُ كَبِيرَةً تَبْدُو

(١) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٦٩، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٧٠، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٦٣، ٤٦٤، ط: رشيدية

لِلنَّاظِرِ مِنْ غَيْرِ تَكَلُّفٍ. (١)

وكذا في فتاوى قاضي خان:

ويكره أن يصلي وبين يديه أو فوق رأسه أو على يمينه أو على يساره وفي ثوبه تصاوير وفي البساط روايتان والصحيح أنه لا يكره على البساط إذا لم يسجد على التصاوير وهذا إذا كانت الصورة كبيرة تبدو للناظر من غير تكلف. (٢)

وكذا في تنوير الأبصار:

وَأَنْ يَكُونَ فَوْقَ رَأْسِهِ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ (بِحِذَائِهِ) يَمْنَةً أَوْ يَسْرَةً أَوْ مَحَلَّ سُجُودِهِ (تِمْثَالٌ) وَلَوْ فِي وِسَادَةٍ مَنْصُوبَةٍ لَا مَفْرُوشَةٍ (وَاخْتُلِفَ فِيمَا إذَا كَانَ) التِّمْثَالُ (خَلْفَهُ وَالْأَظْهَرُ الْكَرَاهَةُ و) لَا يُكْرَهُ (لَوْ كَانَتْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ) أَوْ مَحَلَّ جُلُوسِهِ لِأَنَّهَا مُهَانَةٌ (أَوْ فِي يَدِهِ) عِبَارَةُ الشُّمُنِّيِّ بَدَنِهِ لِأَنَّهَا مَسْتُورَةٌ بِثِيَابِهِ (أَوْ عَلَى خَاتَمِهِ) بِنَقْشٍ غَيْرِ مُسْتَبِينٍ. قَالَ فِي الْبَحْرِ وَمُفَادُهُ كَرَاهَةُ الْمُسْتَبِينِ لَا الْمُسْتَتِرِ بِكِيسٍ أَوْ صُرَّةٍ أَوْ ثَوْبٍ آخَرَ. (٣)

گرمی کی وجہ سے کوئی مصلی آستین سے ہوا لے تو کیا حکم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ گرمی کی وجہ سے کوئی مصلی آستین سے ہوا لے تو کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں جب تک مصلی کا آستین سے ہوا لینے کا عمل، عمل کثیر کی حد تک نہ پہنچا ہو تو اس کی نماز مکروہ ہے۔ البتہ اگر عمل کثیر کی حد کو پہنچ جائے تو شرعاً ایسی صورت میں اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

كذا في الهندية:

وكل عمل قليل بغير عذر فهو مكروه كذا في البحر الرائق. (٤)

وكذا في الدر المختار:

يكره اشتمال الصماء والاعتجار والتلثم والتنخم وكل عمل قليل بلا عذر. (٥)

---

(١) كتاب الصلاة، باب السابع فيما يفسد الصلاة ومما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ١/ ١١٧، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة وما يكره، ١/ ٥٨، ط: اشرفيه

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٤٨، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره، ١/ ١٠٩، ط: رشيدية

(٥) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٢٥، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

الْعَمَلُ الْكَثِيرُ يُفْسِدُ الصَّلَاةَ وَالْقَلِيلُ لَا. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ... (الْأَوَّلُ) أَنَّ مَا يُقَامُ بِالْيَدَيْنِ عَادَةً كَثِيرٌ وَإِنْ فَعَلَهُ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ كَالتَّعَمُّمِ وَلُبْسِ الْقَمِيصِ وَشَدِّ السَّرَاوِيلِ وَالرَّمْيِ عَنِ الْقَوْسِ وَمَا يُقَامُ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ قَلِيلٌ وَإِنْ فُعِلَ بِيَدَيْنِ كَنَزْعِ الْقَمِيصِ وَحَلِّ السَّرَاوِيلِ وَلُبْسِ الْقَلَنْسُوَةِ وَنَزْعِهَا وَنَزْعِ اللِّجَامِ. هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ.[1]

وكذا في الدر المختار:

وَيُفْسِدُهَا كُلُّ عَمَلٍ كَثِيرٍ لَيْسَ مِنْ أَعْمَالِهَا وَلَا لِإِصْلَاحِهَا، وَفِيهِ أَقْوَالٌ خَمْسَةٌ أَصَحُّهَا مَا لَا يَشُكُّ بِسَبَبِهِ النَّاظِرُ مِنْ بَعِيدٍ فِي فَاعِلِهِ أَنَّهُ لَيْسَ فِيهَا وَإِنْ شَكَّ أَنَّهُ فِيهَا أَمْ لَا فَقَلِيلٌ.[2]

وكذا في بدائع الصنائع:

قَالَ بَعْضُهُمْ: الْكَثِيرُ مَا يُحْتَاجُ فِيهِ إِلَى اسْتِعْمَالِ الْيَدَيْنِ وَالْقَلِيلُ مَا لَا يُحْتَاجُ فِيهِ إِلَى ذَلِكَ حَتَّى قَالُوا: إِذَا زَرَّ قَمِيصَهُ فِي الصَّلَاةِ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ، وَإِذَا حَلَّ إِزَارَهُ لَا تَفْسُدُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: كُلُّ عَمَلٍ لَوْ نَظَرَ النَّاظِرُ إِلَيْهِ مِنْ بَعِيدٍ لَا يَشُكُّ أَنَّهُ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ فَهُوَ كَثِيرٌ، وَكُلُّ عَمَلٍ لَوْ نَظَرَ إِلَيْهِ نَاظِرٌ رُبَّمَا يَشْتَبِهُ عَلَيْهِ أَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ فَهُوَ قَلِيلٌ وَهُوَ الْأَصَحُّ.[3]

ٹیلی ویژن والے کمرے میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک کمرے میں ٹیلی ویژن ہے تو کیا اس کی موجودگی میں نماز ہو جائے گی یا نمازی کے دائیں بائیں یا پیچھے تصاویر ہوں تو کیا نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ گھر میں ٹیلی ویژن وغیرہ جیسی خرافات رکھنا بالکل درست نہیں کیونکہ وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے، بہر حال اگر گھر میں ٹیلی ویژن چل رہا ہو اور اس کی اسکرین پر جاندار کی تصویر وغیرہ نمودار ہوں تو پھر اس کمرہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر بند پڑا ہوا ہے تو پھر نماز درست ہے لیکن خلاف اولی ہے کیونکہ عموماً ایسی جگہوں پر نماز میں اطمینان قلب حاصل نہیں ہوتا۔

(۲) اگر نمازی کے دائیں بائیں یا پیچھے جاندار کی تصاویر ہوں تو نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی۔

==================

[1] كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، ١/ ١٠٣، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ١/ ٦٢٤، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، مفسدات الصلاة، ١/ ٥٥٢، ط: رشيدية

كذا في كنز الدقائق:

وَلُبْسُ ثَوْبٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ وَأَنْ يَكُونَ فَوْقَ رَأْسِهِ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ بِحِذَائِهِ صُورَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَغِيرَةً أَوْ مَقْطُوعَ الرَّأْسِ أَوْ لِغَيْرِ ذِي رُوحٍ. [١]

وكذا في السراجية على هامش قاضي خان:

ويكره أن يكون بين يديه نار موقدة أو صورة مما يعبد بحيث يبدو للناظر فإن كانت صغيرة بحيث لا يبدو لا بأس. [٢]

وكذا في الدر المختار:

وَأَنْ يَكُونَ فَوْقَ رَأْسِهِ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ بِحِذَائِهِ يَمْنَةً أَوْ يَسْرَةً أَوْ مَحَلِّ سُجُودِهِ تِمْثَالٌ وَلَوْ فِي وِسَادَةٍ مَنْصُوبَةٍ لَا مَفْرُوشَةٍ وَاخْتُلِفَ فِيمَا إِذَا كَانَ التِّمْثَالُ خَلْفَهُ وَالْأَظْهَرُ الْكَرَاهَةُ. [٣]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَالْأَظْهَرُ الْكَرَاهَةُ) لَكِنَّهَا فِيهِ أَيْسَرُ لِأَنَّهُ لَا تَعْظِيمَ فِيهِ وَلَا تَشَبُّهَ مِعْرَاجٌ، وَفِي الْبَحْرِ قَالُوا: وَأَشَدُّهَا كَرَاهَةً مَا يَكُونُ عَلَى الْقِبْلَةِ أَمَامَ الْمُصَلِّي، ثُمَّ مَا يَكُونُ فَوْقَ رَأْسِهِ ثُمَّ مَا يَكُونُ عَنْ يَمِينِهِ وَيَسَارِهِ عَلَى الْحَائِطِ، ثُمَّ مَا يَكُونُ خَلْفَهُ عَلَى الْحَائِطِ أَوْ السِّتْرِ. اهـ. [٤]

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

الكنيسة (معبد النصارى) والبيعة (معبد اليهود) ونحوهما من أماكن الكفر تكره الصلاة فيها عند الجمهور ابن عباس ، مطلقا عامرة أو دراسة، إلا لضرورة كحر أو برد أو مطر أو خوف عدو أو سبع فلا كراهة وحكمة الكراهة: أنها مأوى الشياطين لأنها لا تخلو من التماثيل والصور، ولأنها موضع فتنة وأهواء مما يمنع الخشوع... قا ل النووي في المجموع: وتكره الصلاة في مأوى الشياطين كالخماة وموضع المكس، ونحو

====================

[١] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره، ص٤٤، ط: مكتبة الحرمين

[٢] كتاب الصلاة، باب ما يكره في الصلاة، ١/ ٥٥، ط: اشرفيه

[٣] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره، ١/ ٦٤٨، ط: سعيد

[٤] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره، ١/ ٦٤٨، ط: سعيد

ذلك من المعاصي الفاحشة. [١]

جماعت میں صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میں ایک دن مسجد میں گیاتواگلی صف مکمل ہو چکی تھی میں اکیلا پیچھے کھڑا ہو گیااور نماز پوری کی، سلام پھیرنے کے بعد امام صاحب نے کہاکہ آپ نے اگلی صف سے کسی آدمی کو پیچھے کیوں نہ بلالیا؟آپ کی نماز نہیں ہوئی، آپ اعادہ کریں، مفتی صاحب کیااس طرح نماز کااعادہ ضروری ہے جبکہ اگلی صف سے پیچھے آدمی کو بلانے میں لڑائی کا اندیشہ ہو؟

جواب: اگر کوئی شخص مسجد میں اس وقت آئے جس وقت جماعت کھڑی ہو چکی ہو تواس کو صف میں جہاں جگہ خالی ملے وہاں کھڑا ہونا چاہئے لیکن صفیں مکمل ہو چکی ہوں اور کوئی جگہ خالی نہ ہو تواگر لوگوں کے آنے کی امید ہو تو تھوڑاانتظار کرے تاکہ کوئی آئے اس کے ساتھ پچھلی صف میں کھڑا ہو جائے اور اگر کوئی آنے والانہ ہو رکعت کے چھوٹ جانے کااندیشہ ہو تواگلی صف سے کسی آدمی کو اپنی طرف کھینچ لے اوراس کے ساتھ کھڑا ہو جائے، لیکن کسی کواگلی صف سے کھینچنے میں جہالت کی وجہ سے فتنہ کاخوف ہو تواکیلے پچھلی صف میں امام کے برابر کھڑا ہو جائے اس صورت میں اس کی نماز بلا کراہت جائز ہوگی لہٰذاامام صاحب کا یہ کہناکہ "آپ کی نماز نہیں ہوئی" درست نہیں ہے۔

كذا في فتح القدير:

قالوا إذا جاء والصف ملآن يجذب واحد منه ليكون هو صفا آخر. [٢]

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

وهذا إذا قصد الاقتداء أما إذا قصد الانفراد فالحكم بالعكس والأولى في زماننا عدم الجذب والقيام وحده. [٣]

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

ولو جاء و الصفوف متصلة انتظر حتى يجيء آخر فإن خاف فوت الركعة جذب واحد من الصف أو من على يمين الإمام إن علم أنه لا يؤذيه. [٤]

[١] المبحث الرابع، مكروهات الصلاة، المطلب الثاني، ٢/ ٩٨١، ط: احسان

[٢] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٣٦٨، ط: دار الكتب العلمية

[٣] كتاب الصلاة، فصل في المكروهات، ١/ ٣٦١، ط: دار الكتب العلمية

[٤] كتاب الصلاة، الفصل السابع في بيان مقام الإمام والمأموم، ١/ ٤٥٣، ط: قديمي

وكذا في الشامية:

وَإِنْ وَجَدَ فِي الصَّفِّ فُرْجَةً سَدَّهَا وَإِلَّا انْتَظَرَ حَتَّى يَجِيءَ آخَرُ فَيَقِفَانِ خَلْفَهُ، وَإِنْ لَمْ يَجِئْ حَتَّى رَكَعَ الْإِمَامُ يَخْتَارُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِهَذِهِ الْمَسْأَلَةِ فَيَجْذِبُهُ وَيَقِفَانِ خَلْفَهُ، وَلَوْ لَمْ يَجِدْ عَالِمًا يَقِفُ خَلْفَ الصَّفِّ بِحِذَاءِ الْإِمَامِ لِلضَّرُورَةِ.[1]

اسلحہ لٹکا کر نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں اکثر و بیشتر لڑائی جاری رہتی ہے اور ہم اپنے دفاع کے لئے اپنے ساتھ اسلحہ ہر وقت پھیرتے ہیں بلکہ بسا اوقات تو نماز میں بھی ساتھ ہی رکھتے ہیں یعنی جسم پر لگا رہتا ہے تو کیا اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟ نیز نماز میں اسلحہ جسم سے لگا ہوا ہونا کیسا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر اسلحہ کے ساتھ نماز پڑھی گئی ہو اور اس کی وجہ سے توجہ نماز سے نہ ہٹتی ہو تو اسلحہ پہنے ہوئے نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔

كذا في مصنف عبد الرزاق:

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: «كَانُوا يَرَوْنَ السَّيْفَ رِدَاءً».[2]

وفيه أيضا:

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: «الْقَوْسُ رِدَاءٌ».[3]

وكذا في مصنف ابن أبي شيبة:

عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: «كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُصَلُّونَ وَعَلَيْهِمْ قِسِيُّهُمْ».[4]

وكذا في ملتقى الأبحر:

والسيف ونحوه بالمسح يعني السيف الصيقل وَنحوه كالمرأة والسكين والأواني الزجاجية والصيني والفخار المصقول، ونحو ذلك مما لا مسام له يطهر جميعه بالمسح بالتراب أو بخرقة، فإن الصحابة رضي الله

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٦٨، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب الصلاة في السيف والقوس، ١/ ٣٦١، ط: رقم الحديث: ١٤٠٥، ط: المكتب الإسلامي

[3] كتاب الصلاة، باب الصلاة في السيف والقوس، ١/ ٣٦١، ط: رقم الحديث: ١٤٠٥، ط: المكتب الإسلامي

[4] كتاب الصلاة، باب الجمعة، في الصلاة في القوس والسيف، ٤/ ٣٤٦

عنهم كانوا يقتلون الكفار بسيوفهم ثم يمسحونها ويصلون معها. [١]

وكذا في نور الإيضاح:

لا يكره له شد الوسط ولا تقلد بسيف ونحوه إذا لم يشتغل بحركته. [٢]

وكذا في المحيط البرهاني:

وقد صح أن الصحابة كانوا يقتلون الكفار بسيوفهم ويمسحون السيوف ويصلون معها. [٣]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَنَحْوُ السَّيْفِ بِالْمَسْحِ) أَيْ يَطْهُرُ كُلُّ جِسْمٍ صَقِيلٍ لَا مَسَامَّ لَهُ بِالْمَسْحِ جَدِيدًا كَانَ أَوْ غَيْرَهُ... وَإِنَّمَا اكْتَفَى بِالْمَسْحِ؛ لِأَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانُوا يَقْتُلُونَ الْكُفَّارَ بِسُيُوفِهِمْ، ثُمَّ يَمْسَحُونَهَا وَيُصَلُّونَ مَعَهَا. [٤]

وكذا في مراقي الفلاح:

ولا يكره تقلد المصلي بسيف ونحوه إذا لم يستغل بحركته وان شغله كره في غير حالة قتال. [٥]

وكذا في مجمع الأنهر:

وَفِي مُخْتَصَرِ الْكَرْخِيِّ السَّيْفُ يَطْهُرُ بِالْمَسْحِ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ بَيْنَ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ وَالْبَوْلِ وَالْعُذْرَةِ وَالْإِمَامُ الْقُدُورِيِّ اخْتَارَ مَا ذَكَرَهُ الْكَرْخِيُّ وَكَذَا الْمُصَنِّفُ لِأَنَّهُ أَطْلَقَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ خِلَافَ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْمُخْتَارُ لِلْفَتْوَى؛ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ - رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ - كَانُوا يَقْتُلُونَ الْكُفَّارَ بِسُيُوفِهِمْ ثُمَّ يَمْسَحُونَهَا وَيُصَلُّونَ مَعَهَا. [٦]

وكذا في الفتاوى الولوالجية:

رجل ذبح شاة بسكين ثم مسح السكين على صوفها أو بشيء من الأشياء وذهب أثر الدم منه فهو طاهر

====================

[١] كتاب الصلاة، باب الأنجاس، ١/ ٨٨، ط: الحبيبية

[٢] كتاب الصلاة، فصل فيما لا يكره للمصلي، ص١٣٦، ط: المكتبة العصرية

[٣] كتاب الطهارة، الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، ١/ ٢٠٤، ط: دار الكتب العلمية

[٤] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣٩١، ط: رشيدية

[٥] كتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل فيما لا يكره للمصلي، ١/ ٣٦٩، ط: دار الكتب العلمية

[٦] كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٨٩، ط: الحبيبية

حتى لو قطع بطيخا به يكون طاهرا لما روي أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا يقتلون الكفار بالسيف ويمسحون السيف ويصلون معه. (١)

وكذا في التجنيس والمزيد:

رجل ذبح شاة بسكين ثم مسح السكين على صوفها أو بشيء من الأشياء وذهب أثر الدم عنه فهو طاهر حتى لو قطع به بطيخا يكون طاهرا لما روي أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أنهم كانوا يقتلون الكفار بالسيف يمسحون السيوف ويصلون مع السيف. (٢)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

إن السيف إذا أصابه دم أو عذرة فمسحه بخرقة أو تراب أنه يطهر حتى لو قطع به بطيخا بعد ذلك أو ما أشبه ذلك كان البطيخ طاهرا ويباح اكله وقد صح أن الصحابة رضي الله عنهم أجمعين كانوا يقتلون الكفار بسيوفهم ويمسحون السيوف ويصلون معها. (٣)

وكذا في الهندية:

وَلَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ مُتَقَلِّدًا لِلْقَوْسِ وَالْجَعْبَةِ إلَّا أَنْ يَتَحَرَّكَا عَلَيْهِ حَرَكَةً تَشْغَلُهُ فَحِينَئِذٍ مَكْرُوهٌ وَيُجْزِيهِ. كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ. (٤)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ: بِمَسْحٍ) مُتَعَلِّقٌ بِيَطْهُرُ، وَإِنَّمَا اكْتَفَى بِالْمَسْحِ؛ لِأَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقْتُلُونَ الْكُفَّارَ بِسُيُوفِهِمْ ثُمَّ يَمْسَحُونَهَا وَيُصَلُّونَ مَعَهَا. (٥)

===================

(١) كتاب الطهارة، ١/ ٤٥

(٢) كتاب الطهارة، ١/ ٢٨٣

(٣) كتاب الطهارة، الفصل الثاني في تطهير النجاسة، ١/ ٢٣٧، ط: قديمي

(٤) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٠٩، ط: رشيدية

(٥) كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ١/ ٣١٠، ط: سعيد

کون سا کلام مفسد صلاۃ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میں گذشتہ سال عمرہ کے لئے مکہ گیا وہاں رمضان کا مہینہ تھا لیکن وہاں ایک عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ جب قاری صاحب قرآن پڑھتے اور کہیں غلطی ہو جاتی تو پیچھے سامع دو تین دفعہ اس طرح: واز نکالتا جیسا کہ ہم عام طور پر ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ کیا یعنی صاف الفاظ ظاہر کرتا تو میں اس کی وجہ سے بہت پریشان ہوا کہ نماز بھی ہوئی یا نہیں؟ اب آپ حضرات بتائیں کہ اس سامع کے اس فعل کے ساتھ اور اس طرح کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی؟

جواب: جب کوئی شخص دوران نماز کلام کرے تو اس کی نماز کے فاسد ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہے، احناف کے نزدیک کلام مطلقاً مفسد صلاۃ ہے اور شوافع کے نزدیک ایسا کلام مفسد صلاۃ ہے جو کلام الناس کے قبیل سے ہو، اور مالکیہ کے نزدیک ایسا کلام مفسد صلاۃ ہے جو جنس صلاۃ سے نہ ہو، اصلاح صلاۃ کے لئے نہ ہو اور اگر جنس صلاۃ سے ہو اور اصلاح صلاۃ کے لئے ہو اور کلام یسیر ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور حنابلہ کے نزدیک ایسا کلام مفسد صلاۃ ہے جو کلام الناس کے قبیل سے ہو، دو حرف یا اس سے زائد ہو اور اگر اصلاح صلاۃ کے لئے کلام یسیر ہو تو مفسد نہیں۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں مذاہب اربعہ کے پیش نظر اگر مذکورہ سامع حنفی مذہب کا مقلد ہو تو اس کی نماز کا فاسد ہونا تو ظاہر ہے اور اگر شافعی، مالکی اور حنبلی مذہب کا مقلد ہو تو بھی اس کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ اس سامع کا قاری صاحب کے پیچھے سے دو تین دفعہ اس طرح آواز نکالنا اگرچہ اصلاح صلاۃ کے لئے ہے لیکن کلام کثیر ہونے کی بناء پر اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے لہٰذا اعادہ کرنا ضروری ہے۔

كذا في القرآن الكريم: وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ. (البقرة: ١/ ٢٣٨)

وكذا في صحيح مسلم:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُوَ إِلَى جَنْبِهِ فِي الصَّلَاةِ حَتَّى نَزَلَتْ {وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ} فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ، وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ. (١)

وكذا في ملتقى الأبحر:

باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، يفسدها الكلام ولو سهوا أو جهلا أو خطأ مكرها؛ لأن حالة الصلاة مذكرة. (٢)

=================

(١) كتاب الصلاة، باب تحريم الكلام في الصلاة ونسخ ما كان من إباحته، ١/ ٢٠٤. ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٧٧، ط: الحبيبية

وكذا في نور الإيضاح:

باب ما يفسد الصلاة وهو ثمانية وستون شيئا الكلمة ولو سهوا أو خطأ إلخ. [١]

وكذا في مسبوط السرخسي:

والكلام مفسد للصلاة بخلاف التنحنح فإنه لإصلاح الحلق ليتمكن به من القراءة. [٢]

وكذا في بدائع الصنائع:

ومنها أي من مفسدات الصلاة الكلام عمدا أو سهوا. [٣]

وكذا في الهداية:

باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ومن تكلم في صلاته عامدا أو ساهيا بطلت صلاته. [٤]

وكذا في المحيط البرهاني:

إذا تكلم في صلاته ناسياً أو عامداً أو خطأً أو قاصداً قليلاً أو كثيراً تكلم لإصلاح صلاته بأن قام الإمام في موضع بالقعود، فقال اقعد أو قعد والإمام في موضع القيام، فقال له، المقتدي، قم أولاً لإصلاح صلاته ويكون الكلام من كلام الناس استقبل الصلاة عندنا. [٥]

وكذا في تبيين الحقائق:

يفسد الصلاة التكلم أي أيّ صلاة كانت. [٦]

وكذا في الجوهرة النيرة:

(قَوْلُهُ: فَإِنْ تَكَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ عَامِدًا أَوْ سَاهِيًا بَطَلَتْ صَلَاتُهُ) يَعْنِي كَلَامًا يُعْرَفُ فِي مُتَفَاهَمِ النَّاسِ سَوَاءٌ

==================

[١] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ص٦٨، ط: العصرية

[٢] كتاب الصلاة، باب كيفية الدخول في الصلاة، ١/ ١٣٢، ط: رشيدية

[٣] كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، فصل شرائط جوازا لبناء، فصل بيان حكم الاستخلاف، ١/ ٥٣٧، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٣٦، ط: رحمانيه

[٥] كتاب الصلاة، فصل في بيان ما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ٣٨٢، ط: دار الكتب العلمية

[٦] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٣٨٨، ط: سعيد

حَصَلَتْ بِهِ حُرُوفٌ أَمْ لَا حَتَّى لَوْ قَالَ مَا يُسَاقُ بِهِ الْحِمَارُ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ. (١)

وكذا في كبيري:

وإذا تكلم المصلي في الصلاة بكلام الناس ناسيا أو عامدا تفسد صلاته. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

يُفْسِدُ الصَّلَاةَ التَّكَلُّمُ لِحَدِيثِ مُسْلِمٍ «إِنَّ صَلَاتَنَا هَذِهِ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ» وَفِي رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ «إِنَّمَا هِيَ» وَمَا لَا يَصْلُحُ فِيهَا مُبَاشَرَتُهُ يُفْسِدُهَا مُطْلَقًا كَالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ. (٣)

وكذا في النهر الفائق:

يفسدها مطلقا التكلم أي النطق بالحروف سمي كلاما أو لا. (٤)

وكذا في مجمع الأنهر:

يفسدها الكلام أي صلاة كانت ولو سهوا أو جهلا أو خطأ أو مكرها أو ناسيا أو في نوم لحديث مسلم «إِنَّ صَلَاتَنَا هَذِهِ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ». (٥)

وكذا في الفتاوى الولوالجية:

من أصابه وجع في الصلاة فقال بسم الله فسدت صلاته في قياس قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله لأنه صار من كلام الناس. (٦)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

إذا تكلم في صلاته عامدا أو ناسيا أو نائما يسيرا أو كثيرا قبل أن يقعد قدر التشهد فسدت صلاته. (٧)

====================

(١) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٧٧، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ص٣٧٦، ط: نعمانيه

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٣، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٢٦٦، ط: دار الكتب العلمية

(٥) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٧٧، ط: الحبيبية

(٦) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ١ ٨٥

(٧) كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فيما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ١١٩، ط: رشيدية

وكذا في الخانية:

إذا تكلم في صلاته عامدا أو ناسيا أو نائما يسيرا أو كثيرا قبل أن يقعد قدر التشهد فسدت صلاته. [1]

وكذا في الفتاوى التاتارخانية:

إذا تكلم في صلاته ناسيا أو ساهيا أو عامدا أو خاطئا أو قاصدا قليلا أو كثيرا تكلم لإصلاح صلاته بأن قام الإمام في موضع القعود فقال له المقتدي اقعد أو قعد في موضع القيام فقال له المقتدي أو لا لإصلاح صلاته ويكون الكلام من الكلام الناس استقبل الصلاة عندنا. [2]

وكذا في الهندية:

إذَا تَكَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ نَاسِيًا أَوْ عَامِدًا خَاطِئًا أَوْ قَاصِدًا قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا تَكَلَّمَ لِإِصْلَاحِ صَلَاتِهِ بِأَنْ قَامَ الْإِمَامُ فِي مَوْضِعِ الْقُعُودِ فَقَالَ لَهُ الْمُقْتَدِي اُقْعُدْ أَوْ قَعَدَ فِي مَوْضِعِ الْقِيَامِ فَقَالَ لَهُ قُمْ أَوْ لَا لِإِصْلَاحِ صَلَاتِهِ وَيَكُونُ الْكَلَامُ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ اسْتَقْبَلَ الصَّلَاةَ عِنْدَنَا. [3]

وكذا في الطحطاوي على الدر المختار:

(قَوْلُهُ يُفْسِدُهَا التَّكَلُّمُ) أَيْ يُفْسِدُ الصَّلَاةَ، وَمِثْلُهَا سُجُودُ السَّهْوِ وَالتِّلَاوَةِ وَالشُّكْرِ عَلَى الْقَوْلِ ط عَنْ الْحَمَوِيِّ فقال ابن حجر الهيتمي كان الكلام جائزا في الصلاة ثم حرم قيل بمكة إلا لحاجة وقيل بالمدينة وصح ما يصرح بكل منهما وطريق الجمع أنه حرم مرتين مرة بمكة لحاجة وحرم بالمدينة مطلقا. [4]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ يُفْسِدُهَا التَّكَلُّمُ) أَيْ يُفْسِدُ الصَّلَاةَ، وَمِثْلُهَا سُجُودُ السَّهْوِ وَالتِّلَاوَةِ وَالشُّكْرِ عَلَى الْقَوْلِ ط عَنْ الْحَمَوِيِّ (قَوْلُهُ هُوَ النُّطْقُ بِحَرْفَيْنِ إلَخْ) أَيْ أَدْنَى مَا يَقَعُ اسْمُ الْكَلَامِ عَلَيْهِ الْمُرَكَّبُ مِنْ حَرْفَيْنِ. [5]

==================

[1] كتاب الصلاة، الفصل الخامس في بيان ما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ٥٧١، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية

[2] كتاب الصلاة، الفصل الخامس في بيان ما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ٥٧١، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية

[3] كتاب الصلاة، الباب السابع في ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٩٨، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٢٦١، ط: رشيدية

[5] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦١٣، ط: سعيد

وكذا في الفقه الإسلامي:

تفسد الصلاة بالكلام عمداً أو سهواً، أو جاهلاً، أو مخطئاً، أو، مكرهاً، على المختار، وذلك بالنطق بحرفين أو حرف مفهم، مثل (ع) و (ق). [1]

بچے کا دوران نماز عورت کا دودھ پینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر عورت بچے کو دودھ پلائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ اگر عورت سے نماز کی حالت میں بچہ خود دودھ پی لے تو کیا حکم ہے؟

جواب: بچے کے دودھ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اگر بچہ حالت نماز میں دودھ پی لے تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

كذا في الهندية:

صَبِيٌّ مَصَّ ثَدْيَ امْرَأَةٍ مُصَلِّيَةٍ إنْ خَرَجَ اللَّبَنُ فَسَدَتْ وَإِلَّا فَلَا؛ لِأَنَّهُ مَتَى خَرَجَ اللَّبَنُ يَكُونُ إرْضَاعًا وَبِدُونِهِ لَا. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَإِنْ مَصَّ ثَلَاثَ مَصَّاتٍ تَفْسُدُ صَلَاتُهَا وَإِنْ لَمْ يَنْزِلْ اللَّبَنُ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَالْخُلَاصَةِ. [2]

وكذا في قاضي خان:

المرأة إذا رضعت ولدها في الصلاة تفسد صلاتها ولو جاء الصبي وارتضع من ثديها وهي كارهة فنزل لبنها فسدت صلاتها وإن مص مصة أو مصتين ولم ينزل لبنها لم تفسد صلاتها وإن مص ثلاث مصات تفسد صلاتها نزل اللبن أو لم ينزل. [3]

وكذا في التاتارخانية:

ولو جاء صبي وارتضع من ثديها وهي كارهة فنزل لبنها فسدت صلاتها، وإن مص مصة أو مصتين ولم ينزل لبنها لم تفسد صلاتها، وإن مص ثلاث مصات تفسد صلاتها ينزل اللبن أو لم ينزل. [4]

---

[1] كتاب الصلاة، الفصل السابع مبطلات الصلاة أو مفسداتها، ٢/ ١٠٢٣، ط: نشر احسان

[2] كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة، ١/ ١١٥، ط: قديمي

[3] كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ١/ ٦٥، ط: اشرفيه

[4] كتاب الصلاة، النوع الثاني في بيان الأفعال المفسدة، ١/ ٤٢٨، ط: قديمي

كذا في البزازية:

أرضعت ولدها أو ارتضعت وهي كارهة فنزل اللبن فسد، وإن مص ثلاثا فسد، وإن لم يكن ينزل اللبن لا بمصة أو مصتين إن لم ينزل. (۱)

وكذا في فتاوی رحیمیہ: كتاب الصلاة، مفسدات الصلاة، ٥/ ١١٨، ط: دار الاشاعت

نماز میں بچہ کو اٹھا کر اور قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں اگر بچہ روئے تو نماز میں بچہ اٹھا کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ اور کیا قرآن کو نماز میں دیکھ کر پڑھنا جائز ہے؟

جواب: اگر بچہ خود بخود گود میں آ کر بیٹھ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اسی طرح اگر بچے کے رونے یا گرنے کا خطرہ ہو اور کوئی اس کی حفاظت کے لئے موجود نہ ہو تو پھر بچہ کو اٹھا کر نماز پڑھنے سے بھی نماز فاسد نہ ہوگی، ان مذکورہ صورتوں کے علاوہ بچے کو اٹھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

حالت نماز میں دیکھ کر قرآن کریم پڑھنے سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

كذا في الهندية:

صلى وهو حامل صبيا جازت صلاته ويكره ولو لم يكن هناك من يحفظه ويتعهده وهو يبكي فلا يكره هكذا في محيط السرخسي. (۲)

وكذا في الدر المختار:

ويكره... وحمل الطفل وما ورد نسخ بحديث أن في الصلاة لشغلا. (۳)

وكذا في رد المحتار:

(وَقِرَاءَتُهُ مِنْ مُصْحَفٍ) أَيْ مَا فِيهِ قُرْآنٌ (مُطْلَقًا... (قَوْلُهُ أَيْ مَا فِيهِ قُرْآنٌ) عَمَّمَهُ لِيَشْمَلَ الْمِحْرَابَ، فَإِنَّهُ إذَا قَرَأَ مَا فِيهِ فَسَدَتْ فِي الصَّحِيحِ بَحْرٌ... (قَوْلُهُ لِأَنَّهُ تَعَلُّمٌ) ذَكَرُوا لِأَبِي حَنِيفَةَ فِي عِلَّةِ الْفَسَادِ وَجْهَيْنِ. أَحَدُهُمَا:

---

(۱) كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فيما يفسد وما لا يفسد، ١/ ٤٥، ط: قديمي

(۲) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة إلخ، ١/ ١٠٧، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٥٣، ط: سعيد

أَنَّ حَمْلَ الْمُصْحَفِ وَالنَّظَرَ فِيهِ وَتَقْلِيبَ الْأَوْرَاقِ عَمَلٌ كَثِيرٌ. وَالثَّانِي أَنَّهُ تَلَقُّنٌ مِنَ الْمُصْحَفِ فَصَارَ كَمَا إِذَا تَلَقَّنَ مِنْ غَيْرِهِ. وَعَلَى الثَّانِي لَا فَرْقَ بَيْنَ الْمَوْضُوعِ وَالْمَحْمُولِ عِنْدَهُ، وَعَلَى الْأَوَّلِ يَفْتَرِقَانِ، وَصَحَّحَ الثَّانِي فِي الْكَافِي تَبَعًا لِتَصْحِيحِ السَّرَخْسِيِّ؛ وَعَلَيْهِ لَوْ لَمْ يَكُنْ قَادِرًا عَلَى الْقِرَاءَةِ إِلَّا مِنَ الْمُصْحَفِ فَصَلَّى بِلَا قِرَاءَةٍ. (١)

وكذا في الهندية:

وَيُفْسِدُهَا قِرَاءَتُهُ مِنْ مُصْحَفٍ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - وَقَالَا: لَا يُفْسِدُ لَهُ إِنَّ حَمْلَ الْمُصْحَفِ وَتَقْلِيبَ الْأَوْرَاقِ وَالنَّظَرَ فِيهِ عَمَلٌ كَثِيرٌ وَلِلصَّلَاةِ عَنْهُ بُدٌّ، وَعَلَى هَذَا لَوْ كَانَ مَوْضُوعًا بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى رَحْلٍ وَهُوَ لَا يَحْمِلُ وَلَا يُقَلِّبُ أَوْ قَرَأَ الْمَكْتُوبَ فِي الْمِحْرَابِ لَا تَفْسُدُ، وَلِأَنَّ التَّلَقُّنَ مِنَ الْمُصْحَفِ تَعَلُّمٌ لَيْسَ مِنْ أَعْمَالِ الصَّلَاةِ وَهَذَا يُوجِبُ التَّسْوِيَةَ بَيْنَ الْمَحْمُولِ وَغَيْرِهِ فَتَفْسُدُ بِكُلِّ حَالٍ وَهُوَ الصَّحِيحُ. هَكَذَا فِي الْكَافِي. (٢)

وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ٢/ ١٧، ط: رشيدية

وكذا في فتاوى حقانيه: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ٣/ ٢١٩، ط: حقانيه

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة ويكره فيها، ٤/ ٧٠، ط: دار الاشاعت

نجاست والے کپڑوں میں نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جن کپڑوں میں احتلام ہوا ہو تو غسل کرنے کے بعد انہی کپڑوں کو نجاست دور کر کے پہنا اور انہی میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں اگر کپڑوں سے نجاست کے اثرات مکمل زائل ہو جاتے ہیں تو ان کپڑوں کو پہن کر نماز پڑھنا شرعاً درست ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِي ثَوْبِه بقع الماء. (٣)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٢٤، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول فيما يفسدها، ١/ ١٠١، ط: رشيدية

(٣) كتاب الوضوء، باب غسل المني وفركه، ١/ ٣٦، ط: قديمي

وکذا في الصحيح مسلم:

وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدِ، أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ، فَأَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: «إِنَّمَا كَانَ يُجْزِئُكَ إِنْ رَأَيْتَهُ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ، فَإِنْ لَمْ تَرَ نَضَحْتَ حَوْلَهُ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْكًا فَيُصَلِّي فِيهِ».[1]

وکذا في مرقاة المفاتيح:

(عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُ) : بِضَمِّ الرَّاءِ وَتُكْسَرُ (الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) : أَيْ: أَدْلُكُهُ وَأَمْسَحُهُ مِنْهُ. قَالَ الطِّيبِيُّ: الْفَرْكُ: الدَّلْكُ حَتَّى يَذْهَبَ الْأَثَرُ مِنَ الثَّوْبِ. فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.[2]

وکذا في الهندية:

النَّجَاسَةُ إِنْ كَانَتْ غَلِيظَةً وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ فَغَسْلُهَا فَرِيضَةٌ وَالصَّلَاةُ بِهَا بَاطِلَةٌ وَإِنْ كَانَتْ مِقْدَارَ دِرْهَمٍ فَغَسْلُهَا وَاجِبٌ وَالصَّلَاةُ مَعَهَا جَائِزَةٌ وَإِنْ كَانَتْ أَقَلَّ مِنَ الدِّرْهَمِ فَغَسْلُهَا سُنَّةٌ وَإِنْ كَانَتْ خَفِيفَةً فَإِنَّهَا لَا تَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ حَتَّى تَفْحُشَ. كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ.[3]

وکذا في بدائع الصنائع:

(أَمَّا) شَرَائِطُ أَرْكَانِ الصَّلَاةِ: (فَمِنْهَا) الطَّهَارَةُ بِنَوْعَيْهَا مِنَ الْحَقِيقِيَّةِ وَالْحُكْمِيَّةِ، وَالطَّهَارَةُ الْحَقِيقِيَّةُ هِيَ طَهَارَةُ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ وَمَكَانِ الصَّلَاةِ عَنِ النَّجَاسَةِ الْحَقِيقِيَّةِ، وَالطَّهَارَةُ الْحُكْمِيَّةُ هِيَ طَهَارَةُ أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ عَنِ الْحَدَثِ، وَطَهَارَةُ جَمِيعِ الْأَعْضَاءِ الظَّاهِرَةِ عَنِ الْجَنَابَةِ. (أَمَّا) طَهَارَةُ الثَّوْبِ وَطَهَارَةُ الْبَدَنِ عَنِ النَّجَاسَةِ الْحَقِيقِيَّةِ فَلِقَوْلِهِ تَعَالَى: {وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ}، وَإِذَا وَجَبَ تَطْهِيرُ الثَّوْبِ فَتَطْهِيرُ الْبَدَنِ أَوْلَى. (وَأَمَّا) الطَّهَارَةُ عَنِ الْحَدَثِ وَالْجَنَابَةِ فَلِقَوْلِهِ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ}.[4]

==================

[1] كتاب الطهارة، باب حكم المني، ١/ ١٤٠، ط: قديمي

[2] كتاب الطهارة، باب تطهير النجاسات، ٢/ ٦٩، ط: امداديه

[3] كتاب الطهارة، الفصل الأول في الطهارة، ١/ ٥٨، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، فصل في شرائط الأركان، ١/ ٣٠١، ط: رشيدية

نماز میں ایک سجدہ بھولنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی شخص نمازِ فجر میں دو سجدے کی جگہ بھول کر ایک کرلے تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں:

جواب: صورت مسئولہ میں پہلے چھوٹا ہوا سجدہ کرنا ضروری ہے، اس کے بعد آخر میں سجدہ سہو بھی لازم ہے۔

كذا في بدائع الصنائع:

إِذَا تَرَكَ سَجْدَةً مِنْ هَذِهِ الصَّلَوَاتِ فَالْمَتْرُوكُ مِنْهُ إِمَّا أَنْ كَانَ صَلَاةَ الْفَجْرِ وَإِمَّا أَنْ كَانَ صَلَاةَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَإِمَّا أَنْ كَانَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، وَالْمُصَلِّي لَا يَخْلُو إِمَّا أَنْ يَكُونَ زَادَ عَلَى رَكَعَاتِ هَذِهِ الصَّلَوَاتِ أَوْ لَمْ يَزِدْ فَإِنْ كَانَ الْمَتْرُوكُ مِنْهُ صَلَاةَ الْغَدَاةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْهَا فَتَرَكَ مِنْهَا سَجْدَةً ثُمَّ تَذَكَّرَهَا قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ أَوْ بَعْدَمَا سَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ سَجَدَهَا سَوَاءٌ عَلِمَ أَنَّهُ تَرَكَهَا مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولَى أَوْ مِنَ الثَّانِيَةِ أَوْ لَمْ يَعْلَمْ؛ لِأَنَّهَا فَاتَتْ عَنْ مَحَلِّهَا وَلَمْ تَفْسُدْ الصَّلَاةُ بِفَوَاتِهَا فَلَا بُدَّ مِنْ قَضَائِهَا؛ لِأَنَّهَا رُكْنٌ وَلَوْ لَمْ يَقْضِ حَتَّى خَرَجَ عَنْ الصَّلَاةِ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ كَالْقِرَاءَةِ فِي الْأُولَيَيْنِ إِذَا فَاتَتْ عَنْهُمَا تُقْضَى فِي الْأُخْرَيَيْنِ؛ لِأَنَّهَا رُكْنٌ وَلَوْ لَمْ تُقْضَ حَتَّى خَرَجَ عَنْ الصَّلَاةِ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ فَلَا بُدَّ مِنْ الْقَضَاءِ، وَإِنْ فَاتَتْ عَنْ مَحَلِّهَا الْأَصْلِيِّ لِوُجُودِ الْمَحَلِّ لِقِيَامِ التَّحْرِيمَةِ كَذَا هَذَا، وَيَنْوِي الْقَضَاءَ عِنْدَ تَحْصِيلِ هَذِهِ السَّجْدَةِ؛ لِأَنَّهَا إِنْ كَانَتْ مِنْ الرَّكْعَةِ الْأُولَى تَحْتَاجُ إِلَى النِّيَّةِ لِدُخُولِهَا تَحْتَ الْقَضَاءِ وَإِنْ كَانَتْ مِنْ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ لَا تَحْتَاجُ؛ لِأَنَّ نِيَّةَ أَصْلِ الصَّلَاةِ تَنَاوَلَتْهُ فَعِنْدَ الِاشْتِبَاهِ يَأْتِي بِالنِّيَّةِ احْتِيَاطًا وَقِيلَ يَنْوِي مَا عَلَيْهِ مِنْ السَّجْدَةِ فِي هَذِهِ الصَّلَاةِ وَكَذَلِكَ كُلُّ سَجْدَةٍ مَتْرُوكَةٍ يَسْجُدُهَا فِي هَذَا الْكِتَابِ وَيَتَشَهَّدُ عَقِيبَ السَّجْدَةِ؛ لِأَنَّ الْعَوْدَ إِلَى السَّجْدَةِ الصُّلْبِيَّةِ يَرْفَعُ التَّشَهُّدَ؛ لِأَنَّهُ تَبَيَّنَ أَنَّهُ وَقَعَ فِي غَيْرِ مَحَلِّهِ فَلَا بُدَّ مِنَ التَّشَهُّدِ.

وَلَوْ تَرَكَهُ لَا تَجُوزُ صَلَاتُهُ؛ لِأَنَّ الْقَعْدَةَ الْأَخِيرَةَ فَرْضٌ فَيَتَشَهَّدُ وَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ ثُمَّ يَتَشَهَّدُ ثُمَّ يُسَلِّمُ لِمَا مَرَّ. (١)

وكذا في الهندية:

(ومنها السجود) السجود الثاني فرض كالأول بإجماع الأمة كذا في الزاهد. (٢)

==================

(١) كتاب الصلاة، مسائل السجدات، ١/ ٥٦٩، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، ١/ ٧٠، ط: رشيدية

وفيه أيضا:

وَيَجِبُ مُرَاعَاةُ التَّرْتِيبِ فِي كُلِّ فِعْلٍ مُكَرَّرٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ كَالسُّجُودِ أَوْ جَمِيعِ الصَّلَاةِ كَعَدَدِ الرَّكَعَاتِ حَتَّى لَوْ نَسِيَ سَجْدَةً مِنْ الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَقَضَاهَا فِي آخِرِ الصَّلَاةِ جَازَ. (١)

ننگے سر نماز پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض شہری لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بغیر ٹوپی کے نماز پڑھتے ہیں، اور بعض کاروباری لوگوں کے ساتھ تو ٹوپی نہیں ہوتی اس لئے وہ نماز کے وقت ننگے سر نماز پڑھ لیتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: سستی اور غفلت کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس لئے ٹوپی پہن کر نماز پڑھی جائے۔

كذا في الخانية:

ولو صلى رجل مكشوف الرأس وهو يجد عمامة إن كان على وجه التذلل والتضرع لا بأس به وإن كان على وجه التهاون يكره. (٢)

وكذا في الهندية:

وتكره الصلاة حاسرا رأسه إذا كان يجد العمامة وقد فعل ذلك تكاسلا أو تهاونا بالصلاة ولا بأس به إذا فعله تذللا وخشوعا بل هو حسن كذا في الذخيرة. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

وكذا مكشوف الرأس للتهاون والتكاسل لا للخشوع. (٤)

وكذا في کفایت المفتی: كتاب الصلاة، باب ما يكره في الصلاة، ٤/ ٤٤٨، ط: ادارۃ الفاروق

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب مكروهات الصلاة، ٣/ ٢١٣، ط: دار العلوم حقانیہ

==================

(١) كتاب الصلاة، الفصل الثاني في واجبات الصلاة، ١/ ٧١، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ١/ ٦٦، ط: اشرفيه

(٣) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ١/ ١٠٦، ط: رشيديه

(٤) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٤٤، ط: رشيدية

نماز میں حوقلتین کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی کو نماز میں جمائی آئی اور اس نے غلطی سے "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" پڑھ لیا تو اس کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی۔

كذا في الشامية:

(قوله ولو من العاطس لنفسه لا) أي لو قال لنفسه يرحمك الله يا نفسي لا تفسد لأنه لما لم يكن خطابا لغيره لم يعتبر من كلام الناس. [1]

وكذا في الهندية:

ولو عطس فقال له المصلي الحمد لله لا تفسد لأنه ليس بجواب وإن أراد به جوابه أو استفهامه فالصحيح أنه تفسد. [2]

وكذا في كبيري:

ولو عطس المصلي فقال الحمد لله لا تفسد صلاته لأنه لم يتغير بعزيمته عن كونه ثناء ولا خطاب فيه. [3]

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

وإنما قيد بالخطاب من المصلي لأنه لو قاله العاطس لنفسه لا تفسد لأنه بمنزلة قوله يرحمني الله وبه لا تفسد ولو قال الحمد لله فمن العاطس نفسه لا تفسد. [4]

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٣١٤، ط: زمزم

دوران نماز کسی چیز کا تصور کر کے زبان سے کچھ الفاظ نکالنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا کہ درمیان نماز میں اس کو

==================

[1] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٢٠، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول فيما يفسدها، ١/ ٩٨، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، فصل في ما يفسد الصلاة، ص٣٨٠، ط: نعمانيه

[4] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ١/ ٣٢٥، ط: دار الكتب العلمية

کچھ خیال آیا جس کی وجہ سے بعض الفاظ منہ سے بے اختیار نکل گئے کیا اس آدمی کی نماز ہوگی یا واجب الاعادہ ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص نماز میں قصدا یا بھول کر بات کرے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی چاہے وہ الفاظ کم ہوں یا زیادہ۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اس شخص پر نماز کا اعادہ لازم ہے۔

كذا في التاتارخانية:

وهذا إذا تكلم على وجه يسمع منه فأما إذا تكلم على وجه لا يسمع منه فإن كان بحيث يسمع نفسه تفسد صلاته وإن كان بحيث لا يسمع نفسه إن لم يصحح الحروف لا يضره وإن صحح الحروف حكي عن الإمام الكرخي أنه تفسد صلاته. (١)

وكذا في الشامية:

(قوله يفسدها التكلم) (قوله هو النطق بحرفين) أي أدنى ما يقع اسم الكلام عليه المركب من حرفين كما في القهستاني فلا يدخل... في قول الهندية والزيلعي أن الكلام مفسد قليلا كان أو كثيرا كما لا يخفى فافهم. (٢)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

إذا تكلم في صلاته عامدا وناسيا أو نائما يسيرا أو كثيرا قبل أن يقعد قدر التشهد فسدت صلاته. (٣)

وكذا في الهندية:

إذا تكلم قبل أي يقعد قدر التشهد هكذا في فتاوى قاضي خان وهذا إذا تكلم على وجه يسمع منه فاما إذا تكلم على وجه لا يسمع منه إن كان بحيث يسمع نفسه تفسد صلاته كذا في المحيط. (٤)

شدت سے پیشاب آیا ہوا ہو تو ایسی حالت میں نماز کا حکم

سوال: اگر کسی آدمی کو پیشاب شدت سے آیا ہوا ہو جس کے کرنے سے وضو کرنے کے بعد جماعت قضاء ہوتی ہو تو ایسی صورت میں صرف وضو کر کے نماز میں شامل ہو جانا چاہئے یا پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہونا ضروری ہے؟

(١) كتاب الصلاة، الفصل الخامس في بيان ما يفسد صلاته وما لا يفسد، ١/ ٤١٧، ط: قديمي

(٢) باب ما يفسد وما يكره، ١/ ٦١٤، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فيما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ١١٩، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها وفيه فصلان، الفصل الأول فيما يفسدها، ١/ ٩٨

جواب: اگر کسی آدمی کو شدت سے پیشاب آیا ہو تو اسے پیشاب وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز میں شریک ہونا چاہئے کیونکہ ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر نماز کا وقت نکلنے کا اندیشہ ہو تو پھر نماز پہلے پڑھ لینی چاہئے۔

كذا في سنن أبي داود:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَرْقَمِ، أَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا وَمَعَهُ النَّاسُ، وَهُوَ يَؤُمُّهُمْ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَقَامَ الصَّلَاةَ، صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ قَالَ: لِيَتَقَدَّمْ أَحَدُكُمْ وَذَهَبَ إِلَى الْخَلَاءِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَذْهَبَ الْخَلَاءَ وَقَامَتِ الصَّلَاةُ، فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ».[1]

وكذا في سنن الترمذي:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَرْقَمِ، قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَخَذَ بِيَدِ رَجُلٍ فَقَدَّمَهُ، وَكَانَ إِمَامَ الْقَوْمِ، وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمُ الخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالخَلَاءِ».[2]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَصَلَاتُهُ مَعَ مُدَافَعَةِ الْأَخْبَثَيْنِ إلَخْ) أَيْ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ. قَالَ فِي الْخَزَائِنِ: سَوَاءٌ كَانَ بَعْدَ شُرُوعِهِ أَوْ قَبْلَهُ، فَإِنْ شَغَلَهُ قَطَعَهَا إنْ لَمْ يَخَفْ فَوْتَ الْوَقْتِ.[3]

وكذا في تبيين الحقائق:

وَيُكْرَهُ أَنْ يَدْخُلَ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ يُدَافِعُ الْأَخْبَثَيْنِ وَإِنْ شَغَلَهُ قَطَعَهَا، وَكَذَا الرِّيحُ وَإِنْ مَضَى عَلَيْهَا أَجْزَأَهُ وَقَدْ أَسَاءَ، وَقَوْلُهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ وَلَا صَلَاةَ وَهُوَ يُدَافِعُ الْأَخْبَثَيْنِ» مَحْمُولٌ عَلَى الْكَرَاهَةِ وَنَفْيِ الْفَضِيلَةِ حَتَّى لَوْ ضَاقَ الْوَقْتُ بِحَيْثُ لَوْ اشْتَغَلَ بِالْوُضُوءِ تَفُوتُهُ يُصَلِّي لِأَنَّ الْأَدَاءَ مَعَ الْكَرَاهَةِ أَوْلَى مِنْ الْقَضَاءِ.[4]

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: کتاب الصلاۃ، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره، ٤/ ١٢٢، ط: دار الاشاعت

---

[1] كتاب الطهارة، باب أيصلي الرجل وهو حاقن، ١/ ١٣، ط: حقانيه

[2] أبواب الطهارة، باب ما جاء إذا أقيمت الصلاة ووجد أحدكم الخلاء فليبدأ بالخلاء، ١/ ٣٦، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، مطلب في الخشوع، ١/ ٦٤١، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٤١١، ط: سعيد

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب مكروهات الصلاة، ٣/ ٢٠٤، ط: حقانیہ

نماز کی حالت میں ٹوپی گر جائے تو اس کو اٹھانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر نماز کی حالت میں ٹوپی گر جائے تو اس کو اٹھانا چاہئے یا نہیں؟

جواب: نماز میں قیام اور رکوع کی حالت میں گری ہوئی ٹوپی اٹھا کر پہننا درست نہیں ہے اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے جس کی وجہ سے نماز ٹوٹ جائے گی تاہم سجدہ کی حالت میں ایک ہاتھ سے ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھنا بہتر ہے کیونکہ یہ عمل قلیل ہے جس سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

كذا في الدر المختار:

ولو سقطت قلنسوته فإعادتها أفضل إلا إذا احتاجت لتكوير أو عمل كثير. [1]

وكذا في الهندية:

الْعَمَلُ الْكَثِيرُ يُفْسِدُ الصَّلَاةَ وَالْقَلِيلُ لَا. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ... (الْأَوَّلُ) أَنَّ مَا يُقَامُ بِالْيَدَيْنِ عَادَةً كَثِيرٌ وَإِنْ فَعَلَهُ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ كَالتَّعَمُّمِ وَلُبْسِ الْقَمِيصِ وَشَدِّ السَّرَاوِيلِ وَالرَّمْيِ عَنْ الْقَوْسِ وَمَا يُقَامُ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ قَلِيلٌ وَإِنْ فُعِلَ بِيَدَيْنِ كَنَزْعِ الْقَمِيصِ وَحَلِّ السَّرَاوِيلِ وَلُبْسِ الْقَلَنْسُوَةِ وَنَزْعِهَا وَنَزْعِ اللِّجَامِ. هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ. وَكُلُّ مَا يُقَامُ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ فَهُوَ يَسِيرٌ مَا لَمْ يَتَكَرَّرْ. [2]

وكذا في البحر الرائق:

وفرق بينهما الولوالجي وصاحب المحيط بأن فساد الصلاة معلق بعمل كثير. [3]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره، الفصل الثاني فيما يكره الصلاة، ٦/ ٦٦١، ط: فاروقيه

====================

[1] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٤٩١، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول فيما يفسدها، النوع الثاني في الأفعال المفسدة للصلاة، ١/ ١٠١، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ١٩، ط: رشيدية

شیشہ کے سامنے نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے جس کے سامنے ایسا شیشہ لگا ہوا ہو جس میں اس کی تصویر صاف واضح طور پر دکھائی دیتی ہو، نیز مساجد میں ایسے شیشے لگانے کا کیا حکم ہے جس میں انسان کی تصویر واضح طور پر نظر آتی ہے؟

جواب: شیشہ، آئینہ وغیرہ میں جو تصویر نظر آتی ہے وہ عکس ہوتا ہے حقیقتاً تصویر نہیں ہوتی اس لئے یہ تصویر کے حکم میں نہیں ہے۔

لہٰذا صورت مذکورہ میں فی نفسہ تو کوئی کراہت نہیں جیسا کہ مصلی کا سایہ بحالت نماز پڑھنا موجب کراہت نہیں البتہ ایسے شیشہ اور آئینہ وغیرہ کے سامنے نماز پڑھنا جس سے خشوع وخضوع میں خلل آتا ہو مکروہ ہے۔ مساجد میں ایسے شیشے لگانے سے اجتناب کرنا چاہئے جن میں انسان کا عکس واضح طور پر نظر آتا ہو اس لئے کہ یہ نمازیوں کے خشوع وخضوع میں خلل انداز ہوتے ہیں، اور اگر کہیں اس طرح کا شیشہ لگا ہوا ہو تو اس کے سامنے نہ کھڑے ہوں یا اپنی نگاہ نیچے رکھی جائے تاکہ دھیان نماز کی طرف رہے اور خشوع میں خلل نہ واقع ہو۔

كذا في الشامية:

لو صلى على زجاج يصف ما تحته قالوا جميعا يجوز. [1]

وكذا في رد المحتار:

في المنية ونور الإيضاح وغيرهما: منها الصلاة بحضرة ما يشغل الباب ويخل بالخشوع كزينة ولهو ولعب ولذلك كرهت بحضرة طعام تميل إليه نفسه. [2]

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَلَا بَأْسَ بِنَقْشِهِ خَلَا مِحْرَابَهُ) فَإِنَّهُ يُكْرَهُ لِأَنَّهُ يُلْهِي الْمُصَلِّي. وَيُكْرَه التَّكَلُّفُ بِدَقَائِقِ النُّقُوشِ وَنَحْوِهَا خُصُوصًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ (قَوْلُهُ وَلَا بَأْسَ إلَخْ) فِي هَذَا التَّعْبِيرِ كَمَا قَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ: إشَارَةٌ إلَى أَنَّهُ لَا يُؤْجَرُ، وَيَكْفِيه أَنْ يَنْجُوَ رَأْسًا بِرَأْسٍ. اهـ. قَالَ فِي النِّهَايَةِ لِأَنَّ لَفْظَ لَا بَأْسَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْمُسْتَحَبَّ غَيْرُهُ؛ لِأَنَّ الْبَأْسَ

====================

[1] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ٢/ ٩٢، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٥١٣، ط: رشيدية

الشِّدَّةُ اه وَلِهَذَا قَالَ فِي حَظْرِ الْهِنْدِيَّةِ عَنْ الْمُضْمَرَاتِ: وَالصَّرْفُ إلَى الْفُقَرَاءِ أَفْضَلُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى اه. وَقِيلَ يُكْرَهُ لِقَوْلِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «إنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُزَيَّنَ الْمَسَاجِدُ» ، الْحَدِيثُ. وَقِيلَ يُسْتَحَبُّ لِمَا فِيهِ مِنْ تَعْظِيمِ الْمَسْجِدِ (قَوْلُهُ لِأَنَّهُ يُلْهِي الْمُصَلِّي) أَيْ فَيُخِلُّ بِخُشُوعِهِ مِنْ النَّظَرِ إلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ وَنَحْوِهِ، وَقَدْ صَرَّحَ فِي الْبَدَائِعِ فِي مُسْتَحَبَّاتِ الصَّلَاةِ أَنَّهُ يَنْبَغِي الْخُشُوعُ فِيهَا، وَيَكُونُ مُنْتَهَى بَصَرِهِ إلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ إلَخْ وَكَذَا صَرَّحَ فِي الْأَشْبَاهِ أَنَّ الْخُشُوعَ فِي الصَّلَاةِ مُسْتَحَبٌّ. وَالظَّاهِرُ مِنْ هَذَا أَنَّ الْكَرَاهَةَ هُنَا تَنْزِيهِيَّةٌ فَافْهَمْ (قَوْلُهُ وَيُكْرَهُ التَّكَلُّفُ إلَخْ) تَخْصِيصٌ لِمَا فِي الْمَتْنِ مِنْ نَفْيِ الْبَأْسِ بِالنَّقْشِ، وَلِهَذَا قَالَ فِي الْفَتْحِ: وَعِنْدَنَا لَا بَأْسَ بِهِ، وَمَحْمَلُ الْكَرَاهَةِ التَّكَلُّفُ بِدَقَائِقِ النُّقُوشِ وَنَحْوِهِ خُصُوصًا فِي الْمِحْرَابِ اه فَافْهَمْ... فَيُفِيدُ أَنَّ الْمَكْرُوهَ جِدَارُ الْقِبْلَةِ بِتَمَامِهِ لِأَنَّ عِلَّةَ الْإِلْهَاءِ لَا تَخُصُّ الْإِمَامَ، بَلْ بَقِيَّةُ أَهْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ كَذَلِكَ، وَلِذَا قَالَ فِي الْفَتَاوَى الْهِنْدِيَّةِ: وَكَرِهَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا النَّقْشَ عَلَى الْمِحْرَابِ وَحَائِطِ الْقِبْلَةِ لِأَنَّهُ يَشْغَلُ قَلْبَ الْمُصَلِّي اه وَمِثْلُهُ يُقَالُ فِي حَائِطِ الْمَيْمَنَةِ أَوْ الْمَيْسَرَةِ... ومثله أيضا الأسطوانات التي تواجه المصلين يكره نقشها للعلة المذكورة. [1]

وكذا في فتاوى قاضي خان:

ولو نظر في مرآة ورأى فيها فرج امرأة فنظر عن شهوة لا يحرم عليه أمها وابنتها لأنه لم ير فرجها وإنما رأى عكسها ولو كانت المرأة على شط حوض أو على قنطرة فنظر الرجل في الماء فرأى الرجل فرجها فنظر عن شهوة لا يثبت الحرمة. [2]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب ما يفسدها وما يكره فيها، ٦/ ٦٧٧، ط: فاروقیه

ننگے سر یا بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا

سوال: (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بغیر ٹوپی یا عمامہ کے ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) اس شخص کی نماز کا کیا حکم ہے جو بغیر عمامہ کے بازار میں جانا باعث عار اور شرم محسوس کرتا ہے اور وہ ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھائے؟

==================

[1] كتاب الصلاة، مطلب كلمة لا بأس دليل على أن المستحب غيره لأن البأس مع الشدة، ٢/ ٥٢٠، ط: رشيدية

[2] كتاب النكاح، باب المحرمات، ١/ ١٦٨، ط: اشرفيه

(۳) بعض فتاوی سے بغیر عمامہ کے نماز پڑھانا مکروہ تحریمی معلوم ہوتا ہے صحیح توجیہ بیان فرمائیں۔

جواب: (۱) ٹوپی اور عمامہ کے ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(۲) جائز ہے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صرف ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا ثابت ہے۔

(۳) عمامہ کے بغیر نماز پڑھانے کو مکروہ تحریمی قرار دینا غلط ہے، اس پر کوئی قوی اور صریح دلیل موجود نہیں ہے، البتہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھانا افضل اور مستحب ہے لیکن جہاں پر لوگ اس کو ضروری سمجھتے ہوں تو وہاں پر کبھی عمامہ کے ساتھ اور کبھی عمامہ کے بغیر نماز پڑھانا چاہئے تاکہ مستحب کو واجب کا درجہ دینا لازم نہ آئے۔

كذا في صحيح البخاري:

وقال الحسن كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة ويداه في كمه. [1]

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَصَلَاتُهُ حَاسِرًا) أَيْ كَاشِفًا (رَأْسَهُ لِلتَّكَاسُلِ) وَلَا بَأْسَ بِهِ لِلتَّذَلُّلِ، وَأَمَّا لِلْإِهَانَةِ بِهَا فَكُفْرٌ... قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: فِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ الْأَوْلَى أَنْ لَا يَفْعَلَهُ وَأَنْ يَتَذَلَّلَ وَيَخْشَعَ بِقَلْبِهِ فَإِنَّهُمَا مِنْ أَفْعَالِ الْقَلْبِ. [2]

وكذا في البحر الرائق:

وإن صلى في إزار واحد يجوز ويكرهن وكذا في السراويل فقط لغير عذر وكذا مكشوف الرأس للتهاون والتكاسل لا للخشوع. [3]

وكذا في الهندية:

وتكره الصلاة حاسرا رأسه إذا كان يجد العمامة وقد فعل ذلك تكاسلا أو تهاونا بالصلاة ولا بأس به إذا فعله تذللا وخشوعا بل هو حسن كذا في الذخيرة. [4]

وكذا في كنز العمال:

كان يلبس قلنسوة بيضاء (طب عن ابن عمر) كان يلبس القلانس تحت العمائم بغير القلانس كان يلبس

---

[1] كتاب الصلاة، باب السجود على الثوب في شدة الحر، ١/ ٥٦، ط: قديمي

[2] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٤١، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره، ٢/ ٤٤، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ١/ ١٠٦، ط: رشيدية

القلانس اليمانية وهن البيض المضربة ويلبس ذوات الآذان في الحرب وكان ربما نزع قلنسوته فجعلها سترة بين يديه وهو يصلي إلخ. [١]

وكذا في بذل المجهود:

ولأبي الشيخ عن ابن عباس كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث قلانس الحديث. [٢]

وكذا في زاد المعاد: فصل في ملابسه صلى الله عليه وسلم، ١/ ١٣٠، ط: مؤسسة الرسالة

وكذا في الهندية:

والمستحب أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب، قميص وإزار وعمامة أما لو صلى في ثوب واحد متوشحا به تجوز صلاته من غير كراهة وإن صلى في إزار واحد يجوز ويكره. [٣]

وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٦٨، ط: رشيدية

وكذا في نفع المفتي والسائل:

وقد اشتهر بين العوام أن الإمام إن كان غير متعمم والمقتدون متعممين فصلاتهم مكروهة وهذا أيضا زخرف القول لا دليل عليه. [٤]

وكذا في عمدة الرعاية:

وقد ذكروا أن المستحب أن يصلي في قميص وإزار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتهر بين العوام من كراهة ذلك وكذا ما اشتهر أن المؤتم لو كان متعمما بعمامة والإمام مكتفيا على قلنسوة يكره. [٥]

إن من أصر على المندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال فكيف

---

[١] كتاب الشمائل، الباب الثالث في شمائل تتعلق بالعادات المعيشة، رقم الحديث: ١٨٢٨، ٧/ ١٢١، ط: مؤسسة الرسالة

[٢] كتاب اللباس، باب في العمائم، ٥/ ٥٢، ط: معهد الخليل الاسلامي

[٣] كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، ١/ ٥٩، ط: رشيدية

[٤] ذكر المكروهات المتفرقة، ٤/ ١١٣، ط: ادارة القرآن كراچی

[٥] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٦٩، ط: سعيد

من أصر على بدعة أو منكر.[١]

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ٦/ ٤٤، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوى دار العلوم زكريا: باب صفة الصلاة، فصل دوم، نماز کی سنن اور آداب کا بیان، ٢/ ١٤٧، ط: زمزم پبلشرز

دورانِ نماز حدث لاحق ہو جانے کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص امام کے ساتھ نماز میں شریک تھا، دوران نماز اس کو حدث لاحق ہو گیا، اب یہ شخص صف سے باہر کس طرح نکلے کیونکہ اس کے پیچھے نمازیوں کی کافی صفیں ہیں؟

جواب: جس شخص کو دورانِ نماز حدث لاحق ہو جائے تو وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ کر صفوں کو چیرتا ہوا باہر نکل جائے، اور وضو کر کے نماز میں شامل ہو جائے، اور اگر نمازیوں کے درمیان سے گزر نا دشوار ہو تو پھر ان کے سامنے سے بھی گزر کر جا سکتا ہے۔

كذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَمَنْ سَبَقَهُ حَدَثٌ تَوَضَّأَ وَبَنَى) وَالْقِيَاسُ فَسَادُهَا؛ لِأَنَّ الْحَدَثَ يُنَافِيهَا وَالْمَشْيُ وَالِانْحِرَافُ يُفْسِدَانِهَا فَأَشْبَهَ الْحَدَثُ الْعَمْدَ، وَلَنَا قَوْلُهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «مَنْ قَاءَ أَوْ رَعَفَ أَوْ أَمْذَى فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيَبْنِ عَلَى صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ»

(قَوْلُهُ وَاسْتَخْلَفَ لَوْ إمَامًا) مَعْطُوفٌ عَلَى (تَوَضَّأَ) أَيْ مَنْ سَبَقَهُ حَدَثٌ وَكَانَ إمَامًا فَإِنَّهُ يَسْتَخْلِفُ رَجُلًا مَكَانَهُ يَأْخُذُ بِثَوْبِ رَجُلٍ إلَى الْمِحْرَابِ أَوْ يُشِيرُ إلَيْهِ وَالسُّنَّةُ أَنْ يَفْعَلَهُ مُحْدَوْدِبَ الظَّهْرِ وَاضِعًا يَدَهُ فِي أَنْفِهِ يُوهِمُ أَنَّهُ قَدْ رَعَفَ لِيَنْقَطِعَ عَنْهُ كَلَامُ النَّاسِ، وَلَوْ تَكَلَّمَ بَطَلَتْ صَلَاتُهُمْ.[٢]

وكذا في بدائع الصنائع:

فَصْلٌ: الْكَلَامُ فِي مَحَلِّ الْبِنَاءِ وَكَيْفِيَّتِهِ. فَنَقُولُ وَبِاَللَّهِ التَّوْفِيقُ، الْمُصَلِّي لَا يَخْلُو إمَّا إنْ كَانَ مُنْفَرِدًا أَوْ مُقْتَدِيًا أَوْ إمَامًا فَإِنْ كَانَ مُنْفَرِدًا فَانْصَرَفَ وَتَوَضَّأَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ إنْ شَاءَ أَتَمَّ صَلَاتَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي تَوَضَّأَ فِيهِ وَإِنْ شَاءَ عَادَ إلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي افْتَتَحَ الصَّلَاةَ فِيهِ؛ لِأَنَّهُ إذَا أَتَمَّ الصَّلَاةَ حَيْثُ هُوَ فَقَدْ سَلِمَتْ صَلَاتُهُ عَنْ الْمَشْيِ لَكِنَّهُ صَلَّى صَلَاةً وَاحِدَةً فِي مَكَانَيْنِ، وَإِنْ عَادَ إلَى مُصَلَّاهُ، فَقَدْ أَدَّى جَمِيعَ الصَّلَاةِ فِي مَكَان وَاحِدٍ لَكِنْ مَعَ زِيَادَةِ مَشْيٍ

==================

(١) كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، ٢/ ٤٤٤، ط: بيروت

(٢) كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ١/ ٦٤٣- ٦٤٦، ط: رشيدية

فَاسْتَوَى الْوَجْهَانِ فَيُخَيَّرُ، وَقَالَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا: يُصَلِّي فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي تَوَضَّأَ مِنْ غَيْرِ خِيَارٍ.

وَلَوْ أَتَى الْمَسْجِدَ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ؛ لِأَنَّهُ تَحَمَّلَ زِيَادَةَ مَشْيٍ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ وَعَامَّةُ مَشَايِخِنَا قَالُوا: لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ؛ لِأَنَّ الْمَشْيَ إِلَى الْمَاءِ وَالْعَوْدَ إِلَى مَكَانِ الصَّلَاةِ أُلْحِقَ بِالْعَدَمِ شَرْعًا فِي الْجُمْلَةِ، وَإِنْ كَانَ مُقْتَدِيًا فَانْصَرَفَ وَتَوَضَّأَ فَإِنْ لَمْ يَفْرُغْ إِمَامُهُ مِنْ الصَّلَاةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَعُودَ؛ لِأَنَّهُ فِي حُكْمِ الْمُقْتَدِي بَعْدُ. وَلَوْ لَمْ يَعُدْ وَأَتَمَّ بَقِيَّةَ صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ لَا يُجْزِيهِ... وَإِنْ كَانَ إِمَامًا يَسْتَخْلِفُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيَبْنِي عَلَى صَلَاتِهِ وَالْأَمْرُ فِي مَوْضِعِ الْبِنَاءِ وَكَيْفِيَّتِهِ عَلَى نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا فِي الْمُقْتَدِي. (١)

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا) إِذَا كَانَ مُقْتَدِيًا أَنْ يَعُودَ إِلَى الْإِمَامِ إِنْ لَمْ يَكُنْ فَرَغَ الْإِمَامُ وَكَانَ بَيْنَهُمَا حَائِلٌ يَمْنَعُ جَوَازَ الِاقْتِدَاءِ وَلَوْ فَرَغَ إِمَامُهُ لَا يَعُودُ. (٢)

وكذا في فتاوى محموديہ: كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ٦/ ٥٧٩، ط: فاروقیہ

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤١٢، ط: سعيد

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: نماز کے مسائل، نماز میں وضو کا ٹوٹ جانا، ۳/ ۵۷۷، ط: لدھیانوی

قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد حدث لاحق ہونے کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص کو قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد حدث لاحق ہو گیا اور جب کہ وہ درود پاک کا کچھ حصہ بھی پڑھ چکا تھا آیا اس کی نماز ہو گئی یا نماز کو دوبارہ وضو کر کے پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: واضح رہے کہ اگر کسی شخص کو قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد حدث لاحق ہوا ہے تو اس کے لئے وضو کر کے اسی پر بناء کرنا چاہئے، کیونکہ سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا واجب ہے۔

كذا في بدائع الصنائع:

إِذَا كَانَ الْحَدَثُ فِي وَسَطِ الصَّلَاةِ أَوْ فِي آخِرِهَا، حَتَّى لَوْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ بَعْدَ مَا قَعَدَ قَدْرَ التَّشَهُّدِ الْأَخِيرِ يَتَوَضَّأُ، وَيَبْنِي عِنْدَنَا؛ لِأَنَّهُ يَحْتَاجُ إِلَى الْخُرُوجِ بِلَفْظَةِ السَّلَامِ الَّتِي هِيَ وَاجِبَةٌ أَوْ سُنَّةٌ عِنْدَنَا فَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ الطَّهَارَةِ. (٣)

(١) كتاب الصلاة، فصل في محل البناء، ١/ ٥٢١، ط: رشيدية

(٢) الباب السادس في الحدث في الصلاة، ١/ ٩٥، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، الكلام في محل البناء وكيفيته، ١/ ٥٢١، ط: رشيدية

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ، وَإِنْ سَبَقَهُ حَدَثٌ بَعْدَ التَّشَهُّدِ تَوَضَّأَ وَسَلَّمَ) ؛ لِأَنَّ التَّسْلِيمَ وَاجِبٌ وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ الْوُضُوءِ لِيَأْتِيَ بِهِ فَالْوُضُوءُ وَالسَّلَامُ وَاجِبَانِ فَلَوْ لَمْ يَفْعَلْ كُرِهَ تَحْرِيمًا. وَالشُّرُوطُ الَّتِي قَدَّمْنَاهَا لِصِحَّةِ الْبِنَاءِ لَا بُدَّ مِنْهَا لِلسَّلَامِ حَتَّى لَوْ لَمْ يَتَوَضَّأْ فَوْرًا أَوْ أَتَى بِمُنَافٍ بَعْدَهُ فَاتَهُ السَّلَامُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ إعَادَتُهَا لِإِقَامَةِ الْوَاجِبِ؛ لِأَنَّهُ حُكْمُ كُلِّ صَلَاةٍ أُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ، وَإِنْ كَانَ إمَامًا اسْتَخْلَفَ مَنْ يُسَلِّمُ بِالْقَوْمِ. [1]

وكذا في تنوير الأبصار:

سبق الإمام حدث ولو بعد التشهد استخلف ما لم يجاوز الصفوف لو في الصحراء. [2]

وكذا في معارف السنن:

ذهب بعض إلى ظاهر حديث الباب فقال: تمت صلاة هذا المصلي من غير كراهة، ومذهب أبي حنيفة أن من سبقه الحدث بعد التشهد يجب عليه أن يتوضأ ويبني ثم يسلم. [3]

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ٦/ ٥٨٢، ط: فاروقيه

والدین کی پکار پر نماز توڑنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کون سی نماز والدین کی پکار پر توڑ سکتا ہےاور کون سی نماز نہیں توڑ سکتا؟

جواب: اگر فرض نماز میں ہو تو والدین کے بلانے پر نماز نہ توڑے الا یہ کہ وہ کسی ناگہانی آفت میں مبتلا ہو کر اس کو مدد کے لئے پکاریں اس صورت میں والدین کی خصوصیت نہیں بلکہ کسی کی بھی جان بچانے کے لئے نماز توڑنا ضروری ہے، اور اگر نفل نماز میں ہو اور والدین کو اس کا علم ہو کہ بیٹا نماز میں ہے تو نماز کو توڑنا اولی ہے البتہ نماز کو نہ توڑنے کی بھی گنجائش ہے، اور اگر والدین کو اس کا علم نہ ہو کہ بیٹا نماز میں ہے تو اس کا توڑنا واجب ہے۔

كذا في المصنف لابن أبي شيبة:

وعن محمد بن المنكدر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم «إذا دعتك أمك في الصلاة فأجبها وإذا

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ١/ ٦٥٣، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ١/ ٦٠٠، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب ما جاء في الرجل يحدث بعد التشهد، ٤/ ٣٢، ط: سعيد

دعاك أبوك فلا تجبه. (١)

وكذا في إعلاء السنن:

وقال عبد الملك بن حبيب كانت الصلاة نافلة وإجابة أمه أفضل من النافلة وكان الثواب إجابتها لأن الاستمرار في صلاة النفل تطوع وإجابة أمه وبرها واجب وكان يمكنه أن يخففها ويجيبها... وقال الطحاوي هذا في الفرض وإن كان في نافلة إن علم أحد أبويه أنه في الصلاة وناداه لا بأس بأن لا يجيبه أفاد بلا بأس أن الأولى الإجابة عند العلم أيضا طحطاوي وإن لم يعلم يجيبه أي وجوبا طحطاوي. (٢)

وكذا تكملة فتح الملهم:

ولذلك ذهب معظم الحنفية إلى وجوب الإجابة في صلاة النفل قال الحصكفي رحمه الله في الدر المختار ولو دعاه أحد أبويه في الفرض لا يجيبه إلا أن يستغيث به... والظاهر أن محله إذا تأذى منه بترك الإجابة لكونه عقوقا والذي يظهر أن هذا أعدل الأقوال إن شاء الله تعالى والله أعلم. (٣)

وكذا في الدر المختار مع الشامية:

وَلَوْ دَعَاهُ أَحَدُ أَبَوَيْهِ فِي الْفَرْضِ لَا يُجِيبُهُ إلَّا أَنْ يَسْتَغِيثَ بِهِ. وَفِي النَّفْلِ إنْ عَلِمَ أَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ فَدَعَاهُ لَا يُجِيبُهُ وَإِلَّا أَجَابَهُ... قُلْت: وَمُقْتَضَاهُ أَنَّ إجَابَتَهُ خَارِجَ الصَّلَاةِ وَاجِبَةٌ أَيْضًا بِالْأَوْلَى. وَالظَّاهِرُ أَنَّ مَحَلَّهُ إذَا تَأَذَّى مِنْهُ بِتَرْكِ الْإِجَابَةِ لِكَوْنِهِ عُقُوقًا تَأَمَّلْ. (٤)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار:

وقوله الإجابة: الظاهر منه الوجوب لأنه حديث كان الأولى حال العلم الإجابة فعند عدمه تجب. (٥)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب في الرجل يدعوه والده وهو في الصلاة، ٥/ ٣٢٦، رقم الحديث: ٨٠٩٧، قال الشيخ أبو عوامة: هذا مرسل ورجاله ثقات ومراسيل ابن المنكدر مقبولة عند ابن عيينة، ط: ادارة القرآن

(٢) كتاب الصلاة، إجابة الأبوين في الصلاة، ٥/ ١٠٠، ١٠١، ط: ادارة القرآن

(٣) كتاب البر والصلاة، باب تقديم الوالدين على التطوع بالصلاة، ٥/ ١٦٩، ط: دار القلم بيروت

(٤) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ٥١، ٥٢، ط: سعيد

(٥) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ١/ ٢٩٨، ط: رشيدية

وكذا في البحر الرائق:

الْمُصَلِّي إِذَا دَعَاهُ أَحَدُ أَبَوَيْهِ فَلَا يُجِيبُهُ مَا لَمْ يَفْرُغْ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا أَنْ يَسْتَغِيثَ بِهِ لِأَنَّ قَطْعَ الصَّلَاةِ لَا يَجُوزُ إِلَّا لِضَرُورَةٍ... هَذَا إِذَا كَانَ فِي الْفَرْضِ فَأَمَّا فِي النَّوَافِلِ إِذَا نَادَاهُ أَحَدُ أَبَوَيْهِ إِنْ عَلِمَ أَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ وَنَادَاهُ لَا بَأْسَ بِهِ أَنْ لَا يُجِيبَهُ وَإِنْ لَمْ يَعْلَمْ يُجِيبُهُ. (١)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته: مبطلات الصلاة، ٢/ ١٠٥٤، ط: طهران ایران

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: كتاب الصلاة، نماز توڑنے کے عذرات، ٣/ ٥٧٣، ط: لدهيانوي

کسی کی جان بچانے کے لئے نماز توڑنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جان بچانے کے لئے نماز توڑنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اپنی یا کسی دوسرے کی جان بچانے کے لئے نماز توڑنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔

كذا في الشامية:

نُقِلَ عَنْ خَطِّ صَاحِبِ الْبَحْرِ عَلَى هَامِشِهِ أَنَّ الْقَطْعَ يَكُونُ حَرَامًا وَمُبَاحًا وَمُسْتَحَبًّا وَوَاجِبًا، فَالْحَرَامُ لِغَيْرِ عُذْرٍ وَالْمُبَاحُ إِذَا خَافَ فَوْتَ مَالٍ، وَالْمُسْتَحَبُّ الْقَطْعُ لِلْإِكْمَالِ، وَالْوَاجِبُ لِإِحْيَاءِ نَفْسٍ. (٢)

وكذا في الهندية:

إذا خاف أن يسقط من سطح، أو تحرقه النار، أو يغرق في الماء، واستغاث بالمصلي، وجب عليه قطع الصلاة. (٣)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ١٢٥، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، مطلب قطع الصلاة، ٢/ ٥٢، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، الفصل الثاني في ما يكره في الصلاة، ١/ ١٠٩، ط: رشيدية

وكذا في الفقه الإسلامي:

وقد يجب قطع الصلاة لضرورة وقد يباح لعذر. [۱]

وكذا في البحر الرائق:

وكذلك الأجنبي إذا خاف أن يسقط من سطح أو تحرقه النار أو يغرقه الماء وجب عليه أن يقطع الصلاة. [۲]

وكذا في حلبي كبيري:

وإن كان ذلك الأنين ونحوه من وجع حصل له في بدنه أو مصيبة أصابته في أهله أو ماله يقطعها لأنه بمنزلة الشكاية. [۳]

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: کب نماز توڑی جاسکتی ہے، ۵۷۲/۳، ط: لدھیانوی

دورانِ نماز گھنٹی بج جائے تو موبائل بند کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز کے دوران اگر موبائل فون کی گھنٹی بج جائے تو نمازی کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: نمازی کو چاہئے کہ نماز سے پہلے موبائل فون بند کرنے کا اہتمام کرے، لیکن اگر کسی وجہ سے موبائل بند کرنا بھول جائے تو ایک بار ایک ہاتھ کے ذریعہ سے اس کو بند کرنے کی کوشش کرے، اور اگر ایک ہی رکن میں مسلسل تین بار یا اس سے زیادہ مرتبہ موبائل فون کی گھنٹی کو بند کیا تو یہ عمل کثیر شمار ہوگا جس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَ) يُفْسِدُهَا (كُلُّ عَمَلٍ كَثِيرٍ) لَيْسَ مِنْ أَعْمَالِهَا وَلَا لِإِصْلَاحِهَا، وَفِيهِ أَقْوَالٌ خَمْسَةٌ أَصَحُّهَا (مَا لَا يَشُكُّ) بِسَبَبِهِ (النَّاظِرُ) مِنْ بَعِيدٍ (فِي فَاعِلِهِ أَنَّهُ لَيْسَ فِيهَا)... (قَوْلُهُ وَفِيهِ أَقْوَالٌ خَمْسَةٌ)... وَكَذَا قَوْلُ مَنْ اعْتَبَرَ التَّكْرَارَ ثَلَاثًا مُتَوَالِيَةً فَإِنَّهُ يَغْلِبُ الظَّنُّ بِذَلِكَ، فَلِذَا اخْتَارَهُ جُمْهُورُ الْمَشَايِخِ. [۴]

==================

[۱] كتاب الصلاة، مبطلات الصلاة أو مفسداتها ما لقطع الصلاة لأجله، ۲/ ۱۰۵۳، ط: طهران

[۲] كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ۲/ ۱۲۵، ط: رشيدية

[۳] كتاب الصلاة، باب مكروهات الصلاة، ص۳۷۸، ط: نعمانيه

[۴] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ۶۲۴، ۶۲۵، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

(النَّوْعُ الثَّانِي فِي الْأَفْعَالِ الْمُفْسِدَةِ لِلصَّلَاةِ) الْعَمَلُ الْكَثِيرُ يُفْسِدُ الصَّلَاةَ وَالْقَلِيلُ لَا. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَاخْتَلَفُوا فِي الْفَاصِلِ بَيْنَهُمَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْوَالٍ (الْأَوَّلُ) أَنَّ مَا يُقَامُ بِالْيَدَيْنِ عَادَةً كَثِيرٌ وَإِنْ فَعَلَهُ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ كَالتَّعَمُّمِ وَلُبْسِ الْقَمِيصِ وَشَدِّ السَّرَاوِيلِ... (وَالثَّانِي) أَنْ يُفَوَّضَ إلَى رَأْيِ الْمُبْتَلَى بِهِ وَهُوَ الْمُصَلِّي... (وَالثَّالِثُ) أَنَّهُ لَوْ نَظَرَ إلَيْهِ نَاظِرٌ مِنْ بَعِيدٍ إنْ كَانَ لَا يَشُكُّ أَنَّهُ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ فَهُوَ كَثِيرٌ مُفْسِدٌ وَإِنْ شَكَّ فَلَيْسَ بِمُفْسِدٍ وَهَذَا هُوَ الْأَصَحُّ. هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ وَهُوَ أَحْسَنُ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَهُوَ اخْتِيَارُ الْعَامَّةِ... إذَا حَكَّ ثَلَاثًا فِي رُكْنٍ وَاحِدٍ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ هَذَا إذَا رَفَعَ يَدَهُ فِي كُلِّ مَرَّةٍ أَمَّا إذَا لَمْ يَرْفَعْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ فَلَا تَفْسُدُ وَلَوْ كَانَ الْحَكُّ مَرَّةً وَاحِدَةً يُكْرَهُ. (١)

وكذا في فتح القدير:

(أما فساد الصلاة فبالعمل الكثير)... أو حك ثلاثا في ركن يرفع يده في كل مرة أو قتل القملة بمرار متداركا... تفسد. (٢)

وكذا في مجمع الأنهر:

(وَالْعَمَلُ الْكَثِيرُ) وَاخْتُلِفَ فِي حَدِّهِ... وَقِيلَ مَا يَكُونُ ثَلَاثًا مُتَوَالِيًا حَتَّى لَوْ رَوَّحَ عَلَى نَفْسِهِ بِمِرْوَحَةٍ ثَلَاثًا أَوْ حَكَّ مَوْضِعًا مِنْ جَسَدِهِ ثَلَاثًا تُفْسِدَانِ عَلَى الْوَلَاءِ. (٣)

وكذا في *فتاوی محمودیہ*: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ٦/ ٦٠٢، ط: فاروق

وكذا في *احسن الفتاوی*: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ٣/ ٤١٧، ط: سعيد

امام کا "لا تکونوا کالذین آذوا موسی" میں "آذوا" کی جگہ "خاذوا" پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی امام "لا تکونوا کالذین آذوا موسی" میں "آذوا" کی

---

(١) كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ١/ ١٠١، ١٠٢، ١٠٤، ط: رشيديه

(٢) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٤١٣، ط: دار الكتب العلمية

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٨٢، ط: الحبيبية

جگہ "خاذوا" پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے؟ نماز فاسد ہو گی یا نہیں؟

جواب: صورت مذکورہ میں فساد معنی کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

كذا في الفتاوى التاتارخانية:

وإن اختلف المعنى ولم يكن التي قرأها في القرآن نحو أن يقرأ فسحقا لأصحاب الشعير تفسد عند الكل ولا يميز بين حرف وحرف ولا يعتبر تعذر الفصل بين الحرفين ولا قرب المخرج كما قاله محمد بن سلمة وإنما العبرة لاتفاق المعنى في قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله ولوجد المثل عند أبي يوسف. (١)

وكذا في الدر مع الرد:

(قَوْلُهُ أَوْ بَدَّلَ بِآخَرَ) هَذَا إمَّا أَنْ يَكُونَ عَجْزًا كَالْأَلْثَغِ وَقَدَّمْنَا حُكْمَهُ فِي بَابِ الْإِمَامَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَكُونَ خطأً، وَحِينَئِذٍ فَإِذَا لَمْ يُغَيِّرْ الْمَعْنَى، فَإِنْ كَانَ مِثْلُهُ فِي الْقُرْآنِ نَحْوُ (إنَّ الْمُسْلِمُونَ) لَا يَفْسُدُ، وَإِلَّا نَحْو (قَيَّامِينَ بِالْقِسْطِ)، وَكَمِثَالِ الشَّارِحِ لَا تَفْسُدُ عِنْدَهُمَا، وَتَفْسُدُ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ، وَإِنْ غَيَّرَ فَسَدَتْ عِنْدَهُمَا؛ وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ إنْ لَمْ يَكُنْ مِثْلُهُ فِي الْقُرْآنِ، فَلَوْ قَرَأَ (أَصْحَابُ الشَّعِيرِ) بِالشِّينِ الْمُعْجَمَةِ فَسَدَتْ اتِّفَاقًا. (٢)

وكذا في حلبي كبيري:

وفي الولوالجية: من يختم القرآن في الصلاة إذا فرغ من المعوذتين في الركعة الأولى يركع ثم يقوم في الركعة الثانية يقرأ بفاتحة الكتاب وشيء من سورة البقرة لأن النبي صلى الله عليه وسلم قال خير الناس الحال المرتحل أي الخاتم المفتتح. (٣)

وكذا في فتاوى قاضي خان:

وإن غير المعنى بأن قرأ (إن الأبرار لفي جحيم وإن الفجار لفي نعيم) تفسد صلاته، لا له أخبر بخلاف ما أخبر الله تعالى به، وقال بعضهم لا تفسد صلاته لعموم البلوى، والأول أصح. (٤)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب زلة القاري، ١/ ٣٤٤، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب زلة القاري، ١/ ٦٣٣، ط: سعيد

(٣) مكروهات الصلاة، تتمات فيما يكره من القراءة في الصلاة وما لا يكره، ص٤٢٦، ط: نعمانيه

(٤) كتاب الصلاة، فصل في القراءة خطأ، ١/ ٧٥، ط: اشرفيه

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب زلة القاري، ٧/ ١٣٤، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب التراويح، ٧/ ٣١٧، ٣١٨، ط: فاروقيه

وكذا في کفایت المفتی: كتاب الصلاة، باب ما يتعلق بختم القرآن في التراويح، ٤/ ٦١٩، ط: فاروقيه

وكذا في مسائل رفعت قاسمی: كتاب الصلاة، مسائل نماز، ٢/ ٢١٥، ط: سیداحمد شہید

امام اگر نماز میں "كلا بل لا تكرمون" کی جگہ پر "كلا بل تكرمون" پڑھے تو نماز کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی امام جہری نماز میں غلطی کرے، غلطی بھی اس طرح کہ "كلا بل لا تكرمون اليتيم" کی جگہ پر "كلا بل تكرمون اليتيم" پڑھے تو یہ نماز ادا ہو جائے گی یا دوبارہ اعادہ لازم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں لفظ "لا" چھوڑنے سے چونکہ معنی بگڑ جاتا ہے اس لئے نماز فاسد ہو جائے گی اور واجب الاعادہ بھی ہے۔

كذا في الهندية:

حذف حرف إن كان الحذف على سبيل لا يجار والترحم فإن وجد شرائطه نحو أن قرأ أو ناد ويا مال لا تفسد صلاته وإن لم يكن على وجه لا يجار والترحم فإن كان لا يتغير المعنى لا تفسد صلاته نحو أن يقرأ ولقد جاءهم رسلنا بالبينات بترك التأمن جاءت وإن غير المعنى تفسد صلاته عند عامة المشائخ نحو أن يقرأ فما لهم يؤمنون في لا يؤمنون بترك لا هكذا في المحيط وفي العتابية هو الأصح، كذا في التاتارخانية. [1]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ أَوْ نَقَصَ كَلِمَةً) كَذَا فِي بَعْضِ النُّسَخِ وَلَمْ يُمَثِّلْ لَهُ الشَّارِحُ. قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: وَإِنْ تَرَكَ كَلِمَةً - مِنْ آيَةٍ - فَإِنْ لَمْ تُغَيِّرْ الْمَعْنَى مِثْلَ - وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ - مِثْلُهَا - بِتَرْكِ سَيِّئَةٍ الثَّانِيَةِ لَا تَفْسُدُ وَإِنْ غَيَّرَتْ، مِثْلَ - فَمَا لَهُمْ يُؤْمِنُونَ - بِتَرْكِ لَا، فَإِنَّهُ يُفْسِدُ. عِنْدَ الْعَامَّةِ؛ وَقِيلَ لَا وَالصَّحِيحُ الْأَوَّلُ. [2]

==================

[1] كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري، ١/ ٧٩، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، مطلب مسائل زلة القاري، ١/ ٦٣٢، ط: سعيد

وكذا في قاضي خان:

وإن غير المعنى بأن قرأ (إن الأبرار لفي حجيم وأن الفجار لفي نعيم) تفسد صلاته لأنه أخبر بخلاف ما أخبر الله تعالى به وقال بعضهم لا تفسد صلاته لعموم البلوى، والأول أصح. (١)

وكذا في مسائل رفعت قاسمی: كتاب الصلاة، مسائل نماز، ٢/ ٢١٥، ط: سيداحمد شهيد

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب في مسائل زلة القاري، ٧/ ١٣٤، ط: فاروقيه

نماز میں "أفلا ينظرون إلى الإبل كيف خلقت" کی جگہ "كيف رفعت" پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے نماز میں قرات کے دوران "أفلا ينظرون إلى الإبل كيف خلقت" کی جگہ "كيف رفعت" پڑھ لے تو آیا اس آدمی کی نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اس شخص کی نماز فاسد نہیں ہوئی، البتہ احتیاطاً دوبارہ پڑھ لے تو بہتر ہے۔

كذا في الهندية:

(وَمِنْهَا) ذِكْرُ كَلِمَةٍ مَكَانَ كَلِمَةٍ عَلَى وَجْهِ الْبَدَلِ إنْ كَانَتْ الْكَلِمَةُ الَّتِي قَرَأَهَا مَكَانَ كَلِمَةٍ يَقْرُبُ مَعْنَاهَا وَهِيَ فِي الْقُرْآنِ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ نَحْوُ إنْ قَرَأَ مَكَانَ الْعَلِيمِ الْحَكِيمَ. (٢)

وكذا في الخانية:

وإن كانت الكلمة الثانية في القرآن فهو على وجهين إما إن كانت موافقة للأولى في المعنى أو مخالفة فإن كانت موافقة لا تفسد صلاته في قولهم كما لو قرأ الحليم مكان العليم أو ما أشبه ذلك. (٣)

وكذا في الشامية:

وأما أن يكون خطأ وحينئذ فإذا لم يغير المعنى فإن كان مثله في القرآن نحو إن المسلمون لا يفسد. (٤)

---

(١) فصل في القراءة خطأ، ١/ ١٥٣، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٨٨، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن، ١/ ٧٤، ط: اشرفيه

(٤) كتاب الصلاة، مطلب إذا قرأ تعالى جد، ١/ ٦٣٣، ط: سعيد

وكذا في فتح القدير:

أما الكلمة مكان الكلمة فإن تقاربا معنى ومثله في القرآن كالحكيم مكان العليم لم تفسد اتفاقا.[١]

وكذا في الفقه الإسلامي:

ولا تفسد لو زاد كلمة، أو نقص كلمة، أو نقص حرفاً أو قدمه أو بدله بآخر، نحو (من ثمره إذا أثمر واستحصد) و (تعال جدّ ربنا) و (انفرجت) بدل «انفجرت» و (إياب) بدل (أواب) إلا إذا تغير المعنى.[٢]

وكذا في خلاصة الفتاوى:

أفلا ينظرون إلى قوله وإلى الجبال كيف سطِحت مكان نصبت فعلى قياس قول أبي يوسف لا يفسد وكذا نصبت مكان سطحت وخلقت مكان رفعت وعلى قولهما ينبغي أن يفسد.[٣]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب في زلة القاري، ٧/ ١٤٣، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب القراءة، ٣/ ١٧٣، ط: حقانيه

وكذا في نجم الفتاوی: كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ٢/ ٣٥٩، ط: ياسين القرآن

امام غلطی سے چھ رکعات پڑھے اور اسی دوران کوئی شخص شریک ہو جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر امام چوتھی رکعت پر تشہد کی مقدار بیٹھ کر بھولے سے کھڑا ہو گیا، اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت بھی ملا کر سجدہ سہو بھی آخر میں کر لیا تو فرض نماز ادا ہو جائے گی، لیکن سوال یہ ہے کہ اسی دوران اگر کوئی شخص پانچویں یا چھٹی رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو اس مقتدی کی نماز درست ہو گی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اس مقتدی کی نماز درست نہیں ہو گی بلکہ اس مقتدی کے لئے دوبارہ نماز پڑھنا لازم ہو گا، کیونکہ امام کی پانچویں اور چھٹی رکعت نفل ہیں، اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے شخص کی اقتداء احناف کے نزدیک درست نہیں ہے۔

==================

[١] كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٣٣٢، ط: دار الكتب العلمية

[٢] كتاب الصلاة، فصل اللحن في القراءة، ٢/ ١٠٣٨، ط: طهران ايران

[٣] كتاب الصلاة، فصل في زلة القاري، ١/ ١١٥، ط: رشيدية

كذا في الشامي:

لَوْ اقْتَدَى بِهِ مُفْتَرِضٌ فِي قِيَامِ الْخَامِسَةِ بَعْدَ الْقُعُودِ قَدْرَ التَّشَهُّدِ لَمْ يَصِحَّ وَلَوْ عَادَ إِلَى الْقَعْدَةِ لِأَنَّهُ لَمَّا قَامَ إِلَى الْخَامِسَةِ فَقَدْ شَرَعَ فِي النَّفْلِ فَكَانَ اقْتِدَاءُ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ. (١)

وكذا في الدر المختار:

ولا (مفترض بمتنفل وبمفترض أخر) لأن اتحاد الصلاتين شرط عند الأحناف. (٢)

وكذا في الهندية:

وَلَا اقْتِدَاءُ الْمُفْتَرِضِ بِالْمُتَنَفِّلِ وَالنَّاذِرِ بِالنَّاذِرِ إِلَّا إِذَا أَنْذَرَ أَحَدُهُمَا صَلَاةَ صَاحِبِهِ فَاقْتَدَى أَحَدُهُمَا بِالْآخَرِ فَإِنَّهُ يَصِحُّ. (٣)

وكذا في الهداية:

(وَلَا يُصَلِّي الْمُفْتَرِضُ خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ) لِأَنَّ الِاقْتِدَاءَ بِنَاءٌ، وَوَصْفُ الْفَرْضِيَّةِ مَعْدُومٌ فِي حَقِّ الْإِمَامِ فَلَا يَتَحَقَّقُ الْبِنَاءُ عَلَى الْمَعْدُومِ. (٤)

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: کتاب الصلاة، باب نمبر ٦ امامت کا بیان، فصل ہفتم مسبوق اور لاحق کے احکام، ٢/ ٢٩٩،
ط: زمزم پبلشرز

نماز کے دوران سامنے سے جانور گزر جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے اور سامنے سے کوئی جانور وغیرہ گزر جائے تو اس شخص کی نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر نماز کی حالت میں کوئی جانور وغیرہ سامنے سے گزر جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

==================

(١) باب سجود السهو، ٢/ ٨٨، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٧٩، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، ١/ ٨٦، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب في الإمامة، ١/ ١٢٣، ط: رحمانيه

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ رَدِيفَ الفَضْلِ عَلَى أَتَانٍ، فَجِئْنَا " وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ بِمِنًى، قَالَ: فَنَزَلْنَا عَنْهَا فَوَصَلْنَا الصَّفَّ، فَمَرَّتْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ، فَلَمْ تَقْطَعْ صَلَاتَهُمْ ".(١)

وكذا في معارف السنن:

ذهب الأئمة الثلاثة إلى أنه لا يقطع الصلاة شيء منها كما ذكره ابن قدامة والنووي والبدر العيني وغيرهم وذكر النووي أنه مذهب جمهور السلف والخلف وذكر العيني أنه مذهب عامة العلماء.(٢)

وكذا في عمدة القاري: كتاب الصلاة، باب من قال لا يقطع الصلاة شيء، ٤/ ٤٣٥، ط: رشيدية

وكذا في الشامية:

(ولا يفسدها)... (مرور مار في الصحراء أو في مسجد كبير بموضع سجوده)... ولو امرأة أو كلب (أو) مروره... مرفوع بالعطف على مرور مار إلخ.(٣)

وكذا في البحر الرائق:

مُرُورُ الْمَارِّ فِي مَوْضِعِ سُجُودِ الْمُصَلِّي فَإِنَّمَا لَا يُفْسِدُهَا عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ سَوَاءٌ كَانَ الْمَارُّ امْرَأَةً أَوْ حِمَارًا أَوْ كَلْبًا أَوْ غَيْرَهَا لِحَدِيثِ الصَّحِيحَيْنِ «عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلِي فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ».(٤)

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ٣/ ٢٢٨، ط: حقانیہ اکوڑہ خٹک

کوئی بے ہوش ہو کر گر جائے تو اس کو اٹھانے کے لئے نماز توڑنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی بے ہوش ہو کر گر جائے تو اس کو اٹھانے

(١) كتاب الصلاة، باب ما جاء لا يقطع الصلاة شيء، ١/ ٧٩، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب ما جاء أنه لا يقطع الصلاة إلا الكلب والحمار، ٣/ ٣٦١، ط: جامعة العلوم الاسلامية

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٣٤، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ٢/ ٢٦، ط: رشيديه

کے لئے نماز توڑ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: بے ہوش ہو کر گرنے والے شخص کو اٹھانے کے لئے نماز توڑنا درست ہے۔

كذا في الشامي:

[تَتِمَّةٌ] نُقِلَ عَنْ خَطِّ صَاحِبِ الْبَحْرِ عَلَى هَامِشِهِ أَنَّ الْقَطْعَ يَكُونُ حَرَامًا وَمُبَاحًا وَمُسْتَحَبًّا وَوَاجِبًا، فَالْحَرَامُ لِغَيْرِ عُذْرٍ وَالْمُبَاحُ إذَا خَافَ فَوْتَ مَالٍ، وَالْمُسْتَحَبُّ الْقَطْعُ لِلْإِكْمَالِ، وَالْوَاجِبُ لِإِحْيَاءِ نَفْسٍ. (١)

وكذا في البحر الرائق:

وَكَذَلِكَ الْأَجْنَبِيُّ إذَا خَافَ أَنْ يَسْقُطَ مِنْ سَطْحٍ أَوْ تَحْرُقَهُ النَّارُ أَوْ يُغْرِقَهُ الْمَاءُ وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يَقْطَعَ الصَّلَاةَ هَذَا إذَا كَانَ فِي الْفَرْضِ فَأَمَّا فِي النَّوَافِلِ إذَا نَادَاهُ أَحَدُ أَبَوَيْهِ إنْ عَلِمَ أَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ وَنَادَاهُ لَا بَأْسَ بِهِ أَنْ لَا يُجِيبَهُ وَإِنْ لَمْ يَعْلَمْ يُجِيبُهُ. (٢)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

وتقطع الصلاة أيضاً إذا غلب على ظن المصلي خوف تردي أعمى، أو صغير أو غيرهما في بئر ونحوه. كما تقطع الصلاة خوف اندلاع النار واحتراق المتاع ومهاجمة الذئب الغنم؛ لما في ذلك من إحياء النفس أو المال، وإمكان تدارك الصلاة بعد قطعها، لأن أداء حق الله تعالى مبني على المسامحة. (٣)

وكذا في الهندية:

وَكَذَا الْأَجْنَبِيُّ إذَا خَافَ أَنْ يَسْقُطَ مِنْ سَطْحٍ أَوْ تُحْرِقَهُ النَّارُ أَوْ يَغْرَقَ فِي الْمَاءِ وَاسْتَغَاثَ بِالْمُصَلِّي وَجَبَ عَلَيْهِ قَطْعُ الصَّلَاةِ. (٤)

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: نماز توڑنے کے عذرات، ٣/ ٥٧٢، ط: لدھیانوی

==================

(١) كتاب الصلاة، مطلب قطع الصلاة يكون حراما ومباحا ومستحبا وواجبا، ٢/ ٥٢، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ١٢٥، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، ثالثا ما تقطع الصلاة لأجله، ٢/ ١٠٥٣، ط: طهران ايران

(٤) كتاب الصلاة، باب ما يكره الصلاة وما لا يكره، ١/ ١٠٩، ط: قديمي

ناپاک موبائل جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچے نے موبائل فون پر پیشاب کردیا اور پورا موبائل بھیگ گیا پھر موبائل خشک ہونے کے بعد جیب میں رکھ کر نماز پڑھی، اب سوال یہ ہے کہ کیا نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں اس شخص کی نماز نہیں ہوئی ہے، لہٰذا اس پر اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔

كذا في الهندية:

فِي النِّصَابِ رَجُلٌ صَلَّى وَفِي كُمِّهِ قَارُورَةٌ فِيهَا بَوْلٌ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ سَوَاءٌ كَانَتْ مُمْتَلِئَةً أَوْ لَمْ تَكُنْ؛ لِأَنَّ هَذَا لَيْسَ فِي مَظَانِّهِ وَمَعْدِنِهِ بِخِلَافِ الْبَيْضَةِ الْمَذِرَةِ؛ لِأَنَّهُ فِي مَعْدِنِهِ وَمَظَانِّهِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ. [١]

وكذا في البحر الرائق:

وَأَشَارَ بِاشْتِرَاطِ طَهَارَةِ الثَّوْبِ إلَى أَنَّهُ لَوْ حَمَلَ نَجَاسَةً مَانِعَةً فَإِنَّ صَلَاتَهُ بَاطِلَةٌ... ولو صلى وفي كمه قارورة مضمومة فيها بول لم تجز صلاته لأنه في غير معدنه ومكانه. [٢]

وكذا في فتاوى اللكنوي:

فإن المصلي إذا صلى وهو حامل النجاسة لا تجوز صلاته. [٣]

وكذا في الشامية:

والشيء ما دام في معدنه لا يعطى له حكم النجاسة يخالف ما لو حمل قارورة... فيها بول فلا تجوز صلاته لأنه في غير معدنه كما في البحر عن المحيط. [٤]

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر: كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ١٩٠، ط: رشيدية

وكذا في الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر: كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ١٢٠، ط: الحبيبية

وكذا في الكتاب المسمّى بـ ''موبائل فون کا استعمال'' ص٥٤، ط: عمر فاروق

==================

[١] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٦٢، ط: قديمي

[٢] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٦٤، ٤٦٥، ط: رشيدية

[٣] كتاب الصلاة، نوع منها عدم حمل النجاسة، ص٢٣١، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٠٣، ط: سعيد

انجانے میں نمازی کے سامنے سے گزرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص انجانے میں نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟

جواب: انجانے میں نمازی کے سامنے سے گزرنے والا گنہگار نہ ہوگا۔

كذا في صحيح البخاري:

فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ، لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».(١)

وكذا في ابن ماجه:

عَن عَطَاء عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ».(٢)

وكذا في الدر مع الرد:

قَوْلُهُ: (وَإِنْ أَثِمَ الْمَارُّ) مُبَالَغَةً عَلَى عَدَمِ الْفَسَادِ لِأَنَّ الْإِثْمَ لَا يَسْتَلْزِمُ الْفَسَادَ، وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ يَأْثَمُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْمُصَلِّي سُتْرَةٌ... وَأَنَّهُ لَا إِثْمَ عَلَى الْمُصَلِّي.(٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَيُكْرَهُ لِلْمَارِّ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي؛ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي مَا عَلَيْهِ مِنْ الْوِزْرِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ».(٤)

وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٢٦، ط: رشيدية

وكذا في فقه السنة: كتاب الصلاة، تحريم المرور بين يدي المصلي وسترته، ١/ ٢٢٦، ٢٢٧، ط: دار الكتب العربي

==================

(١) كتاب الصلاة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ١/ ٧٣، ط: قديمي

(٢) كتاب الطلاق، طلاق المكره والناسي، ١/ ١٤٧، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، مطلب إذا قرأ تعالى جدك بدون ألف لا تفسد، ٢/ ٤٨١، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، بيان ما يستحب ويكره في الصلاة، ١/ ٥٠٩، ط: رشيديه

ایک نماز میں چار قعدے کیے تو نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک آدمی ظہر کی نماز پڑھاتے ہوئے چار دفعہ قعدہ میں بیٹھا ایک بار دوسری رکعت کے بعد، دوسری بار تیسری رکعت کے بعد، تیسری بار چوتھی رکعت کے بعد، چوتھی بار پانچویں رکعت کے بعد، پہلے والے تین قعدوں میں تشہد تک پڑھا اور پھر اٹھا جب کہ آخری قعدہ میں سجدہ سہو کیا، پوچھنا یہ ہے کہ یہ نماز درست ہوئی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں نماز درست ہو گئی ہے۔

كذا في الشامية:

(وَضَمَّ إِلَيْهَا سَادِسَةً) لَوْ فِي الْعَصْرِ، وَخَامِسَةً فِي الْمَغْرِبِ: وَرَابِعَةً فِي الْفَجْرِ بِهِ يُفْتَى (لِتَصِيرَ الرَّكْعَتَانِ لَهُ نَفْلًا) وَالضَّمُّ هُنَا آكَدُ، وَلَا عُهْدَةَ لَوْ قَطَعَ... (قَوْلُهُ وَلَا عُهْدَةَ لَوْ قَطَعَ) أَيْ لَا يَلْزَمُهُ الْقَضَاءُ لَوْ لَمْ يَضُمَّ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ لَمْ يَشْرَعْ بِهِ مَقْصُودًا. (١)

وكذا في البحر الرائق:

وَإِنْ قَعَدَ فِي الرَّابِعَةِ ثُمَّ قَامَ عَادَ وَسَلَّمَ وَإِنْ سَجَدَ لِلْخَامِسَةِ تَمَّ فَرْضُهُ وَضَمَّ إِلَيْهِ سَادِسَةً وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ... (قَوْلُهُ وَإِنْ سَجَدَ لِلْخَامِسَةِ تَمَّ فَرْضُهُ وَضَمَّ إِلَيْهِ سَادِسَةً) اي [illegible] سُجُودِهِ كَمَا فَسَدَ فِيمَا إِذَا لَمْ يَقْعُدْ هَذَا هُوَ الْمُرَادُ بِالتَّمَامِ وَإِلَّا فَصَلَاتُهُ نَاقِصَةٌ... وَإِنَّمَا يَضُمُّ [illegible] نَفْلًا لِلنَّهْيِ عَنِ الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ... أَطْلَقَ فِي الضَّمِّ فَشَمِلَ مَا إِذَا كَانَ فِي وَقْتٍ مَكْرُوهٍ كما بعد الفجرِ والعصرِ لِأَنَّ التَّطَوُّعَ إِنَّمَا يُكْرَهُ فِيهِمَا إِذَا كَانَ عَنْ اخْتِيَارٍ أَمَّا إِذَا لَمْ يَكُنْ عَنْ اخْتِيَارٍ فَلَا وَعَلَيْهِ الِاعْتِمَادُ. (٢)

وكذا في البناية:

ولو قعد في الرابعة، ثم قام ولم يسلم عاد إلى القعدة ما لم يسجد للخامسة وسلم؛ لأن التسليم في حالة القيام غير مشروع، وأمكنه الإقامة على وجهه بالقعود... وإن قيد الخامسة بالسجدة ثم تذكر ضم إليها ركعة

(١) كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٢/ ٨٧، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٢/ ١٨٤، ١٨٦، ط: رشيديه

أخرى، وتم فرضه... وإنما يضم إليها أخرى لتصير الركعتان نفلا؛ لأن الركعة الواحدة لا تجزئه لنهيه عَلَيْهِ السَّلَامُ عن البتيراء، ثم لا تنوبان عن سنة الظهر وهو الصحيح؛ لأن المواظبة عليها بتحريمة مبتدأة، ويسجد للسهو استحسانا لتمكن النقصان في الفرض بالخروج لا على الوجه المسنون. (١)

وكذا في بہشتی زیور: باب سجود السهو، ص١٥١، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٣/ ٣٢٥، ط: حقانیہ اکوڑہ خٹک

ٹنکی میں پرندہ پھولا اور پھٹا ہوا ملے تو نمازیں لوٹانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ٹنکی میں اگر پرندہ گر کر پھول پھٹ جائے تو کتنے دن کی نمازیں لوٹانی پڑیں گی؟

جواب: مذکورہ صورت میں احتیاط یہ ہے کہ تین دن تین رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے، اور اس کی بھی گنجائش ہے کہ جس وقت سے معلوم ہوا ہے اس وقت سے اس کے ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائے۔

كذا في التنوير مع الرد:

(ومد ثلاثة أيام) بلياليها (إن انتفخ أو تفسخ) استحسانا وقالا: من وقت العلم فلا يلزمهم شيء قبله قيل وبه يفتى. (٢)

وكذا في الهندية:

وَإِذَا وُجِدَ فِي الْبِئْرِ فَأْرَةٌ أَوْ غَيْرُهَا وَلَا يُدْرَى مَتَى وَقَعَتْ..... وَإِنْ كَانَتْ قَدْ انْتَفَخَتْ أَوْ تَفَسَّخَتْ، أَعَادُوا صَلَاةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا، وَهَذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ، وَقَالَا: لَيْسَ عَلَيْهِمْ إعَادَةُ شَيْءٍ حَتَّى يَتَحَقَّقُوا مَتَى وَقَعَتْ. (٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

لَوْ تَوَضَّأَ مِنْ بِئْرٍ، وَصَلَّى أَيَّامًا، ثُمَّ وَجَدَ فِيهَا فَأْرَةً، فَإِنْ عَلِمَ وَقْتَ وُقُوعِهَا أَعَادَ الصَّلَاةَ مِنْ ذَلِكَ الْوَقْتِ؛

---

(١) كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٣/ ١٧٨- ١٩٠، ط: حقانيه

(٢) كتاب الطهارة، فصل في البئر، ١/ ٢١٩، ط: سعيد

(٣) كتاب الطهارة، باب المياه، الثالث ماء الآبار، ١/ ٢٠، ط: قديمي

لِأَنَّهُ تَبَيَّنَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ بِمَاءٍ نَجِسٍ، وَإِنْ لَمْ يَعْلَمْ فَالْقِيَاسُ أَنْ لَا يُعِيدَ شَيْئًا مِنَ الصَّلَوَاتِ مَا لَمْ يَسْتَيْقِنْ بِوَقْتِ وُقُوعِهَا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ، وَفِي الِاسْتِحْسَانِ إِنْ كَانَتْ مُنْتَفِخَةً أَوْ مُتَفَسِّخَةً أَعَادَ صَلَاةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا. [1]

وكذا في تبيين الحقائق:

(وَنَجَّسَهَا مُنْذُ ثَلَاثٍ فَأْرَةٌ مُنْتَفِخَةٌ جُهِلَ وَقْتُ وُقُوعِهَا) أَيْ نَجَّسَ الْبِئْرَ مُنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَأْرَةٌ مَيِّتَةٌ لَا يُدْرَى وَقْتُ وُقُوعِهَا وَهِيَ مُنْتَفِخَةٌ وَعَادَةُ الْأَصْحَابِ أَنْ يُقَدِّرُوهُ بِالْأَيَّامِ، وَهُوَ قَدَّرَهُ بِاللَّيَالِي. [2]

وكذا في البناية:

وإن وجدوا في البئر فأرة أو غيرها ولا يدرى متى وقعت في البئر... وإن كانت قد انتفخت أو تفسخت أعادوا صلاة ثلاثة أيام ولياليها، وهذا عند أبي حنيفة رَحِمَهُ اللَّهُ، وقالا: ليس عليهم إعادة شيء حتى يتحققوا أنها متى وقعت؛ لأن اليقين لا يزول بالشك. [3]

دوران نماز موبائل کی گھنٹی بج جائے

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مصلی کے موبائل پر بار بار گھنٹی بجتی ہے اور وہ نمازی بار بار موبائل کی گھنٹی بند کرتا ہے اس سے نماز میں کوئی کراہت آتی ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ نماز میں موبائل فون کی گھنٹی کو بار بار بند کرنا اگرچہ عمل قلیل سے ہو تب بھی اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے اور اگر ایک ہی رکن میں پے در پے تین بار یا اس سے زیادہ گھنٹی کو بند کیا تو یہ عمل کثیر ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، واضح رہے کہ ایک رکن سے مراد اتنی مقدار ہے جس میں تین بار سبحان ربی الاعلی یا سبحان ربی العظیم پڑھ سکتا ہو۔

كذا في الهندية:

(النَّوْعُ الثَّانِي فِي الْأَفْعَالِ الْمُفْسِدَةِ لِلصَّلَاةِ) الْعَمَلُ الْكَثِيرُ يُفْسِدُ الصَّلَاةَ وَالْقَلِيلُ لَا. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَاخْتَلَفُوا فِي الْفَاصِلِ بَيْنَهُمَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْوَالٍ (الْأَوَّلُ) أَنَّ مَا يُقَامُ بِالْيَدَيْنِ عَادَةً كَثِيرٌ وَإِنْ فَعَلَهُ بِيَدٍ

==================

[1] كتاب الطهارة، أحكام الآبار، ١/ ٢٢٩، ط: رشيدية

[2] كتاب الطهارة، ١/ ١٠٢، ط: سعيد

[3] كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به التوضؤ إلخ، ١/ ٣٥٤، ط: حقانيه

وَاحِدَةٍ كَالتَّعَمُّمِ وَلُبْسِ الْقَمِيصِ وَشَدِّ السَّرَاوِيلِ... (وَالثَّانِي) أَنْ يُفَوَّضَ إِلَى رَأْيِ الْمُبْتَلَى بِهِ... (وَالثَّالِثُ) أَنَّهُ لَوْ نَظَرَ إِلَيْهِ نَاظِرٌ مِنْ بَعِيدٍ إِنْ كَانَ لَا يَشُكُّ أَنَّهُ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ فَهُوَ كَثِيرٌ مُفْسِدٌ وَإِنْ شَكَّ فَلَيْسَ بِمُفْسِدٍ وَهَذَا هُوَ الْأَصَحُّ. هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ وَهُوَ أَحْسَنُ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَهُوَ اخْتِيَارُ الْعَامَّةِ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَالْخُلَاصَةِ... إِذَا حَكَّ ثَلَاثًا فِي رُكْنٍ وَاحِدٍ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ هَذَا إِذَا رَفَعَ يَدَهُ فِي كُلِّ مَرَّةٍ أَمَّا إِذَا لَمْ يَرْفَعْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ فَلَا تَفْسُدُ وَلَوْ كَانَ الْحَكُّ مَرَّةً وَاحِدَةً يُكْرَهُ. (١)

وكذا في الشامية:

(وَ) يُفْسِدُهَا (كُلُّ عَمَلٍ كَثِيرٍ) لَيْسَ مِنْ أَعْمَالِهَا وَلَا لِإِصْلَاحِهَا، وَفِيهِ أَقْوَالٌ خَمْسَةٌ أَصَحُّهَا (مَا لَا يَشُكُّ) بِسَبَبِهِ (النَّاظِرُ) مِنْ بَعِيدٍ (فِي فَاعِلِهِ أَنَّهُ لَيْسَ فِيهَا)... (أَقْوَالٌ خَمْسَةٌ)... وَكَذَا قَوْلُ مَنْ اعْتَبَرَ التَّكْرَارَ ثَلَاثًا مُتَوَالِيَةً فَإِنَّهُ يَغْلِبُ الظَّنُّ بِذَلِكَ، فَلِذَا اخْتَارَهُ جُمْهُورُ الْمَشَايِخِ. (٢)

وكذا في الطحطاوي على الدر المختار:

قوله: (كل عمل كثير)... قوله: (ليس من أعمالها)... قوله: (ولا لإصلاحها)... قوله (أصحها ثانيها) إن ما يعمل باليدين كثير وإن عمل بواحدة وما عمل بواحدة قليل وإن عمل بها ثالثها الحركات الثلاث المتوالية كثير وإلا فقليل. (٣)

وكذا في فتح القدير:

أما فساد الصلاة، فبالعمل الكثير، أو حك ثلاثا في ركن يرفع يديه كل مرة، أو قتل القملة بمرار متداركا... تفسد. (٤)

وكذا في مجمع الأنهر:

(وَالْعَمَلُ الْكَثِيرُ) وَاخْتُلِفَ فِي حَدِّهِ... وَقِيلَ مَا يَكُونُ ثَلَاثًا مُتَوَالِيًا حَتَّى لَوْ رَوَّحَ عَلَى نَفْسِهِ بِمِرْوَحَةٍ ثَلَاثًا

---

(١) كتاب الصلاة، الأفعال المفسدة للصلاة، ١/ ١٠٢، ١٠٤، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، مطلب في مفسدات الصلاة، ١/ ٦٢٤، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره، ١/ ٢٦٥، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ١/ ٤١٣، ط: بيروت

أَوْ حَكَّ مَوْضِعًا مِنْ جَسَدِهِ ثَلَاثًا تُفْسِدَانِ عَلَى الْوَلَاءِ. (١)

وكذا في التاتارخانية: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ١/ ٥٨٨، ط: ادارة القرآن

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ٣/ ٤١٨، ط: سعيد

چار رکعات کی نیت باندھ کر غلطی سے دو رکعت پر سلام پھیر دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص چار رکعات سنت نماز کی نیت باندھے اور پھر دو رکعت پر سلام پھیر دیا یہ گمان کرکے کہ چار رکعات پورے ہو گئے لیکن اور پھر سلام کے بعد معلوم ہوا کہ دو رکعت باقی ہے تو کیا یہ شخص از سر نو چار رکعات نماز پڑھے گا یا اسی پر بناء کرکے دو رکعت اور پڑھے؟

جواب: صورت مسئولہ میں بہتر یہ ہے کہ مذکورہ شخص از سر نو پوری نماز پڑھے تاہم جب تک مسجد سے باہر نہیں نکلا یا نماز کے منافی کوئی کام نہیں کیا اس وقت تک باقی ماندہ دو رکعتوں کو ساتھ ملا کر چار رکعات مکمل کرنا بھی درست ہے، اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہو جائے گا۔

كذا في فتاوى قاضي خان:

سلم على رأس الركعتين على ظن أنه صلى أربعا فكان ساهيا فلم يكن عامدا بالسلام على رأس الركعتين فلا يبطل صلاته وعن محمد أنه لا يبنى كما لو ظن أنه أحدث فانصرف ثم علم أنه لم يحدث وعندهما كان له أن يبنى على صلاته ما لم يخرج عن المسجد. (٢)

وكذا في الدر المختار:

(إلا السلام ساهيا) للتحليل: أي للخروج من الصلاة (قبل إتمامها على ظن إكمالها) فلا يفسد. (٣)

وكذا في الهندية:

وَلَوْ سَلَّمَ عَلَى رَأْسِ الرَّكْعَتَيْنِ عَلَى ظَنِّ أَنَّهَا رَابِعَةٌ فَإِنَّهُ يَمْضِي عَلَى صَلَاتِهِ وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ. (٤)

وكذا في البدائع:

وَعَلَى هَذَا إِذَا سَلَّمَ عَلَى رَأْسِ الرَّكْعَتَيْنِ فِي ذَوَاتِ الْأَرْبَعِ سَاهِيًا عَلَى ظَنِّ أَنَّهُ أَتَمَّ الصَّلَاةَ ثُمَّ تَذَكَّرَ فَحُكْمُهُ

==================

(١) كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ١/ ١٨٢، ط: الحبيبية

(٢) كتاب الصلاة، فصل فيما يوجب السهو وما لا يوجب، ١/ ٦٢، ط: اشرفيه

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦١٥، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب فيما يفسد وما يكره، ١/ ٩٨، ط: قديمي

وَحُكْمُ الَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ أَحْدَثَ سَوَاءٌ عَلَى التَّفْصِيلِ. (١)

وكذا في كتاب الفتاوی: كتاب الصلاة، نماز کو فاسد اور مکروہ کردینے والا، ۲/ ۲۶۰، ط: زمزم

عورت کو دوران نماز حیض آجائے تو نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی عورت کو فرض نماز کے دوران حیض آجائے تو وہ عورت اس نماز کی اعادہ کرے گی؟

جواب: اگر کسی عورت کو فرض نماز کے دوران حیض آجائے تو پاک ہونے کے بعد اس نماز کی قضاء لازم نہیں۔

كذا في صحيح البخاري:

عن مُعَاذَة، أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ: أَتَجْزِي إِحْدَانَا صَلاَتَهَا إِذَا طَهُرَتْ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ «قَدْ كُنَّا نَحِيضُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلاَ يَأْمُرُنَا بِهِ» أَوْ قَالَتْ: فَلاَ نَفْعَلُهُ. (٢)

وكذا في الشامية:

(يمنع صلاة) مُطْلَقًا وَلَوْ سَجْدَةَ شُكْرٍ (وَصَوْمًا) وَجِمَاعًا (وَتَقْضِيهِ) لُزُومًا دُونَهَا لِلْحَرَجِ. (قَوْلُهُ لِلْحَرَجِ) عِلَّةٌ لِقَوْلِهِ دُونَهَا: أَيْ؛ لِأَنَّ فِي قَضَاءِ الصَّلَاةِ حَرَجًا بِتَكَرُّرِهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ وَتَكَرُّرُ الْحَيْضِ فِي كُلِّ شَهْرٍ، بِخِلَافِ الصَّوْمِ فَإِنَّهُ يَجِبُ فِي السَّنَةِ شَهْرًا وَاحِدًا، وَعَلَيْهِ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ لِحَدِيثِ عَائِشَةَ فِي الْكُتُبِ السِّتَّةِ. (٣)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

وقد افتتحت الصلاة أو لم يفتتحها سقطت تلك الصلاة عنها وأجمعوا أنها إذا طهرت وقد بقي من الوقت مقدار ما لا يسع فيه التحريمة لا يلزمها قضاء هذه الصلاة ولو افتتحت الصلاة في آخر الوقت ثم حاضت لا يلزمها قضاء هذه الصلاة عندنا بخلاف التطوع فإنه لو أدركها الحيض بعد ما افتتحت صلاة التطوع كان عليها قضاء تلك الصلاة إذا طهرت. (٤)

---

(١) كتاب الصلاة، الكلام في محل البناء وكيفيته، ١/ ٥٢١، ط: رشيدية

(٢) كتاب الحيض، باب لا تقضي الحائض الصلاة، ١/ ٤٦، ط: قديمي

(٣) كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٢٩٠، ٢٩١، ط: سعيد

(٤) كتاب الحيض، الفصل الثاني في انقطاع الدم، ١/ ١٣٢، ط: رشيدية

وكذا في الهندية:

إذَا حَاضَتْ فِي الْوَقْتِ أَوْ نُفِسَتْ سَقَطَ فَرْضُهُ بَقِيَ مِنْ الْوَقْتِ مَا يُمْكِنُ أَنْ تُصَلِّيَ فِيهِ أَوْ لَا، هَكَذَا فِي الذَّخِيرَةِ. لَوْ افْتَتَحَتْ الصَّلَاةَ فِي آخِرِ الْوَقْتِ ثُمَّ حَاضَتْ لَا يَلْزَمُهَا قَضَاءُ هَذِهِ الصَّلَاةِ بِخِلَافِ التَّطَوُّعِ، كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. [1]

وكذا في التاتارخانية:

وإذا حاضت المرأة في آخر الوقت أو صارت نفساء وهو وقت لو كانت طاهرة يمكنها أن تصلي فيه أولا يمكنها ذلك يسقط عنها فرض الوقت إلخ. [2]

وكذا في البحر الرائق:

قَوْلُهُ: (فَتَقْضِيهِ دُونَهَا) أَيْ فَتَقْضِي الصَّوْمَ لُزُومًا دُونَ الصَّلَاةِ لِمَا فِي الْكُتُبِ السِّتَّةِ عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ: سَأَلْت عَائِشَةَ فَقُلْت: مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قُلْت: لَسْت بِحَرُورِيَّةٍ وَلَكِنِّي أَسْأَلُ قَالَتْ: كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ، وَعَلَيْهِ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ. [3]

کتنی مالیت کی چیز کے ضائع ہونے کے اندیشے پر نماز توڑنا جائز ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کتنی مالیت کی چیز کا ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز کو توڑنا جائز ہوگا؟

جواب: ایک درہم کے بقدر مالیت کی چیز کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز کو توڑنا جائز ہے اگر اس سے کم مالیت کی ہو تو نماز توڑنا جائز نہیں ہے۔ ایک درہم کا وزن تین ماشہ ایک رتی اور ایک پانچواں حصہ رتی کے برابر ہوتا ہے جو کہ حنفیہ کے نزدیک ۲٫۵ گرام اور دوسرے فقہاء کے نزدیک ۳٫۲۰۸ گرام ہوتا ہے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

وَيُبَاحُ قَطْعُهَا لِنَحْوِ قَتْلِ حَيَّةٍ، وَنَدِّ دَابَّةٍ، وَفَوْرِ قِدْرٍ، وَضَيَاعِ مَا قِيمَتُهُ دِرْهَمٌ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ. (قَوْلُهُ وَضَيَاعِ مَا

---

[1] كتاب الطهارة، باب الدماء والمختصة بالنساء، ١/ ٣٨، ط: قديمي

[2] كتاب الطهارة، نوع آخر في الأحكام التي تتعلق بالحيض، ١/ ٢٥١، ط: قديمي

[3] كتاب الطهارة، باب الحيض، ١/ ٣٣٨، ط: رشيدية

قِيمَتُهُ دِرْهَمٌ) قَالَ فِي مَجْمَعِ الرِّوَايَاتِ: لِأَنَّ مَا دُونَهُ حَقِيرٌ فَلَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ لِأَجْلِهِ؛ لَكِنْ ذَكَرَ فِي الْمُحِيطِ فِي الْكَفَالَةِ أَنَّ الْحَبْسَ بِالدَّانَقِ يَجُوزُ، فَقَطْعُ الصَّلَاةِ أَوْلَى، وَهَذَا فِي مَالِ الْغَيْرِ، أَمَّا فِي مَالِهِ لَا يَقْطَعُ. وَالْأَصَحُّ جَوَازُهُ فِيهِمَا اهـ وَتَمَامُهُ فِي الْإِمْدَادِ وَالَّذِي مَشَى عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ التَّقْيِيدُ بِالدِّرْهَمِ. (١)

وكذا في الهندية:

رجل قام إلى الصلاة فسرق منه شيء قيمته درهم له أن يقطع الصلاة ويطلب السارق سواء كانت فريضة أو تطوعا لأن الدرهم مال. (٢)

وكذا في منحة الخالق حاشية البحر الرائق:

(قَوْلُهُ ثُمَّ الْحَقُّ فِيمَا يَظْهَرُ الْفَسَادُ) قَالَ الرَّمْلِيُّ قَالَ الْعَلَّامَةُ الْحَلَبِيُّ وَالْأَصَحُّ هُوَ الْفَسَادُ إلَّا أَنَّهُ يُبَاحُ لَهُ فَسَادُهَا بِقَتْلِهَا كَمَا يُبَاحُ لِإِغَاثَةِ مَلْهُوفٍ وَتَخْلِيصِ أَحَدٍ مِنْ سَبَبِ هَلَاكٍ كَسُقُوطٍ مِنْ سَطْحٍ أَوْ غَرَقٍ أَوْ حَرْقٍ وَنَحْوِهِ وَكَذَا إذَا خَافَ ضَيَاعَ مَا قِيمَتُهُ دِرْهَمٌ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ. (٣)

وکذا فی جواہر الفقہ: اوزان شرعیہ، چاندی سونے کا صحیح نصاب، ۱/ ۴۲۳، ط: دار العلوم

وکذا فی قاموس الفقہ: درہم، دینار، ۳/ ۴۱۰، ط: زمزم پبلشرز

تعدادِ رکعات میں شک ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ کو نماز کے دوران اکثر شک پڑ جاتا ہے کہ دو رکعتیں پڑھیں یا تین؟ ایسی صورت میں شرعا میرے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: دوران نماز اگر رکعتوں کی تعداد میں اکثر شک ہوتا ہو تو غور وفکر کے ذریعے جس جانب غالب گمان ہو اس کے مطابق نماز پوری کر لی جائے، اور اگر کسی جانب غالب گمان نہ ہو تو کم رکعتوں کو بنیاد بنا کر نماز پوری پڑھ لیں اور ہر رکعت پر قعدہ کرکے آخر میں سجدہ سہو کر لیں۔

=====================

(١) كتاب الصلاة، في بيان السنة والمستحب والمندوب وخلاف الأولى، ١/ ٦٥٤، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٢١، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٥٤، ط: رشيدية

كذا في الدر المختار:

(وَإِذَا شَكَّ) فِي صَلَاتِهِ... (وَإِنْ كَثُرَ) شَكُّهُ (عَمِلَ بِغَالِبِ ظَنِّهِ إنْ كَانَ) لَهُ ظَنٌّ لِلْحَرَجِ (وَإِلَّا أَخَذَ بِالْأَقَلِّ) لِتَيَقُّنِهِ (وَقَعَدَ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ تَوَهَّمَهُ مَوْضِعَ قُعُودِهِ) وَلَوْ وَاجِبًا لِئَلَّا يَصِيرَ تَارِكًا فَرْضَ الْقُعُودِ أَوْ وَاجِبَهُ. (قَوْلُهُ وَإِلَّا) أَيْ وَإِنْ لَمْ يَغْلِبْ عَلَى ظَنِّهِ شَيْءٌ، فَلَوْ شَكَّ أَنَّهَا أُولَى الظُّهْرِ أَوْ ثَانِيَتُهُ يَجْعَلُهَا الْأُولَى ثُمَّ يَقْعُدُ لِاحْتِمَالِ أَنَّهَا الثَّانِيَةُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً ثُمَّ يَقْعُدُ لِمَا قُلْنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً وَيَقْعُدُ لِاحْتِمَالِ أَنَّهَا الرَّابِعَةُ ثُمَّ يُصَلِّي أُخْرَى وَيَقْعُدُ لِمَا قُلْنَا... وَلَوْ شَكَّ أَنَّهَا الثَّانِيَةُ أَوْ الثَّالِثَةُ أَتَمَّهَا وَقَعَدَ ثُمَّ صَلَّى أُخْرَى وَقَعَدَ ثُمَّ الرَّابِعَةَ وَقَعَدَ، وَتَمَامُهُ فِي الْبَحْرِ.

(وجب عليه سجود السهو في) جميع (صور الشك) سواء عمل بالتحري أو بنى على الأول.[1]

وكذا في فتح القدير:

(وَإِنْ كَانَ يَعْرِضُ لَهُ كَثِيرًا بَنَى عَلَى أَكْبَرِ رَأْيِهِ) لِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ» (وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ رَأْيٌ بَنَى عَلَى الْيَقِينِ) لِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ أَثَلَاثًا صَلَّى أَمْ أَرْبَعًا بَنَى عَلَى الْأَقَلِّ» وَالِاسْتِقْبَالُ بِالسَّلَامِ أَوْلَى... وَعِنْدَ الْبِنَاءِ عَلَى الْأَقَلِّ يَقْعُدُ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ يَتَوَهَّمُ آخِرَ صَلَاتِهِ كَيْ لَا يَصِيرَ تَارِكًا فَرْضَ الْقَعْدَةِ.[2]

وكذا في مجمع الأنهر:

وَإِنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ كَمْ صَلَّى إنْ كَانَ أَوَّلَ مَا عَرَضَ لَهُ اسْتَقْبَلَ وَإِلَّا تَحَرَّى وَعَمِلَ بِغَلَبَةِ ظَنِّهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ ظَنٌّ بَنَى عَلَى الْأَقَلِّ وَقَعَدَ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ احْتَمَلَ أَنَّهُ مَوْضِعُ الْقُعُودِ تَوَهَّمَ مُصَلِّي الظُّهْرَ أَنَّهُ أَتَمَّهَا فَسَلَّمَ ثُمَّ عَلِمَ أَنَّهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَتَمَّهَا وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ.[3]

وكذا في التاتارخانية:

ولو شك أنها الثانية أم الثالثة عمل بالتحري كما ذكرنا، فإن لم يقع تحريه على شيء يقعد في الحال لجواز أنها الثانية، ثم يقوم ويصلي ركعة أخرى ويقعد، لجواز أنها رابعة، ثم يقوم ويصلي ركعة أخرى ويقعد، لأنا

[1] كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٢/ ٩٢، ٩٤، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ١/ ٥٣٣، ٥٣٧، ط: دار الكتب العلمية

[3] كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ١/ ٢٢٦، ٢٢٧، ط: الحبيبية

جعلناها رابعة في الحكم. (١)

وكذا في الهندية:

وَإِنْ كَثُرَ شَكُّهُ تَحَرَّى وَأَخَذَ بِأَكْبَرِ رَأْيِهِ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ... لَوْ شَكَّ أَنَّهَا ثَالِثَةٌ وَثَالِثَةٌ لَوْ شَكَّ أَنَّهَا رَابِعَةٌ وَعِنْدَ الْبِنَاءِ عَلَى الْأَقَلِّ يَقْعُدُ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ يَتَوَهَّمُ أَنَّهُ مَحِلُّ قُعُودٍ فَرْضًا كَانَ الْقُعُودُ أَوْ وَاجِبًا كَيْ لَا يَصِيرَ تَارِكًا فَرْضَ الْقَعْدَةِ أَوْ وَاجِبَهَا. (٢)

وكذا في نجم الفتاوى: كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٣٧٣، ط: ياسين القرآن

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، باب سجود سہو، ١/ ٣٣٧، ط: قديمی

دوران نماز کسی تحریر پر نظر پڑ جانے سے نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر دوران نماز کسی تحریر پر نظر پڑ جائے اور اس کا مضمون بھی معلوم ہو جائے تو اس سے نماز ہو گی یا نہیں؟

جواب: نماز کے دوران کسی لکھی ہوئی چیز پر نظر پڑ جائے اور آدمی اس تحریر کا مفہوم سمجھ جائے، لیکن زبان سے تلفظ ادا نہ کرے تو اس سے اس شخص کی نماز نہیں ٹوٹتی۔

كذا في تنوير الأبصار مع الدر:

(ولا يفسدها نظره إلى مكتوب وفهمه) ولو مستفهما إلخ. (٣)

وكذا في الخانية:

ولو نظر في المصحف أو المحراب فهم ولم يقرأ لا تفسد صلاته وهو الصحيح. (٤)

وكذا في الهندية:

وَلَوْ نَظَرَ إِلَى مَكْتُوبٍ هُوَ قُرْآنٌ وَفَهِمَهُ لَا خِلَافَ لِأَحَدٍ أَنَّهُ يَجُوزُ. كَذَا فِي النِّهَايَةِ... إِذَا كَانَ الْمَكْتُوبُ عَلَى

==================

(١) كتاب الصلاة، الباب الثامن عشر في مسائل الشك، ١/ ٥٤٠، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ١/ ١٤٤، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ١/ ٦٣٤، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة وما يكره فيها وما لا يكره، فصل فيما يفسد الصلاة، ١/ ٦٥، ط: اشرفيه

الْمِحْرَابِ غَيْرَ الْقُرْآنِ فَنَظَرَ الْمُصَلِّي إِلَى ذَلِكَ وَتَأَمَّلَ وَفَهِمَ فَعَلَى قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - لَا تَفْسُدُ وَبِهِ أَخَذَ مَشَايِخُنَا. (١)

وكذا في مجمع الأنهر:

(وَلَا إِنْ نَظَرَ إِلَى مَكْتُوبٍ وَفَهِمَهُ) يَعْنِي إِذَا كَانَ قُدَّامَ الْمُصَلِّي شَيْءٌ مَكْتُوبٌ عَلَى الْجِدَارِ أَوْ كِتَابٌ مَنْشُورٌ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ فَنَظَرَ فِيهِ وَفَهِمَ مَعْنَاهُ فَالصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا يُفْسِدُ صَلَاتَهُ بِالْإِجْمَاعِ. (٢)

وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، ٢ باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، /٢٤، ط: رشيدية

وكذا في كتاب الفتاوى: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٢٣٥، ط: زمزم

دورانِ نماز ماں کے سر سے بچہ دوپٹہ اتار دے تو نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچہ اگر نماز کے دوران ماں کے سر سے دوپٹہ اتار کر سر کو ننگا کردے تو کیا نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: اگر نماز کے دوران عورت کا چوتھائی سر تین تسبیحات کے بقدر کھلا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

كذا في الشامية:

(وَيُمْنَعُ) حَتَّى انْعِقَادَهَا (كَشْفُ رُبْعِ عُضْوٍ) قَدْرَ أَدَاءِ رُكْنٍ بِلَا صُنْعِهِ (مِنْ) عَوْرَةٍ غَلِيظَةٍ أَوْ خَفِيفَةٍ (قَوْلُهُ حَتَّى انْعِقَادَهَا) مَنْصُوبٌ عَطْفًا عَلَى مَحْذُوفٍ أَيْ وَيَمْنَعُ صِحَّةَ الصَّلَاةِ حَتَّى انْعِقَادَهَا. وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ يَمْنَعُ الصَّلَاةَ فِي الِابْتِدَاءِ. وَيَرْفَعُهَا فِي الْبَقَاءِ ح (قَوْلُهُ قَدْرَ أَدَاءِ رُكْنٍ) أَيْ بِسُنَّتِهِ مُنْيَةٌ. قَالَ شَارِحُهَا: وَذَلِكَ قَدْرُ ثَلَاثِ تَسْبِيحَاتٍ... وَاحْتَرَزَ عَمَّا إِذَا انْكَشَفَ رُبْعُ عُضْوٍ أَقَلَّ مِنْ قَدْرِ أَدَاءِ رُكْنٍ فَلَا يُفْسِدُ اتِّفَاقًا. (٣)

وكذا في الهندية:

وإن كشفت عورته في الصلاة فسترها بلا مكث جازت صلاته إجماعا وإن أدى ركنا مع الانكشاف فسدت إجماعا. (٤)

====================

(١) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١١٢، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٨٢، ط: الحبيبية

(٣) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٠٨، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٦٥، ط: قديمي

وكذا في التاتارخانية:

والأمة إذا عتقت في خلال الصلاة فإن أخذت قناعها بعمل قليل وتقنعت به قبل أن تؤدى ركنا لا تفسد صلاتها وكذا المصلي إذا تعرى فيستر من ساعته. (١)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

فمن كشف ربع بطن أو فخذ أو شعر نزل من الرأس أو دبر أو ذكر أو أنثيين أو فرج بطلت صلاته إن استمر مقدار أداء ركن وإلا لا يبطل. (٢)

وكذا في البزازية:

أعتقت في خلال الصلاة فأخذت القناع بعمل قليل قبل أداء ركن لا تفسد ولو بالعمل الكثير أو بعد أداء ركن فسد. (٣)

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، باب الستر، ١/ ٢٧١، ط: قديمي

ننگے سر نماز پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ننگے سر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

جواب: سستی کی وجہ سے بغیر کسی عذر کے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ عذر اور عاجزی کے طور پر ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے۔

كذا في الشامية:

(وَصَلَاتُهُ حَاسِرًا) أَيْ كَاشِفًا (رَأْسَهُ لِلتَّكَاسُلِ) وَلَا بَأْسَ بِهِ لِلتَّذَلُّلِ... وَنَصَّ فِي الْفَتَاوَى الْعَتَّابِيَّةِ عَلَى أَنَّهُ لَوْ فَعَلَهُ لِعُذْرٍ لَا يُكْرَهُ وَإِلَّا فَفِيهِ التَّفْصِيلُ الْمَذْكُورُ فِي الْمَتْنِ، وَهُوَ حَسَنٌ. وَعَنْ بَعْضِ الْمَشَايِخِ أَنَّهُ لِأَجْلِ الْحَرَارَةِ وَالتَّخْفِيفُ مَكْرُوهٌ. (٤)

==================

(١) كتاب الصلاة، نوع آخر في بيان الأوقات التي يكره فيها الصلاة، الفصل الثاني في فرائض الصلاة وواجباتها وسننها وآدابها، ١/ ٣٠٧، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، الفصل الرابع شروط الصلاة، الشرط الرابع ستر العورة، ١/ ٧٤٥، ط: طهران ايران

(٣) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ٢/ ٣٦٩، ٣٧٠، ط: ياسين القرآن

(٤) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الخشوع، ١/ ٦٤١، ط: سعيد

وکذا في الهندية:

وَتُكْرَهُ الصَّلَاةُ حَاسِرًا رَأْسَهُ إذَا كَانَ يَجِدُ الْعِمَامَةَ وَقَدْ فَعَلَ ذَلِكَ تَكَاسُلًا أَوْ تَهَاوُنًا بِالصَّلَاةِ وَلَا بَأْسَ بِهِ إذَا فَعَلَهُ تَذَلُّلًا وَخُشُوعًا بَلْ هُوَ حَسَنٌ. كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ. (۱)

وکذا في البناية:

ويكره الصلاة حاسرا رأسه تكاسلا ولا بأس به إذ فعله تذللا. (۲)

وکذا في التاتارخانية:

ويكره الصلاة حاسرا رأسه تكاسلا وتهاونا وفي الذخيرة إذ كان يجد العمامة به لا بأس إذا فعله تذللا وخشوعا بل هو حسن، وفي الحجة ذكر السيد الإمام في الملتقط أنه يكره على الإطلاق لأن الخشوع خشوع القلب وفي ذلك ترك هيأة الصلاة وتعظيمها. (۳)

وکذا في *فتاوی محمودیہ*: کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٦/ ٦٦٢، ط: فاروقيه

وکذا في *کتاب المسائل*: کتاب الصلاة، فصل في المکروهات، ۳/ ۳۷۹، ط: قديمي

شناختی کارڈ یا تصویر جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر آدمی کے جیب میں شناختی کارڈ یا تصویر پڑی ہو تو کیا اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں بلا کراہت نماز درست ہو جائے گی۔

کذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَلُبْسُ ثَوْبٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ) ذِي رُوحٍ، وَأَنْ يَكُونَ فَوْقَ رَأْسِهِ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ (بِحِذَائِهِ) يَمْنَةً أَوْ يَسْرَةً أَوْ مَحَلَّ سُجُودِهِ (تِمْثَالٌ) وَلَوْ فِي وِسَادَةٍ مَنْصُوبَةٍ لَا مَفْرُوشَةٍ (وَاخْتُلِفَ فِيمَا إذَا كَانَ) التِّمْثَالُ (خَلْفَهُ وَالْأَظْهَرُ الْكَرَاهَةُ و) لَا يُكْرَهُ (لَوْ كَانَتْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ) أَوْ مَحَلَّ جُلُوسِهِ لِأَنَّهَا مُهَانَةٌ (أَوْ فِي يَدِهِ) عِبَارَةُ الشُّمُنِّيِّ بَدَنِهِ لِأَنَّهَا مَسْتُورَةٌ

==================

(۱) کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ۱۱۸، ط: قديمي

(۲) کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ۲/ ۵۱۵، ط: حقانيه

(۳) کتاب الصلاة، باب ما يكره للمصلي وما لا يكره، ۱/ ۵٦۳، ط: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية

بِثِيَابِهِ (أَوْ عَلَى خَاتَمِهِ) بِنَقْشٍ غَيْرِ مُسْتَبِينٍ. قَالَ فِي الْبَحْرِ وَمُفَادُهُ كَرَاهَةُ الْمُسْتَبِينِ لَا الْمُسْتَتِرِ بِكِيسٍ أَوْ صُرَّةٍ أَوْ ثَوْبٍ آخَرَ. (١)

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ فَوْقَ رَأْسِهِ أَوْ عَلَى يَمِينِهِ أَوْ عَلَى يَسَارِهِ أَوْ فِي ثَوْبِهِ تَصَاوِيرُ وَفِي الْبِسَاطِ رِوَايَتَانِ وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ عَلَى الْبِسَاطِ إِذَا لَمْ يَسْجُدْ عَلَى التَّصَاوِيرِ وَهَذَا إِذَا كَانَتْ الصُّورَةُ كَبِيرَةً تَبْدُو لِلنَّاظِرِ مِنْ غَيْرِ تَكَلُّفٍ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَلَوْ كَانَتْ صَغِيرَةً بِحَيْثُ لَا تَبْدُو لِلنَّاظِرِ إِلَّا بِتَأَمُّلٍ لَا يُكْرَهُ وَإِنْ قَطَعَ الرَّأْسَ فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَقَطْعُ الرَّأْسِ أَنْ يَمْحِيَ رَأْسَهَا بِخَيْطٍ يُخَاطُ عَلَيْهَا حَتَّى لَمْ يَبْقَ لِلرَّأْسِ أَثَرٌ أَصْلًا وَلَوْ خَيَّطَ بَيْنَ الرَّأْسِ وَالْجَسَدِ لَا يُعْتَبَرُ. (٢)

وكذا في فتاوى قاضي خان:

ويكره أن يصلي وبين يديه أو فوق رأسه أو غير يمينه أو على يساره أو في ثوبه تصاوير وفي البساط روايتان والصحيح أنه لا يكره عن البساط إذا لم يسجدعلى التصاوير وهذا إذا كانت الصورة كبيرة تدور للناظر من غير تكلف فإن كانت صغيرة أو ممحوة الرأس لا بأس به ولا بأس بالصلاة على الفرش والبسط وللبود والصلاة على الأرض أو على ماشية الأرض. (٣)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٦/ ٦٦٩، ٦٧٠، ط: فاروقيه

نماز میں ایک سورت شروع کر کے بغیر عذر دوسری سورت شروع کر دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص نماز میں ایک سورت کی قرات پر ابتداء کرے لیکن پھر بغیر عذر کے اسے ترک کر کے دوسری سورت شروع کر دے تو کیا اس سے نماز میں کچھ فرق آتا ہے یا نہیں؟

جواب: نماز میں ایک سورت شروع کرنے کے بعد بغیر کسی عذر کے اسے ترک کر کے دوسری سورت شروع کر دینا مکروہ ہے

(١) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٤٨، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ١/ ١٠٧، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة وما يكره فيها وما لا يكره، ١/ ٥٨، ط: اشرفيه

البتہ اس سے نماز میں فساد نہیں آئے گا۔

كذا في الهندية:

افْتَتَحَ سُورَةً وَقَصَدَ سُورَةً أُخْرَى، فَلَمَّا قَرَأَ آيَةً أَوْ آيَتَيْنِ أَرَادَ أَنْ يَتْرُكَ السُّورَةَ وَيَفْتَتِحَ الَّتِي أَرَادَهَا، يُكْرَهُ، وَكَذَا لَوْ قَرَأَ أَقَلَّ مِنْ آيَةٍ وَإِنْ كَانَ حَرْفًا، وَلَوْ كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فِي الصَّلَاةِ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَزِيدَ فِي الْقِرَاءَةِ، لَا بَأْسَ مَا لَمْ يَرْكَعْ. [1]

وكذا في خلاصة الفتاوى:

افتتح سورة وقصد سورة اخرى فلما قرأ آية أو آيتين أراد أن يترك تلك السورة ويفتتح التي أرادها يكره وكذا لو قرأ أقل من آية وإن كان حرفا ولو كبر للركوع في الصلاة ثم بدا له أن يزيد في القراءة لا بأس به ما لم يركع. [2]

وكذا في فتح القدير:

وَلَوْ قَصَدَ سُورَةً وَافْتَتَحَ غَيْرَهَا فَأَرَادَ تَرْكَهَا إِلَى الْمَقْصُودِ كُرِهَ ذَلِكَ وَلَوْ كَانَ حَرْفًا وَاحِدًا، وَلَوْ كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَزِيدَ فِي الْقِرَاءَةِ لَا بَأْسَ بِهِ مَا لَمْ يَرْكَعْ. [3]

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب مكروهات الصلاة، ٣/ ٢١٢، ط: حقانيه

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب القراءة، الفصل الخامس، ٧/ ١٠٢، ط: فاروقيه

نماز کے دوران رنج والم سے "انا للہ" پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی نے نماز کے دوران رنج والم کی خبر سن کر "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

[1] كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، ١/ ٧٩، فصل الرابع في القراءة، ١/ ٨٧، ط: قديمي

[2] كتاب الصلاة، الفصل الحادي عشر في القراءة، ١/ ٩٨، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب في صفة الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٣٥٢، ط: العلمية

كذا في التاتارخانية:

وإذا أخبر المصلي بخبر يسوؤه فقال إنا لله وإنا إليه راجعون وأراد به جوابه فهذا يقطع الصلاة. (١)

وكذا في الهندية:

أخبر بما يسوؤه فاسترجع أو بما يسره فحمد الله تعالى وأراد به جوابه تفسد صلاته. (٢)

وكذا في الشامية:

(وجواب خبر) سوء (بالاسترجاع على المذهب لأنه يقصد الجواب صار كلام الناس وكذا يفسدها كل ما قصد به الجواب. (٣)

عورت کا نماز میں جہراً قرات کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی عورت نماز میں جہراً قرات کرلے تو کیا اس عورت کی نماز فاسد ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ بعض حضرات کے نزدیک عورت اگر نماز میں جہراً قرات کرے تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اس لئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ وہ جہر سے نماز نہ پڑھے۔

كذا في رد المحتار:

ولا تجهر في الجهرية بل لو قيل بالفساد بجهرها لأمكن بناء على أن صوتها عورة. (٤)

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ وَصَوْتِهَا) مَعْطُوفٌ عَلَى الْمُسْتَثْنَى يَعْنِي أَنَّهُ لَيْسَ بِعَوْرَةٍ ح (قَوْلُهُ عَلَى الرَّاجِحِ) عِبَارَةُ الْبَحْرِ عَنْ الْحِلْيَةِ أَنَّهُ الْأَشْبَهُ. وَفِي النَّهْرِ وَهُوَ الَّذِي يَنْبَغِي اعْتِمَادُهُ. وَمُقَابِلُهُ مَا فِي النَّوَازِلِ: نَغْمَةُ الْمَرْأَةِ عَوْرَةٌ... قَالَ فِي الْفَتْحِ: وَعَلَى هَذَا لَوْ قِيلَ إذَا جَهَرَتْ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ فَسَدَتْ كَانَ مُتَّجَهًا، وَلِهَذَا مَنَعَهَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

(١) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ٤١٨، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، ١/ ٩٩، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٢٠، ٦٢١، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في بيان تأليف... ١/ ٥٠٤، ط: سعيد

مِنْ التَّسْبِيحِ بِالصَّوْتِ لِإِعْلَامِ الْإِمَامِ بِسَهْوِهِ إِلَى التَّصْفِيقِ. [١]

وكذا في البحر الرائق:

وَصَرَّحَ فِي النَّوَازِلِ بِأَنَّ نَغْمَةَ الْمَرْأَةِ عَوْرَةٌ وَبَنَى عَلَيْهِ أَنَّ تَعَلُّمَهَا الْقُرْآنَ مِنْ الْمَرْأَةِ أَحَبُّ إلَيَّ مِنْ تَعَلُّمِهَا مِنْ الْأَعْمَى وَلِهَذَا قَالَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ» فَلَا يَجُوزُ أَنْ يَسْمَعَهَا الرَّجُلُ وَمَشَى عَلَيْهِ الْمُصَنِّفُ فِي الْكَافِي فَقَالَ وَلَا تُلَبِّي جَهْرًا؛ لِأَنَّ صَوْتَهَا عَوْرَةٌ وَمَشَى عَلَيْهِ صَاحِبُ الْمُحِيطِ فِي بَابِ الْأَذَانِ وَفِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَعَلَى هَذَا لَوْ قِيلَ إذَا جَهَرَتْ بِالْقُرْآنِ فِي الصَّلَاةِ فَسَدَتْ كَانَ مُتَّجَهًا. [٢]

وكذا في *فتاوی مظاہر العلوم*: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره، ١/ ٩٩، ط: الشيخ

وكذا في *كتاب المسائل*: كتاب الصلاة، باب *نماز کا مسنون طریقہ*، ١/ ٣٦٥، ط: قديمي

نماز میں قرات کے ساتھ تفسیر پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے قرات اور پھر آیت کی تفسیر پڑھی تو کیا زید کی نماز فاسد ہو گی یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ تفسیر قرآن نہیں ہے اور نماز میں قراتِ قرآن کے ساتھ تفسیر پڑھنے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

كذا في الشامية:

وَأَنَّ الصَّلَاةَ يُمْنَعُ فِيهَا عَنْ غَيْرِ الْقِرَاءَةِ وَالذِّكْرِ قَطْعًا، وَمَا كَانَ قِصَّةً وَلَمْ تَثْبُتْ قُرْآنِيَّتُهُ لَمْ يَكُنْ قِرَاءَةً وَلَا ذِكْرًا فَيُفْسِدُ. [٣]

وكذا في البحر الرائق:

ولا يجوز بالتفسير إجماعا لأنه كلام الناس. [٤]

==================

[١] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٠٦، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٧٠، ٤٧١، ط: رشيديه

[٣] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في حكم قراءة الشاذة، ١/ ٤٨٥، ط: سعيد

[٤] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٣٦، ط: رشيدية

وكذا في تبيين الحقائق:

ولا يجوز بالتفسير بالإجماع لأنه غير مقطوع به. [١]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ٤/ ٦٢، ط: سعيد

مسبوق قصداً امام کے ساتھ سلام پھیرے تو نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر امام نے سجدہ سہو کرنے کے لئے سلام پھیرا مسبوق نے بھی قصدا امام کے ساتھ سلام پھیرا یہ سوچ کر کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سجدہ سہو کا سلام کرنا چاہئے تو ایسی صورت میں اس مسبوق کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں مسبوق کی نماز فاسد ہو گئی۔

كذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ وَالْمَسْبُوقُ يَسْجُدُ مَعَ إمَامِهِ) قَيَّدَ بِالسُّجُودِ لِأَنَّهُ لَا يُتَابِعُهُ فِي السَّلَامِ، بَلْ يَسْجُدُ مَعَهُ وَيَتَشَهَّدُ فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَامَ إلَى الْقَضَاءِ، فَإِنْ سَلَّمَ فَإِنْ كَانَ عَامِدًا فَسَدَتْ وَإِلَّا لَا، وَلَا سُجُودَ عَلَيْهِ إنْ سَلَّمَ سَهْوًا قَبْلَ الْإِمَامِ أَوْ مَعَهُ؛ وَإِنْ سَلَّمَ بَعْدَهُ لَزِمَهُ لِكَوْنِهِ مُنْفَرِدًا حِينَئِذٍ بَحْرٌ، وَأَرَادَ بِالْمَعِيَّةِ الْمُقَارَنَةَ وَهُوَ نَادِرُ الْوُقُوعِ كَمَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ. وَفِيهِ: وَلَوْ سَلَّمَ عَلَى ظَنِّ أَنَّ عَلَيْهِ أَنْ يُسَلِّمَ فَهُوَ سَلَامُ عَمْدٍ يَمْنَعُ الْبِنَاءَ. [٢]

وكذا في بدائع الصنائع:

ثُمَّ الْمَسْبُوقُ إنَّمَا يُتَابِعُ الْإِمَامَ فِي السَّهْوِ دُونَ السَّلَامِ، بَلْ يَنْتَظِرُ الْإِمَامَ حَتَّى يُسَلِّمَ فَيَسْجُدَ فَيُتَابِعُهُ فِي سُجُودِ السَّهْوِ لَا فِي سَلَامِهِ. وَإِنْ سَلَّمَ فَإِنْ كَانَ عَامِدًا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ، وَإِنْ كَانَ سَاهِيًا لَا تَفْسُدُ، وَلَا سَهْوَ عَلَيْهِ؛ لِأَنَّهُ مُقْتَدٍ، وَسَهْوُ الْمُقْتَدِي بَاطِلٌ، فَإِذَا سَجَدَ الْإِمَامُ لِلسَّهْوِ يُتَابِعُهُ فِي السُّجُودِ وَيُتَابِعُهُ فِي التَّشَهُّدِ، وَلَا يُسَلِّمُ إذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ؛ لِأَنَّ هَذَا السَّلَامَ لِلْخُرُوجِ عَنْ الصَّلَاةِ وَقَدْ بَقِيَ عَلَيْهِ أَرْكَانُ الصَّلَاةِ فَإِذَا سَلَّمَ مَعَ الْإِمَامِ فَإِنْ كَانَ ذَاكِرًا لِمَا عَلَيْهِ مِنْ الْقَضَاءِ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ؛ لِأَنَّهُ سَلَامُ عَمْدٍ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ ذَاكِرًا لَهُ لَا تَفْسُدُ؛ لِأَنَّهُ سَلَامُ سَهْوٍ فَلَمْ يُخْرِجْهُ عَنْ الصَّلَاةِ. [٣]

==================

[١] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٢٨٨، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٢/ ٨٢، ط: سعيد

[٣] كتاب الصلاة، فصل بيان من يجب عليه السهو، ١/ ٤٢٢، ط: رشيدية

وكذا في البحر الرائق:

ثُمَّ الْمَسْبُوقُ إِنَّمَا يُتَابِعُ الْإِمَامَ فِي السَّهْوِ لَا فِي السَّلَامِ فَيَسْجُدُ مَعَهُ وَيَتَشَهَّدُ فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَامَ إِلَى الْقَضَاءِ فَإِنْ سَلَّمَ فَإِنْ كَانَ عَامِدًا فَسَدَتْ وَإِلَّا فَلَا وَلَا سُجُودَ عَلَيْهِ إِنْ سَلَّمَ قَبْلَ الْإِمَامِ أَوْ مَعَهُ وَإِنْ سَلَّمَ بَعْدَهُ لَزِمَهُ لِكَوْنِهِ مُنْفَرِدًا. (١)

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: كتاب الصلاة، باب المسبوق واللاحق، ٢/ ١٠٣، ط: زمزم پبلشرز

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب المسبوق واللاحق، ٦/ ٥٤٩، ٥٥٠، ط: فاروقيه

نابالغ اگر سمجھدار ہو تو امام کو لقمہ دے سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ لڑکا امام کو لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر نابالغ لڑکا سمجھدار ہے اور نماز کے مسائل سے خوب واقف ہے تو وہ امام کو لقمہ دے سکتا ہے اس کے لقمہ دینے سے نماز میں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

كذا في البحر الرائق:

فَإِذَا أَخَذَ فِي التِّلَاوَةِ قَبْلَ تَمَامِ الْفَتْحِ، لَمْ تَفْسُدْ، وَإِلَّا فَتَفْسُدُ، لِأَنَّ تَذَكُّرَهُ يُضَافُ إِلَى الْفَتْحِ، وَفَتْحُ الْمُرَاهِقِ كَالْبَالِغِ. (٢)

وكذا في التاتارخانية:

إذا افتتح الصبي المراهق على الإمام هل تبقى صلاة الإمام صحيحة؟ قال نعم. (٣)

وكذا في الهندية:

وَإِنْ فَتَحَ عَلَى إِمَامِهِ لَمْ تَفْسُدْ ثُمَّ قِيلَ: يَنْوِي الْفَاتِحُ بِالْفَتْحِ عَلَى إِمَامِهِ التِّلَاوَةَ وَالصَّحِيحُ أَنْ يَنْوِيَ الْفَتْحَ عَلَى إِمَامِهِ دُونَ الْقِرَاءَةِ قَالُوا هَذَا إِذَا أُرْتِجَ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَقْرَأَ قَدْرَ مَا تَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ أَوْ بَعْدَمَا قَرَأَ وَلَمْ يَتَحَوَّلْ إِلَى آيَةٍ أُخْرَى وَأَمَّا إِذَا قَرَأَ أَوْ تَحَوَّلَ فَفَتَحَ عَلَيْهِ تَفْسُدُ صَلَاةُ الْفَاتِحِ وَالصَّحِيحُ أَنَّهَا لَا تَفْسُدُ صَلَاةُ الْفَاتِحِ بِكُلِّ حَالٍ وَلَا

==================

(١) كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٢/ ١٧٦، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ١١، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ٥٨١، ط: ادارة القرآن

صَلَاةُ الْإِمَامِ لَوْ أَخَذَ مِنْهُ عَلَى الصَّحِيحِ. هَكَذَا فِي الْكَافِي. وَيُكْرَهُ لِلْمُقْتَدِي أَنْ يَفْتَحَ عَلَى إِمَامِهِ مِنْ سَاعَتِهِ لِجَوَازِ أَنْ يَتَذَكَّرَ مِنْ سَاعَتِهِ فَيَصِيرَ قَارِئًا خَلْفَ الْإِمَامِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَلَا يَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يُلْجِئَهُمْ إِلَى الْفَتْحِ؛ لِأَنَّهُ يُلْجِئُهُمْ إِلَى الْقِرَاءَةِ خَلْفَهُ وَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ بَلْ يَرْكَعُ إِنْ قَرَأَ قَدْرَ مَا تَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ وَإِلَّا يَنْتَقِلُ إِلَى آيَةٍ أُخْرَى. كَذَا فِي الْكَافِي وَتَفْسِيرُ الْإِلْجَاءِ أَنْ يُرَدِّدَ الْآيَةَ أَوْ يَقِفَ سَاكِتًا. كَذَا فِي النِّهَايَةِ. أُرْتِجَ عَلَى الْإِمَامِ فَفَتَحَ عَلَيْهِ مَنْ لَيْسَ فِي صَلَاتِهِ وَتَذَكَّرَ فَإِنْ أَخَذَ فِي التِّلَاوَةِ قَبْلَ تَمَامِ الْفَتْحِ لَمْ تَفْسُدْ وَإِلَّا تَفْسُدُ؛ لِأَنَّ تَذَكُّرَهُ مُضَافٌ إِلَى الْفَتْحِ وَفَتْحُ الْمُرَاهِقِ كَالْبَالِغِ. (١)

وكذا في خير الفتاوى: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٤٢٧، ط: امداديه

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب في مسائل زلة القاري، ٧/ ١٥٦، ط: فاروقيه

دورانِ نماز ایک ہاتھ سے نابینا کی رہنمائی کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابینا آدمی اگر جماعت کی نماز میں شریک ہو کر کوئی غلطی کرے تو برابر میں کھڑے ہوئے نمازی شخص کا اس کی درستگی کی طرف رہنمائی کرنا ہاتھ سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نابینا آدمی جماعت کی نماز میں اگر کوئی غلطی کرے تو برابر میں کھڑے ہوئے شخص کا اس کی درستگی کی طرف ایک ہاتھ سے عمل قلیل کے ساتھ رہنمائی کرنا جائز ہے۔ البتہ دونوں ہاتھوں سے اس کی درستگی کی طرف رہنمائی کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ دونوں ہاتھوں سے رہنمائی کی صورت میں برابر میں کھڑا ہوا شخص از سر نو نیت باندھ لے۔

كذا في الهندية:

الْعَمَلُ الْكَثِيرُ يُفْسِدُ الصَّلَاةَ وَالْقَلِيلُ لَا. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَاخْتَلَفُوا فِي الْفَاصِلِ بَيْنَهُمَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْوَالٍ (الْأَوَّلُ) أَنَّ مَا يُقَامُ بِالْيَدَيْنِ عَادَةً كَثِيرٌ وَإِنْ فَعَلَهُ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ كَالتَّعَمُّمِ وَلُبْسِ الْقَمِيصِ وَشَدِّ السَّرَاوِيلِ وَالرَّمْيِ عَنْ الْقَوْسِ وَمَا يُقَامُ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ قَلِيلٌ وَإِنْ فُعِلَ بِيَدَيْنِ كَنَزْعِ الْقَمِيصِ وَحَلِّ السَّرَاوِيلِ وَلُبْسِ الْقَلَنْسُوَةِ وَنَزْعِهَا وَنَزْعِ اللِّجَامِ. هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ وَكُلُّ مَا يُقَامُ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ فَهُوَ يَسِيرٌ مَا لَمْ يَتَكَرَّرْ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ.

(وَالثَّانِي) أَنْ يُفَوَّضَ إِلَى رَأْيِ الْمُبْتَلَى بِهِ وَهُوَ الْمُصَلِّي، فَإِنْ اسْتَكْثَرَهُ كَانَ كَثِيرًا، وَإِنْ اسْتَقَلَّهُ كَانَ قَلِيلًا، وَهَذَا

(١) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٩٩، ط: رشيدية

أَقْرَبُ الْأَقْوَالِ إِلَى رَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى -.

(وَالثَّالِثُ) أَنَّهُ لَوْ نَظَرَ إِلَيْهِ نَاظِرٌ مِنْ بَعِيدٍ إِنْ كَانَ لَا يَشُكُّ أَنَّهُ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ فَهُوَ كَثِيرٌ مُفْسِدٌ وَإِنْ شَكَّ فَلَيْسَ بِمُفْسِدٍ وَهَذَا هُوَ الْأَصَحُّ. هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ. (۱)

وكذا في رد المحتار:

(وَ) يُفْسِدُهَا (كُلُّ عَمَلٍ كَثِيرٍ) لَيْسَ مِنْ أَعْمَالِهَا وَلَا لِإِصْلَاحِهَا، وَفِيهِ أَقْوَالٌ خَمْسَةٌ أَصَحُّهَا (مَا لَا يَشُكُّ بِسَبَبِهِ (النَّاظِرُ) مِنْ بَعِيدٍ (فِي فَاعِلِهِ أَنَّهُ لَيْسَ فِيهَا)... الْقَوْلُ الثَّانِي أَنَّ مَا يُعْمَلُ عَادَةً بِالْيَدَيْنِ كَثِيرٌ وَإِنْ عُمِلَ بِوَاحِدَةٍ كَالتَّعْمِيمِ... وَمَا عُمِلَ بِوَاحِدَةٍ قَلِيلٌ وَإِنْ عُمِلَ بِهِمَا كَحَلِّ السَّرَاوِيلِ... إلَّا إذَا تَكَرَّرَ ثَلَاثًا مُتَوَالِيَةً وَضَعَّفَهُ فِي الْبَحْرِ... الثَّالِثُ الْحَرَكَاتُ الثَّلَاثُ الْمُتَوَالِيَةُ كَثِيرٌ وَإِلَّا فَقَلِيلٌ. الرَّابِعُ مَا يَكُونُ مَقْصُودًا لِلْفَاعِلِ بِأَنْ يُفْرِدَ لَهُ مَجْلِسًا عَلَى حِدَةٍ... الْخَامِسُ التَّفْوِيضُ إلَى رَأْيِ الْمُصَلِّي، فَإِنْ اسْتَكْثَرَهُ فَكَثِيرٌ وَإِلَّا فَقَلِيلٌ قَالَ الْقُهُسْتَانِيُّ: وَهُوَ شَامِلٌ لِلْكُلِّ وَأَقْرَبُ إلَى قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ، فَإِنَّهُ لَمْ يُقَدِّرْ فِي مِثْلِهِ بَلْ يُفَوِّضُ إلَى رَأْيِ الْمُبْتَلَى. (۲)

وكذا في *فتاوی دار العلوم دیوبند*: كتاب الصلاة، الفصل الثاني مكروهات الصلاة، ۴/ ۹۰، ط: *دار الاشاعت*

وكذا في *آپ کے مسائل اور ان کا حل*: كتاب الصلاة، باب کن چیزوں سے نماز فاسد یا مکروہ ہوتی ہے، ۳/ ۵۵۵، ط: *لدھیانوی*

وكذا في *مسائل رفعت قاسمی*: كتاب الصلاة، باب متفرق مسائل، ۲/ ۱۷۷، ط: *سید احمد شہید*

اکیلے صف میں کھڑا ہونے سے نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جماعت کی نماز میں جب اگلی صف مکمل ہو تو پچھلی صف میں اکیلا کھڑا ہونا کیسا ہے حدیث میں چونکہ منع آیا ہے صف میں اکیلے کھڑا ہونے سے تو جب کوئی اکیلا ہو تو کیا کرے اگلی صف سے کسی کو اپنے ساتھ ملالیں یا انتظار کریں؟

جواب: صف میں اکیلا کھڑا ہونے سے حدیث میں منع کیا گیا ہے لیکن مسئلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں کسی کو اگلی صف سے کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کرنے میں چونکہ اس بات کا خطرہ ہے کہ وہ کوئی ایسی حرکت کرے جس سے نماز ہی فاسد ہو جائے اس لئے

(۱) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ۱/ ۱۰۱، ۱۰۲، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ۶۲۴، ۶۲۵، ط: سعيد

بہتر یہ ہے کہ صف میں اکیلے ہی کھڑے ہو کر جماعت کے ساتھ شریک ہو البتہ اگر کوئی سمجھ دار شخص اگلی صف میں موجود ہو جو مسئلہ جانتا ہو تو اسے کھینچ کر اپنے ساتھ صف میں کھڑا کر دینا بہتر ہے۔

كذا في الدر المختار:

وَقَدَّمْنَا كَرَاهَةَ الْقِيَامِ فِي صَفٍّ خَلْفَ صَفٍّ فِيهِ فُرْجَةٌ لِلنَّهْيِ، وَكَذَا الْقِيَامُ مُنْفَرِدًا وَإِنْ لَمْ يَجِدْ فُرْجَةً بَلْ يَجْذِبُ أَحَدًا مِنْ الصَّفِّ ذَكَرَهُ ابْنُ الْكَمَالِ، لَكِنْ قَالُوا فِي زَمَانِنَا تَرْكُهُ أَوْلَى، فَلِذَا قَالَ فِي الْبَحْرِ: يُكْرَهُ وَحْدَهُ إلَّا إذَا لَمْ يَجِدْ فُرْجَةً.

(قَوْلُهُ لَكِنْ قَالُوا إلَخْ) الْقَائِلُ صَاحِبُ الْقُنْيَةِ فَإِنَّهُ عَزَا إلَى بَعْضِ الْكُتُبِ أَتَى جَمَاعَةً وَلَمْ يَجِدْ فِي الصَّفِّ فُرْجَةً قِيلَ يَقُومُ وَحْدَهُ وَيُعْذَرُ، وَقِيلَ يَجْذِبُ وَاحِدًا مِنْ الصَّفِّ إلَى نَفْسِهِ فَيَقِفُ بِجَنْبِهِ. وَالْأَصَحُّ مَا رَوَى هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ يَنْتَظِرُ إلَى الرُّكُوعِ، فَإِنْ جَاءَ رَجُلٌ وَإِلَّا جَذَبَ إلَيْهِ رَجُلًا أَوْ دَخَلَ فِي الصَّفِّ، ثُمَّ قَالَ فِي الْقُنْيَةِ: وَالْقِيَامُ وَحْدَهُ أَوْلَى فِي زَمَانِنَا لِغَلَبَةِ الْجَهْلِ عَلَى الْعَوَامّ فَإِذَا جَرَّهُ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ اهـ قَالَ فِي الْخَزَائِنِ قُلْت: وَيَنْبَغِي التَّفْوِيضُ إلَى رَأْيِ الْمُبْتَلَى، فَإِنْ رَأَى مَنْ لَا يَتَأَذَّى لِدِينٍ أَوْ صَدَاقَةٍ زَاحَمَهُ أَوْ عَالِمًا جَذَبَهُ وَإِلَّا انْفَرَدَ. اهـ. قُلْت: وَهُوَ تَوْفِيقٌ حَسَنٌ اخْتَارَهُ ابْنُ وَهْبَانَ فِي شَرْحِ مَنْظُومَتِهِ. [1]

وفيه أيضا:

وَمَتَى اسْتَوَى جَانِبَاهُ يَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْإِمَامِ إنْ أَمْكَنَهُ وَإِنْ وَجَدَ فِي الصَّفِّ فُرْجَةً سَدَّهَا وَإِلَّا انْتَظَرَ حَتَّى يَجِيءَ آخَرُ فَيَقِفَانِ خَلْفَهُ، وَإِنْ لَمْ يَجِئْ حَتَّى رَكَعَ الْإِمَامُ يَخْتَارُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِهَذِهِ الْمَسْأَلَةِ فَيَجْذِبُهُ وَيَقِفَانِ خَلْفَهُ، وَلَوْ لَمْ يَجِدْ عَالِمًا يَقِفُ خَلْفَ الصَّفِّ بِحِذَاءِ الْإِمَامِ لِلضَّرُورَةِ، وَلَوْ وَقَفَ مُنْفَرِدًا بِغَيْرِ عُذْرٍ تَصِحُّ صَلَاتُهُ عِنْدَنَا خِلَافًا لِأَحْمَدَ. [2]

وكذا في البحر الرائق:

وَلَوْ جَاءَ وَالصَّفُّ مُتَّصِلٌ انْتَظَرَ حَتَّى يَجِيءَ الْآخَرُ، فَإِنْ خَافَ فَوْتَ الرَّكْعَةِ جَذَبَ وَاحِدًا مِنْ الصَّفِّ إنْ عَلِمَ أَنَّهُ لَا يُؤْذِيهِ، وَإِنْ اقْتَدَى بِهِ خَلْفَ الصُّفُوفِ جَازَ، لِمَا رُوِيَ: «أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ قَامَ خَلْفَ الصَّفِّ، فَدَبَّ رَاكِعًا

==================

[1] كتاب الصلاة، مطلب إذا تردد الحكم، ١/ ٦٤٨، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة، باب الامامة، ١/ ٥٦٨، ط: سعيد

حَتَّى الْتَحَقَ بِالصَّفِّ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبَا بَكْرَةَ زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا فِي الدِّينِ».[1]

وكذا في كتاب المسائل: كتاب المسائل، باب صف بندی سے متعلق مسائل، ۱/ ۴۳۵، ط: قديمى

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وترتيبها، ٦/ ٤٩٦، ط: فاروقيه

تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر دے

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی مقتدی امام سے پہلے کسی عذر کی بناء پر سلام پھیر دے تواس صورت میں اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر مقتدی کسی عذر کی بناء پر تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد امام سے پہلے سلام پھیر دے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ البتہ بغیر عذر کے امام سے پہلے سلام پھیرنا مکروہ ہے لیکن یہ بات یادرہے کہ تشہد سے پہلے سلام پھیرنے سے مقتدی کی نماز باطل ہو جائے گی ایسی صورت میں نماز کودوبارہ پڑھنالازم ہے۔

كذا في الدر المختار:

وَلَوْ أَتَمَّهُ قَبْلَ إِمَامِهِ فتكَلَّمَ جَازَ وَكُرِهَ... لَوْ أَتَمَّ الْمُؤْتَمُّ التَّشَهُّدَ، بِأَنْ أَسْرَعَ فِيهِ وَفَرَغَ مِنْهُ قَبْلَ إِتْمَامِ إِمَامِهُ فَأَتَى بِمَا يُخْرِجُهُ مِنْ الصَّلَاةِ كَسَلَامٍ أَوْ كَلَامٍ أَوْ قِيَامٍ جَازَ: أَيْ صَحَّتْ صَلَاتُهُ لِحُصُولِهِ بَعْدَ تَمَامِ الْأَرْكَانِ لِأَنَّ الْإِمَامَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَتَمَّ التَّشَهُّدَ لَكِنَّهُ قَعَدَ قَدْرَهُ لِأَنَّ الْمَفْرُوضَ مِنْ الْقَعْدَةِ قَدْرُ أَسْرَعَ مَا يَكُونُ مِنْ قِرَاءَةِ التَّشَهُّدِ وَقَدْ حَصَلَ، وَإِنَّمَا كُرِهَ لِلْمُؤْتَمِّ ذَلِكَ لِتَرْكِهِ مُتَابَعَةَ الْإِمَامِ بِلَا عُذْرٍ، فَلَوْ بِهِ كَخَوْفِ حَدَثٍ أَوْ خُرُوجِ وَقْتِ جُمُعَةٍ أَوْ مُرُورِ مَارٍّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا كَرَاهَةَ كَمَا سَيَأْتِي قُبَيْلَ بَابِ الِاسْتِخْلَافِ.[2]

وفيه أيضا:

ويسن... مقارنته لسلام الإمام.[3]

وكذا في البحر الرائق:

وَقَوْلُهُ مَعَ الْإِمَامِ بَيَانٌ لِلْأَفْضَلِ، يَعْنِي الْأَفْضَلَ لِلْمَأْمُومِ الْمُقَارَنَةُ فِي التَّحْرِيمَةِ وَالسَّلَامِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ،

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٢١٧، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، مطلب في خلف الوعيد ،حكم الدعاء بالمغفرة للكافر ولجميع المؤمنين، ١/ ٥٢٥، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، مطلب في التبليغ خلف الإمام، ١/ ٤٧٧، ط: سعيد

وَعِنْدَهُمَا الْأَفْضَلُ عَدَمُهَا لِلِاحْتِيَاطِ. (۱)

نمازی کا کسی اور سے لقمہ لینا اور دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر نمازی نماز میں کوئی غلطی کرلے اور باہر سے کوئی آدمی اس کو لقمہ دے مثلاً چار رکعت کے بجائے تین رکعت پڑھ لے باہر سے کسی نے لقمہ دیا کہ آپ نے تین رکعت پڑھ لی ہیں لہٰذا اس کا باہر سے لقمہ لینا کیسا ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

كذا في بدائع الصنائع:

وَلَوْ فَتَحَ عَلَى الْمُصَلِّي إِنْسَانٌ فَهَذَا عَلَى وَجْهَيْنِ: إِمَّا إِنْ كَانَ الْفَاتِحُ هُوَ الْمُقْتَدِي بِهِ أَوْ غَيْرَهُ. فَإِنْ كَانَ غَيْرَهُ فَسَدَتْ صَلَاةُ الْمُصَلِّي. سَوَاءٌ كَانَ الْفَاتِحُ خَارِجَ الصَّلَاةِ، أَوْ فِي صَلَاةٍ أُخْرَى غَيْرِ صَلَاةِ الْمُصَلِّي وَفَسَدَتْ صَلَاةُ الْفَاتِحِ أَيْضًا، إِنْ كَانَ هُوَ فِي الصَّلَاةِ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ تَعْلِيمٌ وَتَعَلُّمٌ. فَإِنَّ الْقَارِئَ إِذَا اسْتَفْتَحَ غَيْرَهُ فَكَأَنَّهُ يَقُولُ: مَاذَا بَعْدَ مَا قَرَأْتَ فَذَكِّرْنِي، وَالْفَاتِحُ بِالْفَتْحِ كَأَنَّهُ يَقُولُ: بَعْدَ مَا قَرَأْتَ كَذَا فَخُذْ مِنِّي. وَلَوْ صَرَّحَ بِهِ لَا يُشْكِلُ فِي فَسَادِ الصَّلَاةِ فَكَذَا هَذَا، وَكَذَا الْمُصَلِّي إِذَا فَتَحَ عَلَى غَيْرِ الْمُصَلِّي فَسَدَتْ صَلَاتُهُ، لِوُجُودِ التَّعْلِيمِ فِي الصَّلَاةِ وَلِأَنَّ فَتْحَهُ بَعْدَ اسْتِفْتَاحِهِ جَوَابٌ. وَهُوَ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ فَيُوجِبُ فَسَادَ الصَّلَاةِ، وَإِنْ كَانَ مَرَّةً وَاحِدَةً، هَذَا إِذَا فَتَحَ عَلَى الْمُصَلِّي عَنْ اسْتِفْتَاحٍ. (۲)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

لو فتح على المصلي رجل ليس في الصلاة فأخذ المصلي بفتحه تفسد صلاته. (۳)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ إِلَّا إِذَا تَذَكَّرَ إِلَخْ)... قُلْت: وَالَّذِي يَنْبَغِي أَنْ يُقَالَ: إِنْ حَصَلَ التَّذَكُّرُ بِسَبَبِ الْفَتْحِ تَفْسُدُ مُطْلَقًا: أَيْ سَوَاءٌ شَرَعَ فِي التِّلَاوَةِ قَبْلَ تَمَامِ الْفَتْحِ أَوْ بَعْدَهُ لِوُجُودِ التَّعَلُّمِ وَإِنْ حَصَلَ تَذَكُّرُهُ مِنْ نَفْسِهِ لَا بِسَبَبِ الْفَتْحِ

---

(۱) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۵۸۱، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، مفسدات الصلاة، ۱/ ۵۴۲، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فيما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ۱/ ۱۲۱، ط: رشيدية

لَا تَفْسُدُ مُطْلَقًا.[۱]

وكذا في البحر الرائق:

وَلَوْ سَمِعَهُ الْمُؤْتَمُّ مِمَّنْ لَيْسَ فِي الصَّلَاةِ فَفَتَحَهُ عَلَى إمَامِهِ يَجِبُ أَنْ تَبْطُلَ صَلَاةُ الْكُلِّ لِأَنَّ التَّلْقِينَ مِنْ خَارِجٍ.[۲]

وكذا في حلبي كبيري:

وإن فتح المصلي على من ليس معه في الصلاة سواء كان في الصلاة أو خارج الصلاة والأحسن أن يقال على غير إمامه ليشمل فتحه على مقتد معه في صلاته أيضا تفسد صلاته لأنه تعليم تعلم وهو من كلام الناس.[۳]

وكذا في الهندية: كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٩٩، ط: رشيديه

وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ١١، ط: رشيديه

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں، ۱/ ۳۹۹، ط: قدیمی

وكذا في مجموعة الفتاوى: كتاب الصلاة، ١/ ١٩٦، ط: سعيد

عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز کے دوران سانپ مار دیا تو نماز درست ہے یا نہیں؟اور سانپ کو دیکھ کر نماز کو توڑنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز کے دوران سانپ مارتے ہوئے اگر عمل کثیر کیا گیا یعنی دو سے زیادہ ضربیں ماری گئیں یا قبلہ کی طرف اتنا چلا کہ سجدہ کی جگہ سے آگے بڑھ گیا یا سینہ قبلہ سے پھر گیا تو نماز فاسد ہو گئی ورنہ نماز فاسد نہیں ہو گی، سانپ کے ڈر سے نماز توڑنا جائز ہے۔

كذا في الشامية مع التنوير والدر:

(لَا يُكْرَهُ (قَتْلُ حَيَّةٍ أَوْ عَقْرَبٍ) إنْ خَافَ الْأَذَى... (مُطْلَقًا) وَلَوْ بِعَمَلٍ كَثِيرٍ عَلَى الْأَظْهَرِ، لَكِنْ صَحَّحَ

==================

[۱] كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٩٩، ط: سعيد

[۲] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ١١، ط: رشيدية

[۳] باب مفسدات الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ص٣٨٠، ط: نعمانيه

الْحَلَبِيُّ الْفَسَادَ. (قَوْلُهُ لَكِنْ صَحَّحَ الْحَلَبِيُّ الْفَسَادَ) حَيْثُ قَالَ تَبَعًا لِابْنِ الْهُمَامِ: فَالْحَقُّ فِيمَا يَظْهَرُ هُوَ الْفَسَادُ، وَالْأَمْرُ بِالْقَتْلِ لَا يَسْتَلْزِمُ صِحَّةَ الصَّلَاةِ مَعَ وُجُودِهِ كَمَا فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ، بَلْ الْأَمْرُ فِي مِثْلِهِ لِإِبَاحَةِ مُبَاشَرَتِهِ وَإِنْ كَانَ مُفْسِدًا لِلصَّلَاةِ. اهـ. وَنَقَلَ كَلَامُ ابْنِ الْهُمَامِ فِي الْحِلْيَةِ وَالْبَحْرِ وَالنَّهْرِ وَأَقَرُّوهُ عَلَيْهِ، وَقَالُوا: إنَّ مَا ذَكَرَهُ السَّرَخْسِيُّ رَدَّهُ فِي النِّهَايَةِ بِأَنَّهُ مُخَالِفٌ لِمَا عَلَيْهِ عَامَّةُ رُوَاةِ شُرُوحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ وَمَبْسُوطُ شَيْخِ الْإِسْلَامِ مِنْ أَنَّ الْكَثِيرَ لَا يُبَاحُ. (١)

وكذا في حلبي كبيري:

(ولا بأس بقتل الحية والعقرب) في الصلاة... (إذا لم يحتج إلى المشي) الكثير كثلاث خطوات متواليات (ولا إلى المعالجة الكثيرة كثلاث ضربات متواليات) فأما إذا احتاج إلى ذلك (فمشى وعالج تفسد) صلاته كما لو قاتل إنسانا في صلاته لأنه عمل كثير. (٢)

وكذا في الهندية:

وَإِنَّمَا يُبَاحُ قَتْلُ الْحَيَّةِ أَوْ الْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ إذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَخَافَ أَنْ يُؤْذِيَهُ فَأَمَّا إذَا كَانَ لَا يَخَافُ الْأَذَى فَيُكْرَهُ... وَبَعْضُهُمْ قَالُوا: إنْ ضَرَبَهَا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ وَإِنْ ضَرَبَهَا ثَلَاثًا فِي رَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ. (٣)

وكذا في نماز كے مسائل كا انسائيكلو پيڈيا: ٢/ ٣٥١، ط: بيت العمار

وكذا في فتاوی محموديہ: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٦/ ٦٠٧، ٦٠٨، ط: فاروقيه

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤٢٠، ط: سعيد

==================

(١) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة، ١/ ٦٥١، ط: سعيد

(٢) مكروهات في الصلاة، ص٣٠٧، ط: نعمانيه

(٣) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٠٣، ط: رشيدية

پان کھانے کے بعد بغیر کلی کئے نماز پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نماز پڑھنے مسجد آیا تو امام تشہد میں بیٹھے ہوئے تھے اور سلام پھیرنے کے قریب تھا منہ میں پان تھا جلدی جلدی تھوکا، کلی کئے بغیر جماعت میں شامل ہوا، نماز کے دوران منہ میں پیک جمع ہوئی جس کو نگل لیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس سے نماز فاسد ہوئی یا نہیں درانحالیکہ حلق سے نیچے اتارتے ہوئے ذائقہ بھی محسوس ہوا؟

جواب: صورت مسئولہ میں چونکہ بغیر کلی کئے شرکت کرنے کی وجہ سے منہ میں پان کا مکمل ذائقہ موجود ہے، اس لئے باقی ماندہ اثرات والے پیک کو نگلنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

كذا في الشامية:

وَلَوْ أَدْخَلَ الْفَانِيذَ، أَوْ السُّكَّرَ فِي فِيهِ، وَلَمْ يَمْضُغْهُ، لَكِنْ يُصَلِّي وَالْحَلَاوَةُ تَصِلُ إلَى جَوْفِهِ، تَفْسُدُ صَلَاتُهُ. (١)

وكذا في الهندية:

وَلَوْ أَدْخَلَ الْفَانِيذ، أَوْ السُّكَّرَ فِي فِيهِ، وَلَمْ يَمْضُغْهُ، لَكِنْ يُصَلِّي وَالْحَلَاوَةُ تَصِلُ إلَى جَوْفِهِ، تَفْسُدُ صَلَاتُهُ. (٢)

وكذا في الخلاصة:

وَلَوْ أَدْخَلَ الْفَائز فِي فِيهِ، أَوْ الْمُسَكِّرُ فِي فِيهِ، وَلَمْ يَمْضُغْهُ، لَكِنْ يُصَلِّي وَالْحَلَاوَةُ تَصِلُ إلَى جَوْفِهِ، تَفْسُدُ صَلَاتُهُ. (٣)

وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ١٩، ط: رشيدية

وكذا في فتاوی دار العلوم زكريا: كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٣١٨، ٣١٩، ط:

زمزم پبلشرز

====================

(١) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٢٣، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٠٢، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فيما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ١٢٧، ١٢٨، ط: رشيدية

نماز کے دوران دانتوں میں پھنسی ہوئی چیز کھانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کے دانتوں کے درمیان کھانے کی کوئی چیز پھنسی ہو اور نماز کے دوران اس پھنسی ہوئی چیز کو نکال کر کھالے تو اس سے نماز پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر کسی نمازی نے دانتوں میں پھنسی ہوئی چیز کھالی اور وہ چیز ایک چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور حلق سے نیچے اتار لی تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر دانتوں کے درمیان سے نکلنے والی وہ چیز اس سے چھوٹی تھی کہ وہ خود بخود منہ میں ہی ختم ہو جائے تو اس سے نماز میں فرق نہیں آئے گا۔

كذا في خلاصة الفتاوى:

وإن كان بين أسنانه شيء فابتلعه لم يضره ولو كان قدر الحمصة يفسد صلاته. (۱)

وكذا في قاضيخان:

وإن ابتلع شيئا بين أسنانه في الكتاب أنه لا تفسد صلاته ولم يفصل قبل هذا إذا كان قليلا فإن كان كثيرا يفسد الصلاة ثم اختلفوا في القلة والكثرة بعضهم قدروا القليل بما دون الحمصة وسوى بينها وبين الصوم وقال بعضهم ما دون ملأ الفم لا يفسد. (۲)

وكذا في تبيين الحقائق:

وَأَمَّا أَكْلُ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ فَلِأَنَّهُ لَا يُمْكِنُ الِاحْتِرَازُ عَنْهُ وَلِهَذَا لَا يَبْطُلُ بِهِ الصَّوْمُ فَصَارَ كَالرِّيقِ إِلَّا إِذَا كَانَ كَثِيرًا فَتَفْسُدُ بِهِ صَلَاتُهُ كَمَا يَفْسُدُ بِهِ صَوْمُهُ وَالْفَاصِلُ بَيْنَهُمَا مِقْدَارُ الْحِمَّصَةِ. (۳)

وکذا في کتاب المسائل: کتاب الصلاۃ، نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں، ۱/ ۳۸۷، ۳۸۸، ط: قدیمی

جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے نماز میں حرکت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض اوقات ہم جب مسجد میں آخری صف میں کھڑے ہوتے ہیں تو جب رکوع میں جاتے ہیں تو پیچھے دیوار سے ٹکراتے ہیں اس وجہ سے اس وقت تھوڑا آگے ہونا پڑتا ہے اور پھر اٹھتے

==================

(۱) كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فيما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ۱/ ۱۲۷، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ۱/ ۶۳، ط: اشرفيه

(۳) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ۳۹۹، ۴۰۰، ط: سعيد

وقت تھوڑا سا پیچھے ہونا پڑتا ہے تو کیا اس حرکت کی وجہ سے نماز فاسد تو نہیں ہوگی؟

جواب: صورت مسئولہ میں جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے جو تھوڑی سے حرکت کی جاتی ہے اس کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔

كذا في الدر المختار:

مَشى مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، هَلْ تَفْسُدُ إنْ قَدْرَ صَفٍّ ثُمَّ وَقَفَ قَدْرَ رُكْنٍ ثُمَّ مَشَى وَوَقَفَ كَذَلِكَ وَهَكَذَا لَا تَفْسُدُ، وَإِنْ كَثُرَ مَا لَمْ يَخْتَلِفْ الْمَكَانُ، وَقِيلَ لَا تَفْسُدُ حَالَةَ الْعُذْرِ مَا لَمْ يَسْتَدْبِرْ الْقِبْلَةَ اسْتِحْسَانًا. (١)

وكذا في الهندية:

الْمَشْيُ فِي الصَّلَاةِ إذَا كَانَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ لَا يُفْسِدُ إذَا لَمْ يَكُنْ مُتَلَاحِقًا وَلَمْ يَخْرُجْ مِنْ الْمَسْجِدِ وَفِي الْفَضَاءِ مَا لَمْ يَخْرُجْ مِنْ الصُّفُوفِ. كَذَا فِي الْمُنْيَةِ وَإِذَا اسْتَدْبَرَ الْقِبْلَةَ فَسَدَتْ. كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَفِي مُنْيَةِ الْمُصَلِّي: الْمَشْيُ فِي الصَّلَاةِ إذَا كَانَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لَا يُفْسِدُ إذَا لَمْ يَكُنْ مُتَلَاحِقًا وَلَمْ يَخْرُجْ مِنْ الْمَسْجِدِ وَفِي الْفَضَاءِ مَا لَمْ يَخْرُجْ عَنْ الصُّفُوفِ. هَذَا كُلُّهُ إذَا لَمْ يَسْتَدْبِرْ الْقِبْلَةَ، وَأَمَّا إذَا اسْتَدْبَرَهَا فَسَدَتْ وَفِي الظَّهِيرِيَّةِ الْمُخْتَارُ فِي الْمَشْيِ أَنَّهُ إذَا أَكْثَرَ أَفْسَدَهَا. (٣)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وترتيبها، ٦/ ٤٩٣، ٤٩٤، ط: فاروقيه

نماز کے دوران بچھو کو مارنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز کے دوران مصلے پر اگر بچھو آجائے تو کیا اس کو نماز کی حالت میں مارنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز کی حالت میں اگر بچھو مصلے پر آجائے تو اس کو مارنا جائز ہے۔

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ الحَيَّةُ وَالعَقْرَبُ». (٤)

(١) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها إلخ، ١/ ٦٢٧، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، النوع الثاني في الأفعال المفسدة للصلاة، ١/ ١٠٢، ١٠٣، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٢٢، ط: رشيدية

(٤) أبواب الصلاة، باب ما جاء في قتل الأسودين في الصلاة، ١/ ٨٩، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

قَتْلُ الْعَقْرَبِ وَالْحَيَّةِ فِي الصَّلَاةِ لَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ سَوَاءٌ حَصَلَ بِضَرْبَةٍ أَوْ بِضَرَبَاتٍ وَهُوَ الْأَظْهَرُ وَفِي مَجْمُوعِ النَّوَازِلِ فَإِنْ وَقَعَ هَذَا لِلْمُقْتَدِي فَأَخَذَ النَّعْلَ بِيَدِهِ وَمَشَى إلَيْهِ لَا تَفْسُدُ وَإِنْ صَارَ قُدَّامَ الْإِمَامِ.... وَإِنَّمَا يُبَاحُ قَتْلُ الْحَيَّةِ أَوْ الْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ إذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَخَافَ أَنْ يُؤْذِيَهُ. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ لَا قَتْلُ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ) أَيْ لَا يُكْرَهُ قَتْلُهُمَا لِحَدِيثِ الصَّحِيحَيْنِ «اُقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ» وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ مَرْفُوعًا «أَمَرَ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - بِقَتْلِ الْكَلْبِ الْعَقُورِ وَالْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ» وَأَقَلُّ مَرَاتِبِ الْأَمْرِ الْإِبَاحَةُ... وَيُسْتَحَبُّ قَتْلُ الْعَقْرَبِ بِالنَّعْلِ الْيُسْرَى إنْ أَمْكَنَ لِحَدِيثِ أَبِي دَاوُد كَذَلِكَ وَلَا بَأْسَ بِقِيَاسِ الْحَيَّةِ عَلَى الْعَقْرَبِ فِي هَذَا. (۲)

وكذا في التنوير والدر مع الرد:

(لَا) يُكْرَهُ (قَتْلُ حَيَّةٍ أَوْ عَقْرَبٍ) إنْ خَافَ الْأَذَى، إذْ الْأَمْرُ لِلْإِبَاحَةِ لِأَنَّهُ مَنْفَعَةٌ لَنَا، فَالْأَوْلَى تَرْكُ الْحَيَّةِ الْبَيْضَاءِ لِخَوْفِ الْأَذَى (مُطْلَقًا) وَلَوْ بِعَمَلٍ كَثِيرٍ عَلَى الْأَظْهَرِ... (قَوْلُهُ لَا يُكْرَهُ قَتْلُ حَيَّةٍ أَوْ عَقْرَبٍ) لِخَبَرِ الشَّيْخَيْنِ «اُقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ». (۳)

وكذا في كتاب الفتاوی: نماز سے متعلق سوالات، ۲/ ۲۴۳-۲۴۴، ط: زمزم پبلشرز

نمازی کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص کا اپنی جگہ سے ہٹنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص عین کسی کے پیچھے نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہو جائے تو اگلا شخص وہاں سے ہٹ سکتا ہے یا نہیں، یہ بھی مرور میں شامل ہوگا یا نہیں؟

جواب: بیٹھے ہوئے آدمی کے پیچھے کسی نے آ کر اپنی نماز شروع کر دی اور وہ آدمی اگر اپنی ضرورت کے لئے وہاں سے ہٹ جائے تو یہ ممنوع نہیں اور یہ مرور میں بھی شامل نہیں ہوگا۔

==================

(۱) کتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ۱۰۳، ط: رشيدية

(۲) کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره، ۲/ ۵۳، ط: رشيدية

(۳) کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره، ۱/ ۶۵۱، ط: سعيد

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: «كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ، فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي، فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا»، قَالَتْ: وَالبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ.[١]

وكذا في سنن النسائي:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: «كُنْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي، فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَقُومَ كَرِهْتُ أَنْ أَقُومَ فَأَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ انْسَلَلْتُ انْسِلَالًا».[٢]

وكذا في رد المحتار:

الْمُرُورَ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي، فَإِنْ كَانَ مَعَهُ شَيْءٌ يَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَمُرُّ وَيَأْخُذُهُ، وَلَوْ مَرَّ اثْنَانِ يَقُومُ أَحَدُهُمَا أَمَامَهُ وَيَمُرُّ الْآخَرُ وَيَفْعَلُ الْآخَرُ هَكَذَا يَمُرَّانِ، وَإِنْ مَعَهُ دَابَّةٌ فَمَرَّ رَاكِبًا أَثِمَ، وَإِنْ نَزَلَ وَتَسَتَّرَ بِالدَّابَّةِ وَمَرَّ لَمْ يَأْثَمْ، وَلَوْ مَرَّ رَجُلَانِ مُتَحَاذِيَيْنِ فَالَّذِي يَلِي الْمُصَلِّيَ هُوَ الْآثِمُ.[٣]

وكذا في الهندية:

وَلَوْ مَرَّ مَارٌّ فِي مَوْضِعِ سُجُودِهِ لَا تَفْسُدُ وَإِنْ أَثِمَ وَتَكَلَّمُوا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُكْرَهُ الْمُرُورُ فِيهِ وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ مَوْضِعُ صَلَاتِهِ مِنْ قَدَمِهِ إلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ. قَالَ مَشَايِخُنَا: إذَا صَلَّى رَامِيًا بَصَرَهُ إلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ فَلَمْ يَقَعْ بَصَرُهُ عَلَيْهِ لَمْ يُكْرَهْ وَهُوَ الصَّحِيحُ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَهُوَ الْأَصَحُّ. كَذَا فِي الْبَدَائِعِ وَهُوَ الْأَشْبَهُ إلَى الصَّوَابِ. كَذَا فِي النِّهَايَةِ.[٤]

وكذا في *فتاوى محموديه*: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٦/ ٦٠٩، ٦١٠، ط: فاروقيه

وكذا في *احسن الفتاوى*: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤٠٨، ط: سعيد

===================

[١] كتاب الصلاة، باب التطوع خلف المرأة، ١/ ٧٣، ط: قديمي

[٢] كتاب القبلة، ذكر ما يقطع الصلاة وما لا يقطع إذا لم يكن بين يدي المصلي سترة، ١/ ١٢٣، ط: قديمي

[٣] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ «تعالى» جد بدون ألف لا تفسد، ١/ ٤٣٦، ط: سعيد

[٤] كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٠٤ ط: رشيدية

چراغ کے سامنے نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد میں جماعت کی نماز کے دوران سامنے چراغ ہو تو نماز خراب ہو گی یا نہیں؟

جواب: اگر مسجد میں جماعت کی نماز کے دوران سامنے چراغ ہو تو نماز خراب نہیں ہوگی، اگر دائیں یا بائیں یا پیچھے چراغ رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے اس صورت میں کسی کو اعتراض کا موقع نہیں ہوگا۔

كذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ أَوْ شَمْعٍ أَوْ سِرَاجٍ) لِأَنَّهُمَا لَا يُعْبَدَانِ وَالْكَرَاهَةُ بِاعْتِبَارِهَا وَإِنَّمَا يَعْبُدُهَا الْمُجُوسُ إذَا كَانَتْ فِي الْكَانُونِ وَفِيهَا الْجَمْرُ أَوْ فِي التَّنُّورِ فَلَا يُكْرَهُ التَّوَجُّهُ إلَيْهَا عَلَى غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ. [1]

وكذا في الهندية:

وَلَوْ تَوَجَّهَ إلَى قِنْدِيلٍ أَوْ إلَى سِرَاجٍ لَمْ يُكْرَهْ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَهُوَ الْأَصَحُّ. كَذَا فِي خِزَانَةِ الْفَتَاوَى. [2]

وكذا في الدر مع الرد:

(وَ) لَا يُكْرَهُ (صَلَاةٌ إلَى ظَهْرِ قَاعِدٍ) أَوْ قَائِمٍ... (و) لَا إلَى (مُصْحَفٍ أَوْ سَيْفٍ مُطْلَقًا أَوْ شَمْعٍ أَوْ سِرَاجٍ... (قَوْلُهُ أَوْ شَمْعٍ)... وَعَدَمُ الْكَرَاهَةِ هُوَ الْمُخْتَارُ كَمَا فِي غَايَةِ الْبَيَانِ، وَيَنْبَغِي الِاتِّفَاقُ عَلَيْهِ فِيمَا لَوْ كَانَ عَلَى جَانِبَيْهِ كَمَا هُوَ الْمُعْتَادُ فِي لَيَالِي رَمَضَانَ بَحْرٌ. [3]

وكذا في فتاوى قاضيخان:

وإن كان بين يديه سراج، وقنديل لا يكره لأنه لا يشبه عبادة النار. [4]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٦/ ٦٨٢، ٦٨٣، ط: فاروقيه

وکذا في مسائل رفعت قاسمی: مسائل نماز، ۲/ ۱۸۶، ط: سید احمد شہید

==================

[1] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٥٦، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ١/ ١٠٨، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة، ١/ ٦٥١، ٦٥٢، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ١/ ٥٩، ط: رشيدية

دورانِ نماز اگر مرد عورت کا بوسہ لے تو کیا حکم ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر عورت نماز پڑھ رہی ہے اور مرد نے اس حالت میں اس کا بوسہ لیا تو عورت کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر عورت نماز پڑھ رہی ہے اور مرد نے اس حالت میں اس کا شہوت سے بوسہ لیا تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی، عورت اس نماز کو دوبارہ پڑھے مرد کو نماز کے دوران ایسی حرکت نہیں کرنی چاہئے۔

كذا في الشامي:

لو مس المصلية بشهوة أو قبلها بدونها فإن صلاتها تفسد. [1]

وكذا في الهندية:

وَلَوْ كَانَتْ الْمَرْأَةُ فِي الصَّلَاةِ فَجَامَعَهَا زَوْجُهَا بَيْنَ الْفَخِذَيْنِ فَسَدَتْ صَلَاتُهَا وَإِنْ لَمْ يَنْزِلْ مِنْهَا بَلَّةٌ وَكَذَا لَوْ قَبَّلَهَا بِشَهْوَةٍ. [2]

وكذا في التاتارخانية:

وعنه أيضا: في المرأة صلت فباشرها رجل قليل المباشرة لا تفسد صلاتها وفي كثير المباشرة تفسد صلاتها وكذلك القبلة وقال الشيخ أبو جعفر إن كان بشهوة فسدت صلاتها على كل حال. [3]

وكذا في خلاصة الفتاوى:

وكذا لو قبلها بشهوة او غير شهوة أو مسها بشهوة لأنه في معنى الجماع. [4]

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٤/ ٦٠، ط: دار الاشاعت

لفظ "اللہ" کے الف پر مد پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی امام نماز میں تکبیر کو اللہ اکبر کے بجائے

---

[1] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في التثنية بأهل الكتاب، ١/ ٦٢٥، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، الفصل السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٠٤، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، ما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ٥٩٠، ط: ادارة القرآن

[4] كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فيما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ١٢٨، ط: رشيدية

"آللہ اکبر" پڑھتا ہو یعنی لفظ "اللہ" کے الف پر مد پڑھتا ہو تو کیا اس کی نماز فاسد ہو گی یا نہیں؟

جواب: اگر امام لفظ "اللہ" پر مد پڑھتا ہو تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ مد پڑھنے کی وجہ سے استفہام کا معنی پیدا ہو جاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی میں شک پیدا ہو جاتا ہے اگر تکبیر تحریمہ میں ایسا کرتا ہو تو نماز ابتداء سے ہی صحیح نہ ہوئی، بہر صورت ایسی نماز کا اعادہ لازم ہے۔

كذا في الدر مع الرد:

إِذْ مَدُّ أَحَدِ الْهَمْزَتَيْنِ مُفْسِدٌ، وَتَعَمُّدُهُ كُفْرٌ وَكَذَا الْبَاءُ فِي الْأَصَحِّ... (قَوْلُهُ إِذْ مَدُّ أَحَدِ الْهَمْزَتَيْنِ مُفْسِدٌ إِلَخْ) اعْلَمْ أَنَّ الْمَدَّ إنْ كَانَ فِي اللهُ، فَإِمَّا فِي أَوَّلِهِ أَوْ وَسَطِهِ أَوْ آخِرِهِ، فَإِنْ كَانَ فِي أَوَّلِهِ لَمْ يَصِرْ بِهِ شَارِعًا وَأَفْسَدَ الصَّلَاةَ لَوْ فِي أَثْنَائِهَا، وَلَا يَكْفُرُ إنْ كَانَ جَاهِلًا لِأَنَّهُ جَازِمٌ وَالْإِكْفَارُ لِلشَّكِّ فِي مَضْمُونِ الْجُمْلَةِ... (قَوْلُهُ وَتَعَمَّدَهُ) أَيْ تَعَمَّدَ مَدَّ الْهَمْزَةِ مِنْ لَفْظِ الْجَلَالَةِ أَوْ أَكْبَرُ كَفَرَ، لِكَوْنِهِ اسْتِفْهَامًا يَقْتَضِي أَنْ لَا يَثْبُتَ عِنْدَهُ كِبْرِيَاءُ اللهِ تَعَالَى وَعَظَمَتُهُ. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَكَبَّرَ بِلَا مَدٍّ وَرَكَعَ)... وَفِي الْمَبْسُوطِ لَوْ مَدَّ أَلِفَ " اللهِ " لَا يَصِيرُ شَارِعًا وَخِيفَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ إنْ كَانَ قَاصِدًا. (۲)

وكذا في الهندية:

فِي الْمَبْسُوطِ لَوْ مَدَّ أَلِفَ اللهِ لَا يَصِيرُ شَارِعًا وَخِيفَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ إنْ كَانَ قَاصِدًا. (۳)

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٦/ ٦٣٧، ط: فاروقيه

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، نماز کے فرائض، ۱/ ۲۹۶، ط: قدیمی

نماز میں ہنسنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بکر کو نماز کے دوران کسی وجہ سے ہنسی آئی اور وہ اتنا

---

(۱) كتاب الصلاة، فصل إذا أراد الشروع في الصلاة كبر، ۱/ ٤٨٠، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ٥٤٨، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، الفصل الثالث في سنن الصلاة وآدابها وكيفيتها، ۱/ ۷۳، ط: رشيدية

ہنسا کہ ساتھ میں موجود والے شخص نے اس کی ہنسی نہیں سنی بلکہ خود سنی تو آیا بکر کی نماز اور وضو دونوں باطل ہو گئی ہے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں بکر کی نماز تو ٹوٹ گئی البتہ وضو پر کوئی اثر نہیں پڑا ہے اس لئے وہ اس نماز کا اعادہ کر لے۔

كذا في الشامية:

مَا يَسْمَعُ جِيرَانُهُ... وَاحْتُرِزَ بِهِ عَنْ الضَّحِكِ، وَهُوَ لُغَةً أَعَمُّ مِنْ الْقَهْقَهَةِ. وَاصْطِلَاحًا مَا كَانَ مَسْمُوعًا لَهُ فَقَطْ فَلَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ بَلْ يُبْطِلُ الصَّلَاةَ. [١]

وكذا في الهندية:

وحدّ... الضحك أن يكون مسموعا له ولا يكون مسموعا لجيرانه... والضحك يبطل الصلاة ولا يبطل الطهارة. [٢]

وكذا في البحر الرائق:

وَقَيَّدَ بِالْقَهْقَهَةِ؛ لِأَنَّ الضَّحِكَ بِفَتْحِ الضَّادِ وَكَسْرِ الْحَاءِ هَذَا أَصْلُهُ وَيَجُوزُ إسْكَانُ الْحَاءِ مَعَ فَتْحِ الضَّادِ وَكَسْرِهَا فَهِيَ أَرْبَعَةُ أَوْجُهٍ: كَذَا فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ، وَهُوَ فِي اللُّغَةِ أَعَمُّ مِنْ الْقَهْقَهَةِ، وَهِيَ مِنْ أَفْرَادِهِ وَفِي الِاصْطِلَاحِ مَا كَانَ مَسْمُوعًا لَهُ فَقَطْ وَحُكْمُهُ أَنَّهُ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ بَلْ يُبْطِلُ الصَّلَاةَ. [٣]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول فيما يفسد الصلاة، ٦/ ٦١١، ٦١٢، ط: فاروقيه

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤٢٢، ٤٢٣، ط: سعيد

نسوار یا پان منہ میں رکھ کر نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نمازی کے منہ میں پان یا نسوار وغیرہ رہ جائے تو نماز فاسد ہو گی یا نہیں؟

جواب: نمازی اگر نسوار یا پان منہ میں رکھ کر نماز پڑھے تو نماز درست نہیں ہو گی، ایسی نماز واجب الاعادہ ہے۔

---

[١] كتاب الصلاة، مطلب نوم الأنبياء وغير ناقض، ١/ ١٤٤، ١٤٥، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ١/ ١٢، ط: رشيدية

[٣] كتاب الطهارة، ١/ ٨٠، ط: رشيدية

كذا في التاتارخانية:

ولو كان في فمه سكر أو فانيذ يذوب ويدخل ماؤه حلقه فسدت صلاته وهو المختار. [١]

وكذا في الهندية:

وأدخل الفانيذ أو السكر في فيه ولم يمضغه لكن يصلي والحلاوة تصل إلى جوفه تفسد الصلاة. [٢]

وكذا في البحر الرائق:

وَلَوْ دَخَلَ الْفَانِيذُ أَوْ السُّكَّرُ فِي فِيهِ وَلَمْ يَمْضُغْهُ لَكِنْ يُصَلِّي وَالْحَلَاوَةُ تَصِلُ إلَى جَوْفِهِ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ اهـ. وَأَشَارَ بِالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ إلَى أَنَّ كُلَّ عَمَلٍ كَثِيرٍ فَهُوَ مُفْسِدٌ. [٣]

وكذا في رد المحتار:

وَلَوْ أَدْخَلَ الْفَانِيذَ أَوْ السُّكَّرَ فِي فِيهِ وَلَمْ يَمْضُغْهُ لَكِنْ يُصَلِّي وَالْحَلَاوَةُ تَصِلُ إلَى جَوْفِهِ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ. [٤]

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: کتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٣١٨، ٣١٩، ط: فاروقیه

دورانِ نماز ٹوپی گر جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی سے نماز کے دوران رکوع یا سجدہ کی حالت میں ٹوپی گر گئی تو اس میں حکم شرعی کیا ہے؟

جواب: نماز میں رکوع یا قیام کی حالت میں گری ہوئی ٹوپی اٹھا کر پہننا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے عمل کثیر لازم آتا ہے، البتہ سجدہ اور قعدہ کی حالت میں سر کے سامنے گری ہوئی ٹوپی عمل قلیل کے ساتھ ایک ہاتھ سے اٹھا کر پہن لینا بہتر ہے۔

كذا في الدر المختار:

ولو سقطت قلنسوته فإعادتها أفضل إلا إذا احتاجت لتكوير أو عمل كثير. [٥]

====================

[١] كتاب الصلاة، فصل الخامس في بيان ما يفسد الصلاة وما لا يفسد، النوع الثاني في بيان الأفعال المفسدة، ١/ ٥٩٠، ط: ادارة القرآن

[٢] كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٠٣، ط: رشيدية

[٣] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره، ٢/ ١٩، ط: رشيديه

[٤] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب المواضع التي لا يجب فيها رد السلام، ١/ ٦٢٣، ط: سعيد

[٥] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٤١، ط: سعيد

وكذا في التاتارخانية:

وفي الحجة: سئل صاحب الكتاب عمن سقطت قلنسوته أو عمامته في الصلاة كيف يصنع؟ فقال رفع القلنسوة بعمل قليل بيد واحدة أفضل من الصلاة مع كشف الرأس. (١)

وكذا في حلبي كبيري:

ويكره أيضا في الصلاة نزع القميص ونحوه والقلنسوة... وهي ما تلبس في الرأس وكذا يكره لبسهما إذا كان النزع أو اللبس بعمل يسير لأنه عمل أجنبي من الصلاة لا يحصل به تتميم شيء من أعمالها ولهذا كان مفسدا إذا حصل بعمل كثير بأن احتاج إلى اليدين. (٢)

وكذا في فتاوی رحیمیہ: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ٥/ ١٢٦، ط: دار الاشاعت

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٦/ ٦٦١، ٦٦٢، ط: فاروقيه

دوران نماز گھڑی میں ٹائم دیکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زاہد نے دوران نماز گھڑی میں وقت دیکھ لیا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب: نماز میں قصداً گھڑی پر وقت دیکھنا مکروہ ہے تاہم اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

كذا في البحر الرائق:

وَلَوْ نَظَرَ إِلَى مَكْتُوبٍ وَفَهِمَهُ... لَكِنْ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُسْتَفْهِمًا لَا تَفْسُدُ بِالْإِجْمَاعِ وَإِنْ كَانَ مُسْتَفْهِمًا فَفِي الْمُنْيَةِ... وَالصَّحِيحُ عَدَمُهُ اتِّفَاقًا. (٣)

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

ولا تفسد الصلاة بالنظر إلى مكتوب وفهمه، غير أنه مكروه. (٤)

==================

(١) كتاب الصلاة، الفصل الرابع في بيان ما يكره للمصلي وما لا يكره، ١/ ٥٦٤، ط: ادارة القرآن

(٢) فصل في المكروهات في الصلاة، ص٣٠٩، ط: نعمانيه

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٢٤، ط: رشيديه

(٤) الفصل السابع، مبطلات الصلاة أو مفسداتها، أولا مفسدات الصلاة عند الفقهاء، ٢/ ١٠٢٤، ط: نشر احسان

وکذا في الدر المختار مع الشامیة:

(وَلَا يُفْسِدُهَا نَظَرُهُ إِلَى مَكْتُوبٍ وَفَهْمُهُ) وَلَوْ مُسْتَفْهِمًا وَإِنْ كُرِهَ... (قَوْلُهُ وَإِنْ كُرِهَ) أَيْ لِاشْتِغَالِهِ بِمَا لَيْسَ مِنْ أَعْمَالِ الصَّلَاةِ، وَأَمَّا لَوْ وَقَعَ عَلَيْهِ نَظَرُهُ بِلَا قَصْدٍ وَفَهِمَهُ فَلَا يُكْرَهُ. (١)

وکذا في فتاوی محمودیه: کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، ٦/ ٦٠٦، ط: فاروقیه

وکذا في آپ کے مسائل اوران کا حل: کتاب الصلاۃ، کن چیزوں سے نماز فاسد یا مکروہ ہو جاتی ہے، ۳/ ۵۵۴،ط: لدھیانوی

نماز میں قہقہہ لگانا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز میں قہقہہ لگانے سے وضوٹوٹتا ہے یانہیں؟

جواب: بالغ مرد یاعورت کا رکوع سجود والی نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے دوبارہ وضو کرکے اس نماز کااعادہ لازم ہے۔

کذا في الهندیة:

القهقهة في كل صلاة فيها ركوع وسجودة تنقض الصلاة والوضوء عندنا كذا في المحيط. (٢)

وکذا في تبیین الحقائق:

قهقهة مصل بالغ وقيل ينقض ثم لا فرق بين أن يقهقه عامدا أو ناسيا فالكل ناقض. (٣)

وکذا في البحر الرائق:

قَوْلُهُ كَمَا تَفْسُدُ بِقَهْقَهَةِ إِمَامِهِ لَدَى اخْتِتَامِهِ... كَمَا تَفْسُدُ صَلَاةُ الْمَسْبُوقِ بِحَدَثِ إِمَامِهِ عَامِدًا بَعْدَ الْقُعُودِ قَدْرَ التَّشَهُّدِ. (٤)

وکذا في حلبي کبیري:

وكذا بقهقهة في كل صلاة ذات ركوع وسجود..... تنقض الوضوء والصلاة جميعا سواء كان القهقهة

(١) کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، ١/ ٣٤، ط: سعید

(٢) کتاب الطهارة، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ١/ ١٢، ط: رشیدیة

(٣) کتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ١/ ٥٥، ط: سعید

(٤) کتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ١/ ٦٦٧، ط: رشیدیة

عامدا... أو ناسيا.[1]

وكذا في الدر المختار مع الشامية:

قوله (وقهقهة) قيل إنها من الأحداث (بالغ) ولو امرأة سهوا يقظان فلا يبطل وضوء صبي ونائم بل صلاتهما به يفتى.[2]

وكذا في خير الفتاوى: كتاب الصلاة، ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٤٤٦، ط: امداديه

وكذا في *فتاوی دار العلوم دیوبند عزیزی*: كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٢٤٢، ط: دار الاشاعت

نماز کی حالت میں سانپ کو مارنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز کے دوران مصلے پر اگر سانپ آجائے تو کیا اس کو نماز کی حالت میں مارنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز کی حالت میں اگر سانپ مصلے پر آجائے تو اس کو مارنا جائز ہے۔

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ الحَيَّةُ وَالعَقْرَبُ.[3]

وكذا في الهندية:

قَتْلُ الْعَقْرَبِ وَالْحَيَّةِ فِي الصَّلَاةِ لَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ سَوَاءٌ حَصَلَ بِضَرْبَةٍ أَوْ بِضَرَبَاتٍ وَهُوَ الْأَظْهَرُ وَفِي مَجْمُوعِ النَّوَازِلِ فَإِنْ وَقَعَ هَذَا لِلْمُقْتَدِي فَأَخَذَ النَّعْلَ بِيَدِهِ وَمَشَى إلَيْهِ لَا تَفْسُدُ وَإِنْ صَارَ قُدَّامَ الْإِمَامِ... وَإِنَّمَا يُبَاحُ قَتْلُ الْحَيَّةِ أَوْ الْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ إذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَخَافَ أَنْ يُؤْذِيَهُ.[4]

وكذا في التنوير مع الدر:

(لَا) يُكْرَهُ (قَتْلُ حَيَّةٍ أَوْ عَقْرَبٍ) إنْ خَافَ الْأَذَى، إذْ الْأَمْرُ لِلْإِبَاحَةِ لِأَنَّهُ مَنْفَعَةٌ لَنَا، فَالْأَوْلَى تَرْكُ الْحَيَّةِ الْبَيْضَاءِ

==================

[1] كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ١/ ١٢٣، ط: نعمانيه

[2] كتاب الطهارة، مطلب نوم الأنبياء غير ناقض، ١/ ١٤٤، ١٤٥، ط: رشيدية

[3] أبواب الصلاة، باب ما جاء في قتل الأسودين، ١/ ٨٩، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٠٣، ط: رشيدية

لِخَوْفِ الْأَذَى (مُطْلَقًا) وَلَوْ بِعَمَلٍ كَثِيرٍ عَلَى الْأَظْهَرِ. (١)

وکذا في کتاب الفتاوی: نماز کے متعلق سوالات، ۲/ ۲۴۴، ط: زمزم پبلشرز

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیها، ٦/ ٦٠٧، ٦٠٨، ط: فاروقیه

امام کا غیر نمازی سے لقمہ لینا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مقتدی نے غیر نمازی سے لقمہ لے کر امام کو دیااور امام نے لے لیاتوان دونوں کی نماز کا کیا حکم ہے جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: صورت مسئولہ میں امام اور مقتدی سب کی نماز باطل ہو جائے گی۔

کذا في البحر الرائق:

وَلَوْ سَمِعَهُ الْمُؤْتَمُّ مِمَّنْ لَيْسَ فِي الصَّلَاةِ فَفَتَحَهُ عَلَى إِمَامِهِ يَجِبُ أَنْ يَبْطُلَ صَلَاةُ الْكُلِّ؛ لِأَنَّ التَّلْقِينَ مِنْ خَارِجٍ. (٢)

وکذا في الشامیة:

(قَوْلُهُ إِلَّا إِذَا سَمِعَهُ الْمُؤْتَمُّ إلَخْ) فِي الْبَحْرِ عَنْ الْقُنْيَةِ: وَلَوْ سَمِعَهُ الْمُؤْتَمُّ مِمَّنْ لَيْسَ فِي الصَّلَاةِ فَفَتَحَ بِهِ عَلَى إِمَامِهِ يَجِبُ أَنْ تَبْطُلَ صَلَاةُ الْكُلِّ لِأَنَّ التَّلْقِينَ مِنْ خَارِجٍ اهـ وَأَقَرَّهُ فِي النَّهْرِ. وَوَجْهُهُ أَنَّ الْمُؤْتَمَّ لَمَّا تَلَقَّنَ مِنْ خَارِجٍ بَطَلَتْ صَلَاتُهُ. (٣)

وکذا في نجم الفتاوی: کتاب الصلاۃ، فصل فیها یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیها، ٢/ ٣٧٦، ط: یاسین القرآن

وکذا في کتاب المسائل: کتاب الصلاۃ، نماز کو فاسد کرنے والے چیزیں، ۱/ ۳۹۹، ط: قدیمی

آگ لگ جانے کی صورت میں نماز توڑ کر مدد کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی بچہ وغیرہ کے کپڑے میں آگ لگ گئی اور وہ

====================

(١) کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیها، ١/ ٦٥١، ط: سعید

(٢) کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیها، ٢/ ١١، ط: رشیدیة

(٣) کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیها، مطلب المواضع التي لا يجب فيها رد السلام، ١/ ٦٢٢، ط: سعید

جلنے لگا تو کیا اس کو بچانے کے لئے نماز توڑنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ صورت میں نماز توڑ کر اس بچے کی مدد کرنا واجب ہے۔

كذا في رد المحتار:

وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْمُصَلِّيَ مَتَى سَمِعَ أَحَدًا يَسْتَغِيثُ وَإِنْ لَمْ يَقْصِدْهُ بِالنِّدَاءِ، أَوْ كَانَ أَجْنَبِيًّا وَإِنْ لَمْ يَعْلَمْ مَا حَلَّ بِهِ أَوْ عَلِمَ وَكَانَ لَهُ قُدْرَةٌ عَلَى إغَاثَتِهِ وَتَخْلِيصِهِ وَجَبَ عَلَيْهِ إغَاثَتُهُ وَقَطَعَ الصَّلَاةَ فَرْضًا كَانَتْ أَوْ غَيْرَهُ. (١)

وكذا في الدر المختار مع الرد:

وَيَجِبُ لِإِغَاثَةِ مَلْهُوفٍ وَغَرِيقٍ وَحَرِيقٍ... (قَوْلُهُ لِإِغَاثَةِ مَلْهُوفٍ) سَوَاءٌ اسْتَغَاثَ بِالْمُصَلِّي أَوْ لَمْ يُعَيِّنْ أَحَدًا فِي اسْتِغَاثَتِهِ إذَا قَدَرَ عَلَى ذَلِكَ، وَمِثْلُهُ خَوْفُ تَرَدِّي أَعْمَى فِي بِئْرٍ مَثَلًا إذَا غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ سُقُوطُهُ إمْدَادٌ. (٢)

وكذا في الهندية:

وَكَذَا الْأَجْنَبِيُّ إذَا خَافَ أَنْ يَسْقُطَ مِنْ سَطْحٍ أَوْ تُحْرِقَهُ النَّارُ أَوْ يَغْرَقَ فِي الْمَاءِ وَاسْتَغَاثَ بِالْمُصَلِّي وَجَبَ عَلَيْهِ قَطْعُ الصَّلَاةِ. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

وَكَذَلِكَ الْأَجْنَبِيُّ إذَا خَافَ أَنْ يَسْقُطَ مِنْ سَطْحٍ أَوْ تَحْرُقَهُ النَّارُ أَوْ يُغْرِقَهُ الْمَاءُ وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يَقْطَعَ الصَّلَاةَ هَذَا إذَا كَانَ فِي الْفَرْضِ. (٤)

وكذا في رفعت قاسمی: مسائل نماز، ٢/ ٤٩، ط: سید احمد شہید

وكذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، ١/ ٣١٨، ط: دار الاشاعت

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: نماز کو توڑنے کے عذرات، ٣/ ٥٧٢، ط: لدھیانوی

وكذا في نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: نقصان کا خطرہ ہو تو نماز توڑنا جائز ہے، ٤/ ٢١٨، ط: بیت العمار

==================

(١) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ٥١، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة، ١/ ٦٥٤، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ١/ ١٠٩، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ٢/ ١٢٥، ط: رشيدية

دورانِ نماز سوجانا اور نیند میں بات کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی نماز کے دوران سوجائے اور اس میں بات کرے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں نماز فاسد ہوجائے گی۔

كذا في صحيح مسلم:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ أُمِّيَاهُ، مَا شَأْنُكُمْ؟ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ، فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِي لَكِنِّي سَكَتُّ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي، مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، فَوَاللهِ، مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي، قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ».(۱)

وكذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(يُفْسِدُهَا التَّكَلُّمُ) هُوَ النُّطْقُ بِحَرْفَيْنِ أَوْ حَرْفٌ مُفْهِمٌ: كع وَقِ أَمْرًا وَلَوِ اسْتَعْطَفَ كَلْبًا أَوْ هِرَّةً أَوْ سَاقَ حِمَارًا لَا تَفْسُدُ لِأَنَّهُ صَوْتٌ لَا هِجَاءَ لَهُ (عَمْدُهُ وَسَهْوُهُ قَبْلَ قُعُودِهِ قَدْرَ التَّشَهُّدِ سِيَّانِ) وَسَوَاءٌ كَانَ نَاسِيًا أَوْ نَائِمًا أَوْ جَاهِلًا أَوْ مُخْطِئًا أَوْ مُكْرَهًا هُوَ الْمُخْتَارُ. (۲)

وكذا في حلبي كبيري:

وإن نام المصلي في صلاته فتكلم أو ضحك وهو نائم تفسد صلاته هكذا في عامة الفتاوى وقال في النوادر هو المختار. (۳)

وكذا في الهندية:

إِذَا تَكَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ نَاسِيًا أَوْ عَامِدًا خَاطِئًا أَوْ قَاصِدًا قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا تَكَلَّمَ لِإِصْلَاحِ صَلَاتِهِ بِأَنْ قَامَ الْإِمَامُ

(۱) كتاب الصلاة، باب تحريم الكلام في الصلاة ونسخ ما كان من إباحته، ۱/ ۲۰۳، ط: قديمي

(۲) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ۶۱۳- ۶۱۵، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، مفسدات الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ص۳۷۷، ط: نعمانيه

فِي مَوْضِعِ الْقُعُودِ فَقَالَ لَهُ الْمُقْتَدِي اُقْعُدْ أَوْ قَعَدَ فِي مَوْضِعِ الْقِيَامِ فَقَالَ لَهُ قُمْ أَوْ لَا لِإِصْلَاحِ صَلَاتِهِ وَيَكُونُ الْكَلَامُ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ اسْتَقْبَلَ الصَّلَاةَ عِنْدَنَا. كَذَا فِي الْمُحِيطِ.[1]

وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٣، ط: رشيدية

نماز میں چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی شخص نماز میں چھینک آنے کی وجہ سے الحمد للہ کہے تو اس شخص کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اس شخص کی نماز فاسد نہیں ہوئی کیونکہ الحمد للہ حمد وثناء کے کلمات پر مشتمل ہے عام لوگوں کے کلام سے مشابہت نہیں رکھتا اور نہ ہی کوئی جوابی کلمہ کی صلاحیت رکھتا ہے، تاہم افضل یہ ہے کہ ایسی صورت میں الحمد للہ نہ کہے۔

كذا في حلبي كبيري:

ولو عطس المصلي فقال الحمد لله، لا تفسد صلاته لأنه لم يتغير بعزيمته عن كونه ثناء ولا خطاب فيه وعن أبي حنيفة أن هذا إذا حمد في نفسه من غير أن يحرك شفتيه فإن حرك فسدت والأول هو الظاهر ثم الذي ينبغي للعاطس هو أن يسكت وقيل يحمد في نفسه.[2]

وكذا في الشامية:

(وَ) يُفْسِدُهَا (تَشْمِيتُ عَاطِسٍ) لِغَيْرِهِ (بِيَرْحَمُكَ اللَّهُ وَلَوْ مِنْ الْعَاطِسِ لِنَفْسِهِ لَا)... (قَوْلُهُ وَلَوْ مِنْ الْعَاطِسِ لِنَفْسِهِ لَا) أَيْ لَوْ قَالَ لِنَفْسِهِ يَرْحَمُك اللَّهُ يَا نَفْسِي لَا تَفْسُدُ، لِأَنَّهُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ خِطَابًا لِغَيْرِهِ لَمْ يُعْتَبَرْ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ كَمَا إذَا قَالَ يَرْحَمُنِي اللَّهُ بَحْرٌ.[3]

وكذا في البحر الرائق:

لَوْ قَالَ الْعَاطِسُ أَوْ السَّامِعُ الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا تَفْسُدُ لِأَنَّهُ لَمْ يُتَعَارَفْ جَوَابًا.[4]

==================

[1] كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٩٨، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، مفسدات الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ص٣٨٠، ط: نعمانيه

[3] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب المواضع التي لا يجب فيها رد السلام، ١/ ٦٢٠، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٨، ط: رشيدية

وكذا في الهندية:

ولو قال العاطس يرحمك الله وخاطب نفسه لا يضره كذا في الخلاصة. (۱)

وكذا في التاتارخانية:

وفي نوادر بشر عن أبي يوسف رحمه الله إذا عطس الرجل في الصلاة حمد الله تعالى، فإن كان وحده إن شاء أسر به وحرك لسانه وإن شاء أعلن إلخ. (۲)

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ۳/ ۴۴۱، ط: سعيد

وكذا في خير الفتاوی: وما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۲/ ۴۳۸، ۴۳۹، ط: امداديه

شوہر کا اپنی بیوی سے نماز کی حالت میں بوسہ لینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بیوی نماز پڑھ رہی ہے اور مرد نے اس حالت میں اس کا بوسہ لیا تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: اگر شوہر اپنی بیوی کا نماز کی حالت میں شہوت سے بوسہ لے لے تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی، عورت اس نماز کو دوبارہ پڑھے، جب بیوی نماز میں ہو تو شوہر کو اس قسم کی حرکت کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

كذا في الهندية:

وَلَوْ كَانَتْ الْمَرْأَةُ فِي الصَّلَاةِ فَجَامَعَهَا زَوْجُهَا بَيْنَ الْفَخِذَيْنِ فَسَدَتْ صَلَاتُهَا وَإِنْ لَمْ يَنْزِلْ مِنْهَا بَلَّةٌ وَكَذَا لَوْ قَبَّلَهَا بِشَهْوَةٍ. (۳)

وكذا في رد المحتار:

لو مس المصلية بشهوة أو قبلها بدونها فإن صلاتها تفسد. (۴)

==================

(۱) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۱/ ۹۸، ط: رشيديه

(۲) كتاب الصلاة، الفصل الخامس في بيان ما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ۱/ ۵۷۳، ط: ادارة القرآن

(۳) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، ۱/ ۱۰۴، ط: رشيديه

(۴) كتاب الصلاة، مطلب في التشبه بأهل الكتاب، ۱/ ۶۲۵، ط: سعيد

وکذا في خلاصة الفتاوی:

ولو كانت المرأة في الصلاة فجامعها زوجها بين الفخذين فسدت صلاتها وإن لم ينزل منها بلة وكذا لو قبلها بشهوة أو غير شهوة أو مسها بشهوة لأنه في معنى الجماع.[1]

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ٢/ ٣٢٢، ط: زمزم پبلشرز

ایک رُکن میں تین بار کھجلانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی شخص نے نماز میں تین مرتبہ ایک رکن میں کھجلائے اور ہر بار حرکت دے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ نماز کے اندر ایک ہی رکن میں تین دفعہ ہاتھ اٹھا کر کھجلانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن اگر ایک دفعہ ہاتھ اٹھا کر تین دفعہ کھجلایا تو نماز فاسد نہ ہوگی، اگر تین بار اس طرح کھجلایا کہ تیسری بار حرکت سے پہلے تین بار "سبحان ربي الأعلى"
کہنے کی مقدار وقت گزر گیا تو اس طرح تین بار کھجلانا بھی مفسد نہیں۔

کذا في الهندية:

إِذَا حَكَّ ثَلَاثًا فِي رُكْنٍ وَاحِدٍ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ هَذَا إِذَا رَفَعَ يَدَهُ فِي كُلِّ مَرَّةٍ أَمَّا إِذَا لَمْ يَرْفَعْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ فَلَا تَفْسُدُ وَلَوْ كَانَ الْحَكُّ مَرَّةً وَاحِدَةً يُكْرَهُ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ.[2]

وکذا في رد المحتار:

وقال في الفيض: الحك بيد واحدة في ركن ثلاث مرات يفسد الصلاة إن رفع يده في كل مرة.[3]

وکذا في فتح القدير:

وَمِنْ الْفُرُوعِ الْمُؤَسَّسَةِ... أَوْ حَكَّ ثَلَاثًا فِي رُكْنٍ يَرْفَعُ يَدَهُ كُلَّ مَرَّةٍ... تَفْسُدُ، لَا إنْ كَسَبَ... أَوْ حَكَّ... أَقَلَّ مِمَّا عَيَّنَّاهُ أَوْ غَيْرَ مُتَدَارِكٍ... لَا تَفْسُدُ.[4]

====================

[1] كتاب الصلاة، باب في بيان الأفعال ما يفسد وما لا يفسد، ١/ ١٢٨، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة فما يكره فيها، النوع الثاني في الأفعال المفسدة للصلاة، ١/ ١٠٤، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية، ١/ ٦٤٠، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٤١٣، ط: دار الكتب العلمية

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤١٧، ط: سعيد

وكذا في امداد الفتاوى: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٣٣٦، ط: دار العلوم کراچی

قعدہ اخیرہ میں بیٹھتے ہی سلام پھیرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی نے قعدہ اخیرہ میں بیٹھتے ہی سلام پھیر دیا، التحیات اور درود وغیرہ کچھ نہیں پڑھا تو آیا اس شخص کی نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں ایسے شخص کی نماز فاسد ہوگئی ہے کیونکہ قعدہ اخیرہ میں بقدرِ تشہد بیٹھنا فرض ہے، لہٰذا ترکِ فرض کی وجہ سے نماز نہیں ہوئی اس لئے اس نماز کو لوٹانا ضروری ہے۔

كذا في حلبي كبيري:

والسادسة من الفرائض القعدة الأخيرة... وقدر الفرض في القعدة هو القعود مقدار أدنى قراءة التشهد. (١)

وكذا في الدر المختار:

(من فرائضها) التي لا تصح بدونها (التحريمة) قائما (وهي شرط)... (ومنها القعود الأخير قدر التشهد). (٢)

وكذا في الهندية:

(وَمِنْهَا الْقُعُودُ الْأَخِيرُ) مِقْدَارُ التَّشَهُّدِ... وَالْقَعْدَةُ الْأَخِيرَةُ فَرْضٌ فِي الْفَرْضِ وَالتَّطَوُّعِ حَتَّى لَوْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَقْعُدْ فِي آخِرِهِمَا وَقَامَ وَذَهَبَ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ. (٣)

وكذا في كفايت المفتى: باب سجود السهو، ٥/ ٤٧، ط: ادارة الفاروق

مقتدی کاامام سے پہلے تکبیرات انتقال ادا کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر مقتدی تکبیرات انتقال امام سے پہلے ادا کر جائے تو کیا نماز فاسد ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب: مقتدی کا تکبیرات انتقال میں امام سے پہلے ادا کرنے سے اس کی نماز مکروہ ہوجاتی ہے فاسد نہیں ہوتی اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔

---

(١) كتاب الصلاة، فرائض الصلاة، ص٢٥٣، ط: نعمانيه

(٢) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٤٢، ٤٤٨، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٧٠، ط: سعيد

كذا في إعلاء السنن:

عن محمد بن زياد قال: سمعت أبا هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أما يخشى أحدكم أو ألا يخشى أحدكم إذا رفع رأسه قبل الإمام أن يجعل الله رأسه رأس حمار، يجعل الله صورته حمار، أخرجه البخاري. [١]

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ لِلْمَأْمُومِ أَنْ يَسْبِقَ الْإِمَامَ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَأَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فِيهِمَا قَبْلَ الْإِمَامِ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ. [٢]

وكذا في رد المحتار:

وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْمُتَابَعَةَ فِي ذَاتِهَا ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ: مُقَارِنَةٌ لِفِعْلِ الْإِمَامِ مِثْلَ أَنْ يُقَارِنَ إحْرَامُهُ لِإِحْرَامِ إمَامِهِ وَرُكُوعُهُ لِرُكُوعِهِ وَسَلَامُهُ لِسَلَامِهِ، وَيَدْخُلُ فِيهَا مَا لَوْ رَكَعَ قَبْلَ إمَامِهِ وَدَامَ حَتَّى أَدْرَكَهُ إمَامُهُ فِيهِ. وَمُعَاقَبَةٌ لِابْتِدَاءِ فِعْلِ إمَامِهِ مَعَ الْمُشَارَكَةِ فِي بَاقِيهِ. وَمُتَرَاخِيَةٌ عَنْهُ، فَمُطْلَقُ الْمُتَابَعَةِ الشَّامِلُ لِهَذِهِ الْأَنْوَاعِ الثَّلَاثَةِ يَكُونُ فَرْضًا فِي الْفَرْضِ، وَوَاجِبًا فِي الْوَاجِبِ، وَسُنَّةً فِي السُّنَّةِ عِنْدَ عَدَمِ الْمُعَارِضِ أَوْ عَدَمِ لُزُومِ الْمُخَالَفَةِ كَمَا قَدَّمْنَاهُ. [٣]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٣٠٥، ط: سعيد

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: كتاب الصلاة، اقتداء کے احکام، ٢/ ٢٩١، ط: زمزم پبلشرز

وكذا في فتاوی رحیمیہ: كتاب الصلاة، مکروہات صلوۃ، ٥/ ١٢٣، ط: دار الاشاعت

نماز کے دوران ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء میں تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں انصار کے کچھ لوگ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، میں نے (عبد اللہ بن عمر) صہیب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب کس طرح دیا تو صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ (جامع الترمذي: باب

==================

[١] كتاب الصلاة، باب وجوب متابعة الإمام والنهي، ٤/ ٣٣١، ط: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية

[٢] كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة، ١/ ١٠٧، ط: رشيديه

[٣] كتاب الصلاة، باب مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام، ١/ ٤٧١، ط: سعيد

المصلي يسلم عليه كيف يرد) فقہ حنفی کی مشہور کتاب شرح منیہ میں لکھا ہے کہ اگر ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے سلام کا جواب دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی لیکن مکروہ ہے؟

جواب: نماز اللہ تعالیٰ کی بندگی اور مخلوق کی اپنے خالق کے ساتھ ہم کلامی اور سرگوشی کا عمل ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح متوجہ ہو کہ انسان کا پورا وجود خدا کی بندگی میں مشغول رہے، زبان خدا کے ذکر سے تر ہو، ہاتھ نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ خدا کے سامنے بندھے ہوئے ہوں اور کوئی ایسی چھوٹی یا بڑی حرکت نہ کرے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہو، اگر ایسی کوئی بھی حرکت یا کام پایا جائے گا تو وہ مکروہ شمار ہوگا، دوران نماز ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا بھی ایسا ہی ایک عمل ہے۔

تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ عند الاحناف نماز کی حالت میں اگر ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا جائے یا جواب دیا جائے تو نماز فاسد تو نہ ہوگی البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے، سوالِ مذکور میں سائل کا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ والی حدیث درج کرکے اور پھر آخر میں "لائق اتباع کون" تحریر کرکے یہ تاثر دینا کہ فقہ حنفی کے مسائل قرآن یا صحیح حدیثوں کے خلاف ہیں، یہ در حقیقت سائل کی اپنی کم فہمی، فقہ حنفی کے مسائل اور ان کے دلائل سے لاعلمی و قلتِ تدبر کا نتیجہ ہے، یہ بات واضح رہے کہ فقہ حنفی کے مسائل کا ماخذ قرآن کریم، احادیث نبویہ، اجماعِ امت اور قیاس صحیح ہے، جو لوگ اس مسئلہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ یا فقہ حنفی پر اعتراض کرتے ہیں اور ان پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں وہ مسئلہ کو صحیح نہ سمجھنے کی وجہ سے کرتے ہیں، زیر بحث مسئلہ میں ان کا یہ طعن حضرت امام اعظم رحمہ اللہ یا فقہ حنفی پر نہیں ہے بلکہ در حقیقت اس حدیث اور حدیث کو نقل کرنے والے اس صحابی پر ہے جس کی روایت کی روشنی میں فقہ حنفی میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے، جہاں تک تعلق ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا جو سائل نے بطور استدلال کے پیش کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ احناف اس حدیث کی مخالفت کرکے محض ایک فقہی کتاب کی عبارت پر عمل پیرا ہیں تو یہ ایک غلطی فہمی کی بناء پر ہے، سائل نے جو حدیث تحریر کی ہے اس حدیث میں ابتدائے اسلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جبکہ نماز میں اس قسم کے افعال و حرکات جائز تھے جو بعد میں منسوخ ہوگئے، جس کی دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں ہی بیان فرمایا ہے اور جس میں یہ بات صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے دوران نماز سلام کا جواب نہیں دیا، مفہوم روایت نقل کیا جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم (اصحاب رسول) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں بھی سلام کیا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہوتے تھے اور وہ ہمیں سلام کا جواب بھی دے دیا کرتے تھے جب ہم ہجرت

حبشہ کے بعد نجاشی بادشاہ کے پاس سے واپس آئے تو پہلے کی طرح آپ کو سلام کیا مگر آپ علیہ السلام نے سلام کا جواب نہیں دیا، ہم نے عرض کی یارسول اللہ ہم پہلے آپ کو سلام کرتے تھے تو آپ جواب عنایت فرماتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا: نماز میں مشغولیت ہوتی ہے (یعنی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حاضری کی) بتانا یہ مقصود تھا کہ نماز میں مشغولیت کے وقت سلام جیسے افعال سے احتراز کرنا چاہئے تاکہ بالکلیہ اللہ رب العزت کی ذات کی طرف متوجہ ہو سکے)۔

اس حدیث میں کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں کہ آپ علیہ السلام زبان سے سلام دینے کے بجائے اشارے کے ساتھ سلام کا جواب دیا ہو بلکہ اس میں تو سلام کا جواب نہ دینے کی وجہ موجود ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ان کو ایک کام کے لئے بھیجا، جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ واپس لوٹے، دیکھا تو آپ علیہ السلام اپنی سواری پر نماز ادا فرمارہے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا مگر آپ خاموش رہے (حتی کہ تین بار ایسا ہوا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سلام کرتے رہے مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ خاموش رہے) جب حضور علیہ السلام نماز سے فراغت پاچکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے سلام کا جواب دینے سے کسی چیز نے نہیں روکا مگر چونکہ میں نماز پڑھ رہا تھا (اس لئے آپ کو سلام کا جواب نہ دے سکا)۔

ان دو احادیث سے معلوم ہوا کہ ائمہ احناف نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ حدیث کے خلاف نہیں ہے بلکہ حدیث کے مطابق ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ: «إِنَّ فِي الصَّلاَةِ شُغْلًا».(١)

وكذا في شرح سنن أبي داود:

قوله: " كان يشيرُ في الصلاة " استدل به الشافعي ومن تبعه أن المصلي يردّ السلام إشارة. قلتُ: قال ابن حبان: اختصر عبد الرزاق من الحديث: " أن النبي - عليه السلام- لما ضعف قدم أبا بكر يصلي بالناس" وأدخله في " باب من كان يُشيرُ بإصبعه في الصلاة"، وأوْهم أن النبي- عليه السلام- إنما أشار بيده في التشهد؛ وليس كذلك، وقال غيره: إنما كانت إشارة النبي - عليه السلام- لأبي بكر قبل دخوله في الصلاة فلا

(١) كتاب المناقب، باب هجرة الحبشة، ١/ ٥٤٧، ط: قديمي

حجة فيه. وقد يجابُ عن أحاديث الإشارة: أنها كانت قبل نسخ الكلام في الصلاة؛ يُؤيّدهُ حديث ابن مسعود: "كنا نُسلم على رسول الله وهو في الصلاة فيرد علينا، فلما رجعنا من عند النجاشي سلمنا عليه فلم يرد علينا"، ولم يقل فأشار إلينا، وكذا حديث جابر: "انه لم يمنعني أن أردّ عليك إلا أني كنتُ أصَل" " فلو كان الردّ بالإشارة جائزا لفعله... وبهذا الحديث استدل أصحابنا على أن المصلي لا يرد السلام لا نطقا ولا إشارةً. [۱]

وكذا في مسند أحمد:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، قَالَ: فَجَاءَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ، قَالَ: فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَكَتَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَكَتَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَكَتَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ لَمَّا فَرَغَ: " أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي. [۲]

وكذا في شرح معاني الآثار:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، فَجَاءَ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَسَكَتَ، ثُمَّ أَوْمَى بِيَدِهِ، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَكَتَ ثَلَاثًا، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: «أَمَّا إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي» فَهَذَا جَابِرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدْ أَخْبَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ " أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْمَى إِلَيْهِ بِيَدِهِ حِينَ سَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ: «أَمَا إِنَّهُ... إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي» فَأَخْبَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ رَدَّ عَلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ. فَدَلَّ ذَلِكَ أَنَّ تِلْكَ الْإِشَارَةَ الَّتِي كَانَتْ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ، لَمْ تَكُنْ رَدًّا، وَإِنَّمَا كَانَتْ نَهْيًا، وَهَذَا جَائِزٌ. [۳]

وكذا في فتح الباري لابن رجب:

وفي الإشارة في الصلاة أحاديث أخر، سبق بعضها في باب: رد السلام في الصلاة... لكن فعله من غير حاجة من باب العبث، وهو مكروه في الصلاة. وسئل النخعي، عن الإشارة في الصلاة، فقال: إن في الصلاة لشغلاً. وكذا قال الثوري. وكرهه عطاء خصوصاً في المكتوبة، وقد تقدم قوله في ذلك. وكره الإشارة في

==================

[۱] كتاب الصلاة، باب الإشارة في الصلاة، ٤/ ۲۱۰، ۲۱۱، ط: الرشد

[۲] مسند جابر بن عبد الله، ۲۳/ ۱۸۱، رقم الحديث: ۱٤۹۰۷، ط: مؤسسة الرسالة

[۳] كتاب الصلاة، باب الإشارة في الصلاة، ۱/ ۲۹۸، ط: حقانيه

الصلاة، بما ليس شأن الصلاة، منهم: أبو زرعة الرازي وأبو بكر الأثرم.[(١)]

وكذا في مرعاة المفاتيح:

وقال النووي: معناه أن وظيفة المصلي الاشتغال بصلاته وتدبر ما يقوله، فلا ينبغي أن يعرج على غيرها من رد السلام ونحوه... والحديث استدل به على كراهة ابتداء السلام على المصلي، لكونه ربما شغل بذلك فكره واستدعى منه الرد، وهو ممنوع منه، وبذلك قال جابر وعطاء والشعبي ومالك في رواية ابن وهب.[(٢)]

وكذا في العرف الشذي على سنن الترمذي:

والمفهوم من معاني الآثار: أنه عليه الصلاة والسلام كان يشير لرد السلام، ثم صار منسوخاً مشمولاً بنسخ الكلام، وقول الطحاوي: هذا ليس بعيد لأن الكلام في الصلاة والإشارة كانت جائزة فيها ثم نسخ الكلام فلعله منسحب على الإشارة أيضاً، ولمّا لم نعلم أن الإشارة التي نحن فيها قبل النسخ أو بعده فحمله على النسخ ورد على قرينة اتفاقاً، ثم لو سلمنا الإشارة بعد النسخ فلعل الإشارة كانت لإخبار أني لا أردّ السلام لا في مصلي فلا تكون الإشارة إشارة رد السلام وأتى الطحاوي على هذا برواية عن جابر، ثم روى عن جابر موقوفاً أنه كان لا يرد السلام في الصلاة بل بعدها مثل المرفوع ولنا في كراهة الإشارة في الصلاة ما أخرجه أبو داود.[(٣)]

وكذا في الحجة على أهل المدينة:

وَقَالَ ابو حنيفَة فِي الرجل يسلم عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي انه لَا يرد عَلَيْهِ السَّلَام فِي صلَاته وَمَا احب لَهُ ان يُشِير بِيَدِهِ فان فِي الصَّلَاة شغلا... وَقَالَ مُحَمَّد بن الْحسن مَا احب لَهُ ان يزِيد فِي صلَاته شَيْئا لَيْسَ مِنْهَا من اشارة وَلَا غَيرهَا وَلَكِن اذا قضى صلَاته فليرد عَلَيْهِ السَّلَام فان من الْخُشُوع فِي الصَّلَاة ترك الاشارة... قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ان فِي الصَّلَاة لشغلا فَترك الرَّد من ذَلِك الْيَوْم.[(٤)]

===================

[(١)]كتاب السهو، باب الإشارة في الصلاة، ٩/ ٤٩١، ط: الغرباء الأثرية

[(٢)]كتاب الصلاة، باب ما لا يجوز من العمل في الصلاة إلخ، ٣/ ٣٤٥، ط: ادارة البحوث العلمية

[(٣)]كتاب الصلاة، باب ما جاء في الإشارة في الصلاة، ١/ ٨٨، ط: سعيد

[(٤)]باب التشهد والسلام والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، ١/ ١٤٦، ١٤٨، ط: عالم الكتب

وکذا في کتاب المسائل: نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں، ۱/ ۳۸۵، ط: قدیمی

آدھی آستین والی بنیان میں نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا آدھی آستین والی بنیان میں نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: ایسی بنیان پہن کر نماز پڑھنا جس میں کہنیاں ننگی ہوں مکروہ ہے۔

كذا في قاضي خان:

ولو صلى رافعا كميه إلى المرفقين كره. (۱)

وكذا في رد المحتار:

وَقَيَّدَ الْكَرَاهَةَ فِي الْخُلَاصَةِ وَالْمُنْيَةِ بِأَنْ يَكُونَ رَافِعًا كُمَّيْهِ إلَى الْمِرْفَقَيْنِ. وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ إلَى مَا دُونَهُمَا. قَالَ فِي الْبَحْرِ: وَالظَّاهِرُ الْإِطْلَاقُ لِصِدْقِ كَفِّ الثَّوْبِ عَلَى الْكُلِّ اهـ وَنَحْوُهُ فِي الْحِلْيَةِ، وَكَذَا قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ الْكَبِيرِ: إنَّ التَّقْيِيدَ بِالْمِرْفَقَيْنِ اتِّفَاقِيٌّ. قَالَ: وَهَذَا لَوْ شَمَّرَهُمَا خَارِجَ الصَّلَاةِ ثُمَّ شَرَعَ فِيهَا كَذَلِكَ، أَمَّا لَوْ شَمَّرَ وَهُوَ فِيهَا تَفْسُدُ لِأَنَّهُ عَمَلٌ كَثِيرٌ. (۲)

وكذا في الهندية:

ولو صلى مع السراويل والقميص عنده يكره. (۳)

وكذا في کفایت المفتی: الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة، ٤/ ٤٥١، ط: ادارة الفاروق

وكذا في خیر الفتاوی: كتاب الصلاة، ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٤٢٤، ط: امدادیه

نماز کی حالت میں چادر یا جیکٹ کو کندھے پر لٹکانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص نماز میں کوٹ یا جیکٹ کو کندھے پر ڈال دے اور آستینوں میں ہاتھ داخل نہ کرے آیا اس طرح کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

(۱) كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ١/ ٦٦، ط: حافظ

(۲) كتاب الصلاة، مطلب في الكراهية التحريمية والتنزيهية، ١/ ٦٤٠، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ١/ ١٠٦، ط: رشيديه

جواب: نماز میں کوٹ یا جیکٹ کو کندھے پر ڈال دینا اور آستینوں میں ہاتھ داخل نہ کرنا سدل کہلاتا ہے یعنی کپڑا لٹکانے کے حکم میں ہے، اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

كذا في الدر المختار:

وكره... (سدل) تحريما للنهي (ثوبه) أي اسأله بلا لبس معتاد، وكذا القباء بكم إلى وراء. (١)

وكذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ... أَنْ يُسْدِلَ ثَوْبَهُ كَذَا فِي الْمُنْيَةِ وَهُوَ أَنْ يَجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلَى رَأْسِهِ أَوْ كَتِفَيْهِ فَيُرْسِلَ جَوَانِبَهُ وَمِنْ السَّدْلِ أَنْ يَجْعَلَ الْقَبَاءَ عَلَى كَتِفَيْهِ وَلَمْ يُدْخِلْ يَدَيْهِ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ سَوَاءٌ كَانَ تَحْتَهُ قَمِيصٌ أَوْ لَا. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَسَدْلُهُ) لِنَهْيِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْهُ كَمَا أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُد وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ يُقَالُ سَدَلَ الثَّوْبَ سَدْلًا مِنْ بَابِ طَلَبَ إذَا أَرْسَلَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَضُمَّ جَانِبَهُ. (٣)

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: كتاب الصلاة، فصل مکروہات نماز کا بیان، ۲/ ۳۳۴، ط: زمزم پبلشرز

يُفْسِدَهَا. وَفِي الْخَانِيَةِ أَنَّهَا تَفْسُدُ عَلَى ظَاهِرِ الْجَوَابِ اتِّفَاقًا إِلَّا أَنَّهُ لَا وُضُوءَ عَلَيْهِ فِي الْقَهْقَهَةِ وَكَذَا مُحَاذَاةُ الْمَرْأَةِ لَا تُفْسِدُهَا كَصَلَاةِ الْجَنَازَةِ. (١)

وكذا في حلبي كبيري:

وإن قهقه في صلاة الجنازة أو سجدة التلاوة لا ينقض وضوؤه لأن الحديث ورد في صلاة مطلقة أما في واقعة الحال فظاهر وأما في مثل حديث ابن عمر فلأن الصلاة مذكورة مطلقا وهي تنصرف إلى ذات الركوع والسجود عند الإطلاق. (٢)

وكذا في قاضي خان:

القهقهة في صلاة لها ركوع وسجود تنقض الطهارة والصلاة فرضا كانت أو نفلا ولا تنقض الطهارة خارج الصلاة ولو قهقه في سجدة التلاوة أو في صلاة الجنازة تبطل ما كان فيها ولا تنقض الطهارة. (٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

الْقَهْقَهَةُ فِي صَلَاةٍ مُطْلَقَةٍ، وَهِيَ الصَّلَاةُ الَّتِي لَهَا رُكُوعٌ، وَسُجُودٌ، فَلَا يَكُونُ حَدَثًا خَارِجَ الصَّلَاةِ، وَلَا فِي صَلَاةِ الْجِنَازَةِ، وَسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ. وَهَذَا اسْتِحْسَانٌ، وَالْقِيَاسُ أَنْ لَا تَكُونَ حَدَثًا. (٤)

اندھیرے کی صورت میں مصلی کے سامنے چراغ جلانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض لوگ چراغ جلا کر نماز پڑھتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ اپنے آگے چراغ جلا کر نماز پڑھنا درست ہے کہ نہیں؟ نماز میں کوئی کراہت آئے گی یا نہیں؟

جواب: اگر اندھیرا ہو تو روشنی کے لئے سامنے کی جانب چراغ جلا کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

كذا في الدر المختار:

(و) لا يكره (صلاة إلى ظهر قاعد)... يتحدث (و) لا إلى (مصحف أو سيف مطلقا أو شمع أو سراج)

====================

(١) كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ٢/ ١٠٦، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب لا ينقض الوضوء، ١/ ١٢٤، ط: نعمانيه

(٣) كتاب الطهارة، باب سجدة التلاوة، ١/ ١٩، ط: حافظ

(٤) كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، ١/ ١٣٦، ط: رشيدية

أو نار توقد.[1]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ أَوْ شَمْعٍ أَوْ سِرَاجٍ) لِأَنَّهُمَا لَا يُعْبَدَانِ وَالْكَرَاهَةُ بِاعْتِبَارِهَا وَإِنَّمَا يَعْبُدُهَا الْمَجُوسُ إذَا كَانَتْ فِي الْكَانُونِ وَفِيهَا الْجَمْرُ أَوْ فِي التَّنُّورِ فَلَا يُكْرَهُ التَّوَجُّهُ إلَيْهَا عَلَى غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ وَذَكَرَ فِي غَايَةِ الْبَيَانِ اخْتِلَافَ الْمَشَايِخِ فِي التَّوَجُّهِ إلَى الشَّمْعِ أَوْ السِّرَاجِ وَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ.[2]

وكذا في تبيين الحقائق:

قَالَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - (أَوْ شَمْعٍ أَوْ سِرَاجٍ) لِأَنَّهُمَا لَا يُعْبَدَانِ وَالْكَرَاهَةُ بِاعْتِبَارِهَا وَإِنَّمَا تَعَبَّدَهَا الْمَجُوسُ إذَا كَانَتْ فِي الْكَانُونِ وَفِيهَا الْجَمْرُ أَوْ فِي التَّنُّورِ فَلَا يُكْرَهُ التَّوَجُّهُ إلَيْهَا عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ الْوَجْهِ.[3]

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ٣/ ٣١٤، ط: سعيد

وكذا في كفايت المفتى: الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة، ٤/ ٤٥٥، ط: ادارة الفاروق

کثرت جماعت کی نیت سے امام کا رکوع اور سجدے کو طول دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر امام صاحب رکوع اور سجدے میں تسبیحات کی مقدار اس غرض سے زیادہ پڑھیں تاکہ کثیر تعداد میں لوگ نماز میں شامل ہو سکیں تو اس کے اس عمل سے نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

جواب: امام صاحب کا رکوع اور سجدہ اس غرض سے طویل کرنا تاکہ لوگ کثیر تعداد میں نماز میں شرکت کر سکیں یہ عمل جماعت میں شریک لوگوں کے لئے باعث بوجھ اور مشقت ہے اور ایسا کرنا مکروہ ہے، البتہ اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنے کے لئے ایسا کرے تو اس میں حرج کی بات نہیں، لیکن ایسا کرنا نادر ہے لہٰذا احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ اس سے بھی احتراز کیا جائے۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

وَيُسَبِّحُ فِيهِ) وَأَقَلُّهُ (ثَلَاثًا) فَلَوْ تَرَكَهُ أَوْ نَقَصَهُ كُرِهَ تَنْزِيهًا؛ وَكُرِهَ تَحْرِيمًا إطَالَةُ رُكُوعٍ أَوْ قِرَاءَةٍ لِإِدْرَاكِ الْجَائِي: أَيْ إنْ عَرَفَهُ وَإِلَّا فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَلَوْ أَرَادَ التَّقَرُّبَ إلَى اللَّهِ تَعَالَى لَمْ يُكْرَهْ اتِّفَاقًا لَكِنَّهُ نَادِرٌ وَتُسَمَّى مَسْأَلَةَ

[1] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة، ١/ ٦٥١، ٦٥٢، ط: سعيد

[2] باب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٥٦، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٤١٧، ط: سعيد

الرِّيَاءِ، فَيَنْبَغِي التَّحَرُّزُ عَنْهَا... (قَوْلُهُ وَكُرِهَ تَحْرِيمًا) لِمَا فِي الْبَدَائِعِ وَالذَّخِيرَةِ عَنْ أَبِي يُوسُفَ قَالَ: سَأَلْت أَبَا حَنِيفَةَ وَابْنَ أَبِي لَيْلَى عَنْ ذَلِكَ فَكَرِهَاهُ. وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: أَخْشَى عَلَيْهِ أَمْرًا عَظِيمًا يَعْنِي الشِّرْكَ. وَرَوَى هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ أَيْضًا، وَكَذَا رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ فِي الْجَدِيدِ، وَتَوَهَّمَ بَعْضُهُمْ مِنْ كَلَامِ الْإِمَامِ أَنَّهُ يَصِيرُ مُشْرِكًا فَأَفْتَى بِإِبَاحَةِ دَمِهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ، وَإِنَّمَا أَرَادَ الشِّرْكَ فِي الْعَمَلِ لِأَنَّ أَوَّلَ الرُّكُوعِ كَانَ لِلَّهِ تَعَالَى وَآخِرَهُ لِلْجَائِي وَلَا يَكْفُرُ لِأَنَّهُ مَا أَرَادَ التَّذَلُّلَ وَالْعِبَادَةَ لَهُ، وَتَمَامُهُ فِي الْحِلْيَةِ وَالْبَحْرِ (قَوْلُهُ إطَالَةُ رُكُوعٍ أَوْ قِرَاءَةٍ) وَكَذَا الْقُعُودُ الْأَخِيرُ قَبْلَ السَّلَامِ. وَذُكِرَ فِي السِّرَاجِ أَنَّ فِيهِ خِلَافًا، وَأَشَارَ إلَى أَنَّ الْكَلَامَ فِي الْمُصَلِّي، فَلَوْ انْتَظَرَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَفِي أَذَانِ الْبَزَّازِيَّةِ لَوْ انْتَظَرَ الْإِقَامَةَ لِيُدْرِكَ النَّاسُ الْجَمَاعَةَ يَجُوزُ لِوَاحِدٍ بَعْدَ الِاجْتِمَاعِ لَا إلَّا إذَا كَانَ دَاعِرًا شِرِّيرًا اهـ (قَوْلُهُ أَيْ إنْ عَرَفَهُ) عَزَاهُ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ إلَى أَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ أَيْ لِأَنَّ انْتِظَارَهُ حِينَئِذٍ يَكُونُ لِلتَّوَدُّدِ إلَيْهِ لَا لِلتَّقَرُّبِ وَالْإِعَانَةِ عَلَى الْخَيْرِ. (قَوْلُهُ وَإِلَّا فَلَا بَأْسَ) أَيْ وَإِنْ لَمْ يَعْرِفْهُ فَلَا بَأْسَ بِهِ لِأَنَّهُ إعَانَةٌ عَلَى الطَّاعَةِ، لَكِنْ يُطَوِّلُ مِقْدَارَ مَا لَا يُثْقِلُ عَلَى الْقَوْمِ، بِأَنْ يَزِيدَ تَسْبِيحَةً أَوْ تَسْبِيحَتَيْنِ عَلَى الْمُعْتَادِ، وَلَفْظَةُ لَا بَأْسَ تُفِيدُ فِي الْغَالِبِ أَنَّ تَرْكَهُ أَفْضَلُ... وَلِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ إعَانَةً عَلَى إدْرَاكِ الرَّكْعَةِ فَفِيهِ إعَانَةٌ عَلَى التَّكَاسُلِ وَتَرْكِ الْمُبَادَرَةِ وَالتَّهَيُّؤِ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ حُضُورِ وَقْتِهَا فَالْأَوْلَى تَرْكُهُ شَرْحُ الْمُنْيَةِ.[1]

وکذا فی البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَسَبَّحَ فِيهِ ثَلَاثًا) أَيْ فِي رُكُوعِهِ بِأَنْ يَقُولَ "سُبْحَانَ رَبِّي الْعَظِيمِ" ثَلَاثًا لِحَدِيثِ ابْنِ مَاجَهْ «إذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ رَبِّي الْعَظِيمِ ثَلَاثًا وَذَلِكَ أَدْنَاهُ وَإِذَا سَجَدَ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى ثَلَاثًا وَذَلِكَ أَدْنَاهُ»... وَلَا يَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يُطِيلَ عَلَى وَجْهٍ يَمَلُّ الْقَوْمُ؛ لِأَنَّهُ سَبَبٌ لِلتَّنْفِيرِ وَأَنَّهُ مَكْرُوهٌ، وَلِهَذَا قَالَ الْإِسْبِيجَابِيُّ وَلَوْ كَانَ إمَامًا يَقُولُهَا ثَلَاثًا عَلَى قَوْلِ بَعْضِهِمْ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقُولُهَا أَرْبَعًا حَتَّى يَتَمَكَّنَ الْمُقْتَدِي مِنْ الثَّلَاثِ، وَلَوْ أَطَالَ الرُّكُوعَ لِإِدْرَاكِ الْجَائِي لَا تَقَرُّبًا لِلَّهِ تَعَالَى فَهُوَ مَكْرُوهٌ.[2]

وکذا فی بدائع الصنائع:

وَأَمَّا إذَا كَانَ إمَامًا فَيَنْبَغِي أَنْ يُسَبِّحَ ثَلَاثًا، وَلَا يُطَوِّلُ عَلَى الْقَوْمِ، لِمَا رَوَيْنَا مِنْ الْأَحَادِيثِ، وَلِأَنَّ التَّطْوِيلَ

[1] کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی إطالۃ الرکوع للجائی، ۱/ ۴۹۴، ۴۹۵، ط: سعید

[2] کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ۱/ ۵۵۰ تا ۵۵۲، ط: رشیدیۃ

سَبَبُ التَّنْفِيرِ وَذَلِكَ مَكْرُوهٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقُولُهَا أَرْبَعًا حَتَّى يَتَمَكَّنَ الْقَوْمُ مِنْ أَنْ يَقُولُوهَا ثَلَاثًا، وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ أَنَّهُ يَقُولُهَا خَمْسًا، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: يَزِيدُ فِي الرُّكُوعِ عَلَى التَّسْبِيحَةِ الْوَاحِدَةِ اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَلَكَ خَشَعْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَيَقُولُ فِي السُّجُودِ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ كَذَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَهُوَ عِنْدَنَا مَحْمُولٌ عَلَى النَّوَافِلِ ثُمَّ الْإِمَامُ إِذَا كَانَ فِي الرُّكُوعِ فَسَمِعَ خَفْقَ النَّعْلِ مِمَّنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ هَلْ يَنْتَظِرُهُ أَمْ لَا؟ قَالَ أَبُو يُوسُفَ سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ وَابْنَ أَبِي لَيْلَى عَنْ ذَلِكَ فَكَرِهَا، وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: أَخْشَى عَلَيْهِ أَمْرًا عَظِيمًا يَعْنِي الشِّرْكَ... وَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ الصَّفَّارُ: إِنْ كَانَ الرَّجُلُ غَنِيًّا لَا يَجُوزُ لَهُ الِانْتِظَارُ وَإِنْ كَانَ فَقِيرًا يَجُوزُ، وَقَالَ الْفَقِيهُ أَبُو اللَّيْثِ: إِنْ كَانَ الْإِمَامُ قَدْ عَرَفَ الْجَائِيَ فَإِنَّهُ لَا يَنْتَظِرُهُ؛ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ الْمَيْلَ وَإِنْ لَمْ يَعْرِفْهُ فَلَا بَأْسَ بِهِ؛ لِأَنَّ فِي ذَلِكَ إِعَانَةً عَلَى الطَّاعَةِ. (۱)

وكذا في معارف السنن: باب ما جاء أن النبي صلى الله عليه وسلم قال... إلخ، ۳/ ۴۵۶، ۴۵۷، ط: سعيد

وكذا في كتاب المسائل: مکروہات تحریمیہ، ۱/ ۳۷۷، ط: قدیمی

دورانِ نماز مسجد میں لکھی ہوئی تحریر پر نظر پڑنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل مساجد میں جگہ جگہ کچھ نا کچھ لکھائی ہوتی ہے اور دورانِ نماز نمازی کی نظر اس لکھائی پر پڑ جاتی ہے تو اگر نمازی کی نظر اس لکھائی پر پڑ جائے اور وہ مضمون بھی سمجھ میں آ جائے تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: اگر کسی تحریر پر نمازی کی نظر پڑ جائے اور وہ مضمون بھی سمجھ میں آ جائے لیکن وہ زبان سے تلفظ نہ کرے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔

كذا في الدر المختار مع رد المحتار:

(وَلَا يُفْسِدُهَا نَظَرُهُ إِلَى مَكْتُوبٍ وَفَهْمُهُ) وَلَوْ مُسْتَفْهِمًا وَإِنْ كُرِهَ... (قَوْلُهُ وَلَوْ مُسْتَفْهِمًا)... قَالَ فِي الْبَحْرِ: وَالصَّحِيحُ عَدَمُهُ اتِّفَاقًا لِعَدَمِ الْفِعْلِ مِنْهُ... (قَوْلُهُ وَإِنْ كُرِهَ) أَيْ لِاشْتِغَالِهِ بِمَا لَيْسَ مِنْ أَعْمَالِ الصَّلَاةِ، وَأَمَّا لَوْ وَقَعَ عَلَيْهِ نَظَرُهُ بِلَا قَصْدٍ وَفَهِمَهُ فَلَا يُكْرَهُ. (۲)

==================

(۱) كتاب الصلاة، سنن الانتقال، ۱/ ۴۸۸، ۴۸۹، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ تعالى جد بدون ألف لا تفسد، ۱/ ۶۳۴، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

وَلَوْ نَظَرَ إِلَى مَكْتُوبٍ هُوَ قُرْآنٌ وَفَهِمَهُ لَا خِلَافَ فِيهِ لِأَحَدٍ أَنَّهُ يَجُوزُ. كَذَا فِي النِّهَايَةِ. وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ الْحُسَامِيِّ لَوْ نَظَرَ فِي كِتَابٍ مِنَ الْفِقْهِ فِي صَلَاتِهِ وَفَهِمَ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ بِالْإِجْمَاعِ. كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ. إِذَا كَانَ الْمَكْتُوبُ عَلَى الْمِحْرَابِ غَيْرَ الْقُرْآنِ فَنَظَرَ الْمُصَلِّي إِلَى ذَلِكَ وَتَأَمَّلَ وَفَهِمَ فَعَلَى قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى لَا تَفْسُدُ وَبِهِ أَخَذَ مَشَايِخُنَا. (١)

وكذا في قاضي خان:

ولو نظر في المصحف أو المحراب فهم ولم يقرأ لا تفسد صلاته وهو الصحيح. (٢)

وكذا في مجمع الأنهر:

(وَلَا إِنْ نَظَرَ إِلَى مَكْتُوبٍ وَفَهِمَهُ) يَعْنِي إِذَا كَانَ قُدَّامَ الْمُصَلِّي شَيْءٌ مَكْتُوبٌ عَلَى الْجِدَارِ أَوْ كِتَابٌ مَنْشُورٌ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ فَنَظَرَ فِيهِ وَفَهِمَ مَعْنَاهُ فَالصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا يُفْسِدُ صَلَاتَهُ بِالْإِجْمَاعِ. (٣)

وكذا في فتاوی رحیمیہ: كتاب الصلاة، مكروهات صلوة، ٥/ ١٤٨، ط: دار الاشاعت

وكذا في خیر الفتاوی: كتاب الصلاة، ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٤٢٤، ط: امداديه

نماز میں بھول کر باتیں کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز کے اندر بھول کر باتیں کر لینے سے نماز کی صحت پر کوئی اثر پڑھتا ہے یا نہیں؟

جواب: نماز کے اندر باتیں کرنا قصداً ہو یا بھول کر ہو نماز کو فاسد کر دیتا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے۔

كذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ يُفْسِدُهَا التَّكَلُّمُ) أَيْ يُفْسِدُ الصَّلَاةَ، وَمِثْلُهَا سُجُودُ السَّهْوِ وَالتِّلَاوَةِ وَالشُّكْرِ عَلَى الْقَوْلِ. عَنْ الْحَمَوِيِّ (قَوْلُهُ هُوَ النُّطْقُ بِحَرْفَيْنِ إلَخْ) أَيْ أَدْنَى مَا يَقَعُ اسْمُ الْكَلَامِ عَلَيْهِ الْمُرَكَّبُ مِنْ حَرْفَيْنِ كَمَا فِي الْقُهُسْتَانِيِّ عَنْ الْجَلَّابِيِّ. (٤)

(١) كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٠١، ط: رشيديه

(٢) كتاب الصلاة، فصل في ما يفسد الصلاة، ١/ ٦٥، ط: اشرفيه

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١٨٢، ط: الحبيبة

(٤) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦١٣، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

إِذَا تَكَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ نَاسِيًا أَوْ عَامِدًا خَاطِئًا أَوْ قَاصِدًا قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا تَكَلَّمَ لِإِصْلَاحِ صَلَاتِهِ بِأَنْ قَامَ الْإِمَامُ فِي مَوْضِعِ الْقُعُودِ فَقَالَ لَهُ الْمُقْتَدِي اُقْعُدْ أَوْ قَعَدَ فِي مَوْضِعِ الْقِيَامِ فَقَالَ لَهُ قُمْ أَوْ لَا لِإِصْلَاحِ صَلَاتِهِ وَيَكُونُ الْكَلَامُ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ اسْتَقْبَلَ الصَّلَاةَ عِنْدَنَا. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. [1]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ يُفْسِدُ الصَّلَاةَ التَّكَلُّمُ) لِحَدِيثِ مُسْلِمٍ «إِنَّ صَلَاتَنَا هَذِهِ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ» وَفِي رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ «إِنَّمَا هِيَ» وَمَا لَا يَصْلُحُ فِيهَا مُبَاشَرَتُهُ يُفْسِدُهَا مُطْلَقًا كَالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْمَكْرُوهُ غَيْرُ صَالِحٍ مِنْ وَجْهٍ دُونَ وَجْهٍ وَالنَّصُّ يَقْتَضِي انْتِفَاءَ الصَّلَاحِ مُطْلَقًا أَطْلَقَهُ فَشَمِلَ الْعَمْدَ وَالنِّسْيَانَ وَالْخَطَأَ وَالْقَلِيلَ وَالْكَثِيرَ لِإِصْلَاحِ صَلَاتِهِ أَوْ لَا عَالِمًا بِالتَّحْرِيمِ أَوْ لَا وَلِهَذَا عَبَّرَ بِالتَّكَلُّمِ دُونَ الْكَلَامِ لِيَشْمَلَ الْكَلِمَةَ الْوَاحِدَةَ كَمَا عَبَّرَ بِهَا فِي الْمَجْمَعِ لِأَنَّ التَّكَلُّمَ هُوَ النُّطْقُ. [2]

وكذا في *احسن الفتاوى*: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة، ٣/ ٤٣٣، ط: سعيد

وكذا في *خير الفتاوى*: كتاب الصلاة، ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٤١٣، ط: امداديه

دورانِ نماز حیض کا آجانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر عورت کو دورانِ نماز حیض آجائے تو پھر پاک ہونے کے بعد کیا وہ عورت اس نماز کے اعادہ کرے گی یا نہیں؟

جواب: مذکورہ عورت پر اس نماز کی قضاء لازم نہیں ہے۔

كذا في الهندية:

لَوْ افْتَتَحَتْ الصَّلَاةَ فِي آخِرِ الْوَقْتِ، ثُمَّ حَاضَتْ، لَا يَلْزَمُهَا قَضَاءُ هَذِهِ الصَّلَاةِ بِخِلَافِ التَّطَوُّعِ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ. [3]

==================

[1] كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٩٨، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٣، ط: رشيدية

[3] كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، ١/ ٣٨، ط: رشيديه

وكذا في خلاصة الفتاوى:

ولو افتتحت الصلاة في آخر الوقت ثم حاضت لا يلزمها قضاء هذه الصلاة عندنا بخلاف التطوع فإنه لو أدركها الحيض بعد ما افتتحت صلاة التطوع كان عليها قضاء تلك الصلاة إذا طهرت. (١)

وكذا في التاتارخانية:

شرعت في صلاة التطوع أو الصوم فحاضت تقضي وفي الفرض لا. (٢)

وكذا في المبسوط:

(قَالَ) وَإِذَا أَدْرَكَهَا الْحَيْضُ فِي شَيْءٍ مِنْ الْوَقْتِ، وَقَدْ افْتَتَحَتْ الصَّلَاةَ أَوْ لَمْ تَفْتَتِحْهَا، سَقَطَتْ تِلْكَ الصَّلَاةُ عَنْهَا. (٣)

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، باب الحيض، ١/ ٢١٨، ط: قديمي

===================

(١) كتاب الحيض، الفصل الثاني في انقطاع الدم، ١/ ٢٣٢، ط: رشيدية

(٢) كتاب الطهارة، نوع آخر في الأحكام التي تتعلق بالحيض، ١/ ٢٥٠، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب المستحاضة، ٢/ ٢٥، ط: رشيدية

باب مکروهات الصلاة

ایک ہی سورت کو دو رکعتوں میں پڑھنے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں سورہ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت میں بھی سورہ اخلاص پڑھے تو اس کا کیا حکم ہے اکثر گاؤں میں لوگ اس طرح کرتے ہیں کیونکہ ان کو کوئی اور سورت یاد نہیں ہوتی ہے، اور جن کو اور سورتیں یاد ہوں وہ اس طرح کریں تو کیا حکم ہے اور جن کو کوئی سورت یاد نہ ہو تو وہ اس طرح کریں تو کیا حکم ہے؟

جواب: دو رکعت میں ایک سورت پڑھنا خلاف اولی ہے اور خلاف اولی سے مراد کراہت تنزیہی ہے اگر اس طرح کیا گیا تو نماز ہو جائے گی۔

كذا في الدر مع الرد:

لا بأس أن يقرأ سورة ويعيدها في الثانية... (قوله لا بأس أن يقرأ سورة إلخ) أفاد أنه يكره تنزيها، وعليه يحمل جزم القنية بالكراهة، ويحمل فعله عليه الصلاة والسلام لذلك على بيان الجواز هذا إذا لم يضطر.[1]

وكذا في الهندية:

وإذا جمع بين آيتين بينهما آيات أو آية واحدة في ركعة واحدة أو في ركعتين فهو على ما ذكرنا في السور كذا في المحيط، هكذا كله في الفرائض وأما في السنن فلا يكره، هكذا في المحيط.[2]

وكذا في حلبي كبيري: كتاب الصلاة، مكروهات الصلاة، ص۳۰۸، ط: نعمانيه

وكذا في فتح القدير:

إذا قرأ سورة واحدة في ركعتين اختلف فيه، والأصح أنه لا يكره، لكن لا ينبغي أن يفعل ولو فعل لا بأس به.[3]

نماز میں آستین چڑھانے کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر آستین کہنیوں سے اوپر ہوں تو نماز مکروہ ہے اگر کہنیوں سے کچھ

---

(۱) كتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب الاستماع للقرآن فرض كفاية، ۱/ ۵۴۶، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ۱/ ۸۷، ط: قديمي

(۳) كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ۱/ ۳۵۲، ط:

نیچے کرلے اس طور پر کہ کہنیاں چھپ جائیں تو کیا اس سے کراہت ختم ہو جاتی ہے یا گٹوں تک نیچے کرنا ضروری ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر مصلی (نماز پڑھنے والے) نے مکمل آستین والے کپڑے پہن رکھے ہوں تو آستین کو گٹوں تک نیچے کرنا ضروری ہے صرف کہنیاں چھپالینے سے کراہت ختم نہیں ہوگی۔

كذا في الشامية:

وَقَيَّدَ الْكَرَاهَةَ فِي الْخُلَاصَةِ وَالْمُنْيَةِ بِأَنْ يَكُونَ رَافِعًا كُمَّيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ إِلَى مَا دُونَهُمَا. قَالَ فِي الْبَحْرِ: وَالظَّاهِرُ الْإِطْلَاقُ لِصِدْقِ كَفِّ الثَّوْبِ عَلَى الْكُلِّ اه وَنَحْوُهُ فِي الْحِلْيَةِ، وَكَذَا قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ الْكَبِيرِ: إِنَّ التَّقْيِيدَ بِالْمِرْفَقَيْنِ اتِّفَاقِيٌّ. (١)

وكذا في قاضي خان:

لو صلى رافعا كميه إلى المرفقين كره. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَيَدْخُلُ أَيْضًا فِي كَفِّ الثَّوْبِ تَشْمِيرُ كُمَّيْهِ كَمَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَظَاهِرُهُ الْإِطْلَاقُ وَفِي الْخُلَاصَةِ وَمُنْيَةِ الْمُصَلِّي قَيَّدَ الْكَرَاهَةَ بِأَنْ يَكُونَ رَافِعًا كُمَّيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. (٣)

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ١/ ٤٠٦، ط: سعيد

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني إلخ، ٦/ ٦٥١، ط: فاروقیہ

فجر اور عصر کی نماز کے بعد قضاء نمازیں پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد قضاء نمازیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فجر کی نماز کے بعد طلوع شمس تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج میں تغیر ہونے سے پہلے قضاء نمازیں پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔

====================

(١) كتاب الصلاة، مطلب في الكراهة التحريمية، ١/ ٦٤٠، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ١/ ٦٦، ط: حافظ

(٣) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٤٢، ط: رشيديه

كذا في التنوير مع شرحه:

(وَالَّذِي شَرَعَ فِيهِ...) (ثُمَّ أَفْسَدَهُ وَ)... (بَعْدَ صَلَاةِ فَجْرٍ وَ) صلاة (عَصْرٍ)... (لَا) يُكْرَهُ (قَضَاءُ فَائِتَةٍ وَ) لَوْ وِتْرًا أَوْ (سَجْدَةَ تِلَاوَةٍ وَصَلَاةَ جِنَازَةٍ...). [1]

وكذا في الهندية:

ثُمَّ لَيْسَ لِلْقَضَاءِ وَقْتٌ مُعَيَّنٌ بَلْ جَمِيعُ أَوْقَاتِ الْعُمُرِ وَقْتٌ لَهُ إلَّا ثَلَاثَةً، وَقْتَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَوَقْتَ الزَّوَالِ، وَوَقْتَ الْغُرُوبِ، فَإِنَّهُ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ، كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ. [2]

وكذا في البحر الرائق:

ثُمَّ لَيْسَ لِلْقَضَاءِ وَقْتٌ مُعَيَّنٌ بَلْ جَمِيعُ أَوْقَاتِ الْعُمْرِ وَقْتٌ لَهُ إلَّا ثَلَاثَةً وَقْتُ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَوَقْتُ الزَّوَالِ وَوَقْتُ الْغُرُوبِ فَإِنَّهُ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ لِمَا مَرَّ فِي مَحَلِّهِ. [3]

آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز کے اندر آنکھیں بند کرنے سے کیا نماز مکروہ ہوتی ہے؟

جواب: حالت نماز میں بلاضرورت آنکھیں بند کرنا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر آنکھیں بند کرنے سے خشوع وخضوع زیادہ یا کمال خشوع کے لئے مُعِین ہو تو مکروہ نہیں۔

كذا في التنوير مع الدر:

(وتغميض عينيه) للنهي إلا لكمال الخشوع.

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ لِلنَّهْيِ) أَيْ فِي حَدِيثِ «إذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يُغْمِضْ عَيْنَيْهِ» رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ إلَّا أَنَّ فِي سَنَدِهِ مَنْ ضُعْفٍ وَعَلَّلَ فِي الْبَدَائِعِ بِأَنَّ السُّنَّةَ أَنْ يَرْمِيَ بِبَصَرِهِ إلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ، وَفِي التَّغْمِيضِ تَرْكُهَا. ثُمَّ الظَّاهِرُ أَنَّ الْكَرَاهَةَ تَنْزِيهِيَّةٌ، كَذَا فِي الْحِلْيَةِ وَالْبَحْرِ، وَكَأَنَّهُ لِأَنَّ عِلَّةَ النَّهْيِ مَا مَرَّ عَنْ الْبَدَائِعِ، وَهِيَ الصَّارِفُ لَهُ عَنْ التَّحْرِيمِ

==================

[1] كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخل الوقت، ١/ ٣٧٥، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ١/ ١٣٤، ط: قديمي

[3] كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ٢/ ١٤١، ط: رشيدية

(قَوْلُهُ إِلَّا لِكَمَالِ الْخُشُوعِ) بِأَنْ خَافَ فَوْتَ الْخُشُوعِ بِسَبَبِ رُؤْيَةِ مَا يُفَرِّقُ الْخَاطِرَ فَلَا يُكْرَهُ، بَلْ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ إِنَّهُ الْأَوْلَى، وَلَيْسَ بِبَعِيدٍ حِلْيَةٌ وَبَحْرٌ. [١]

وكذا في التاتارخانية:

ويكره للمصلي أن يغمض عينيه في الصلاة لأنها عادة اليهود. [٢]

وكذا في كفایت المفتی: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة، ٤/ ٤٤٧، ط: فاروقیہ

بنیان یا پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ موسم سرما میں سردی سے بچنے کے لئے عام کپڑوں کے نیچے موٹے کپڑے اس طرح کے پہنے جاتے ہیں کہ وہ بالکل جسم کے ساتھ لپٹے ہوئے ہوتے ہیں جنہیں بنیان پائجامہ کہا جاتا ہے، ایسے کپڑوں میں جسم تو نظر نہیں آتا البتہ اعضاء کی نشو و نما بہت اچھی طرح واضح ہوتی ہے، اگر کوئی آدمی صرف انہی کپڑوں میں جو عام کپڑوں کے نیچے پہنے جاتے ہیں اور اوپر عام کپڑے نہ پہنے ہوں تو نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ایسا چست لباس پہننا جس سے اعضائے پوشیدہ کی ہیئت نظر آئے حرام ہے، البتہ لباس اتنا موٹا ہو کہ اس میں بدن کا رنگ نظر نہ آتا ہو تو اس میں نماز کا فرض اداء تو ہو جائے گا مگر ممنوع لباس میں نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہوگی، البتہ اگر عورت ایسے کپڑوں کے اوپر چادر یا دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھے تو اس میں کراہت نہیں، اگر کسی کے پاس ان کپڑوں کے علاوہ دوسرے کپڑے موجود نہ ہوں تو ایسے کپڑوں میں بلا کراہت نماز درست ہو جائے گی۔

كذا في الدر المختار:

(وَالشَّرْطُ سَتْرُهَا عَنْ غَيْرِهِ) وَلَوْ حُكْمًا كَمَكَانٍ مُظْلِمٍ (لَا) سَتْرُهَا (عَنْ نَفْسِهِ) بِهِ يُفْتَى، فَلَوْ رَآهَا مِنْ زِيقِهِ لَمْ تَفْسُدْ وَإِنْ كُرِهَ. (وَعَادِمُ سَاتِرٍ) لَا يَصِفُ مَا تَحْتَهُ، وَلَا يَضُرُّ الْتِصَاقُهُ وَتَشَكُّلُهُ وَلَوْ حَرِيرًا أَوْ طِينًا يَبْقَى إِلَى تَمَامِ صَلَاةٍ أَوْ مَاءً كَدِرًا إِلَّا صَافِيًا إِنْ وَجَدَ غَيْرَهُ. وَهَلْ تَكْفِيهِ الظُّلْمَةُ؟ فِي مَجْمَعِ الْأَنْهُرِ بَحْثًا، نَعَمْ فِي الِاضْطِرَارِ لَا الِاخْتِيَارِ (يُصَلِّي قَاعِدًا) كَمَا فِي الصَّلَاةِ، وَقِيلَ مَادًّا رِجْلَيْهِ (مُومِيًا بِرُكُوعٍ وَسُجُودٍ، وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ)

==================

[١] كتاب الصلاة، باب مكروهات الصلاة، ١/ ٦٤٥، ط: سعيد

[٢] الفصل الرابع في بيان ما يكره للمصلي أن يفعل ي صلاته وما لا يكره، ١/ ٤٠٩، ط: قديمي

قَاعِدًا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ وَ (قَائِمًا) بِإِيمَاءٍ أَوْ (بِرُكُوعٍ وَسُجُودٍ) لِأَنَّ السَّتْرَ أَهَمُّ مِنْ أَدَاءِ الْأَرْكَانِ (وَلَوْ أُبِيحَ لَهُ ثَوْبٌ) وَلَوْ بِإِعَارَةٍ (ثَبَتَتْ قُدْرَتُهُ) هُوَ الْأَصَحُّ. (١)

وفيه أيضا:

وَكَذَا كُلُّ صَلَاةٍ أُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ تَجِبُ إِعَادَتُهَا. وَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ جَابِرٌ لِلْأَوَّلِ. (٢)

وكذا في الشامية:

وَأَنَّ النَّقْصَ إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاةِ الْإِمَامِ وَلَمْ يُجْبَرْ وَجَبَتْ الْإِعَادَةُ عَلَى الْمُقْتَدِي أَيْضًا وَأَنَّهُ يُسْتَثْنَى مِنْهُ الْجُمُعَةُ وَالْعِيدُ إِذَا أُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ إِلَّا إِذَا أَعَادَهَا الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ جَمِيعًا. (٣)

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤٠٣، ط: سعيد

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة، ٦/ ٦٦٦، ط: فاروقيه

نماز کے دوران غیر اختیاری طور پر خیالاتِ فاسدہ آجائیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر نماز کے دوران کوئی ایسا فاسد خیال دل میں آجائے جس سے ذکر میں تھوڑاانتشار پیدا ہو جائے تو کیا نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ تمام عبادات میں سے نماز افضل ترین عبادت ہے، اور شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے، آدمی جب نماز پڑھتا ہے تو شیطان طرح طرح کے وسوسے اس کے دل میں پیدا کرتا ہے، نماز خشوع وخضوع سے پڑھنی چاہئے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ قرات کے الفاظ کی طرف توجہ دی جائے، اور نماز کے ہر رکن کے آداب کی رعایت رکھی جائے تو ان شاء اللہ نماز میں خشوع وخضوع بھی رہے گا، اور فاسد خیالات بھی پیدا نہ ہوں گے۔

تاہم نماز کے دوران غیر اختیاری طور پر خیالاتِ فاسدہ آجائیں اور ان خیالات کی وجہ سے کس قدر غیر اختیاری انتشار پیدا ہو جائے، اور فوراً خیالات کو ہٹالیا جائے، کہ ان سے تلذذ حاصل نہ کرے تو پھر ایسی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی، البتہ از خود ایسے خیالات کو سوچ سوچ کر ذہن میں جگہ دینے سے نماز کے فاسد ہونے کا خدشہ ہے۔

==================

(١) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ١/ ٤٠٩، ٤١١، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٥٧، ط: سعيد

(٣) مطلب كل صلاة أديت مع كراهة التحريم يجب إعادتها، ١/ ٤٥٧، ط: سعيد

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسُهَا مَا لم تعْمل بِهِ أَو تَتَكَلَّم». (١)

وكذا في الدر المختار:

(وَلَهَا آدَابٌ) تَرْكُهُ لَا يُوجِبُ إِسَاءَةً وَلَا عِتَابًا كَتَرْكِ سُنَّةِ الزَّوَائِدِ، لَكِنْ فِعْلُهُ أَفْضَلُ (نَظَرُهُ إِلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ حَالَ قِيَامِهِ، وَإِلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ حَالَ رُكُوعِهِ، وَإِلَى أَرْنَبَةِ أَنْفِهِ حَالَ سُجُودِهِ، وَإِلَى حِجْرِهِ حَالَ قُعُودِهِ. وَإِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْمَنِ وَالْأَيْسَرِ عِنْدَ التَّسْلِيمَةِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةِ) لِتَحْصِيلِ الْخُشُوعِ. (٢)

وكذا في الشامية:

وَفِي شَرْحِ الْمُقَدِّمَةِ الْكَيْدَانِيَّةِ لِلْعَلَّامَةِ الْقُهُسْتَانِيِّ: يَجِبُ حُضُورُ الْقَلْبِ عِنْدَ التَّحْرِيمَةِ، فَلَوْ اشْتَغَلَ قَلْبُهُ بِتَفَكُّرِ مَسْأَلَةٍ مَثَلًا فِي أَثْنَاءِ الْأَرْكَانِ فَلَا تُسْتَحَبُّ الْإِعَادَةُ. وَقَالَ الْبَقَّالِيُّ: لَمْ يَنْقُصْ أَجْرُهُ إلَّا إذَا قَصَّرَ، وَقِيلَ يَلْزَمُ فِي كُلِّ رُكْنٍ وَلَا يُؤَاخَذُ بِالسَّهْوِ لِأَنَّهُ مَعْفُوٌّ عَنْهُ، لَكِنَّهُ لَمْ يَسْتَحِقَّ ثَوَابًا كَمَا فِي الْمُنْيَةِ. (٣)

وكذا في مجموعة الفتاوى:

وفي الفتاوى إذا لم تفكر في صلاته فتذكر شعرا أو خطبة قرأ بقلبه ولم يتكلم بلسانه لا تفسد صلاته. (٤)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول فيما يفسد الصلاة، ٦/ ٦٢٤، ط: فاروقیہ

نماز میں کسی تحریر پر نظر پڑ جائے یا کوئی آواز سنائی دے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز پڑھتے ہوئے کوئی تحریر اردو یا انگریزی میں پڑھ لے اور سمجھ میں بھی آجائے تو اس کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟ اور اسی طرح اگر کوئی آواز سن لے اور مفہوم سمجھ میں آجائے تو اس کا کیا حکم ہے اور اسی

(١) كتاب الطلاق، باب الطلاق في الإغلاق والكره والسكران، ٢/ ٧٩٤، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٧٧، ط: سعيد

(٣) باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب و الخشوع، ١/ ٤١٧، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر فيما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ١١٩، ط: رشيدية

طرح گانے وغیرہ کی آواز سن لے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ نماز کے دوران قصداً کسی لکھی ہوئی چیز کو دیکھ کر دل ہی دل میں پڑھنے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔ اگر پڑھنے میں زبان کو حرکت دی تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر بلا قصد وارادہ اتفاقاً کسی مکتوب پر نظر پڑ جائے اور اس کے ماحصل کو سمجھ جائے تو یہ معاف ہے، نماز کو اس طرح بے توجہی کے ساتھ پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر نماز میں کوئی آواز سنائی دے تو اس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے اگر اس آواز کو اپنے اختیار سے خیالات میں لایا تو نماز مکروہ ہوگی خواہ وہ کوئی بھی آواز ہو لیکن اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔

كذا في الدر المختار:

(ولا يفسدها نظره إلى مكتوب وفهمه) ولو مستفهما وإن كره. [1]

وكذا في البحر الرائق:

(قوله ولو نظر إلى مكتوب وفهمه أو اكل ما بين أسنانه أو مر مار في موضع سجوده لا تفسد وإن إثم). [2]

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

لو نظر إلى مكتوب وفهمه سواء كان قرآنا أو غيره قصد الاستفهام أو لا (قوله لو نظر المصلي إلى مكتوب إلخ) وحد عدم الفساد أنه إنما يتحقق بالقراءة وبالنظر والفهم لم تحصل وإليه أشار المؤلف بقوله لعدم النطق. [3]

وكذا في الهندية:

إذا كان المكتوب على المحراب غير القرآن فنظر المصلي إلى ذلك وتأمل وفهم فعلى قول أبي يوسف رحمه الله تعالى لا تفسد وبه أخذ مشائخنا. [4]

وكذا في مراقي الفلاح:

(لو نظر المصلي إلى مكتوب وفهمه) سواء كان قرآنا أو غيره قصد الاستفهام أو لا أساء الأدب ولم تفسد

==================

[1] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٦٣٤، ط: دار الفكر بيروت

[2] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٢٤، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، فصل فيما لا يفسد الصلاة، ص١٨٧، ط: قديمي

[4] كتاب الصلاة، الباب السابع، ١/ ١٠١، ط: رشيدية

صلاته لعدم النطق بالكلام. [1]

وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:

ولا تفسد الصلاة بالنظر إلى المكتوب وفهمه غير أنه مكروه أما القراءة من المصحف فتفسد الصلاة عند أبي حنيفة رحمه الله. [2]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٦/ ٦٠٦، ط: فاروقیہ

تصاویر والے کمرے میں نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایسے کمرے میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے جس کی دیواروں میں تصاویر آویزاں ہوں یا کتے، بلی وغیرہ کا مجسمہ ہو، نیز بند الماری میں موجود تصویر کی وجہ سے نماز میں کراہت آئے گی یا نہیں؟

جواب: ایسے کمرے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ بند الماری میں موجود تصاویر سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آئے گی۔

كذا في الهندية:

ويكره أن يصلي وبين يديه أو فوق رأسه أو على يمينه أو على يساره أو في ثوبه تصاوير. [3]

وكذا في الدر المختار:

(وكره)... (ولبس ثوب فيه تماثيل) ذي روح، وأن يكون فوق رأسه أو بين يديه أو (بحذائه) يمنة أو يسرة أو محل سجوده (تمثال). [4]

وكذا في الدر المختار:

ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس. [5]

وكذا في التاتارخانية:

وأشدها كراهة أن يكون أمام المصلي ثم فوق رأسه ثم على يمينه ثم على شماله ثم خلفه. [6]

==================

[1] كتاب الصلاة، فصل في ما لا يفسد الصلاة، ص٣٤١، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، الفصل السابع، ٢/ ١٠٢٤، ط: دار الفكر

[3] كتاب الصلاة، باب فيما يكره في الصلاة، ١/ ١٠٧، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٤٦، ط: سعيد

[5] كتاب الصلاة، مطلب إذا تردد الحكم بين السنة والبدعة، ١/ ٦٤٨، ط: سعيد

[6] الفصل الرابع في بيان ما يكره للمصلي، ١/ ٤١١، ط: قديمي

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤٢٦، ط: سعيد

آدھی آستین والی بنیان پہن کر نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل فیکٹریوں میں ورکر عموماً آدھی آستینوں والی بنیان پہن کر کام پر آتے ہیں اور اسی آدھی آستینوں والی بنیان میں وہ نماز بھی پڑھتے ہیں، پوچھنا یہ کہ ایسی آدھی آستین والی بنیان پہن کر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ نیز کام کے لئے مختص کپڑوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: آدھی آستینوں والی بنیان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، فیکٹری ملازمین کو چاہئے کہ نماز کے لئے متبادل کپڑوں کا انتظام رکھیں، البتہ اگر متبادل کپڑے میسر نہ ہوں تو ایسی بنیان میں نماز پڑھنی چاہئے۔

ایسے کپڑے جو کام کے لئے مختص ہوں بلا ضرورت ان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، جب ایسے میلے کچیلے کپڑے پہن کر عام لوگوں کے پاس جانا گوارا نہیں ہوتا تو اللہ رب العالمین کے دربار میں جانا بطریق اولی گوارا نہیں ہونا چاہئے۔

كذا في الدر المختار:

(و) كره (كفه) أي رفعه ولو لتراب كمشمركم أو ذيل. [1]

وفيه أيضا:

وكره... وصلاته في ثياب بذلة ومهنة. [2]

وكذا في الهندية:

ولو صلى رافعا كميه إلى المرفقين كره. [3]

وفيه أيضا:

وتكره الصلاة في ثياب البذلة. [4]

وكذا في البدائع:

ويكره أن يكف ثوبه، لما روي عن النبي عليه السلام أنه قال: أمرت أن أسجد على سبعة أعظم، وأن لا

---

[1] كتاب الصلاة، ١/ ٦٤٠، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية، ١/ ٦٤٠، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة، ١/ ١٠٦، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيماي كره في الصلاة، ١/ ١٠٧، ط: رشيدية

أكف ثوبا ولا أكف شعرا. [١]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤٠٧، ط: سعيد

وكذا في امداد الفتاوی: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٣٣٧، ط: دار العلوم

نمازی کے سامنے لیٹنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی سامنے لیٹا ہو تو کیا اس طرف رخ کرکے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر لیٹے ہوئے شخص کی وجہ سے نمازی کی توجہ میں خلل واقع نہ ہو رہا ہو تو جائز ہے ورنہ مکروہ ہوگا، اور مصلی کی طرف منہ کرکے سویا ہو تب بھی مکروہ ہے۔

كذا في صحيح البخاري:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: بِئْسَمَا عَدَلْتُمُونَا بِالكَلْبِ وَالحِمَارِ «لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ القِبْلَةِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلَيَّ، فَقَبَضْتُهُمَا». [٢]

وكذا في الدر المختار مع ردا لمحتار:

(وَ) لَا يُكْرَهُ (صَلَاةٌ إلَى ظَهْرِ قَاعِدٍ) أَوْ قَائِمٍ (قَوْلُهُ إلَى ظَهْرِ قَاعِدٍ إلَخْ) قَيَّدَ بِالظَّهْرِ احْتِرَازًا عَنْ الْوَجْهِ فَإِنَّهَا تُكْرَهُ إلَيْهِ كَمَا مَرَّ... وَمَا رُوِيَ عَنْهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «لَا تُصَلُّوا خَلْفَ نَائِمٍ وَلَا مُتَحَدِّثٍ» فَضَعِيفٌ. وَصَحَّ عَنْ عَائِشَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا... رَوَيَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ، وَهُوَ يَقْتَضِي أَنَّهَا كَانَتْ نَائِمَةً. [٣]

وكذا في الهداية:

ولا بأس بأن يصلي إلى ظهر رجل قاعد يتحدث. قال في الحاشية: ومن الناس من كره ذلك لما روي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى أن يصلي الرجل وعنده قوم يتحدثون أو نائمونن وتأويله عندنا إذا رفعوا أصواتهم على وجه يخاف منه وقوع الغلط في الصلاة أو ي خاف أن يظهر صوت من النائمين فيضحك

[١] كتاب الصلاة، بيان ما يستحب وما يكره في الصلاة، ١/ ٥٠٦، ط: رشيدية

[٢] كتاب الصلاة، باب هل يغمز الرجل امرأته عن السجود لكي يسجد، ١/ ٧٤، ط: قديمي

[٣] كتاب الصلاة، ٢/ ٥٠٩، ط: رشيدية

في صلاته فإن لم يكن كذلك فلا بأس به العناية. [١]

وكذا في خير الفتاوى: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٤٥٤، ط: امداديه

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب مفسدات الصلاة والمكروهات، ٣/ ٤٣٥، ط: سعيد

تصاویر والے موبائل یا میموری کارڈ وغیرہ ساتھ لے کر نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کسی شخص کے موبائل یا میموری کارڈ میں فحش تصاویر وغیرہ ہوں کیا اس موبائل یا میموری کارڈ کو جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: موبائل میں یا کسی اور ذریعے سے فحش تصاویر دیکھنا ناجائز اور حرام ہے، اس لئے ایسی چیزوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے، تاہم اگر کسی کے موبائل یا میموری کارڈ میں ایسی تصاویر ہوں تو اس کو جیب میں رکھ کر نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی۔

كذا في الهندية:

لا بأس للرجل أن يؤم الناس وعلى بدنه تصاوير لأنها مستورة بالثياب وكذا لو صلى إلخ. [٢]

وكذا في فتاوى قاضي خان:

لا بأس للرجل أن يؤم الناس وعلى يديه تصاوير لأنها مستورة بالثياب إلخ. [٣]

وكذا في البحر الرائق:

لو كانت في يديه وهو يصلي لا تكره لأنه مستورة بالثياب، وكذا لو كان على خاتمه إلخ. [٤]

وكذا في التاتارخانية:

أما إذا كانت مستورة فلا بأس به. [٥]

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: شرائط نماز، ٣/ ٣٥٠، ط: لدھیانوی

==================

[١] كتاب الصلاة، باب ما يفسد ما يكره فيها، ١/ ٣٦١، ط: البشرى

[٢] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٩٦، ط: قديمي

[٣] كتاب الصلاة، ١/ ٤٥، ط: اشرفيه

[٤] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٢/ ٤٨، ط: رشيدية

[٥] كتاب الصلاة، الفصل الرابع في بيان ما يكره للمصلي، ١/ ٤١١، ط: قديمي

متعین وغیر متعین مسجد میں جماعت ثانیہ کے لئے اذان واقامت کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جن جگہوں پر جماعت ثانی کرانا جائز ہو اور وہ مساجد جہاں جماعت ثانی مکروہ ہے لیکن پھر بھی لوگ جماعت کرانا چاہتے ہوں تو کیا وہاں جماعت ثانی کے لئے اذان واقامت کہی جائے گی یا نہیں؟ اور کن صورتوں میں یا جگہوں میں جماعت ثانی کے لئے اذان واقامت کہی جائے گی اور کن میں نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ محلّہ کی مسجد جہاں پر نمازی، امام اور مؤذن معلوم ومتعین ہوں وہاں اگر اہل محلّہ نے جماعت کرائی ہو تو ان کے بعد باقی اہل محلّہ یا غیر اہل محلّہ کا دوسری جماعت کرانا مکروہ ہے، اور اس کے لئے اذان واقامت کہنا بھی مکروہ ہے۔

اور اگر وہاں پر دوسرے محلے والوں نے اذان واقامت کہہ کر جماعت کرائی ہو اس مسجد کے محلّہ والے بعد میں آئیں تو ان کے لئے دوبارہ اذان واقامت کہنا اور دوسری جماعت کرانا مکروہ نہیں۔

اور ایسی مسجد جہاں پر نمازی، امام اور مؤذن معلوم ومتعین نہ ہوں جیسا کہ راستے کی مساجد، وہاں پر دوبارہ اذان واقامت کہنا اور جماعت ثانیہ کرانا مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں جہاں پر جماعت ثانیہ کرانا جائز ہے وہاں پر اذان واقامت دوبارہ کہنا افضل ہے مکروہ نہیں ہے، اور جہاں جماعت ثانیہ مکروہ ہے پھر بھی لوگ دوسری جماعت کرانا چاہتے ہوں تو وہاں پر اذان واقامت دوبارہ کہنا مکروہ ہے۔

كذا في بدائع الصنائع:

وَلَوْ صَلَّى فِي مَسْجِدٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ هَلْ يُكْرَهْ أَنْ يُؤَذَّنَ وَيُقَامُ فِيهِ ثَانِيًا، فَهَذَا لَا يَخْلُو مِنْ أَحَدِ وَجْهَيْنِ: أَمَّا إِنْ كَانَ مَسْجِدًا لَهُ أَهْلٌ مَعْلُومٌ، أَوْ لَمْ يَكُنْ: فَإِنْ كَانَ لَهُ أَهْلٌ مَعْلُومٌ، فَإِنْ صَلَّى فِيهِ غَيْرُ أَهْلِهِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ لَا يُكْرَهُ لِأَهْلِهِ أَنْ يُعِيدُوا الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ... وَإِنْ كَانَ مَسْجِدًا لَيْسَ لَهُ أَهْلٌ مَعْلُومٌ بِأَنْ كَانَ عَلَى شَوَارِعِ الطَّرِيقِ - لَا يُكْرَهُ تَكْرَارُ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ فِيهِ. (۱)

وكذا في الهندية:

أَهْلُ الْمَسْجِدِ إِذَا صَلَّوْا بِأَذَانٍ وَجَمَاعَةٍ، يُكْرَهُ تَكْرَارُ الْأَذَانِ وَالْجَمَاعَةِ فِيهِ. وَلَوْ صَلَّى بَعْضُ أَهْلِ الْمَسْجِدِ بِإِقَامَةٍ وَجَمَاعَةٍ، ثُمَّ دَخَلَ الْمُؤَذِّنُ وَالْإِمَامُ وَبَقِيَّةُ الْجَمَاعَةِ، فَالْجَمَاعَةُ الْمُسْتَحَبَّةُ لَهُمْ، وَالْكَرَاهَةُ لِلْأُولَى..... مَسْجِدٌ

(۱) كتاب الصلاة، تكرار الجماعة في المسجد، ۱/ ۳۷۸، ۳۷۹، ط: رشيديه

لَيْسَ لَهُ مُؤَذِّنٌ وَإِمَامٌ مَعْلُومٌ، يُصَلِّي فِيهِ النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا بِجَمَاعَةٍ، فَالْأَفْضَلُ أَنْ يُصَلِّيَ كُلُّ فَرِيقٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ عَلَى حِدَةٍ. (۱)

وكذا في الدر المختار:

وَيُكْرَهُ تَكْرَارُ الْجَمَاعَةِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ فِي مَسْجِدِ مَحَلَّةٍ لَا فِي مَسْجِدِ طَرِيقٍ، أَوْ مَسْجِدٍ لَا إِمَامَ لَهُ وَلَا مُؤَذِّنَ. وفي الشامية (قَوْلُهُ: وَيُكْرَهُ) أَيْ تَحْرِيمًا لِقَوْلِ الْكَافِي لَا يَجُوزُ، وَالْمَجْمَعُ لَا يُبَاحُ، وَشَرْحُ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ: إِنَّهُ بِدْعَةٌ... (قَوْلُهُ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ إِلَخْ) عِبَارَتُهُ فِي الْخَزَائِنِ: أَجْمَعُ مِمَّا هُنَا وَنَصُّهَا: يُكْرَهُ تَكْرَارُ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدِ مَحَلَّةٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ، إِلَّا إِذَا صَلَّى بِهِمَا فِيهِ أَوَّلًا غَيْرُ أَهْلِهِ لَوْ أَهْلَهُ لَكِنْ بِمُخَافَتَةِ الْأَذَانِ، وَلَوْ كَرَّرَ أَهْلُهُ بِدُونِهِمَا أَوْ كَانَ مَسْجِدَ طَرِيقٍ جَازَ إِجْمَاعًا؛ كَمَا فِي مَسْجِدٍ لَيْسَ لَهُ إِمَامٌ وَلَا مُؤَذِّنٌ وَيُصَلِّي النَّاسُ فِيهِ فَوْجًا فَوْجًا، فَإِنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يُصَلِّيَ كُلُّ فَرِيقٍ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ عَلَى حِدَةٍ... وَالْمُرَادُ بِمَسْجِدِ الْمَحَلَّةِ مَا لَهُ إِمَامٌ وَجَمَاعَةٌ مَعْلُومُونَ كَمَا فِي الدُّرَرِ وَغَيْرِهَا. (۲)

پہلی صف میں شمولیت کے لئے پچھلی صفوں کو پھلانگنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر پہلی صف میں جگہ ہو تو کیا پہلی صف میں شمولیت کے لئے پچھلی صفوں کو پھلانگ کر جانا جائز ہے؟

جواب: نماز میں صف اول کا اہتمام کرنا افضل ہے، لیکن اگر صف اول میں کھڑے ہونے کے لئے نمازیوں کو پھلانگ کر جانا پڑے اور اس سے دوسرے لوگوں کو اذیت پہنچنے کا اندیشہ ہو تو پھر پچھلی صف میں کھڑا ہونا بہتر ہے۔

كذا في الشامية:

[تَنْبِيهٌ] قَالَ فِي الْمِعْرَاجِ: الْأَفْضَلُ أَنْ يَقِفَ فِي الصَّفِّ الْآخِرِ إِذَا خَافَ إِيذَاءَ أَحَدٍ. قَالَ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «مَنْ تَرَكَ الصَّفَّ الْأَوَّلَ مَخَافَةَ أَنْ يُؤْذِيَ مُسْلِمًا أُضْعِفَ لَهُ أَجْرُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ». (۳)

وكذا في الفقه الحنفي وأدلته:

وعن الإمام الأعظم عن حماد قال سألت إبراهيم عن الصف الأول لم فضل على الثاني؟ فقال لا تقم في

==================

(۱) كتاب الصالة، الباب الثاني في الأذان، الباب الأول في صفته، ۱/ ۵۴، ۵۵، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ۱/ ۵۵۲، ۵۵۲، ط: سعيد

(۳) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في كراهة قيام الإمام في غير المحراب، ۲/ ۳۷۲، ط: رشيدية

الصف الثاني حتى يتكامل الصف الأول رواه الإمام محمد بن الحسن في الآثار وقال وبه نأخذ ينبغي إذا تكامل الصف الأول أن يقوم في الصف الثاني ولا يقوم في الصف الأول ولا يزاحم عليه فإنه يؤذي، والقيام في الصف الثاني خير من الأذى وهو قول أبي حنيفة. (١)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

إذا حضر الرجل الجامع والمسجد ملآن أن تخطي يؤذي الناس لم يتخط وإن كان لا يؤذي بأن لا يطأ ثوبا ولا جسدا فلا بأس بأن يتخطى ويدنو من الإمام. (٢)

وكذا في البحر: كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ٢/ ٢٧٥، ط: رشيدية

وكذا في فقه السنة: كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، تخطي رقاب، ١/ ٢٦٣، ط: دار الكتب العلمية

وكذا في فتاوی رحیمیہ: كتاب الصلاة، باب مكروهات الصلاة، ٥/ ١٢٢، ط: دار الاشاعت

نماز میں بلاترتیب سورتیں پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز میں بلاترتیب سورتیں پڑھنا کیساہےاس سے نماز کی صحت میں فرق آئےگایانہیں؟

جواب: فرض نماز میں اگر غیر ارادی طور پر خلاف ترتیب قرات ہوجائے تو جائز ہے البتہ جان بوجھ کرایسا کرنامکروہ ہےاور نفلی نمازوں میں بلاکراہت جائز ہے۔

كذا في البحر الرائق:

لَوْ قَرَأَ سُورَةً ثُمَّ قَرَأَ فِي الثَّانِيَةِ سُورَةً قَبْلَهَا سَاهِيًا لَا يَجِبُ عَلَيْهِ السُّجُودُ لِأَنَّ مُرَاعَاةَ تَرْتِيبِ السُّوَرِ مِنْ وَاجِبَاتِ نَظْمِ الْقُرْآنِ لَا مِنْ وَاجِبَاتِ الصَّلَاةِ فَتَرْكُهَا لَا يُوجِبُ سُجُودَ السَّهْوِ. (٣)

وكذا في الهندية:

وَإِذَا قَرَأَ فِي رَكْعَةٍ سُورَةً وَفِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى أَوْ فِي تِلْكَ الرَّكْعَةِ سُورَةً فَوْقَ تِلْكَ السُّورَةِ يُكْرَهُ... هَذَا كُلُّهُ

==================

(١) كتاب الصلاة، باب صلاة الجماعة، تسوية الصف، ١/ ٢٠٩، ط: وحيدي

(٢) كتاب الصلاة، الفصل الثالث والعشرون في صلاة الجمعة، ١/ ٢١٣، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٢/ ١٦٧، ط: رشيدية

فِي الْفَرَائِضِ وَأَمَّا فِي السُّنَنِ فَلَا يُكْرَهُ.[1]

وكذا في رد المحتار:

قَالُوا يَجِبُ التَّرْتِيبُ فِي سُوَرِ الْقُرْآنِ، فَلَوْ قَرَأَ مَنْكُوسًا أَثِمَ لَكِنْ لَا يَلْزَمُهُ سُجُودُ السَّهْوِ لِأَنَّ ذَلِكَ مِنْ وَاجِبَاتِ الْقِرَاءَةِ لَا مِنْ وَاجِبَاتِ الصَّلَاةِ كَمَا ذَكَرَهُ فِي الْبَحْرِ فِي بَابِ السَّهْوِ.[2]

وكذا في الدر مع الرد:

وَيُكْرَهُ الْفَصْلُ بِسُورَةٍ قَصِيرَةٍ وَأَنْ يَقْرَأَ مَنْكُوسًا إِلَّا إِذَا خَتَمَ فَيَقْرَأُ مِنْ الْبَقَرَةِ... وَلَا يُكْرَهُ فِي النَّفْلِ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ... (قَوْلُهُ وَلَا يُكْرَهُ فِي النَّفْلِ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ) عَزَاهُ فِي الْفَتْحِ إِلَى الْخُلَاصَةِ... وَاعْتَرَضَ ح أَيْضًا بِأَنَّهُمْ نَصُّوا بِأَنَّ الْقِرَاءَةَ عَلَى التَّرْتِيبِ مِنْ وَاجِبَاتِ الْقِرَاءَةِ؛ فَلَوْ عَكَسَهُ خَارِجَ الصَّلَاةِ يُكْرَهُ فَكَيْفَ لَا يُكْرَهُ فِي النَّفْلِ؟ تَأَمَّلْ وَأَجَابَ ط بِأَنَّ النَّفَلَ لِاتِّسَاعِ بَابِهِ نَزَلَتْ كُلُّ رَكْعَةٍ مِنْهُ فِعْلًا مُسْتَقِلًّا فَيَكُونُ كَمَا لَوْ قَرَأَ إِنْسَانٌ سُورَةً ثُمَّ سَكَتَ ثُمَّ قَرَأَ مَا فَوْقَهَا، فَلَا كَرَاهَةَ فِيهِ.[3]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب القراءة، الفصل الخامس في تكرار السورة والآية، ٧/ ١٠٥، ١٠٦، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب القراءة، ٣/ ١٦٨، ط: حقانيه

جائے نماز پر بیت اللہ یا مسجد نبوی کی تصاویر

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل لوگوں کے پاس ایسی جائے نماز ہوتی ہے جن پر بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی کی تصویریں بنی ہوتی ہیں ان تصویر والی جائے نماز پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائے نماز پر اگر غیر ذی روح چیز کی تصویر ہو تو بغیر کسی کراہت کے نماز ہو جاتی ہے، لہٰذا ایسی جائے نماز جس پر بیت اللہ شریف، مسجد نبوی اور دیگر مساجد کی تصویر ہو، اس پر نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔ تاہم ان تصاویر پر پاؤں رکھنے اور کسی بھی طرح کی بے ادبی سے احتراز کرنا چاہئے۔

==================

[1] كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع في القراءة، ١/ ٧٨، ط: رشيديه

[2] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها، ١/ ٤٥٧، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، ١/ ٥٤٦، ٥٤٧، ط: سعيد

كذا في التنوير مع الدر المختار:

(أو بغير ذي روح لا) يكره لأنها لا تعيد. [1]

وكذا في الكبيري:

وأما صورة غير ذي الروح فلا خلاف في عدم كراهة الصلاة عليها وإليها. [2]

وكذا في الهندية:

ولا يكره تمثال غير ذي الروح. [3]

وكذا في التاتارخانية: كتاب الصلاة، ١/ ٤١١، ط: قديمي

وكذا في فتاوى محموديه: كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة، ٦/ ٦٧٠، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوى حقانيه: كتاب الصلاة، باب مكروهات الصلاة، ٣/ ٢١٦، ط: حقانيه

مسجد کے قریب قبر ہو اور درمیان میں ایک گز دیوار کا فاصلہ ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ مسجد کے قریب قبریں ہوں اور درمیان میں کوئی فاصلہ نہ ہو صرف ایک گز کی دیوار ہو تو مذکورہ مسجد میں نماز ہو جاتی ہے یا اس میں نماز درست نہیں؟

جواب: مذکورہ مسجد میں نماز درست ہے۔

كذا في الشامية:

لا تكره الصلاة في جهة قبر إلا إذا كان بين يديه بحيث لو صلى صلاة الخاشعين وقع بصره عليه كما في الجنائز المضمرات. [4]

وكذا في التاتارخانية:

ومنها الصلاة في المقبرة لأنه تشبه باليهود فإنه كان فيها موضع أعد للصلاة ليس فيه قبر ولا نجاسة لا

[1] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ١/ ٦٤٩؛ ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب في صفة الصلاة، ١/ ٣١٢، ط: نعمانيه

[3] كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة، ١/ ١١٩، ط: قديمي

[4] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيه، ١/ ٦٥٤، ط: سعيد

بأس به وفي «الحاوي» وإن كانت القبور ما وراء المصلي لا يكره وإن كان بينه وبين القبر مقدار لو كان في الصلاة ويمر إنسان لا يكره فيها هنا أيضا لا يكره. (١)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

ويكره أن يكون قبلة المسجد إلى حمام أو إلى خرج أو قبر كما لو صلى وقبله غذرة وهذا إذا لم يكن بين المصلي وهذه المواضع حائل كالحائط وإن كان حائط لا يكره رجل إلخ. (٢)

وكذا في الهندية:

وإن كانت القبور ما وراء المصلي لا يكره فإنه إن بينه وبين القبر مقدار ما لو كان في الصلاة ويمر إنسان لا يكره. (٣)

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: کتاب مسجد کے مسائل، ۳/ ۲۴۹، ط: لدھیانہ

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب ما يكره الصلاة، ۳/ ۲۰۳، ط: حقانیہ

باریک کپڑوں میں نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص باریک کپڑے پہنے ہوئے ہے اس کپڑوں میں نماز پڑھنا شرعا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ باریک کپڑوں میں نماز پڑھنا شرعا درست ہے، بشرطیکہ ستر کی جگہ نظر نہ آتی ہو ورنہ جائز نہیں، مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے جس کا چھپانا ضروری ہے۔

كذا في الهندية:

الْعَوْرَةُ لِلرَّجُلِ مِنْ تَحْتِ السُّرَّةِ حَتَّى تُجَاوِزَ رُكْبَتَيْهِ فَسُرَّتُهُ لَيْسَتْ بِعَوْرَةٍ عِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَةِ وَرُكْبَتُهُ عَوْرَةٌ عِنْدَ عُلَمَائِنَا جَمِيعًا هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ... وَالثَّوْبُ الرَّقِيقُ الَّذِي يَصِفُ مَا تَحْتَهُ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِيهِ. كَذَا فِي التَّبْيِينِ. (٤)

---

(١) كتاب الصلاة، ما يكره المصلي وما لا يكره، ١/ ٤١٥، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، الفصل الثاني في المقدمة، ١/ ٦٠، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ١١٩، ط: قديمي

(٤) الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول في الطهارة وستر العورة، ١/ ٦٤، ط: قديمي

وكذا في خلاصة الفتاوى:

قال رضي الله عنه وفي الأصل لا بأس بأن يصلي الرجل في ثوب واحد متوشحا ويؤم كذلك والمستحب أن يصلي الرجل في ثلاثة أثواب قميص وإزار وعمامة أما لو صلى في ثوب واحد متوشحا به جميع بدنه كإزار ميت يجوز صلاته من غير كراهية وتفسيره ما يفعله القصار في المختصرة فإن صلى في إزار واحد يجوز ويكره هذا إذا كان صفيقًا فإن كان رقيقا يصف ما تحته لا يجوز صلاته. (١)

وكذا في كبيري:

إذا كان الثوب رقيقا بحيث يصف ما تحته أي لو كان البشرة لا يحصل به ستر العورة إذ لا ستر مع رؤية لون البشرة إلخ. (٢)

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: کتاب الصلاۃ، باب شرائط نماز، ٣/ ٣٢١، ط: لدھیانہ

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب مكروهات الصلاة، ٣/ ١٩٩، ط: حقانيه

منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز میں چہرہ کی کتنی مقدار کا ڈھانپنا مکروہ ہے؟

جواب: منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے، پورا منہ ڈھانپنا ہی حد کراہت ہے، اگر منہ سے کم چہرہ ڈھکا ہوا ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

كذا في سنن أبي داود:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ». (٣)

وكذا في الشامية:

(قوله والتلثم) وهو تغطية الأنف والفم في الصلاة، لأنه يشبه فعل المجوس حال عبادتهم النيران، زيلعي، ونقل عن أبي السعود أنها تحريمية. (٤)

===================

(١) كتاب الصلاة، الفصل السادس في ستر العورة، ١/ ٧٣، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، أما شرط الثالث فهو ستر العورة، ص١٨٧، ١٨٨، ط: نعمانيه

(٣) كتاب الصلاة، باب السدل في الصلاة، ١/ ٩٤، ط: مير محمد

(٤) كتاب الصلاة، مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة، ١/ ٦٥٢، ط: سعيد

وكذا في بدائع الصنائع:

ويكره أن يغطي فاه في الصلاة لأن النبي صلى الله عليه وسلم نهى ذلك ولأن في التغطية منعًا من القراءة والأذكار المشروعة. [١]

وكذا في الهندية:

ويكره التلثم وهو تغطية الأنف والفم في الصلاة. [٢]

وكذا في التاتارخانية: كتاب الصلاة، الفصل الرابع في بيان ما يكره للمصلي إلخ، ط: قديمي

وكذا في حلبي كبيري: كتاب الصلاة، فصل في ما أي شيء الذي يكره فعله في الصلاة، ص٣٠٠، ط: نعمانيه

وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٤٤، ط: رشيدية

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب ما يكره في الصلاة، ٦/ ٦٦٤، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب ما يكره في الصلاة، ٣/ ٢٠١، ط: حقانيه

دوسرے قعدے میں بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد وضو توڑنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص نماز کے دوسرے قعدے میں تشہد اور درود پڑھنے کے بعد جان بوجھ کر ہوا خارج کرے تو کیا اس کی نماز پوری ہوگئی یا دوبارہ اعادہ کرنا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں نماز پوری ہوگئی لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

كذا في سنن أبي داود:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا قَضَى الْإِمَامُ الصَّلَاةَ وَقَعَدَ فَأَحْدَثَ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ، فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ، وَمَنْ كَانَ خَلْفَهُ مِمَّنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ». [٣]

وكذا في إعلاء السنن:

عن علي قال إذا جلس مقدار التشهد ثم أحدث فقد تم صلاته رواه البيهقي في السنن.

==================

[١] كتاب الصلاة، بيان ما يستحب وما يكره في الصلاة، ١/ ٥٠٦، ط: رشيدية

[٢] كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ١/ ١١٨، ط: قديمي

[٣] كتاب الصلاة، باب الإمام يحدث بعد ما يرفع رأسه، ١/ ١٠٠، ط: رحمانيه

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أحدث (يعني الرجل) وقد جلس في آخر صلاته قبل أن يسلم فقد جازت صلاته. [١]

وكذا في الهداية:

(ويتشهد) وهو واجب عندنا (وصلى على النبي عليه الصلاة والسلام) وهو ليس بفريضة عندنا خلافا للشافعي رحمه الله فيهما لقوله صلى الله عليه وسلم " إذا قلت هذا أو فعلت فقد تمت صلاتك إن شئت أن تقوم فقم وإن شئت أن تقعد فاقعد "... (وإن تعمد الحدث في هذه الحالة أو تكلم أو عمل عملا ينافي الصلاة تمت صلاته) لأنه تعذر البناء لوجود القاطع لكن لا إعادة عليه لأنه لم يبق عليه شيء من الأركان. [٢]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ، وَإِنْ سَبَقَهُ حَدَثٌ بَعْدَ التَّشَهُّدِ تَوَضَّأَ وَسَلَّمَ)... (قَوْلُهُ وَإِنْ تَعَمَّدَهُ أَوْ تَكَلَّمَ تَمَّتْ صَلَاتُهُ) أَيْ تَعَمَّدَ الْحَدَثَ لِحَدِيثِ التِّرْمِذِيِّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ «قَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – إذَا أَحْدَثَ يَعْنِي الرَّجُلَ، وَقَدْ جَلَسَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَقَدْ جَازَتْ صَلَاتُهُ» وَمَعْنَى قَوْلِهِ تَمَّتْ صَلَاتُهُ تَمَّتْ فَرَائِضُهَا، وَلِهَذَا لَمْ تَفْسُدْ بِفِعْلِ الْمُنَافِي. [٣]

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَمِنْهَا الْخُرُوجُ بِصُنْعِهِ إلَخْ) أَيْ بِصُنْعِ الْمُصَلِّي أَيْ فِعْلِهِ الِاخْتِيَارِ، بِأَيِّ وَجْهٍ كَانَ مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ يُنَافِي الصَّلَاةَ بَعْدَ تَمَامِهَا كَمَا فِي الْبَحْرِ؛ وَذَلِكَ بِأَنْ يَبْنِيَ عَلَى صَلَاتِهِ صَلَاةً مَا فَرْضًا أَوْ نَفْلًا، أَوْ يَضْحَكُ قَهْقَهَةً، أَوْ يُحْدِثُ عَمْدًا، أَوْ يَتَكَلَّمُ، أَوْ يَذْهَبُ، أَوْ يُسَلِّمُ تَاتَرْخَانِيَّةٌ. [٤]

وكذا في الدر مع الرد:

وَلَا يَخْرُجُ الْمُؤْتَمُّ بِنَحْوِ سَلَامِ الْإِمَامِ بَلْ بِقَهْقَهَتِهِ وَحَدَثِهِ عَمْدًا لِانْتِفَاءِ حُرْمَتِهَا، فَلَا يُسَلِّمُ؛ وَلَوْ أَتَمَّهُ قَبْلَ

====================

[١] كتاب الصلاة، باب فرضية القعدة الأخيرة وعدمها في الصلاة والسلام، ٣/ ١٤٤، ط: ادارة القرآن

[٢] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة... باب الحدث في الصلاة، ١/ ١١٤، ١٣٢، ط: رحمانيه

[٣] كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ١/ ٦٥٣، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث الخروج بصنعه، ١/ ٤٤٨

إمَامِهِ فتكَلَّمَ جَازَ وَكُرِهَ... (قَوْلُهُ بِنَحْوِ سَلَامِ الْإِمَامِ إلَخْ) أَيْ مِمَّا هُوَ مُتَمِّمٌ لَهَا لَا مُفْسِدٌ، فَإِنَّهُ لَوْ سَلَّمَ بَعْدَ الْقَعْدَةِ أَوْ تَكَلَّمَ انْتَهَتْ صَلَاتُهُ وَلَمْ تَفْسُدْ. [1]

نماز میں انگلیاں چٹخانا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارا ایک دوست ہے اس کو انگلیاں چٹخانے کی عادت ہے جس کو کئی مرتبہ کوشش کے بعد بھی نہ چھڑا سکا یہاں تک کہ نماز کے اندر بھی چٹخاتا رہتا ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ نماز کے اندر انگلیاں چٹخانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: نماز کی حالت میں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے چٹخانا مکروہ تحریمی ہے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

كذا في الهداية:

(وَيُكْرَهُ لِلْمُصَلِّي أَنْ يَعْبَثَ بِثَوْبِهِ أَوْ بِجَسَدِهِ)... (وَلَا يُقَلِّبُ الْحَصَى)... (وَلَا يُفَرْقِعُ أَصَابِعَهُ) لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ «لَا تُفَرْقِعْ أَصَابِعَكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي». [2]

وكذا في التاتارخانية:

ولا يفرقع أصابعه، وفي الخانية: ولا يتمطى، وفي النوازل: يكره التفرقع في المسجد في غير الصلاة... وفي الخانية: لا بأس بأن يمسح العرق من جبهته في الصلاة ويكره أن يشبك أصابعه. [3]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَفَرْقَعَةُ الْأَصَابِعِ) وَهُوَ غَمْزُهَا أَوْ مَدُّهَا حَتَّى تُصَوِّتَ وَنُقِلَ فِي الدِّرَايَةِ الْإِجْمَاعُ عَلَى كَرَاهَتِهَا فِيهَا وَمِنْ السُّنَّةِ مَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ مَرْفُوعًا «لَا تُفَرْقِعْ أَصَابِعَكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي» لَكِنَّهُ مَعْلُولٌ بِالْحَارِثِ. وَرَوَى أَحْمَدُ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ رَفَعَهُ «الضَّاحِكُ فِي الصَّلَاةِ وَالْمُلْتَفِتُ وَالْمُفَرْقِعُ أَصَابِعَهُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ» وَلَعَلَّ الْمُرَادَ التَّسَاوِي فِي

---

[1] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد وحكم الدعاء بالمغفرة، ١/ ٥٢٥، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، فصل ويكره للمصلي، ١/ ١٤١، ط: رحمانيه

[3] كتاب الصلاة، الفصل الرابع ما يكره المصلي وما لا يكره، ١/ ٤١١، ط: قديمي

الْمَعْصِيَةِ وَإِلَّا فَالضَّحِكُ مُبْطِلٌ لَهَا وَيَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ كَرَاهَةُ الْفَرْقَعَةِ تَحْرِيمِيَّةً لِلنَّهْيِ الْوَارِدِ فِي ذَلِكَ وَلِأَنَّهَا مِنْ أَفْرَادِ الْعَبَثِ... وَأَشَارَ الْمُصَنِّفُ إِلَى كَرَاهَةِ تَشْبِيكِ الْأَصَابِعِ وَهُوَ أَنْ يُدْخِلَ إِحْدَى أَصَابِعِ يَدَيْهِ بَيْنَ أَصَابِعِ الْأُخْرَى فِي الصَّلَاةِ. (۱)

وکذا في کتاب المسائل: کتاب الصلاۃ، باب مکروہات نماز، مکروہات تحریمیہ، ۱/ ۳۷۱، ط: قدیمی

نماز کے دوران نگاہ کہاں ہونی چاہیے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز کے دوران کن انکھیوں سے دائیں بائیں دیکھنا کیسا ہے اس سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی وضاحت فرمالیں کہ قیام کی حالت میں، سجدے میں، رکوع میں اور بیٹھنے کی حالت میں کہاں کہاں نظر ہونی چاہیے؟

جواب: نماز کے دوران کن انکھیوں سے دائیں بائیں دیکھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن نماز کے دوران ایسا کرنا مناسب نہیں اس لئے اس سے پرہیز کرنا چاہیے، قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر اور رکوع میں دونوں قدموں پر اور سجدے میں ناک کے سرے پر اور بیٹھنے کی حالت میں گود پر نظر ہونی چاہیے۔

کذا في الهندية:

وَيُكْرَهُ أَنْ يَلْتَفِتَ يَمْنَةً أَوْ يَسْرَةً بِأَنْ يُحَوِّلَ بَعْضَ وَجْهِهِ عَنْ الْقِبْلَةِ فَأَمَّا أَنْ يَنْظُرَ بِمُؤْقِ عَيْنِهِ وَلَا يُحَوِّلَ وَجْهَهُ فَلَا بَأْسَ بِهِ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَيُكْرَهُ أَنْ يَرْفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ كَذَا فِي التَّبْيِينِ. (۲)

وفيه أيضا:

(وَآدَابُهَا) نَظَرُهُ إِلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ حَالَ الْقِيَامِ وَإِلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ حَالَةَ الرُّكُوعِ وَإِلَى أَرْنَبَتِهِ حَالَةَ السُّجُودِ وَإِلَى حِجْرِهِ حَالَةَ الْقُعُودِ وَعِنْدَ التَّسْلِيمَةِ الْأُولَى إِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْمَنِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ إِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْسَرِ. (۳)

وكذا في الدر المختار:

---

(۱) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ۲/ ۳۵، ۳۶، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ۱/ ۱۰۶، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة، هذا الباب مشتمل على خمسة فصول، الفصل الثالث آداب الصلاة وسننها، ۱/ ۷۲، ۷۳، ط: رشيدية

(ويكره خارجها)... (والالتفات بوجهه) كله (أو بعضه) للنهي وببصره يكره تنزيها. [١]

وفيه أيضا:

(نَظَرُهُ إلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ حَالَ قِيَامِهِ، وَإِلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ حَالَ رُكُوعِهِ، وَإِلَى أَرْنَبَةِ أَنْفِهِ حَالَ سُجُودِهِ، وَإِلَى حِجْرِهِ حَالَ قُعُودِهِ. وَإِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْمَنِ وَالْأَيْسَرِ عِنْدَ التَّسْلِيمَةِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةِ) لِتَحْصِيلِ الْخُشُوعِ. [٢]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ وَتَغْمِيضُ عَيْنَيْهِ) لِمَا رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «إذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يُغْمِضْ عَيْنَيْهِ» إلَّا أَنَّ فِي سَنَدِهِ مَنْ ضُعِّفَ وَالْكَرَاهَةُ مَرْوِيَّةٌ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ وَعَلَّلَهُ فِي الْبَدَائِعِ بِأَنَّ السُّنَّةَ أَنْ يَرْمِيَ بَصَرَهُ إلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ وَفِي التَّغْمِيضِ تَرْكُ هَذِهِ السُّنَّةِ وَلِأَنَّ كُلَّ عُضْوٍ وَطَرَفٍ ذُو حَظٍّ مِنْ هَذِهِ الْعِبَادَةِ فَكَذَا الْعَيْنُ. [٣]

وكذا في التاتارخانية:

ومنها أن يكون نظره في قيامه إلى موضع سجوده وفي الركوع إلى أصابع رجليه وفي السجود إلى أرنبة أنفه وفي قعوده إلى حجره. [٤]

نابالغ سمجھدار لڑکے کا امام کو لقمہ دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید ایک نابالغ لڑکا ہے آیا وہ امام کو لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر تو زید سمجھدار ہے اور نماز کے مسائل سے خوب واقف ہے تو وہ لقمہ دے سکتا ہے اس کے لقمہ دینے سے نماز میں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

كذا في البحر الرائق:

==================

[١] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٦٤٣، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٧٧، ٤٧٨، ط: سعيد

[٣] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٤٥، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، فصل في بيان آداب الصلاة، ١/ ٣٨٦، ط: قديمي

فَإِذَا أَخذَ فِي التِّلَاوَةِ قَبْلَ تَمَامِ الْفَتْحِ لَمْ تَفْسُدْ وَإِلَّا فَتَفْسُدُ؛ لِأَنَّ تَذَكُّرَهُ يُضَافُ إِلَى الْفَتْحِ، وَفَتْحُ الْمُرَاهِقِ كَالْبَالِغِ.[١]

وكذا في التاتارخانية:

إذا فتح الصبي المراهق على الإمام هل تبقى صلاة الإمام صحيحة؟ قال نعم.[٢]

وكذا في الهندية:

وَإِنْ فَتَحَ عَلَى إِمَامِهِ لَمْ تَفْسُدْ ثُمَّ قِيلَ: يَنْوِي الْفَاتِحُ بِالْفَتْحِ عَلَى إِمَامِهِ التِّلَاوَةَ وَالصَّحِيحُ أَنْ يَنْوِيَ الْفَتْحَ عَلَى إِمَامِهِ دُونَ الْقِرَاءَةِ قَالُوا هَذَا إِذَا أُرْتِجَ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَقْرَأَ قَدْرَ مَا تَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ أَوْ بَعْدَمَا قَرَأَ وَلَمْ يَتَحَوَّلْ إِلَى آيَةٍ أُخْرَى وَأَمَّا إِذَا قَرَأَ أَوْ تَحَوَّلَ فَفَتَحَ عَلَيْهِ تَفْسُدُ صَلَاةُ الْفَاتِحِ وَالصَّحِيحُ أَنَّهَا لَا تَفْسُدُ صَلَاةُ الْفَاتِحِ بِكُلِّ حَالٍ وَلَا صَلَاةُ الْإِمَامِ لَوْ أَخَذَ مِنْهُ عَلَى الصَّحِيحِ. هَكَذَا فِي الْكَافِي.

وَيُكْرَهُ لِلْمُقْتَدِي أَنْ يَفْتَحَ عَلَى إِمَامِهِ مِنْ سَاعَتِهِ لِجَوَازِ أَنْ يَتَذَكَّرَ مِنْ سَاعَتِهِ فَيَصِيرَ قَارِئًا خَلْفَ الْإِمَامِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَلَا يَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يُلْجِئَهُمْ إِلَى الْفَتْحِ؛ لِأَنَّهُ يُلْجِئُهُمْ إِلَى الْقِرَاءَةِ خَلْفَهُ وَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ بَلْ يَرْكَعُ إِنْ قَرَأَ قَدْرَ مَا تَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ وَإِلَّا يَنْتَقِلُ إِلَى آيَةٍ أُخْرَى. كَذَا فِي الْكَافِي وَتَفْسِيرُ الْإِلْجَاءِ أَنْ يُرَدِّدَ الْآيَةَ أَوْ يَقِفَ سَاكِتًا. كَذَا فِي النِّهَايَةِ.

أُرْتِجَ عَلَى الْإِمَامِ فَفَتَحَ عَلَيْهِ مَنْ لَيْسَ فِي صَلَاتِهِ وَتَذَكَّرَ فَإِنْ أَخَذَ فِي التِّلَاوَةِ قَبْلَ تَمَامِ الْفَتْحِ لَمْ تَفْسُدْ وَإِلَّا تَفْسُدُ؛ لِأَنَّ تَذَكُّرَهُ مُضَافٌ إِلَى الْفَتْحِ وَفَتْحُ الْمُرَاهِقِ كَالْبَالِغِ.[٣]

وكذا في *خير الفتاوى*: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ٤٢٧، ط: امداديه

اتصالِ صفوف کے لئے ستون کے آگے کسی کو کھڑا کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر نمازیوں کی صفیں ستون کے ساتھ اس طرح کھڑی کرنا کہ ہر ستون کے آگے ایک مصلی کھڑا ہو تاکہ صف درمیان سے منقطع نہ ہو، اگرچہ صف سیدھی باقی نہ رہتی ہو کیا اس سے نماز میں خلل آتا ہے یا نہیں؟

---

[١] كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ٢/ ١١، ط: رشيدية

[٢] كتاب الصلاة، م: الفصل الخامس في بيان ما يفسد الصلاة وما لا يفسد، ١/ ٤٢٣، ط: قديمي

[٣] كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ١/ ٩٩، ط: رشيدية

جواب: واضح رہے کہ احادیث مبارکہ میں صفیں سیدھی اور متصل رکھنے کی بہت تاکید آئی ہے، اگر صفوں کے درمیان ستون آجائے تو اتصال سے مانع نہیں ہے، اور ستون کے سامنے کسی کو کھڑا کرنے سے صفیں سیدھی نہیں رہیں گی۔ اس لئے صورت مسئولہ میں ذکر کردہ صورت سے اجتناب کرنا چاہئے۔

كذا في فتح الباري:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ». قَوْلُهُ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ أَيْ إِنْ لَمْ تُسَوُّوا وَالْمُرَادُ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ اعْتِدَالُ الْقَائِمِينَ بِهَا عَلَى سَمْتٍ وَاحِدٍ أَوْ يُرَادُ بِهَا سَدُّ الْخَلَلِ الَّذِي فِي الصَّفِّ كَمَا سَيَأْتِي.[1]

وفيه أيضا:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ، وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ» (قَوْلُهُ بَابُ إِلْزَاقِ الْمَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِي الصَّفِّ) الْمُرَادُ بِذَلِكَ الْمُبَالَغَةُ فِي تَعْدِيلِ الصَّفِّ وَسَدِّ خَلَلِهِ.[2]

وكذا في الدر المختار:

وينبغي أن يامرهم بأن يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووا مناكبهم ويقف وسطا.[3]

وكذا في المسبوط للسرخسي:

وَالِاصْطِفَافُ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ غَيْرُ مَكْرُوهٍ لِأَنَّهُ صَفٌّ فِي حَقِّ كُلِّ فَرِيقٍ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ طَوِيلًا وَتَخَلُّلُ الْأُسْطُوَانَةِ بَيْنَ الصَّفِّ كَتَخَلُّلِ مَتَاعٍ مَوْضُوعٍ أَوْ كَفُرْجَةٍ بَيْنَ رِجْلَيْنِ وَذَلِكَ لَا يَمْنَعُ صِحَّةَ الِاقْتِدَاءِ وَلَا يُوجِبُ الْكَرَاهَةَ.[4]

وكذا في الدر المختار:

==================

[1] كتاب الأذان، باب تسوية الصفوف عند الإقامة وبعدها، ٢/ ٢٦٤، ط: قديمي

[2] كتاب الأذان، باب إلزاق المنكب بالمنكب اهـ، ٢/ ٢٦٨، ط: قديمي

[3] كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٦٨، ط: سعيد

[4] كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ٢/ ٥٤، ط: رشيدية

(وَالْحَائِلُ لَا يَمْنَعُ) الِاقْتِدَاءَ (إِنْ لَمْ يَشْتَبِهْ حَالُ إِمَامِهِ) بِسَمَاعٍ أَوْ رُؤْيَةٍ وَلَوْ مِنْ بَابٍ مُشَبَّكٍ يَمْنَعُ الْوُصُولَ فِي الْأَصَحِّ (وَلَمْ يَخْتَلِفْ الْمَكَانُ) حَقِيقَةً كَمَسْجِدٍ وَبَيْتٍ فِي الْأَصَحِّ قُنْيَةٌ، وَلَا حُكْمًا عِنْدَ اتِّصَالِ الصُّفُوفِ. (١)

اوقات مکروہہ میں طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ طواف کے بعد دو رکعت نماز کا پڑھنا ہر وقت درست ہے یا نہیں؟

جواب: طواف کے بعد دو رکعت ان اوقات مکروہ میں پڑھنا جن میں نوافل پڑھنا مکروہ ہوتا ہے درست نہیں۔

كذا في البحر الرائق:

وَيَدْخُلُ فِي الْوَاجِبِ رَكْعَتَا الطَّوَافِ فَلَا تَصِحُّ فِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ الثَّلَاثَةِ أُعْتُبِرَتْ وَاجِبَةً فِي حَقِّ هَذَا الْحُكْمِ وَنَفْلًا فِي كَرَاهَتِهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ احْتِيَاطًا فِيهِمَا. (٢)

وكذا في الدر المختار مع الشامي:

ثُمَّ صَلَّى شفعا فِي وَقْتٍ مُبَاحٍ... لِمَا مَرَّ فِي أَوْقَاتِ الصَّلَاةِ مِنْ أَنَّ الْوَاجِبَ، وَلَوْ لِغَيْرِهِ كَرَكْعَتَيْ الطَّوَافِ وَالنَّذْرِ لَا تَنْعَقِدُ فِي ثَلَاثَةٍ مِنْ الْأَوْقَاتِ الْمَنْهِيَّةِ أَعْنِي الطُّلُوعَ وَالِاسْتِوَاءَ وَالْغُرُوبَ. (٣)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا الَّذِي يَرْجِعُ إِلَى الْوَقْتِ فَيُكْرَهُ التَّطَوُّعُ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوهَةِ وَهِيَ اثْنَا عَشَرَ بَعْضُهَا يُكْرَهُ التَّطَوُّعُ فِيهَا لِمَعْنًى فِي الْوَقْتِ... وَالثَّالِثُ عِنْدَ تَغَيُّرِ الشَّمْسِ وَهُوَ احْمِرَارُهَا، وَاصْفِرَارُهَا إِلَى أَنْ تَغْرُبَ. فَفِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ الثَّلَاثَةِ يُكْرَهُ كُلُّ تَطَوُّعٍ فِي جَمِيعِ الْأَزْمَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَيْرِهِ. (٤)

====================

(١) كتاب الصلاة، باب الإمامة، ١/ ٥٨٦، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، أوقات الصلاة، الأوقات المنهي عن الصلاة فيها، ١/ ٤٣٤، ط: رشيدية

(٣) كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ٢/ ٤٩٨، ٤٩٩، ط: رشيدية

(٤) كتاب الصلاة، أوقات التطوع المكروهة، ٢/ ١٤، ١٥، ط: رشيديه .

باب الوتر والقنوت

وتر کی نماز کے دوران صبح صادق طلوع ہو گئی تو اس وتر کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص وتر کی نماز ادا کر رہا تھا اور اسی دوران صبح صادق طلوع ہو گئی تو اس وتر کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے جتنا حصہ ادا کیا تھا وہ ادا شمار کیا جائے گا اور باقی قضاء۔

كذا في شرح التنوير:

ولا ينوي القضاء لفقد وقت الأداء. وفي الشامية: (قَوْلُهُ: وَلَا يَنْوِي الْقَضَاءَ إلَخْ) قَدْ عَلِمْت مَا أَوْرَدَهُ الزَّيْلَعِيُّ عَلَيْهِ مِنْ أَنَّهُ يَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ نِيَّةِ الْقَضَاءِ أَنْ يَكُونَ أَدَاءً ضَرُورَةً إلَخْ، فَيَتَعَيَّنُ أَنْ يُحْمَلَ كَلَامُ الْبُرْهَانِ الْكَبِيرِ عَلَى وُجُوبِ الْقَضَاءِ كَمَا كَانَ يَقُولُ بِهِ الْحَلْوَانِيُّ. وَقَدْ يُقَالُ: لَا مَانِعَ مِنْ كَوْنِهَا لَا أَدَاءً وَلَا قَضَاءً كَمَا سَمَّى بَعْضُهُمْ مَا وَقَعَ بَعْضُهَا فِي الْوَقْتِ أَدَاءً وَقَضَاءً، لَكِنَّ الْمَنْقُولَ عَنْ الْمُحِيطِ وَغَيْرِهِ أَنَّ الصَّلَاةَ الْوَاقِعَ بَعْضُهَا فِي الْوَقْتِ وَبَعْضُهَا خَارِجَهُ يُسَمَّى مَا وَقَعَ مِنْهَا فِي الْوَقْتِ أَدَاءً، وَمَا وَقَعَ خَارِجَهُ يُسَمَّى قَضَاءً اعْتِبَارًا لِكُلِّ جُزْءٍ بِزَمَانِهِ. (١)

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر:

(قوله وبالتحريمة فقط) لو أدرك من فرض غير الفجر في الوقت ثم خرج الوقت هل تكون هذه الصلاة أداء أو قضاء أو ما في الوقت أداء وما بعده قضاء أقوال أصحها أولها وتظهر الثمرة في نية المسافر الإقامة قيدنا بغير الفجر لأن فيه تبطل بطلوع الشمس. (٢)

وكذا في احسن الفتاوى: كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ٤/ ٢٠، ط: سعيد

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: کتاب الصلاة، نماز وتر، ۳/ ۵۹۰، ط: لدھیانوی

اگر کسی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو وہ آدمی اس کی جگہ پر کیا پڑھے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو وہ آدمی وتر واجب میں کیا پڑھے؟

==================

(١) كتاب الصلاة، مطلب في فاقد وقت العشاء، ١/ ٣٦٣، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ١/ ٣٠٣، ط: رشيدية

جواب: اگر کسی آدمی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو جلد از جلد یاد کرنے کی کوشش کرے اور جب تک یاد نہ ہو اس وقت تک دعائے قنوت کی جگہ تین مرتبہ "یا ربّ" یا تین مرتبہ "اللّٰهمَّ اغفِر لِي" پڑھے، اسی طرح "اللّٰهمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" بھی پڑھ سکتا ہے۔

كذا في البحر الرائق:

وَمَنْ لَا يُحْسِنُ الْقُنُوتَ بِالْعَرَبِيَّةِ أَوْ لَا يَحْفَظُهُ فَفِيهِ ثَلَاثَةُ أَقْوَالٍ مُخْتَارَةٍ قِيلَ يَقُولُ يَا رَبِّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَرْكَعُ وَقِيلَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَقِيلَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (١)

وكذا في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا دُعَاءُ الْقُنُوتِ فَلَيْسَ فِي الْقُنُوتِ دُعَاءٌ مُوَقَّتٌ كَذَا ذَكَرَ الْكَرْخِيُّ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ؛ لِأَنَّهُ رُوِيَ عَنْ الصَّحَابَةِ أَدْعِيَةٌ مُخْتَلِفَةٌ فِي حَالِ الْقُنُوتِ؛ وَلِأَنَّ الْمُوَقَّتَ مِنْ الدُّعَاءِ يَجْرِي عَلَى لِسَانِ الدَّاعِي مِنْ غَيْرِ احْتِيَاجِهِ إلَى إحْضَارِ قَلْبِهِ وَصِدْقِ الرَّغْبَةِ مِنْهُ إلَى اللهِ تَعَالَى فَيَبْعُدُ عَنْ الْإِجَابَةِ؛ وَلِأَنَّهُ لَا تَوْقِيتَ فِي الْقِرَاءَةِ لِشَيْءٍ مِنْ الصَّلَوَاتِ فَفِي دُعَاءِ الْقُنُوتِ أَوْلَى. (٢)

وكذا في التاتارخانية:

وليس فيه دعاء مؤقت وقد روي عن محمد أن التوقيت في الدعاء يذهب برقة القلب... ولا ينبغي أن يقتصر على الدعاء المأثور اللّٰهم إنا نستعينك إلخ واللّٰهم اهدنا فيمن هديت كيلا يتوهم العوام أنه فرض ولكن إذا أتى بالدعاء المأثور في بعض الأوقات وبغيره في البعض فهو حسن. (٣)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الوتر والقنوت، الفصل الأول في الوتر، ٧/ ١٦٦، ط: فاروقيه

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: کتاب الصلاۃ، نماز وتر، ٣/ ٥٩٣، ط: لدھیانوی

==================

(١) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ٧٤، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، القنوت، ١/ ٦١٤، ط: رشيدية

(٣) كتاب الصلاة، مسائل الوتر، ١/ ٦٧٣، ط: ادارة القرآن

وتر کی نماز میں دوسری یا تیسری رکعت میں شک ہو جائے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگرایک شخص کو وتر کی نماز میں یہ شک ہو جائے کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت ہے تو ایسی صورت میں یہ شخص بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

جواب: اگر کسی کو وتر پڑھتے ہوئے شک پیدا ہو جائے تو یہ شخص اسی رکعت میں دعائے قنوت پڑھے گا جس رکعت میں اُسے شک پیدا ہوا ہے اور اسی رکعت میں قعدہ بھی کرے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ تیسری رکعت ہو اس کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور دوبارہ دعائے قنوت پڑھ کر رکعت پوری کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

كذا في البحر الرائق:

لَوْ شَكَّ أَنَّهُ فِي الْأُولَى أَوْ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ فَإِنَّهُ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي هُوَ فِيهَا ثُمَّ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بِقَعْدَتَيْنِ وَيَقْنُتُ فِيهِمَا احْتِيَاطًا وَفِي قَوْلٍ آخَرَ لَا يَقْنُتُ فِي الْكُلِّ أَصْلًا لِأَنَّ الْقُنُوتَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَالْأُولَى بِدْعَةٌ وَتَرْكُ السُّنَّةِ أَسْهَلُ مِنْ الْإِتْيَانِ بِالْبِدْعَةِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ لِأَنَّ الْقُنُوتَ وَاجِبٌ وَمَا تَرَدَّدَ بَيْنَ الْوَاجِبِ وَالْبِدْعَةِ يَأْتِي بِهِ احْتِيَاطًا. (۱)

وكذا في الدر مع الرد:

أَمَّا لَوْ شَكَّ أَنَّهُ فِي ثَانِيَتِهِ أَوْ ثَالِثَتِهِ كَرَّرَهُ مَعَ الْقُعُودِ فِي الْأَصَحِّ. (قَوْلُهُ كَرَّرَهُ مَعَ الْقُعُودِ) أَيْ فَيَقْنُتُ وَيَقْعُدُ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي حَصَلَ فِيهَا الشَّكُّ لِاحْتِمَالِ أَنَّهَا الثَّالِثَةُ، ثُمَّ يَفْعَلُ كَذَلِكَ فِي الَّتِي بَعْدَهَا لِاحْتِمَالِ أَنَّهَا هِيَ الثَّالِثَةُ وَتِلْكَ كَانَتْ ثَانِيَةً. (۲)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

ولو شك في الوتروهو قائم أنها ثانية أم ثالثة يتم تلك الركعة ويقنت فيها ويقعد ثم يقوم فيصلي ركعة أخرى ويقعد ثم يقوم فيصلي ركعة أخرى ويقنت فيها أيضا ويسجد للسهو. (۳)

وكذا في *احسن الفتاوی*: كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۳/ ۴۹۴، ط: سعيد

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲/ ۷۲، ۷۳، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲/ ۱۰، ط: سعيد

(۳) الفصل السادس عشر في السهو، ۱/ ۱۷۰، ۱۷۱، ط: رشيدية

وکذا في فتاوی حقانیہ: کتاب الصلاۃ، باب الوتر، ۳/ ۲۳۵، ۲۳۶، ط: حقانیہ

عشاء کی نماز انفرادی طور پر پڑھنے والے شخص کا وتر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ جس نے عشاء کی نماز انفرادی طور پر پڑھی ہو تو کیا وہ وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں جس آدمی نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھی ہو تو وتر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کر سکتا ہے۔

كذا في الهندية:

صَلَّى الْعِشَاءَ وَحْدَهُ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ التَّرَاوِيحَ مَعَ الْإِمَامِ وَلَوْ تَرَكُوا الْجَمَاعَةَ فِي الْفَرْضِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يُصَلُّوا التَّرَاوِيحَ بِجَمَاعَةٍ وَإِذَا صَلَّى مَعَهُ شَيْئًا مِنْ التَّرَاوِيحِ أَوْ لَمْ يُدْرِكْ شَيْئًا مِنْهَا أَوْ صَلَّاهَا مَعَ غَيْرِهِ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ الْوِتْرَ مَعَهُ هُوَ الصَّحِيحُ. (۱)

وكذا في البحر الرائق:

صَلَّى الْعِشَاءَ وَحْدَهُ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ التَّرَاوِيحَ مَعَ الْإِمَامِ وَلَوْ تَرَكُوا الْجَمَاعَةَ فِي الْفَرْضِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يُصَلُّوا التَّرَاوِيحَ جَمَاعَةً لِأَنَّهَا تَبَعٌ لِلْجَمَاعَةِ وَلَوْ لَمْ يُصَلِّ التَّرَاوِيحَ جَمَاعَةً مَعَ الْإِمَامِ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ الْوِتْرَ مَعَهُ ثُمَّ ذَكَرَ بَعْدَهُ أَنَّهُ لَوْ صَلَّى التَّرَاوِيحَ مَعَ غَيْرِهِ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ الْوِتْرَ مَعَهُ هُوَ الصَّحِيحُ. (۲)

وكذا في حاشية الطحطاوي:

(قوله فليراجع) قضية التعليل في المسألة السابقة بقولهم لأنها تبع أن يصلي الوتر بجماعة في هذه الصورة لأنه ليس بتبع للتراويح ولا للعشاء عند الإمام رحمه الله تعالى. (۳)

وکذا في مسائل رفعت قاسمی: مسائل تراویح، ۲/ ۵۳، ط: سید احمد شہید

وکذا في نجم الفتاوی: کتاب الصلاۃ، فصل في الوتر، ۲/ ۴۴۶، ط: یاسین القرآن

---

(۱) كتاب الصلاة، فصل في التراويح، ۱/ ۱۱۷، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲/ ۱۲۳، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۱/ ۲۹۷، ط: رشيدية

وكذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الصلاة، باب الوتر والقنوت، ۷/ ۱٦۱، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی دار العلوم ديوبند: كتاب الصلاة، الباب الثامن في الوتر و النوافل، ٤/ ١٢٦، ط: دار الاشاعت

وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کے لئے تکبیر کہنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ وتر میں تکبیر قنوت کی شرعاً کیاحیثیت ہے؟

جواب: واضح رہے کہ وتر کی تکبیر کے بارے میں فقہائے کرام کے اقوال مختلف ہیں، بعض حضرات نے تکبیر کو واجب کہاہے، اور اس کے چھوٹنے پر سجدہ سہو لازم قرار دیا ہے، اور بعض فقہائے کرام اس کی سنیت کا قول ذکر کرتے ہیں، تو اس کی بھی گنجائش ہے، نماز مکمل ہو جائے گی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَكَذَا تَكْبِيرُ قُنُوتِهِ) أَيْ الْوِتْرِ. قَالَ فِي الْبَحْرِ فِي بَابِ سُجُودِ السَّهْوِ: وَمِمَّا أُلْحِقَ بِهِ: أَيْ بِالْقُنُوتِ تَكْبِيرُهُ؛ وَجَزَمَ الزَّيْلَعِيُّ بِوُجُوبِ السُّجُودِ بِتَرْكِهِ: وَذُكِرَ فِي الظَّهِيرِيَّةِ أَنَّهُ لَوْ تَرَكَهُ لَا رِوَايَةَ فِيهِ، وَقِيلَ يَجِبُ السُّجُودُ اعْتِبَارًا بِتَكْبِيرَاتِ الْعِيدِ. (١)

وكذا في الدر المختار:

(رفع اليدين للتحريمة)... (والدعاء) بما يستحيل سؤاله من العباد وبقي بقية تكبيرات الانتقالات حتى تكبير القنوت على قول. (٢)

وكذا في البدائع:

ثُمَّ إذَا فَرَغَ مِنْ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَرْسَلَهُمَا ثُمَّ يَقْنُتُ. أَمَّا التَّكْبِيرُ فَلِمَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ «كَانَ إذَا أَرَادَ أَنْ يَقْنُتَ كَبَّرَ وَقَنَتَ». (٣)

وكذا في مجمع الأنهر:

وَيَقْنُتُ فِي ثَالِثَتِهِ دَائِمًا قَبْلَ الرُّكُوعِ بَعْدَمَا كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، (قوله: بَعْدَمَا كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ) يَعْنِي إذَا فَرَغَ مِنْ

==================

(١) كتاب الصلاة، ١/ ٤٦٨، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، ١/ ٤٧٧، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب الوتر، ١/ ٦١٢، ط: رشيدية

الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ يُكَبِّرُ رَافِعًا يَدَيْهِ ثُمَّ يَقْرَأُ دُعَاءَ الْقُنُوتِ. [1]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٣/ ٤٤٩، ٤٥٠، ط: سعيد

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الوتر والقنوت، ٧/ ١٦٣، ط: فاروقيه

وتر کی تمام رکعات کے وجوب کا بیان

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیاوتر میں ایک رکعت فرض، ایک واجب اور ایک سنت ہے؟ اور اس کی قضاء کا کیا حکم ہے؟

جواب: واضح رہے کہ وتر سے متعلق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اصح قول وجوب کا ہے، اور یہی ان کا آخری قول ہے جس کو علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے، اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ سے وتر کے بارے میں سنت مؤکدہ سے بھی زیادہ آکد ہونے کے الفاظ آئے ہیں، حاصل اس کا بھی تقریباً وجوب ہی ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں وتر کی نماز کی تمام رکعت پڑھنا شرعاً واجب ہے، اگر کسی وجہ سے وتر کی نماز رہ جائے تو اس کی قضاء کرنا بھی شرعاً واجب اور ضروری ہے۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ بَيْنَ الرِّوَايَاتِ) أَيْ الثَّلَاثِ الْمَرْوِيَّةِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ فَإِنَّهُ رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ فَرْضٌ وَأَنَّهُ وَاجِبٌ وَأَنَّهُ سُنَّةٌ، وَالتَّوْفِيقُ أَوْلَى مِنْ التَّفْرِيقِ، فَرَجَعَ الْكُلُّ إلَى الْوُجُوبِ الَّذِي مَشَى عَلَيْهِ فِي الْكَنْزِ وَغَيْرِهِ. قَالَ فِي الْبَحْرِ: وَهُوَ آخِرُ أَقْوَالِ الْإِمَامِ، وَهُوَ الصَّحِيحُ مُحِيطٌ وَالْأَصَحُّ خَانِيَّةٌ، وَهُوَ الظَّاهِرُ مِنْ مَذْهَبِهِ مَبْسُوطٌ. اهـ. ثُمَّ قَالَ: وَأَمَّا عِنْدَهُمَا فَسُنَّةٌ عَمَلًا وَاعْتِقَادًا وَدَلِيلًا، لَكِنَّهَا آكَدُ سَائِرِ السُّنَنِ الْمُؤَقَّتَةِ.

(قَوْلُهُ وَلَكِنَّهُ يَقْضِي)... أَيْ إنَّهُ يَقْضِي وُجُوبًا اتِّفَاقًا. [2]

وكذا في البدائع:

أَمَّا الْأَوَّلُ فَعِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ فِيهِ ثَلَاثُ رِوَايَاتٍ، رَوَى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْهُ أَنَّهُ فَرْضٌ، وَرَوَى يُوسُفُ بْنُ خَالِدٍ السَّمْتِيُّ أَنَّهُ وَاجِبٌ، وَرَوَى نُوحُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ الْمَرْوَزِيّ فِي الْجَامِعِ عَنْهُ أَنَّهُ سُنَّةٌ وَبِهِ أَخَذَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ

==================

[1] باب الوتر، كتاب الصلاة، ١/ ١٩٢، ط: الحبيبية

[2] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ٤، ٥، ط: سعيد

وَالشَّافِعِيُّ - رَحِمَهُمُ اللَّهُ - وَقَالُوا: إِنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ آكَدُ مِنْ سَائِرِ السُّنَنِ الْمُؤَقَّتَةِ... وَلِأَبِي حَنِيفَةَ مَا رَوَى خَارِجَةُ بْنُ حُذَافَةَ عَنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى زَادَكُمْ صَلَاةً أَلَا وَهِيَ الْوِتْرُ فَصَلُّوهَا مَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ» وَالِاسْتِدْلَالُ بِهِ مِنْ وَجْهَيْنِ: أَحَدُهُمَا أَنَّهُ أَمَرَ بِهَا وَمُطْلَقُ الْأَمْرِ لِلْوُجُوبِ. [١]

وكذا في فتح القدير:

(الْوِتْرُ وَاجِبٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - وَقَالَا سُنَّةٌ) لِظُهُورِ آثَارِ السُّنَنِ فِيهِ حَيْثُ لَا يُكَفَّرُ جَاحِدُهُ وَلَا يُؤَذَّنُ لَهُ. وَلِأَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ - قَوْلُهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى زَادَكُمْ صَلَاةً أَلَا وَهِيَ الْوِتْرُ، فَصَلُّوهَا مَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ» أَمْرٌ وَهُوَ لِلْوُجُوبِ وَلِهَذَا وَجَبَ الْقَضَاءُ بِالْإِجْمَاعِ. [٢]

وكذا في مجمع الأنهر:

(الْوِتْرُ وَاجِبٌ) عِنْدَ الْإِمَامِ وَهُوَ آخِرُ أَقْوَالِهِ لِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «أَنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَاةً أَلَا وَهِيَ الْوِتْرُ فَأَدُّوهَا بَيْنَ الْعِشَاءِ الْأَخِيرَةِ وَطُلُوعِ الْفَجْرِ». [٣]

وكذا في مسائل رفعت قاسمی: مسائل نماز، ٢/ ١٥٢، ط: سید احمد شہید

وكذا في كفايت المفتی: كتاب الصلاة، باب الوتر والقنوت، الفصل الأول فيما يتعلق بالوتر، ٤/ ٥٠٢، ٥٠٣، ط: ادارة الفاروق

وتر کی نماز میں دعائے قنوت نہ پڑھنے والے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی نماز وتر میں دعائے قنوت بھول جائے تو پھر سجدہ سہو بھی بھول جائے تو اس شخص کے وتر کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اس شخص کی وتر کی نماز ہو جائے گی تاہم واجب چھوڑنے کی وجہ سے اعادہ لازم ہے۔

كذا في الدر المختار:

ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد وجوبا في العمد والسهو إن لم يسجد له وإن لم يعدها يكون فاسقا. [٤]

===================

[١] كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ١/ ٦٠٥، ٦٠٧، ط: رشيدية

[٢] كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ١/ ٤٣٦، ٤٣٩، ط: دار الكتب العلمية

[٣] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ١/ ١٩١، ط: الحبيبية

[٤] كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٥٦، ط: سعيد

وكذا في الهندية:

وَلَا يَجِبُ السُّجُودُ إِلَّا بِتَرْكِ وَاجِبٍ أَوْ تَأْخِيرِهِ أَوْ تَأْخِيرِ رُكْنٍ أَوْ تَقْدِيمِهِ أَوْ تَكْرَارِهِ أَوْ تَغْيِيرِ وَاجِبٍ بِأَنْ يَجْهَرَ فِيمَا يُخَافَتُ وَفِي الْحَقِيقَةِ وُجُوبُهُ بِشَيْءٍ وَاحِدٍ وَهُوَ تَرْكُ الْوَاجِبِ، كَذَا فِي الْكَافِي. (١)

وكذا في التاتارخانية:

إذا سلم وهو لا يريد أن يسجد للسهو ولم يكن تسليمة ذلك قطعا حتى لو بدا له أن يسجد وهو في مجلسه ذلك قبل أن يقوم وقبل أن يتكلم فإنه يسجد سجدتي السهو فقد شرط لأداء سجدتي السهو شرطا زائدا وهو لا يتكلم ولا يقوم عن محله ذلك فهذا إشارة إلى أنه متى قام محله واستدبر القلبة أنه لا يأتي بسجدتي السهو. (٢)

وكذا في فتح القدير:

وَيَلْزَمُهُ السَّهْوُ إِذَا زَادَ فِي صَلَاتِهِ فِعْلًا مِنْ جِنْسِهَا لَيْسَ مِنْهَا) وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ سَجْدَةَ السَّهْوِ وَاجِبَةٌ هُوَ الصَّحِيحُ، لِأَنَّهَا تَجِبُ لِجَبْرِ نَقْصٍ تَمَكَّنَ فِي الْعِبَادَةِ فَتَكُونُ وَاجِبَةً كَالدِّمَاءِ فِي الْحَجِّ، وَإِذَا كَانَ وَاجِبًا لَا يَجِبُ إِلَّا بِتَرْكِ وَاجِبٍ أَوْ تَأْخِيرِهِ أَوْ تَأْخِيرِ رُكْنٍ سَاهِيًا هَذَا هُوَ الْأَصْلُ، وَإِنَّمَا وَجَبَ بِالزِّيَادَةِ لِأَنَّهَا لَا تَعْرَى عَنْ تَأْخِيرِ رُكْنٍ أَوْ تَرْكِ وَاجِبٍ. (٣)

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٧/ ٤١٧، ط: فاروقيه

وكذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ٣/ ٣٢٣، ط: حقانيه

وتر میں کون سی سورتوں کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ وتر میں کون سی سورتوں کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے؟

جواب: جن سورتوں کا کثرت سے پڑھنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ان کو اتباع سنت کی نیت سے کثرت سے پڑھنا درست ہے بلکہ باعثِ اجر وثواب ہے، حضور کا وتر میں "سبح اسم ربك الأعلى، قل يا أيها الكفرون، قل هو الله أحد"

==================

(١) كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ١/ ١٢٦، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، الفصل السابع عشر في سجود السهو، ١/ ٥٣٠، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ١/ ٥١٨، ٥١٩، ط: دار الكتب العلمية

پڑھنا کتبِ احادیث میں مذکور ہے، مگر احادیث سے اس پر مداومت ثابت نہیں، لہٰذا مداومت کے بغیر اکثر ان سورتوں کا پڑھنا بہتر ہے۔

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الوِتْرِ: بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الكَافِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فِي رَكْعَةٍ رَكْعَةٍ. (۱)

وكذا في مراقي الفلاح:

"ويقرأ" وجوبا "في كل ركعة منه الفاتحة وسورة" لما روي أنه عليه السلام قرأ في الأولى منه أي بعد الفاتحة بـ {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى} وفي الثانية بـ {قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ} وفي الثالثة بـ {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} وقنت قبل الركوع. (۲)

وكذا في رد المحتار:

قال العلامة الشامي: والسنة السور الثلاث أي الأعلى والكافرون والإخلاص... فلو قرأ بها ورد به الآثار أحيانا بلا مواظبة، يكون حسنا. (۳)

وكذا في البحر الرائق:

وَقَدْ قَدَّمْنَا مِنْ فِعْلِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - «أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى} وَفِي الثَّانِيَةِ {قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ} وَفِي الثَّالِثَةِ {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ}.(٤)

وكذا في *فتاوی محمودیہ*: كتاب الصلاة، باب الوتر والقنوت، ۷/ ۱٦۰، ط: فاروقيه

وكذا في *كتاب المسائل*: كتاب الصلاة، مسائل وتر، ۱/ ٤٤۲، ط: قديمي

فجر میں قنوت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید سعودی عرب میں کاروبار کے لئے چلا گیا ہے،

(۱) كتاب الصلاة، أبواب صلاة الوتر، باب ما جاء ما يقرأ في الوتر، ۱/ ۱۰٦، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، باب الوتر وأحكامه، ۱/ ۱۳۹، ط: العصرية

(۳) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲/ ٦، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲/ ۷٦، ط: رشيدية

اور وہاں پر وہ جس مسجد میں نماز پڑھتا ہے، اس مسجد کا امام شافعی المسلک ہے، اب فجر کی نماز میں وہ امام قنوت پڑھتا ہے تو زید کے لئے مذکورہ صورت میں کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ زید حنفی المسلک ہے۔

جواب: صورت مسئولہ میں زید کچھ نہ پڑھے بلکہ خاموش کھڑا رہے۔

كذا في تنوير الأبصار:

(وَيَأْتِي الْمَأْمُومُ بِقُنُوتِ الْوِتْرِ) وَلَوْ بِشَافِعِيٍّ يَقْنُتُ بَعْدَ الرُّكُوعِ لِأَنَّهُ مُجْتَهِدٌ فِيهِ (لَا الْفَجْرِ) لِأَنَّهُ مَنْسُوخٌ (بَلْ يَقِفُ سَاكِتًا عَلَى الْأَظْهَرِ). (١)

وكذا في الشامي:

(قَوْلُهُ لِأَنَّهُ مُجْتَهِدٌ فِيهِ) قَدَّمْنَا مَعْنَى هَذَا عِنْدَ قَوْلِهِ فِي آخِرِ وَاجِبَاتِ الصَّلَاةِ وَمُتَابَعَةِ الْإِمَامِ، يَعْنِي فِي الْمُجْتَهَدِ فِيهِ لَا فِي الْمَقْطُوعِ بِنَسْخِهِ أَوْ بِعَدَمِ سُنِّيَّتِهِ كَقُنُوتِ فَجْرٍ... (قَوْلُهُ لِأَنَّهُ مَنْسُوخٌ) فَصَارَ كَمَا لَوْ كَبَّرَ خَمْسًا فِي الْجِنَازَةِ حَيْثُ لَا يُتَابِعُهُ فِي الْخَامِسَةِ. (٢)

وكذا في الهندية:

إنْ قَنَتَ الْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، يَسْكُتُ مَنْ خَلْفَهُ. كَذَا فِي الْهِدَايَةِ. وَيَقِفُ قَائِمًا، وَهُوَ الصَّحِيحُ. كَذَا فِي النِّهَايَةِ. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

ولا يقنت في غيره ويتبع المؤتم قانت الوتر لا لفجر... (قوله لا لفجر) أي لا يتبع المؤتم الإمام القانت في صلاة الفجر. (٤)

وكذا في الفقه الإسلامي:

وقالوا أخيراً إذا قنت الإمام في صلاة الفجر سكت من خلفه عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله وهو الأظهر. (٥)

===================

(١) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب اقتداء بالشافعي، ٢/ ٨، ٩، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب الوتر، مطلب اقتدا بالشافعي، ٢/ ٩، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ١/ ١١١، ١١٢، ط: رشيديه

(٤) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ٧٦، ٧٨، ٧٩، ط: رشيدية

(٥) كتاب الصلاة، المبحث السادس القنوت في الصلاة، ٢/ ١٠٠٣، ط: احسان طهران

دعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا پڑھے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص جسے دعائے قنوت یاد نہیں اور یاد بھی نہیں ہوتی جس کی بناء پر وہ عشاء کی نماز چھوڑ دیتا ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ شخص دعائے قنوت کی جگہ کوئی دوسری دعا یا تسبیحات پڑھ سکتا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اس شخص کو دعائے قنوت سیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے البتہ یاد ہونے تک کوئی بھی دعا مثلاً "رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" پڑھ لینی چاہئے کوئی اور دعا یاد نہ ہو تو پھر تین مرتبہ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ" یا "يَا رَبِّ" تین دفعہ پڑھ کر وتر کی نماز پوری کی جاسکتی ہے، لیکن دعائے قنوت یاد نہ ہونے کی وجہ سے عشاء کی نماز ہی چھوڑ دینا قطعاً جائز نہیں۔

كذا في الهندية:

وَمَنْ لَمْ يُحْسِنْ الْقُنُوتَ يَقُولُ: {رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ} كَذَا فِي الْمُحِيطِ أَوْ يَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَيُكَرِّرُ ذَلِكَ ثَلَاثًا وَهُوَ اخْتِيَارُ أَبِي اللَّيْثِ. كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ. (١)

وكذا في فتح القدير:

وَمَنْ لَا يُحْسِنُ الْقُنُوتَ يَقُولُ: {رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ} وَقَالَ أَبُو اللَّيْثِ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَيُكَرِّرُ ثَلَاثًا. (٢)

وكذا في البحر الرائق:

وَمَنْ لَا يُحْسِنُ الْقُنُوتَ بِالْعَرَبِيَّةِ أَوْ لَا يَحْفَظُهُ فَفِيهِ ثَلَاثَةُ أَقْوَالٍ مُخْتَارَةٍ قِيلَ يَقُولُ يَا رَبِّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَرْكَعُ وَقِيلَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَقِيلَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (٣)

==================

(١) كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ١/ ١١١، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ١/ ٤٤٦، ط: دار الكتب العلمية

(٣) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ٧٥، ط: رشيدية

وكذا في الفقه الإسلامي:

ومن لا يحسنه بالعربية أو لا يحفظه، إما أن يقول: يا رب أو اللّٰهم اغفر لي ثلاثاً أو {ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة، وقنا عذاب النار}، والآية الأخيرة أفضل. (١)

وكذا في معارف السنن:

ومن لم يحسن القنوت بالعربية فقيل: يقول يا رب ثلاثا وقيل اللّٰهم اغفر لي ثلاثا وقيل ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الناب. (٢)

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٣/ ٤٤٩، ط: سعيد

وتر کو قصداً یا بھول کر ترک کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگرایک شخص جو کہ صاحب ترتیب نہیں ہے وہ عشاء کی نماز پڑھے لیکن وتر کو قصداً ترک کرے تو اس آدمی کا کیا حکم ہے آیا اس کی صبح کی نماز ہو جائے گی؟اور اگر صاحب ترتیب ایسا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: وتر کو قصداً ترک کیا ہو یا بھول کر چھوڑا ہو دونوں صورتوں میں قضاء واجب ہے اور ایسی صورت میں اس شخص کی صبح کی نماز درست ہوگی، اگر وہ صاحب ترتیب نہ ہو اور اگر وہ صاحب ترتیب ہو تو پھر پہلے وتر کی قضاء ضروری ہے ورنہ فجر کی نماز درست نہ ہوگی، وتر کو قصداً ترک کرنا یا اس کا معمول بنانا ہر گز جائز نہیں، اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

كذا في سنن أبي داود:

عن بريدة رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عيه وسلم يقول الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا. (٣)

==================

(١) الباب الثاني الصلاة، الفصل السادس سنن الصلاة وصفتها ومكروهاتها، المبحث السادس القنوت في الصلاة، ٢/ ١٠٠٢، ط: احسان طهران

(٢) كتاب الصلاة، أبواب الوتر، باب ما جاء في القنوت في الوتر، ٤/ ٢٤٣، ط: سعيد

(٣) كتاب الصلاة، باب فيمن لم يوتر، ١/ ٢٠٨، ط: حقانيه

وكذا في الهندية:

ويجب القضاء بتركه ناسيا أو عامدا وإن طالت المدة ولا يجوز بدون نية الوتر، كذا في الكفاية.[1]

وكذا في فتح القدير:

(ولهذا) أي ولكون الوتر واجبا (وجب القضاء بالاجماع... قيل المراد بالإجماع إجماع أصحابنا على ظاهر الرواية.[2]

وكذا في بدائع الصنائع:

وَرَوَى أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّازِيُّ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ ابْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «الْوِتْرُ حَقٌّ وَاجِبٌ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا» وَهَذَا نَصٌّ فِي الْبَابِ، وَعَنْ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْوِتْرَ حَقٌّ وَاجِبٌ، وَكَذَا حَكَى الطَّحَاوِيُّ فِيهِ إجْمَاعَ السَّلَفِ وَمِثْلُهُمَا لَا يَكْذِبُ؛ وَلِأَنَّهُ إذَا فَاتَ عَنْ وَقْتِهِ يُقْضَى عِنْدَهُمَا وَهُوَ أَحَدُ قَوْلَيْ الشَّافِعِيِّ، وَوُجُوبُ الْقَضَاءِ عَنْ الْفَوَاتِ لَا عَنْ عُذْرٍ يَدُلُّ عَلَى وُجُوبِ الْأَدَاءِ؛ وَلِذَا لَا يُؤَدَّى عَلَى الرَّاحِلَةِ بِالْإِجْمَاعِ عِنْدَ الْقُدْرَةِ عَلَى النُّزُولِ، وَبِعَيْنِهِ وَرَدَ الْحَدِيثُ وَذَا مِنْ أَمَارَاتِ الْوُجُوبِ وَالْفَرْضِيَّةِ وَلِأَنَّهَا مُقَدَّرَةٌ بِالثَّلَاثِ وَالتَّنَفُّلُ بِالثَّلَاثِ لَيْسَ بِمَشْرُوعٍ.[3]

وتر میں دعائے قنوت بھول جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کوئی شخص وتر کی نماز میں دعائے قنوت بھول جائے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ وتر میں دعائے قنوت واجب ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص اس کو بھول جائے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

كذا في التاتارخانية:

والخامسة قراءة القنوت في الوتر.[4]

---

[1] كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ١/ ١١١، ط: رشيديه

[2] كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ١/ ٤٣٧، ط: دار الكتب العلمية

[3] كتاب الصلاة، صلاة الوتر، ١/ ٦٠٨، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، واجبات الصلاة، ١/ ٣٧٣، ط: رشيدية

وکذا في الدر المختار:

(وَلَوْ نَسِيَهُ) أَيْ الْقُنُوتَ (ثُمَّ تَذَكَّرَهُ فِي الرُّكُوعِ لَا يَقْنُتُ) فِيهِ لِفَوَاتِ مَحَلِّهِ (وَلَا يَعُودُ إلَى الْقِيَامِ) فِي الْأَصَحِّ لِأَنَّ فِيهِ رَفْضَ الْفَرْضِ لِلْوَاجِبِ (فَإِنْ عَادَ إلَيْهِ وَقَنَتَ وَلَمْ يُعِدْ الرُّكُوعَ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ) لِكَوْنِ رُكُوعِهِ بَعْدَ قِرَاءَةٍ تَامَّةٍ (وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ) قَنَتَ أَوَّلًا لِزَوَالِهِ عَنْ مَحَلِّهِ. [1]

وکذا في البحر الرائق:

قَوْلُهُ (يَجِبُ بَعْدَ السَّلَامِ سَجْدَتَانِ بِتَشَهُّدٍ وَتَسْلِيمٍ بِتَرْكِ وَاجِبٍ وَإِنْ تَكَرَّرَ) بَيَانٌ لِأَحْكَامِ الْأَوَّلِ وُجُوبُ سَجْدَتَيْ السَّهْوِ وَهُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ لِأَنَّهُ شُرِعَ لِرَفْعِ نَقْصٍ تَمَكَّنَ فِي الصَّلَاةِ وَرَفْعُ ذَلِكَ وَاجِبٌ. [2]

وکذا في آپ کے مسائل اوران کا حل: نمازوتر، ۳/ ۵۹۲، ط: لدھیانوی

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الصلاۃ، باب الوتر والقنوت، الفصل الأول في الوتر، ۷/ ۱۶۸، ط: فاروقیہ

وکذا في مسائل رفعت قاسمی: مسائل تراویح، ۲/ ۱۱۱، ۱۱۲، ط: سید احمد شہید

وتر کو عشاء کی نماز سے پہلے پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص وتر کی نماز کو عشاء سے پہلے پڑھ لے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: وتر کو عشاء سے پہلے پڑھنا درست نہیں، اگر کوئی بھول جائے تو نماز ہو جائے گی اور جان بوجھ کر ایسا کرنے کی صورت میں دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

کذا في الدر المختار:

(وَ) وَقْتُ (الْعِشَاءِ وَالْوِتْرِ مِنْهُ إلَى الصُّبْحِ، وَ) لَكِنْ (لَا) يَصِحُّ أَنْ (يُقَدَّمَ عَلَيْهَا الْوِتْرُ) إلَّا نَاسِيًا (لِوُجُوبِ التَّرْتِيبِ) لِأَنَّهُمَا فَرْضَانِ عِنْدَ الْإِمَامِ. [3]

==================

[1] کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ۲/ ۹، ۱۰، ط: سعید

[2] کتاب الصلاۃ، باب سجود السهو، ۲/ ۱۶۲، ط: رشیدیة

[3] کتاب الصلاۃ، ۱/ ۳۶۲، ۳۶۲، ط: سعید

وكذا في الشامية:

الثاني لو صلاه قبلها فإن ناسيا سقط الترتيب وإن عامدا فهو باطل. [١]

وكذا في الهندية:

وَلَا يُقَدَّمُ الْوِتْرُ عَلَى الْعِشَاءِ لِوُجُوبِ التَّرْتِيبِ لَا لِأَنَّ وَقْتَ الْوِتْرِ لَمْ يَدْخُلْ حَتَّى لَوْ صَلَّى الْوِتْرَ قَبْلَ الْعِشَاءِ نَاسِيًا أَوْ صَلَّاهُمَا فَظَهَرَ فَسَادُ الْعِشَاءِ دُونَ الْوِتْرِ وَيُعِيدُ الْعِشَاءَ. [٢]

وكذا في بدائع الصنائع:

ولأن الوتر من توابع العشاء ويؤدى في وقتها. [٣]

وكذا في فتاوى قاضي خان:

ووقت الوتر من حين يصلى العشاء إلى طلوع الفجر. [٤]

وكذا في الفقه الحنفي:

وقت صلاة الوتر وقت العشاء، روى خارجة بن حذافة قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إن الله أمدكم بصلاة هي خيرا لكم من حمر النعم الوتر جعله الله لكم فيما بين صلاة العشاء إلى أن يطلع الفجر. [٥]

وكذا في احسن الفتاوی: كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، فصل في التراويح، ٣/ ٥١٧، ط: سعيد

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: نماز وتر، ۳/ ۵۹۴، ۵۹۵، ط: لدھیانوی

وتر کی نماز میں افضل سورتیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ وتر کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھنا افضل ہے؟

[١] كتاب الصلاة، مطلب في الصلاة الوسطى، ١/ ٣٦٢، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، باب المواقيت، ١/ ٥٧، ط: قديمي

[٣] كتاب الصلاة، بيان وقت المغرب والعشاء، ١/ ٣٢١، ٣٢٢، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، باب الأذان، ١/ ٣٦، ط: اشرفيه

[٥] كتاب الصلاة، وقت صلاة الوتر، ١/ ١٤١، ط: وحيدي

جواب: وتر کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلى" اور دوسری رکعت میں "قل یآیہا الکفرون" اور تیسری رکعت میں "قل هو الله احد" اور معوذتین پڑھنا ثابت ہے، واضح رہے کہ ان کا پڑھنا افضل ہے، ان کے علاوہ دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

كذا في جامع الترمذي:

وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَأَلْنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِ (سَبِّحِ اسْمِ رَبك الْأَعْلَى) وَفِي الثَّانِيَةِ بِ (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ) وَفِي الثَّالِثَةِ بِ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أحد) والمعوذتين. [1]

وكذا في سنن ابن ماجه:

وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: «سَأَلْنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: " كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِ{سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى}، وَفِي الثَّانِيَةِ بِ{قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ}، وَفِي الثَّالِثَةِ بِ{قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ». [2]

وكذا في بدائع الصنائع:

وَقَالَ: وَمَا قَرَأَ فِي الْوِتْرِ فَهُوَ حَسَنٌ، وَبَلَغَنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ «قَرَأَ فِي الْوِتْرِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِسَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ» ، وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يُوَقِّتَ شَيْئًا مِنْ الْقُرْآنِ فِي الْوِتْرِ لِمَا مَرَّ. [3]

وکذا فی مسائل رفعت قاسمی: مسائل تراویح، ۲/ ۱۱۳، ط: سید احمد شہید

وکذا فی فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب الوتر والقنوت، الفصل الأول في الوتر، ۷/ ۱٦٠، ط: فاروقيه

حنفی کا ایک وتر پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جس طرح تین وتر پڑھتے ہیں تو اسی طرح ایک وتر بھی

====================

[1] أبواب الوتر، باب ما جاء ما يقرأ في الوتر، ١/ ١٠٦، ط: قديمي

[2] كتاب الصلاة، باب ما جاء في الوتر، باب ما جاء فيما يقرأ في الوتر، ص٨٢، ط: قديمي

[3] كتاب الصلاة، صلاة الوتر، فصل في صفة القراءة فيه، ١/ ٦١١، ط: رشيدية

پڑھ سکتے ہیں یا نہیں، نیز اس کی عادت بنانا کیسا ہے؟

جواب: کسی حنفی کے لئے ایک رکعت وتر پڑھنا کسی حال میں درست نہیں، جس نے انجانے میں ایک رکعت وتر کی پڑھی ہو اسے چاہئے کہ اپنی سابقہ وتر لوٹادے اور آئندہ تین ہی رکعت پڑھے۔

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِيهِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِنَ المُفَصَّلِ، يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِثَلَاثِ سُوَرٍ آخِرُهُنَّ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. (١)

وكذا في شرح معاني الآثار:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ». (٢)

وكذا في فتح القدير:

قال الوتر ثلاث ركعات لا يفصل بينهن بسلام. (٣)

وكذا في مجمع الأنهر:

الوتر واجب... وهو ثلاث ركعات بسلام واحد. (٤)

وتر کے بعد نوافل پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ وتر کے بعد نوافل پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ نیز اگر کوئی شخص وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر ادا کرنا چاہے تو کیا بیٹھ کر ادا کر سکتا ہے؟

جواب: واضح رہے کہ وتر کے بعد نوافل کا پڑھنا جائز ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ثابت ہے، البتہ نوافل چاہئے بیٹھ کر پڑھیں یا کھڑے ہو کر پڑھیں دونوں طرح پڑھنا درست ہے، مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں بہ نسبت بیٹھ

=====================

(١) كتاب الصلاة، باب ما جاء في الوتر بثلاث، ١/ ١٠٦، ط: قديمي

(٢) كتاب الصلاة، باب الوتر، ص١٨٢، ط: رحمانيه

(٣) كتاب الصلاة، صلاة الوتر، ١/ ٤٤٠، ط: دار الكتب العلمية بيروت

(٤) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ١/ ١٩١، ط: الحبيبية

کر پڑھنے کے دوگنا ثواب ہے،اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیٹھ کر پڑھا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب تھا اور دوسروں کے لئے آدھا ثواب ہے۔

كذا في جامع الترمذي:

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ».[١]

وكذا في شرح معاني الآثار:

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْوِتْرِ وَهُوَ جَالس يقْرَأ فيهمَا (إِذا زلزلت) و (قل يَا أَيهَا الْكَافِرُونَ).[٢]

وكذا في بدائع الصنائع:

مِنْهَا أَنَّهُ يَجُوزُ التَّطَوُّعُ قَاعِدًا مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْقِيَامِ، وَلَا يَجُوزُ ذَلِكَ فِي الْفَرْضِ؛ لِأَنَّ التَّطَوُّعَ خَيْرٌ دَائِمٌ فَلَوْ أَلْزَمْنَاهُ الْقِيَامَ يَتَعَذَّرُ عَلَيْهِ إدَامَةُ هَذَا الْخَيْرِ، فَأَمَّا الْفَرْضُ فَإِنَّهُ يَخْتَصُّ بِبَعْضِ الْأَوْقَاتِ، فَلَا يَكُونُ فِي إلْزَامِهِ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهِ حَرَجٌ، وَالْأَصْلُ فِي جَوَازِ النَّفْلِ قَاعِدًا مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْقِيَامِ مَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَاعِدًا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ آيَاتٍ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ عَادَ إلَى الْقُعُودِ».[٣]

وكذا في الهندية:

ويجوز أن يتنفل القادر على القيام قاعدا بلا كراهة في الأصح كذا في شرح مجمع البحرين لابن الملك.[٤]

وكذا في الدر المختار:

(وَيَتَنَفَّلُ مَعَ قُدْرَتِهِ عَلَى الْقِيَامِ قَاعِدًا) لَا مُضْطَجِعًا إلَّا بِعُذْرٍ (ابْتِدَاءً وَ) كَذَا (بِنَاءً) بَعْدَ الشُّرُوعِ بِلَا كَرَاهَةٍ فِي الْأَصَحِّ كَعَكْسِهِ بَحْرٌ. وَفِيهِ أَجْرُ غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّصْفِ إلَّا بِعُذْرٍ.[٥]

---

[١] أبواب الصلاة، باب ما جاء لا وتران في ليلة، ١/ ١٠٨، ط: قديمي

[٢] كتاب الصلاة، باب صلاة التطوع بعد الوتر، ١/ ٢٣٧، ط: حقانيه

[٣] كتاب الصلاة، فصل في التطوع، ٢/ ١٩، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، باب النوافل، ١/ ١٢٦، ط: قديمي

[٥] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ٣٧، ط: سعيد

وکذا في الشامية:

(قَوْلُهُ أَجْرُ غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنْ خَصَائِصِهِ أَنَّ نَافِلَتَهُ قَاعِدًا مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْقِيَامِ كَنَافِلَتِهِ قَائِمًا؛ فَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ «عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قُلْت: حُدِّثْت يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَّك قُلْت: صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلَى نِصْفِ الصَّلَاةِ وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا، قَالَ: أَجَلْ، وَلَكِنِّي لَسْت كَأَحَدٍ مِنْكُمْ».[۱]

وکذا في کتاب المسائل: کتاب الصلاة، باب الوتر، ۱/ ٤٤٦، ط: قدیمی

وکذا في امداد الفتاوی: کتاب الصلاة، باب النوافل، ۱/ ۳٦۲، ط: دار العلوم

بلاعذر شرعی نماز وتر بیٹھ کر پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص بغیر عذر شرعی کے بیٹھ کر وتر پڑھے تو کیا اس صورت میں وتر درست ہوگی؟

جواب: واضح رہے کہ عذر شرعی کے بغیر بیٹھ کر فرض یا وتر پڑھنا جائز نہیں ہے جبکہ وہ قیام پر قادر ہو۔

کذا في الهندية:

ولا يجوز أن يوتر قاعدا مع القدرة على القيام وعلى راحلته من غير عذر هكذا في محيط السرخسي.[۲]

وکذا في فتاوى البزازية:

قولهم إذا عجز عن القيام لم يريدوا به أنه مقعد بل أريد به خوف زيادة المرض أو بطء البئر وإن قدر على البعض بأن قدر على التحرم قائما أو على بعض القراءة به لزمه ذلك، قال الإمام الحلواني وهو الصحيح حتى لو ترك ذلك المقدور خفت أن لا يجوز.[۳]

وکذا في بدائع الصنائع:

وَأَمَّا أَرْكَانُهَا فَسِتَّةٌ: مِنْهَا الْقِيَامُ..... وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ} [البقرة: ۲۳۸]، وَالْمُرَادُ مِنْهُ:

---

[۱] کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲/ ۳۷، ط: سعيد

[۲] کتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ۱/ ۱۱۱، ط: رشيدية

[۳] کتاب الصلاة، الحادي والعشرون في المريض، ۱/ ٦٤، ط: قديمي

الْقِيَامُ فِي الصَّلَاةِ هَذَا إِذَا كَانَ قَادِرًا عَلَى ذَلِكَ، فَأَمَّا إِذَا كَانَ عَاجِزًا عَنْهُ: فَإِنْ كَانَ عَجْزُهُ عَنْهُ بِسَبَبِ الْمَرَضِ بِأَنْ كَانَ مَرِيضًا لَا يَقْدِرُ عَلَى الْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ - يَسْقُطُ عَنْهُ؛ لِأَنَّ الْعَاجِزَ عَنْ الْفِعْلِ لَا يُكَلَّفُ بِهِ، وَكَذَا إِذَا خَافَ زِيَادَةَ الْعِلَّةِ مِنْ ذَلِكَ؛ لِأَنَّهُ يَتَضَرَّرُ بِهِ وَفِيهِ أَيْضًا حَرَجٌ، فَإِذَا عَجَزَ عَنْ الْقِيَامِ يُصَلِّي قَاعِدًا بِرُكُوعٍ وَسُجُودٍ، بِمَا رَوَيْنَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا» ، عَلَّقَ الْجَوَازَ قَاعِدًا بِشَرْطِ الْعَجْزِ عَنْ الْقِيَامِ، وَلَا عَجْزَ؛ وَلِأَنَّ الْقِيَامَ رُكْنٌ فَلَا يَجُوزُ تَرْكُهُ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهِ كَمَا لَوْ كَانَ قَادِرًا عَلَى الْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. (١)

وكذا في كتاب المسائل: كتاب الصلاة، باب الوتر، ١/ ٤٤٢، ط: قديمي

وكذا في آپ کے مسائل اور ان کا حل: كتاب الصلاة، باب الوتر، ٣/ ٥٩٠، ط: لدھیانوی

دماغی توازن کی خرابی کی وجہ سے دعائے قنوت کی جگہ دوسری سورت پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی بڑھاپے کی وجہ سے یادماغ وغیرہ کی کمزوری کی وجہ سے دعائے قنوت بھول جائے تو کیا دعائے قنوت کی جگہ کوئی دوسری سورت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی شخص کو کسی بھی وجہ سے دعائے قنوت نہ آتی ہو تو وہ دعائے قنوت کی جگہ "ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار" پڑھے اور اگر کوئی دوسری دعا یاد نہ ہو تو تین دفعہ "اللّٰهم اغفر لي" کہے، مگر ساتھ ساتھ دعائے قنوت یاد کرنے کی کوشش بھی کرتا رہے۔

كذا في التاتارخانية:

ومن لم يحسن القنوت يقول ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار، وقال الشيخ أبو الليث يقول: «اللّٰهم اغفر لي» ويكرر وفي «شرح الطحاوي» ويقول ثلاث مرات، وفي «الحاوي» يقول: «يا رب» ثلاثا بعد أن لا يقصر في تعلم القنوت. (٢)

وكذا في الهندية:

وَمَنْ لَمْ يُحْسِنْ الْقُنُوتَ يَقُولُ: {رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ} [البقرة: ٢٠١]

==================

(١) كتاب الصلاة، فصل في أركانها، ١/ ٢٨٤، ٢٨٥، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، حثنا إلى مسائل الوتر، ١/ ٤٩٠، ط: قديمي

كَذَا فِي الْمُحِيطِ أَوْ يَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَيُكَرِّرُ ذَلِكَ ثَلَاثًا وَهُوَ اخْتِيَارُ أَبِي اللَّيْثِ. كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ. (۱)

وكذا في الشامية:

وَمَنْ لَا يُحْسِنُ الْقُنُوتَ يَقُولُ {رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً} الْآيَةَ. وَقَالَ أَبُو اللَّيْثِ يَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يُكَرِّرُهَا ثَلَاثًا، وَقِيلَ يَقُولُ: يَا رَبِّ ثَلَاثًا، ذَكَرَهُ فِي الذَّخِيرَةِ. اهـ. (۲)

وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند: كتاب الصلاة، الباب الثامن في الوتر والنوافل، ٤/ ١٣٤، ط: دار الاشاعت

وتر کی قضاء میں تیسری رکعت میں رفع الیدین کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ دعائے قنوت میں ہاتھوں کے اٹھانے کا ثبوت احادیث میں ہے یا نہیں؟ اگر کسی سے وتر فوت ہو جائیں تو قضاء کرتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے گا یا نہیں؟

جواب: (۱) نماز وتر میں دعائے قنوت کے لئے کانوں کی لو تک ہاتھوں کا اٹھانا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھوں کو نہ اٹھایا جائے مگر سات مقامات پر ان میں سے ایک مقام دعائے قنوت ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص لوگوں کے سامنے وتر کی قضاء نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے لئے ہاتھوں کو نہ اٹھانا بھی درست ہے تاکہ لوگوں کو اس کی یہ کوتاہی معلوم نہ ہو۔

كذا في معاني الآثار:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ: " تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ: فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، وَفِي التَّكْبِيرِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ، وَفِي الْعِيدَيْنِ، وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ، وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. (۳)

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ رَافِعًا يَدَيْهِ) أَيْ سُنَّةً إِلَى حِذَاءِ أُذُنَيْهِ كَتَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ، وَهَذَا كَمَا فِي الْإِمْدَادِ عَنْ مَجْمَعِ الرِّوَايَاتِ لَوْ فِي الْوَقْتِ، أَمَّا فِي الْقَضَاءِ عِنْدَ النَّاسِ فَلَا يَرْفَعُ حَتَّى لَا يَطَّلِعَ أَحَدٌ عَلَى تَقْصِيرِهِ. اهـ. (قَوْلُهُ كَمَا مَرَّ) أَيْ فِي فَصْلِ إِذَا أَرَادَ الشُّرُوعَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ قَوْلِهِ وَلَا يُسَنُّ رَفْعُ الْيَدَيْنِ إِلَّا فِي سَبْعٍ. (٤)

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ۱/ ۱۲۳، ط: قديمي

(۲) كتاب الصلاة، مطلب في منكر الوتر، ۲/ ۵۳۵، ط: رشيدية

(۳) كتاب مناسك الحج، باب رفع اليدين عند رؤية البيت، ۲/ ۱۷۸، ط: عالم الكتب

(٤) كتاب الصلاة، باب الوتر، ۲/ ۵۳۳، ط: رشيدية

وكذا في فتح القدير:

(ورفع يديه وقنت) لقوله عليه السلام «لا ترفع الأيدي إلا في سبع مواطن» وذكر القنوت.[1]

وكذا في الهندية:

إذا فرغ من القراءة في الركعة الثالثة كبر ورفع يديه حذاء أذنيه ويقنت قبل الركوع في جميع السنة إلخ.[2]

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار:

أي وجوبا إلى المعتمد (قوله كما مر) أي في فقعس صمعج من أنه يرفعهما حذاء أذنيه كما في تكبيرة الافتتاح، قاله الحلبي.[3]

وكذا في التاتارخانية:

ثم إذا أراد أن يصلي الوتر كبر وفعل بعد التكبيرة ما يفعل في سائر الصلاة فإذا فرغ من القراءة في الركعة الثالثة كبر ورفع يديه حذاء أذنيه ويقنت.[4]

وتر کی تیسری رکعت میں قرات کے آخر میں سجدہ تلاوت کرنے کے بعد رفع یدین کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص وتر کی تیسری رکعت میں قرات کے آخر میں آیت سجدۃ تلاوت کرے تو وہ سجدۃ تلاوت ادا کرنے کے بعد جب اٹھے گا تو ہاتھ اٹھائے گا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں وہ شخص سجدہ کرنے کے بعد جب اٹھے گا تو دعائے قنوت کے لئے ہاتھوں کو اٹھائے گا۔

كذا في الشامية:

قوله رافع يديه، أي سنة إلى حذاء أذنيه كتكبيرة الإحرام.[5]

وكذا في التاتارخانية:

ثم أراد أن يصلي الوتر كبر، وفعل بعد التكبير ما يفعل في سائر الصلاة، فإذا فرغ من القراءة في الركعة

==================

[1] كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ١/ ٤٤٧، ط: دار الكتب العلمية

[2] كتاب الصلاة، الفصل الثامن في صلاة الوتر، ١/ ١١١، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ١/ ٢٨٠، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، باب الوتر، ١/ ٤٨٨، ط: قديمي

[5] كتاب الصلاة، باب الوتر، ٢/ ٦، ط: سعيد

الثالثة كبر ورفع يديه حذاء أذنيه ويقنت. [١]

وكذا في مجمع الأنهر:

بعد ما كبر ورفع يديه يعني إذا فرغ من القراءة في الركعة الثالثة يكبر رافعا يديه ثم يقرأ دعاء القنوت. [٢]

وكذا في بدائع الصنائع:

وأما في حال القنوت فذكر في الأصل: إذا أراد أن يقنت، كبر ورفع يديه حذاء أذنيه ناشرا أصابعه، ثم يكفيهما. [٣]

وكذا في فتاوى قاضي خان:

والمختار عند مشائخنا رحمهم الله تعالى أن يرفع يديه للتكبير ثم يعتمد في القنوت. [٤]

وكذا في البحر الرائق:

وقد تقدم أنه يرفع يديه عند تكبيرة القنوت كما يرفعهما عند الافتتاح. [٥]

وتر پڑھنا بھول جائے تو قضاء کرنا ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص نماز عشاء پڑھ کر وتر بھول جائے پھر وہ دوسرے دن یاد آجائے تو وہ کیا کرے گا؟

جواب: وتر قضاء ہونے کی صورت میں جب بھی یاد آجائے ان کو ادا کرنا ضروری ہے۔

كذا في جامع الترمذي:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ نَامَ عَنِ الوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ». [٦]

===================

[١] كتاب الصلاة، مسائل الوتر، ١/ ٤٨٨، ط: قديمي

[٢] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ١/ ١٩٢، ط: الحبيبية

[٣] كتاب الصلاة، فصل في سنن الصلاة، ١/ ٤٦٩، ط: رشيدية

[٤] كتاب الصلاة، فصل في الوتر، ١/ ١١٧، ط: اشرفيه

[٥] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ٧٧، ط: رشيديه

[٦] كتاب الصلاة، باب ما جاء في الرجل ينام عن الوتر أو ينسى، ١/ ١٠٦، ط: سعيد

وكذا في الشامية:

(قَوْلُهُ وَلَكِنَّهُ يَقْضِي) لَا وَجْهَ لِلِاسْتِدْرَاكِ عَلَى قَوْلِ الْإِمَامِ، وَإِنَّمَا أَتَى بِهِ نَظَرًا إلَى قَوْلِهِ اتِّفَاقًا بَعْدَ حِكَايَتِهِ الْخِلَافَ فِيمَا قَبْلَهُ: أَيْ إنَّهُ يَقْضِي وُجُوبًا اتِّفَاقًا، أَمَّا عِنْدَهُ فَظَاهِرٌ؛ وَأَمَّا عِنْدَهُمَا وَهُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ عَنْهُمَا فَلِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: «مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرٍ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّهِ إذَا ذَكَرَهُ».[1]

وكذا في الهندية:

ويجب القضاء بتركه ناسيا أو عامدا وإن طالت المدة ولا يجوز بدون نية الوتر.[2]

وكذا في البحر الرائق:

وَصَرَّحَ فِي الْهِدَايَةِ بِأَنَّهُ يَجِبُ قَضَاؤُهُ إذَا فَاتَهُ بِالْإِجْمَاعِ وَصَحَّحَهُ فِي التَّجْنِيسِ وَعَلَّلَ لَهُ فِي الْمُحِيطِ بِقَوْلِهِ أَمَّا عِنْدَهُ فَلِأَنَّهُ وَاجِبٌ وَأَمَّا عِنْدَهُمَا فَلِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - «مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرٍ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّهِ إذَا ذَكَرَهُ».[3]

وكذا في التاتارخانية:

ولو ترك الوتر حتى طلع الفجر فعليه قضاؤه في ظاهر رواية أصحابنا.[4]

وكذا في فتاوی محمودیہ: كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ۷/ ۳٦٦، ط: لدھیانوی

وتر کی رکعات میں شک ہو جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر ایک شخص کو وتر پڑھتے وقت دوسری رکعت میں شک ہو جائے کہ آیا یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت تو اس صورت میں اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں اس شخص کو جس رکعت میں شک پیدا ہوا ہے اس میں دعائے قنوت پڑھے اور قعدہ مکمل کر کے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو اور اس میں بھی دعائے قنوت پڑھ کر نماز مکمل کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے، اس طرح اس کی نماز مکمل ہو جائے گی۔

===================

[1] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في منكر الوتر والسنن أو الإجماع، ۲/ ۵، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب في صلاة الوتر، ۱/ ۱۱۱، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲/ ٦۷، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، مسائل الوتر، ۱/ ٤۸۸، ط: قديمي

كذا في خلاصة الفتاوى:

ولو شك في الوتر وهو قائم أنها ثانية أم ثالثة يتم تلك الركعة ويقنت فيها ويقعد ثم يقوم فيصلي ركعة أخرى ويقعد ثم يقوم فيصلي ركعة أخرى ويقنت فيها أيضا ويسجد للسهو هو المختار. (١)

وكذا في الهندية:

ذَكَرَ النَّاطِفِيُّ فِي أَجْنَاسِهِ لَوْ شَكَّ أَنَّهُ فِي الْأُولَى أَوْ الثَّانِيَةِ أَوْ الثَّالِثَةِ فَإِنَّهُ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي هُوَ فِيهَا ثُمَّ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بِقَعْدَتَيْنِ وَيَقْنُتُ فِيهِمَا احْتِيَاطًا، وَفِي قَوْلٍ آخَرَ لَا يَقْنُتُ فِي الْكُلِّ أَصْلًا وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ؛ لِأَنَّ الْقُنُوتَ وَاجِبٌ وَمَا تَرَدَّدَ بَيْنَ الْوَاجِبِ وَالْبِدْعَةِ يَأْتِي بِهِ احْتِيَاطًا. (٢)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار:

أَمَّا لَوْ شَكَّ أَنَّهُ فِي ثَانِيَتِهِ أَوْ ثَالِثَتِهِ كَرَّرَهُ مَعَ الْقُعُودِ فِي الْأَصَحِّ... (قَوْلُهُ فِي ثَانِيَتِهِ أَوْ ثَالِثَتِهِ) وَكَذَا لَوْ شَكَّ أَنَّهُ فِي الْأُولَى أَوْ الثَّانِيَةِ أَوْ الثَّالِثَةِ بَحْرٌ. (قَوْلُهُ كَرَّرَهُ مَعَ الْقُعُودِ) أَيْ فَيَقْنُتُ وَيَقْعُدُ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي حَصَلَ فِيهَا الشَّكُّ لِاحْتِمَالِ أَنَّهَا الثَّالِثَةُ، ثُمَّ يَفْعَلُ كَذَلِكَ فِي الَّتِي بَعْدَهَا لِاحْتِمَالِ أَنَّهَا هِيَ الثَّالِثَةُ وَتِلْكَ كَانَتْ ثَانِيَةً. (٣)

وكذا في حلبي كبيري:

وإن شك أنه في الركعة الثالثة من الوتر أم في الركعة الثانية منه ولم يترجح ظنه بأحد الأمرين فإنه يبنى على الأقل فيصلي الركعة التي هو فيها ويقعد ثم يصلي ركعة أخرى لاحتمال أن تلك كانت الثانية ويقنت مرتين، مرة في الركعة التي حصل فيها الشك لاحتمال أنها الثالثة، ومرة في التي بعدها لاحتمال أنها هي الثالثة وتلك كانت الثانية إلخ. (٤)

وكذا في *فتاوى حقانيه*: كتاب الصلاة، باب الوتر، ٣/ ٢٣٥، ط: حقانيه

وكذا في *كتاب المسائل*: كتاب الصلاة، مسائل سجده سهو، ١/ ٣٣٨، ط: قديمي

====================

(١) كتاب الصلاة، فصل في السهو في الصلاة، ١/ ١٧٠، ١٧١، ط: رشيدية

(٢) كتاب الصلاة، باب الوتر، ١/ ١٢٣، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب الوتر، ٢/ ١٠، ط: سعيد

(٤) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ص٣٦٥، ط: نعمانيه

بغیر عذر کے وتر کی نماز بیٹھ کر پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ وتر کی نماز بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھنے سے ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ فرض اور واجب نماز بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں لہٰذا وتر کی نماز بھی بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھنے سے ادا نہیں ہوگی۔

كذا في الدر المختار:

ومنها القيام في فرض وملحق به كنذر وسنة فجر في الأصح (لقادر عليه). (١)

وكذا في الهندية:

ومنها القيام وهو فرض في الفرض والوتر. (٢)

وفيه أيضا:

ولا يجوز أن يوتر قاعدا مع القدرة على القيام وعلى راحلته من غير عذر هكذا في محيط السرخسي. (٣)

وكذا في البحر الرائق:

قوله والقيام، لقوله تعالى "وقوموا لله قانتين" أي مطيعين والمراد به القيام في الصلاة بإجماع المفسرين وهو فرض في الصلاة للقادر عليه في الفرض وملحق به. (٤)

وكذا في الجوهرة النيرة:

(قَوْلُهُ: وَالْقِيَامُ) يَعْنِي فِي صَلَاةِ الْفَرْضِ وَالْوِتْرِ وَحَدُّ الْقِيَامِ أَنْ يَكُونَ بِحَيْثُ إذَا مَدَّ يَدَيْهِ لَا يَنَالُ رُكْبَتَيْهِ وَيُكْرَهُ الْقِيَامُ عَلَى أَحَدِ الْقَدَمَيْنِ فِي الصَّلَاةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَتَجُوزُ الصَّلَاةُ وَلِلْعُذْرِ لَا تُكْرَهُ كَذَا فِي الْفَتَاوَى. (٥)

==================

(١) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٤٤٥، ط: سعيد

(٢) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٧٦، ط: قديمي

(٣) كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ١/ ١٢٣، ط: قديمي

(٤) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٠٩، ط: رشيدية

(٥) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ١/ ٥٩، ط: قديمي

وكذا في التاتارخانية:

وهي ثمانية: ستة على الوفاق وهي تكبيرة الافتتاح والقيام في حق القادر عليه. [١]

وكذا في فتاوی دار العلوم زکریا: کتاب الصلاۃ، باب سنن اور نوافل کا بیان، ۲/ ۷۹ ۳، ط: زمزم پبلشرز

رمضان میں فرض نماز انفرادی طور پر پڑھ کر وتر کی جماعت میں شریک ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ رمضان میں عشاء کی فرض نماز چھوٹنے پر کیا وتر باجماعت پڑھ سکتے ہیں؟ واضح رہے کہ فرض نماز انفرادی طور پر وہ ادا کر چکا ہے۔

جواب: رمضان المبارک کے مہینے میں اگرچہ فرض نماز باجماعت رہ جائے وتر کی جماعت ملنے پر وتر کی نماز باجماعت ہی پڑھنی چاہئے۔

كذا في الدر المختار:

(وَلَوْ تَرَكُوا الْجَمَاعَةَ فِي الْفَرْضِ لَمْ يُصَلُّوا التَّرَاوِيحَ جَمَاعَةً) لِأَنَّهَا تَبَعٌ فَمُصَلِّيهِ وَحْدَهُ يُصَلِّيهَا مَعَهُ. (وَلَوْ لَمْ يُصَلِّهَا) أَيْ التَّرَاوِيحَ (بِالْإِمَامِ) أَوْ صَلَّاهَا مَعَ غَيْرِهِ (لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ الْوِتْرَ مَعَهُ). [٢]

وكذا في الهندية:

صَلَّى الْعِشَاءَ وَحْدَهُ فَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ التَّرَاوِيحَ مَعَ الْإِمَامِ وَلَوْ تَرَكُوا الْجَمَاعَةَ فِي الْفَرْضِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يُصَلُّوا التَّرَاوِيحَ بِجَمَاعَةٍ وَإِذَا صَلَّى مَعَهُ شَيْئًا مِنْ التَّرَاوِيحِ أَوْ لَمْ يُدْرِكْ شَيْئًا مِنْهَا أَوْ صَلَّاهَا مَعَ غَيْرِهِ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ الْوِتْرَ مَعَهُ هُوَ الصَّحِيحُ، كَذَا فِي الْقُنْيَةِ. [٣]

وكذا في مجمع الأنهر:

وَلَوْ تَرَكُوا الْجَمَاعَةَ فِي الْفَرْضِ لَمْ يُصَلُّوا التَّرَاوِيحَ بِجَمَاعَةٍ وَلَوْ لَمْ يُصَلِّهَا مَعَ الْإِمَامِ صَلَّى الْوِتْرَ بِهِ لِأَنَّهُ تَابِعٌ لِرَمَضَانَ وَعِنْدَ الْبَعْضِ لَا لِأَنَّهُ تَابِعٌ لِلتَّرَاوِيحِ عِنْدَهُ. وَفِي الْقُهُسْتَانِيِّ وَيَجُوزُ أَنْ يُصَلِّيَ الْوِتْرَ بِالْجَمَاعَةِ وَإِنْ لَمْ يُصَلِّ شَيْئًا مِنْ التَّرَاوِيحِ مَعَ الْإِمَامِ أَوْ صَلَّاهَا مَعَ غَيْرِهِ وَهُوَ الصَّحِيحُ. [٤]

[١] كتاب الصلاة، النوع الثاني من فرائض الصلاة التي عند الشرع، ١/ ٣٢٢، ط: قديمي

[٢] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ٤٨، ط: سعيد

[٣] كتاب الصلاة، باب النوافل، ١/ ١٢٩، ط: قديمي

[٤] كتاب الصلاة، فصل في التراويح، ١/ ٢٠٤، ٢٠٥، ط: الحبيبية

وكذا في حاشية الطحطاوي:

(قوله ولو تركوا الجماعة في الفرض) عبر بالجمع لأن المنفرد لو صلى العشاء وحده فله أن يصلي التراويح مع الإمام صح لكن تعليل الشرح يعم المنفرد (قوله فليراجع) قضية التعليل في المسألة السابعة بتوهم لأنها تبع أن يصلي الوتر بجماعة في هذه الصورة لأنه ليس يتبع للتراويح ولا للعشاء عند الإمام رحمه الله. [١]

وكذا في غنية المستملي:

وإذا لم يصلي الفرض مع الإمام فعن عين الأئمة الكرابيسي أنه لا يتبعه في التراويح ولا في الوتر وإذا لم يتابعه في التراويح لم يتابعه في الوتر وقال أبو يوسف الباني إذا صلى مع الإمام شيئا من التراويح يصلي معه الوتر وكنا إذا لم يدرك معه شيئا منها وكذا إذا صلى التراويح مع غيره له أن يصلي الوتر معه وهو الصحيح. [٢]

وكذا في مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى: كتاب الصلاة، ١/ ١٢٤، ط: رشيدية

وكذا في امداد الفتاوى: كتاب الصلاة، باب الإمامة والجماعة، ١/ ٢٨٦، ط: دارالعلوم کراچی

وكذا في فتاوی رحیمیہ: کتاب الصلاۃ، مسائل تراویح، ٦/ ٢٣٩، ط: دارالاشاعت

قنوت نازلہ پڑھنے کا وقت اور ہیئت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ قنوت نازلہ کب پڑھنی چاہئے؟ اور کون سی نماز اور کس ہیئت کے ساتھ پڑھنی چاہئے؟

جواب: جب کبھی مسلمانوں پر کوئی آفت یا مصیبت آجائے تو امام کو چاہئے کہ فجر کی آخری رکعت میں رکوع سے اٹھنے کے بعد جہراً قنوت نازلہ پڑھے اور اس وقت ہاتھ اپنی حالت میں چھوڑنا بہتر ہے۔

كذا في الشامية:

(قَوْلُهُ فَيَقْنُتُ الْإِمَامُ فِي الْجَهْرِيَّةِ) يُوَافِقُهُ مَا فِي الْبَحْرِ والشُّرُنبُلالِيَّة عَنْ شَرْحِ النُّقَاية عَنْ الْغَايَةِ: وَإِنْ نَزَلَ بِالْمُسْلِمِينَ نَازِلَةٌ قَنَتَ الْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْجَهْرِية لَكِنْ فِي الْأَشْبَاهِ عَنْ الْغَايَةِ: قَنَتَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَيُؤَيِّدُهُ مَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ حَيْثُ قَالَ بَعْدَ كَلَامٍ: فَتكُونُ شَرْعِيَّتُهُ: أَيْ شَرْعِيَّةُ الْقُنُوتِ فِي النَّوَازِلِ مُسْتَمِرَّةً... وَالَّذِي يَظْهَرُ لِي أَنَّ

=================

[١] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ٢٩٧، ط: رشيدية

[٢] كتاب الصلاة، فصل في نوافل فروع في صلاة الوتر، ص٣٥٥، ط: نعمانيه

الْمُقْتَدِي يُتَابِعُ إِمَامَهُ إِلَّا إِذَا جَهَرَ فَيُؤَمِّنُ وَأَنَّهُ يَقْنُتُ بَعْدَ الرُّكُوعِ لَا قَبْلَهُ. [1]

وكذا في الطحاوي:

وقال الطحاوي لا يقنت عندنا في صلاة الفجر في غير بلية أما إذا وقعت فلا بأس به ولعل في المسألة قولين فليراجع ثم لينظر هل القنوت للنازلة قبل الركوع أو بعده وظاهر حملهم ما رواه الشافعي رحمه الله في الفجر على النازلة يقضي الثاني ثم رأيت الشرنبلالي في مراقي الفلاح صرح بذلك... وما ذكرناه أظهر قول المصنف. [2]

وكذا في الدر المنتقى في شرح الملتقى:

(ولا يقنت في صلاة غيرها) إلا لفتنة أو بلية فيقنت الإمام في الصلاة الجهرية. [3]

وكذا في حلبي كبيري: كتاب الصلاة، الشرط الخامس وقت الصلاة، ١/ ٢٠٩، ط: نعمانيه

وكذا في الفقه الحنفي وأدلته: كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ١/ ١٩٦، ط: وحيدي

وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار: كتاب الصلاة، باب الوتر، ١/ ٢٨١، ط: رشيدية

وكذا في بذل المجهود: كتاب الصلاة، باب القنوت في الصلوات، ٣/ ٣٣٤، ط: معهد الخليل الإسلامي

وكذا في البناية: كتاب الصلاة، باب صلاة الوتر، ٣/ ٤٢، ط: حقانيه

مقتدی کی دعائے قنوت ختم ہونے سے پہلے امام رکوع میں چلا جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ وتر کی نماز پڑھ رہا ہے اور امام مقتدی کی دعائے قنوت ختم ہونے سے پہلے رکوع میں چلا گیا تو کیا اس مقتدی کو امام کی پیروی کرکے رکوع میں جانا چاہئے یا دعائے قنوت پوری کرے؟

جواب: مذکورہ صورت میں مقتدی کو امام کی پیروی کرکے فوراً رکوع میں جانا ضروری ہے بقیہ دعائے قنوت پوری کرنا ضروری نہیں ہے۔

---

[1] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب في القنوت النازلة، ٢/ ١١، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ٧٨، ط: رشيدية

[3] كتاب الصلاة، ١/ ١٩٣، ط: الحبيبية

كذا في الهندية:

الْمُقْتَدِي يُتَابِعُ الْإِمَامَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ فَلَوْ رَكَعَ الإِمَامُ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ الْمُقْتَدِيُ مِنَ الْقُنُوتِ فَإِنَّهُ يُتَابِعُ الْإِمَامَ. [1]

وكذا في الشامية:

ثُمَّ ذَكَرَ مَا حَاصِلُهُ أَنَّهُ تَجِبُ مُتَابَعَتُهُ لِلْإِمَامِ فِي الْوَاجِبَاتِ فِعْلًا، وَكَذَا تَرْكًا إِنْ لَزِمَ مِنْ فِعْلِهِ مُخَالَفَتُهُ الْإِمَامَ فِي الْفِعْلِ كَتَرْكِهِ الْقُنُوتَ أَوْ تَكْبِيرَاتِ الْعِيدِ أَوْ الْقَعْدَةَ الْأُولَى أَوْ سُجُودَ السَّهْوِ أَوْ التِّلَاوَةَ فَيَتْرُكُهُ الْمُؤْتَمُّ أَيْضًا. [2]

وكذا في التاتارخانية:

ولو ركع الإمام في الوتر قبل أن يفرغ المقتدي من القنوت فإنه يتابع الإمام ولا يقنت ولو ركع الإمام ولم يقرأ المقتدي شيئا من القنوت إن خاف فوت الركوع فإنه يركع وإن لم يخف يقنت. [3]

وكذا في خلاصة الفتاوى:

فلو ركع الإمام في الوتر قبل أن يفرغ المقتدي من القنوت فإنه يتابع الإمام ولو ركع الإمام ولم يقرأ القنوت ولم يقرأ المقتدي من القنوت شيئا إن خاف فوت الركوع فإنه يركع وإن لا يخاف يقنت ثم يركع. [4]

وكذا في قاضيخان على هامش الهندية:

ولو ركع الإمام في الوتر قبل أن يفرغ المقتدي من القنوت فإنه يتابع لأن القنوت ليس بموقت ولا مقدر ولو ركع الإمام في الوتر ولم يقرا المقتدي من القنوت شيئا إن خاف فوت الركوع فإنه يركع وإن كان لا يخاف يقنت ثم يركع. [5]

وكذا في فتاوى حقانيه: كتاب الصلاة، باب الوتر، ٣/ ٢٤٠، ط: حقانيه

==================

[1] كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ١/ ١١١، ط: رشيدية

[2] كتاب الصلاة، باب بيان صفة الصلاة، مطلب مم في تحقيق متابعة الإمام، ١/ ٤٧٠، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب الوتر، ١/ ٦٧٥، ط: ادارة القرآن

[4] كتاب الصلاة، النوع من يتابع الإمام، ١/ ١٦٠، ط: رشيدية

[5] كتاب الصلاة، باب الوتر، ١/ ٩٧، ط: رشيدية

وکذا في نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا: کتاب الصلاۃ، ۲/ ۲۶۰، ط: بیت العمار

وکذا في احسن الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب الإمامة والجماعة، ۳/ ۳۲۰، ط: سعید

وتر کی تیسری رکعت میں شریک ہونے والے مسبوق کا دوبارہ دعائے قنوت پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ رمضان المبارک میں ایک شخص وتر کی تیسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا اور دعائے قنوت امام کے ساتھ پڑھی، اب باقی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ یا امام کو تیسری رکعت کے رکوع میں پایا اور دعائے قنوت نہیں پڑھی تو ایسے مسبوق کے لئے دوبارہ قنوت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ دونوں صورتوں میں مسبوق دعائے قنوت نہیں پڑھے گا۔

كذا في البحر الرائق:

الْمَسْبُوقُ بِرَكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ إذَا قَنَتَ مَعَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْإِمَامِ حَيْثُ لَا يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ إذَا قَامَ إلَى الْقَضَاءِ فِي قَوْلِهِمْ جَمِيعًا وَالْفَرْقُ أَنَّ تَكْرَارَ الْقُنُوتِ فِي مَوْضِعِهِ لَيْسَ بِمَشْرُوعٍ وَهَاهُنَا أَحَدُهُمَا فِي مَوْضِعِهِ وَالْآخَرُ لَيْسَ فِي مَوْضِعِهِ فَجَازَ فَأَمَّا الْمَسْبُوقُ فَهُوَ مَأْمُورٌ بِأَنْ يَقْنُتَ مَعَ الْإِمَامِ فَصَارَ ذَلِكَ مَوْضِعًا لَهُ. (۱)

وكذا في خلاصة الفتاوى:

المسبوق بركعتين في الوتر في رمضان إذا قنت مع الإمام في الركعة الأخيرة ثم قام إلى قضاء ما سبق لا يقنت ثانيا في الركعة الثالثة وكذا لو أدرك الإمام في الركوع في الركعة الثالثة جعل كإدراكه مع الإمام والصدر الشهيد في الفتاوى، هكذا اختار الفرق بينهما. (۲)

وكذا في التاتارخانية:

المسبوق بركعتين في الوتر في شهر رمضان إذا قنت مع الإمام في الركعة الأخيرة من صلاة الإمام حيث لا يقنت في الركعة الأخيرة إذا قام إلى القضاء في قولهم جميعا وكذلك إذا أدركه في الركعة الثالثة في الركوع ولم يقنت معه لم يقنت فيما يقضي. (۳)

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ۲/ ۷۲، ط: رشيدية

(۲) كتاب الصلاة، الفصل السادس عشر في السهو في الصلاة، ۱/ ۱۷۱، ط: رشيدية

(۳) كتاب الصلاة، جئنا إلى مسائل الوتر، ۱/ ٤٩١، ط: قديمي

وكذا في الدر المختار مع الشامية:

وَأَمَّا الْمَسْبُوقُ فَيَقْنُتُ مَعَ إِمَامِهِ فَقَطْ وَيَصِيرُ مُدْرِكًا بِإِدْرَاكِ رُكُوعِ الثَّالِثَةِ... (قَوْلُهُ فَيَقْنُتُ مَعَ إِمَامِهِ فَقَطْ) لِأَنَّهُ آخِرُ صَلَاتِهِ، وَمَا يَقْضِيهِ أَوَّلُهَا حُكْمًا فِي حَقِّ الْقِرَاءَةِ وَمَا أَشْبَهَهَا وَهُوَ الْقُنُوتُ؛ وَإِذَا وَقَعَ قُنُوتُهُ فِي مَوْضِعِهِ بِيَقِينٍ لَا يُكَرَّرُ لِأَنَّ تَكْرَارَهُ غَيْرُ مَشْرُوعٍ شَرْحُ الْمُنْيَةِ. [١]

وكذا في الهندية:

الْمَسْبُوقُ يَقْنُتُ مَعَ الْإِمَامِ وَلَا يَقْنُتُ بَعْدَهُ. كَذَا فِي الْمُنْيَةِ فَإِذَا قَنَتَ مَعَ الْإِمَامِ لَا يَقْنُتُ ثَانِيًا فِيمَا يَقْضِي. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ فِي قَوْلِهِمْ جَمِيعًا. كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ. وَإِذَا أَدْرَكَهُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ فِي الرُّكُوعِ وَلَمْ يَقْنُتْ مَعَهُ لَمْ يَقْنُتْ فِيمَا يَقْضِي. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. [٢]

وكذا في *فتاوی حقانیہ*: كتاب الصلاة، باب الوتر، ٣/ ٢٤١، ط: حقانيه

وكذا في *خير الفتاوی*: كتاب الصلاة، فصل في الوتر، ٢/ ٥١٧، ط: امداديه

جان بوجھ کر وتر کی نماز چھوڑنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص وتر کی نماز واجب سمجھ کر چھوڑے یہ کہتے ہوئے کہ فرض تو نہیں ہے تو ایسے بندے کا کیا حکم ہے؟

جواب: وتر کی واجب نماز جان بوجھ کر چھوڑنے والا شخص گنہگار ہے، اُسے اپنے اس عمل پر توبہ کرنی چاہئے۔

كذا في رد المحتار:

(قَوْلُهُ: فَلَا يُكَفَّرُ جَاحِدُهُ) لِمَا فِي التَّلْوِيحِ مِنْ أَنَّ الْوَاجِبَ لَا يَلْزَمُ اعْتِقَادُ حَقِيقَتِهِ لِثُبُوتِهِ بِدَلِيلٍ ظَنِّيٍّ، وَمَبْنَى الِاعْتِقَادِ عَلَى الْيَقِينِ، لَكِنْ يَلْزَمُ الْعَمَلُ بِمُوجِبِهِ لِلدَّلَائِلِ الدَّالَّةِ عَلَى وُجُوبِ اتِّبَاعِ الظَّنِّ، فَجَاحِدُهُ لَا يُكَفَّرُ. [٣]

وفيه أيضا:

(قَوْلُهُ: وَلَهَا وَاجِبَاتٌ) قَدَّمْنَا فِي أَوَائِلِ كِتَابِ الطَّهَارَةِ الْفَرْقَ بَيْنَ الْفَرْضِ وَالْوَاجِبِ، وَتَقْسِيمَ الْوَاجِبِ إِلَى

==================

[١] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ١٠، ١١، ط: سعيد

[٢] كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ١/ ١١١، ط: رشيدية

[٣] كتاب الطهارة، مطلب في الفرض القطعي والظني، ١/ ٩٥، ط: سعيد

قِسْمَيْنِ أَحَدُهُمَا وَهُوَ أَعْلَاهُمَا يُسَمَّى فَرْضًا عَمَلِيًّا، وَهُوَ مَا يَفُوتُ الْجَوَازُ بِفَوْتِهِ كَالْوِتْرِ: وَالْآخَرُ مَا لَا يَفُوتُ بِفَوْتِهِ، وَهُوَ الْمُرَادُ هُنَا، وَحُكْمُهُ اسْتِحْقَاقُ الْعِقَابِ بِتَرْكِهِ، وَعَدَمُ إِكْفَارِ جَاحِدِهِ، وَالثَّوَابِ بِفِعْلِهِ. وَحُكْمُهُ فِي الصَّلَاةِ مَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُ. [1]

وكذا في البحر الرائق:

(قَوْلُهُ الْوِتْرُ وَاجِبٌ)... كَذَا فِي الْمَبْسُوطِ وَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ فَرْضٌ وَعَنْهُ أَنَّهُ سُنَّةٌ وَوَفَّقَ الْمَشَايِخُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّهُ فَرْضٌ عَمَلًا وَاجِبٌ اعْتِقَادًا سُنَّةٌ ثُبُوتًا وَدَلِيلًا... فِي الْهِدَايَةِ لَهُمَا بِأَنَّهُ لَا يُكَفَّرُ جَاحِدُهُ... وَفِي الظَّهِيرِيَّةِ والولوالجية وَالتَّجْنِيسِ وَغَيْرِهِمَا أَهْلُ قَرْيَةٍ اجْتَمَعُوا عَلَى تَرْكِ الْوِتْرِ أَدَّبَهُمْ الْإِمَامُ وَحَبَسَهُمْ فَإِنْ لَمْ يَمْتَنِعُوا قَاتَلَهُمْ. [2]

وكذا في *فتاوی دار العلوم دیوبند*: كتاب الصلاة، باب الوتر، ٤/ ١٣٧، ط: دار الاشاعت

وكذا في *كتاب المسائل*: کتاب الصلاۃ، نماز کے واجبات، مسائل وتر، ۱/ ۳۱۱، ۴۴۱، ط: قدیمی

دعائے قنوت کے وقت ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کے وقت جو ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، آیا یہ ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھنا کسی حدیث یا نص سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور ہاتھ اٹھانا واجب ہے یا سنت؟

جواب: نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے، اور دعائے قنوت کے لئے کانوں تک ہاتھ اٹھانا اور پھر ہاتھوں کو باندھنا سنت ہے، ہاتھوں کو اٹھانا حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

كذا في المصنف لابن أبي شيبة:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، «أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي قُنُوتِ الْوَتْرِ»... «أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَنَتَ فِي الْوَتْرِ». [3]

وكذا في إعلاء السنن:

عن الأسود عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه كان يقرأ في آخر ركعة من الوتر (قل هو الله أحد)

====================

[1] باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة، ١/ ٤٥٦، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ٦٦، ٦٧، ط: رشيديه

[3] كتاب الصلاة، باب في رفع اليدين في قنوت الوتر، ٦/ ٥٣١، ط: ادارة القرآن

ثم يرفع يديه فيقنت قبل الركعة... قلت فيه ثبوت رفع اليدين للقنوت في الوتر وكذا في التكبير للقنوت في الوتر من فعل ابن مسعود رضي الله عنه. (١)

وفيه أيضا:

وأما السادس فلم أر فقهائنا تعرضوا له خصوصا نعم مقتضى إطلاقهم أن محال الرفع للقنوت وهو يعم قنوت النوازل أيضا أن يرفع يديه عنده ولكن الدليل الذي استدل به الحنفية للرفع في القنوت الوتر لا يعم غيره، بل يختص به وهو أثر إبراهيم النخعي بسند صحيح عند الطحاوي، قال (ترفع الأيدي في سبع مواطن في افتتاح الصلاة، وفي التكبير للقنوت في الوتر). (٢)

وكذا في الهندية:

إِذَا فَرَغَ مِنْ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ فِي جَمِيعِ السَّنَةِ. (٣)

وكذا في الدر المختار مع الشامي:

(وَيُكَبِّرُ قَبْلَ رُكُوعِ ثَالِثَتِهِ رَافِعًا يَدَيْهِ) كَمَا مَرَّ ثُمَّ يَعْتَمِدُ، وَقِيلَ كَالدَّاعِي. (وَقَنَتَ فِيهِ) وَيُسَنُّ الدُّعَاءُ الْمَشْهُورُ، وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ يُفْتَى... (قَوْلُهُ رَافِعًا يَدَيْهِ) أَيْ سُنَّةً إلَى حِذَاءِ أُذُنَيْهِ كَتَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ، وَهَذَا كَمَا فِي الْإِمْدَادِ عَنْ مَجْمَعِ الرِّوَايَاتِ لَوْ فِي الْوَقْتِ. (٤)

وكذا في التاتارخانية:

ثم إذا أراد أن يصلي الوتر كبر وفعل بعد التكبير ما يفعل في سائر الصلاة فإذا فرغ من القراءة في الركعة الثالثة كبر ورفع يديه حذاء أذنيه ويقنت. (٥)

وكذا في *خير الفتاوى*: كتاب الصلاة، فصل في الوتر، ٢/ ٥١٤، ط: امداديه

===================

(١) كتاب الصلاة، أبواب الوتر، باب وجوب القنوت في جميع السنة قبل الركوع، ٦/ ٨٤، ٨٥، ط: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية

(٢) أبواب الوتر، باب وجوب القنوت في جميع السنة، ٦/ ١٢١، ط: ادارة القرآن

(٣) كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ١/ ١١١، ط: رشيديه

(٤) كتاب الصلاة، باب الوتر، ٢/ ٦، ط: سعيد

(٥) كتاب الصلاة، الفصل الثالث عشر في التراويح، مسائل الوتر، ١/ ٤٨٨، ط: قديمي

وکذا في فتاوی محمودیہ: کتاب الصلاۃ، باب الوتر والقنوت، ۷/ ۱۶۳، ط: فاروقیہ

وتر کو عشاء کی نماز سے پہلے پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص وتر کی نماز کو عشاء کی نماز سے پہلے پڑھ لے تواس کی یہ وتر کی نماز درست ہو گئی یادوبارہ ادا کرے گا؟

جواب: وتر کی نماز کو عشاء سے پہلے ادا نہیں کرنا چاہئے اگر کوئی بھول کر ایسا کرے تو اس کی نماز ہو جائے گی اور اگر جان بوجھ کر ایسا کرے تو اس صورت میں دوبارہ وتر پڑھے گا۔

كذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار:

(وَ) وَقْتُ (الْعِشَاءِ وَالْوِتْرِ مِنْهُ إلَى الصُّبْحِ، وَ) لَكِنْ (لَا) يَصِحُّ أَنْ (يُقَدَّمَ عَلَيْهَا الْوِتْرَ) إلَّا نَاسِيًا (لِوُجُوبِ التَّرْتِيبِ) لِأَنَّهُمَا فَرْضَانِ عِنْدَ الْإِمَامِ. [1]

وكذا في الشامية:

الثَّانِي لَوْ صَلَّاهُ قَبْلَهَا، فَإِنْ نَاسِيًا سَقَطَ التَّرْتِيبُ، وَإِنْ عَامِدًا فَهُوَ بَاطِلٌ. [2]

وكذا في الهندية:

وَلَا يُقَدَّمُ الْوِتْرُ عَلَى الْعِشَاءِ لِوُجُوبِ التَّرْتِيبِ لَا لِأَنَّ وَقْتَ الْوِتْرِ لَمْ يَدْخُلْ حَتَّى لَوْ صَلَّى الْوِتْرَ قَبْلَ الْعِشَاءِ نَاسِيًا أَوْ صَلَّاهُمَا فَظَهَرَ فَسَادُ الْعِشَاءِ دُونَ الْوِتْرِ فَإِنَّهُ يَصِحُّ الْوِتْرُ وَيُعِيدُ الْعِشَاءَ وَحْدَهَا. [3]

وكذا في قاضي خان:

ووقت الوتر من حين يصلي العشاء إلى طلوع الفجر. [4]

وکذا في فتاوی دار العلوم زکریا: کتاب الصلاۃ، فصل اول وتر کی نماز کا بیان، ۲/ ۳۵۷، ط: زمزم پبلشرز

==================

[1] كتاب الصلاة، ۱/ ۳۶۱، ط: سعيد

[2] كتاب الصلاة، مطلب في الصلاة الوسطى، ۱/ ۳۶۱، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، ۱/ ۵۱، ط: رشيدية

[4] كتاب الصلاة، باب الأذان، ۱/ ۳۶، ط: اشرفيه

ترکِ قنوت کی وجہ سے رکوع سے قیام کی طرف لوٹنا

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص نمازِ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے پھر کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھے تو اس نماز کا شرعاً حکم کیا ہے؟

اور اگر کسی شخص نے کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھنے کے بعد دوبارہ رکوع کر لیا تو آیا اس صورت میں سجدہ سہو کرنے کی وجہ سے نماز درست ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ دعائے قنوت کے بھول جانے پر رکوع سے قیام کی طرف کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھنا بہتر نہیں ہے، بلکہ آخر میں صرف سجدہ سہو کر لینا کافی ہے، لیکن اگر کسی شخص نے کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھی اور پھر دوبارہ رکوع بھی کیا تو اس صورت میں بھی آخر میں سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی، البتہ بہتر یہ ہے کہ دوبارہ رکوع نہ کرے۔

كذا في الدر المختار:

(وَلَوْ نَسِيَهُ) أَيْ الْقُنُوتَ (ثُمَّ تَذَكَّرَهُ فِي الرُّكُوعِ لَا يَقْنُتُ) فِيهِ لِفَوَاتِ مَحَلِّهِ (وَلَا يَعُودُ إلَى الْقِيَامِ) فِي الْأَصَحِّ لِأَنَّ فِيهِ رَفْضَ الْفَرْضِ لِلْوَاجِبِ (فَإِنْ عَادَ إلَيْهِ وَقَنَتَ وَلَمْ يُعِدْ الرُّكُوعَ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ) لِكَوْنِ رُكُوعِهِ بَعْدَ قِرَاءَةٍ تَامَّةٍ (وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ). (۱)

وكذا في التاتارخانية:

وأما السهو في القنوت إن ترك القنوت ساهيا ثم تذكر بعد ما سجد لا يعود إلى القيام... وكذلك إذا تذكر... في الركوع هل يعود إلى القيام... المختار أنه لا يعود ويسجد للسهو. (۲)

وكذا في البحر الرائق:

إذَا نَسِيَ الْقُنُوتَ حَتَّى رَكَعَ ثُمَّ تَذَكَّرَ فَإِنْ كَانَ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْ الرُّكُوعِ لَا يَعُودُ وَسَقَطَ عَنْهُ الْقُنُوتُ وَإِنْ تَذَكَّرَهُ فِي الرُّكُوعِ فَكَذَلِكَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ كَمَا فِي الْبَدَائِعِ وَصَحَّحَهُ فِي الْخَانِيَّةِ... فَإِنْ عَادَ إلَى الْقِيَامِ وَقَنَتَ وَلَمْ يُعِدْ الرُّكُوعَ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ. (۳)

==================

(۱) كتاب الصلاة، باب الوتر، ۲/ ۹، ۱۰، ط: سعيد

(۲) كتاب الصلاة، الفصل السابع عشر في سجود السهو، نوع آخر في بيان ما يجب به سجود السهو، ۱/ ۵۲۲، ط: قديمي

(۳) كتاب الصلاة، باب الوتر والنفل، ۲/ ۷۵، ط: رشيدية

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:

(ولو نسيه) أي القنوت (ثم تذكره في الركوع لا يقنت فيه) لفوات محله لأنه لم يشرع إلا في محض القيام فلا يتغد إلى ما هو قيام من وجه دون وجه وهو الركوع (ولا يعود القيام) في الأصح لأن فيه رفض الفرض للواجب... أراد أنه لا يأتي بالقنوت بعد الركوع... (فإن عاد إليه وقنت لم يعد الركوع لم تفسد صلاته) لكون ركوعه بعد قراءة تامة (وسجد للسهو).[1]

وكذا في فتاوی دارالعلوم دیوبند: كتاب الصلاة، الباب الثامن في الوتر والنوافل، ٤/ ١٢٦، ط: دار الاشاعت

وكذا في نجم الفتاوی: كتاب الصلاة، فصل في الوتر، ٢/ ٤٤٥، ٤٤٦، ط: ياسين القرآن

تراویح اور وتر کے درمیان نفل پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ نماز تراویح اور وتر کے درمیان نفل پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز تراویح اور وتر کے درمیان نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔

كذا في الدر المختار:

(يَجْلِسُ) نَدْبًا (بَيْنَ كُلِّ أَرْبَعَةٍ بِقَدْرِهَا وَكَذَا بَيْنَ الْخَامِسَةِ وَالْوِتْرِ) وَيُخَيَّرُونَ بَيْنَ تَسْبِيحٍ وَقِرَاءَةٍ وَسُكُوتٍ وَصَلَاةٍ فُرَادَى.[2]

وكذا في البحر الرائق:

وَقَدْ قَالُوا أَنَّهُمْ مُخَيَّرُونَ فِي حَالَةِ الْجُلُوسِ إنْ شَاءُوا سَبَّحُوا وَإِنْ شَاءُوا قَرَءُوا الْقُرْآنَ وَإِنْ شَاءُوا صَلُّوا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فُرَادَى وَإِنْ شَاءُوا قَعَدُوا سَاكِتِينَ وَأَهْلُ مَكَّةَ يَطُوفُونَ أُسْبُوعًا وَيُصَلُّونَ رَكْعَتَيْنِ وَأَهْلُ الْمَدِينَةِ يُصَلُّونَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فُرَادَى وَبِهَذَا عُلِمَ أَنَّهُ لَوْ قَالَ (بِانْتِظَارٍ بَعْدَ كُلِّ تَرْوِيحَةٍ) بَدَلَ قَوْلِهِ (بِجِلْسَةٍ) لَكَانَ أَوْلَى.[3]

==================

[1] كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ١/ ١٢٣، ط: قديمي

[2] كتاب الصلاة، صلاة التراويح، ٢/ ٤٦، ط: سعيد

[3] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ٢/ ١٢٢، ط: رشيدية

وکذا في غنية المستملي:

قوله (فيجلس بين كل ترويحتين مقدار ترويحة) أي بين كل أربع ركعات وأربع ركعات مقدار أربع ركعات وكذا بين الآخرة والوتر وليس المراد حقيقة الجلوس بل المراد الانتظار وهو مخير فيه إن شاء جلس ساكتا وإن شاء هلل أو سبح أو قرأ أو صلى نافلة منفردا أو هذا الانتظار مستحب لعادة أهل حرمين فإن عادة أهل مكة أن يطوفوا بعد كل أربع أسبوع ويصلوا ركعتي الطواف وعادة أهل المدينة أن يصلوا أربع ركعات وقد روى البيهقي بإسناد صحيح أنه كانوا يقومون على عهد عمر يعني بين كل ترويحتين... ومقدار ذلك الفصل وهو مقدار ترويحة فكان مستحبا لأن ما رآه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن. [1]

وکذا في فتاوی دار العلوم دیوبند: كتاب الصلاة، فصل نماز تراویح، ۴/ ۲۱۴، ط: دار الاشاعت

وکذا في فتاوی حقانیہ: كتاب الصلاة، باب السنن والنوافل، ٣/ ٢٥٢، ط: حقانيه

==================

[1] كتاب الصلاة، باب صلاة التراويح، ٢/ ٣٥٠، ط: نعمانيه